درود وسلام

کے فضائل و احکام

مصنف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصلاح واضافہ شدہ جدیدایڈیشن

درُودوسلام

کے

فضائل واحکام

مسنون وماثوردرودوسلام کے عظیم ُالشان فضائل وفوائد،درودوسلام کے مخصوص مواقع اوران کی فضیلت واہمیت،درودوسلام کے متعلق شرعی احکام،اور منکرات درودوسلام کے مسنون وماثورصیغے اورغیرمسنون صیغوں وطریقوں کی نشاندہی اوردرودوسلام سے متعلق بعض احادیث وروایات کی اسنادی حیثیت پرکلام

مصنف

مفتی محمدرضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

نام کتاب: درود وسلام کے فضائل واحکام

مصنف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اول: ربیع الآخر/۱۴۳۱ھ مارچ 2010ء، طباعتِ دوم: ذوالقعدہ/۱۴۳۶ھ اگست 2015ء

صفحات: ۳۶۸

ملنے کے پتے

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(از مؤلف)

بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ .

انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم اور خاص کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کی طرف سے درود و سلام پیش کرنا ایک اہم عبادت ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو قرآن مجید میں حکم فرمایا ہے، اوراحادیث میں اس پر عظیمُ الشان اجر وانعام کے وعدہ کا ذکر آیا ہے۔

درودوسلام کی عبادت کی گونا گوں خصوصیات کی وجہ سے اُمّت کے علماء واہلِ علم اس عبادت کی طرف لوگوں کو راغب ومتوجہ کرنے کے لئے مستقل مضامین و رسائل تحریر وتصنیف فرماتے رہے ہیں۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر دور کے تقاضے اور حالات دوسرے دور سے کچھ مختلف ہوا کرتے ہیں، ان تقاضوں اور حالات کے پیشِ نظر متعلقہ موضوع کے مختلف مثبت ومنفی پہلوؤں کو واضح اور منقح کرنے کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے۔

اور موجودہ دور میں جبکہ ہر شعبۂ زندگی میں افراط وتفریط، بے اعتدالی اور دین وشریعت کے احکام میں کمی وزیادتی دیکھنے میں آ رہی ہے۔

ضرورت تھی کہ درودوسلام کی عظیم الشان عبادت کے اہم پہلوؤں کا موجودہ حالات کی روشنی میں جائزہ لیا جائے اور اس موضوع میں پائی جانے والی بے اعتدالیوں، خاص کر مسنون وماثور درودوسلام کے مقابلہ میں غیر مسنون وغیر ماثور درودوسلام کی نشاندہی کر کے اعتدال اور سنت والے پہلوؤں کو واضح کیا جائے۔

بندہ نے اسی غرض سے کچھ عرصہ قبل ''درودوسلام کے فضائل واحکام'' کے عنوان سے ایک رسالہ مرتب کیا تھا، جس میں اس موضوع سے متعلق قرآن وسنت کی معتبر ومستند تعلیمات و

ہدایات کی روشنی میں فضائل ومسائل اور منکرات وبے اعتدالیوں کو واضح کیا گیا تھا۔

اس رسالہ کی ابتدائی تالیف کے دوران ممکنہ حد تک اس بات کا اہتمام کیا گیا تھا کہ اس وقت جن کتب کا ذخیرہ میسر تھا، ان کی طرف مراجعت کرنے سے درودوسلام سے متعلق جو ذخیرہ مستند و معتبر معلوم ہوا، اس کو تو اس رسالہ کا حصہ بنا دیا گیا تھا، اور جو مستند و معتبر معلوم نہ ہوا، اس سے تعرض نہیں کیا گیا تھا، اگرچہ اس طرح کے مواد کو متعدد اہلِ علم نے کیوں نہ لیا ہو، مگر اس رسالہ کی اشاعت کے بعد بعض حضرات کی طرف سے درودوسلام سے متعلق مختلف احادیث وروایات کو اس کتاب میں شامل کرنے اور بصورتِ دیگر ان کی اسنادی حیثیت پر روشنی ڈالنے کی خواہش ظاہر ہوئی کہ اگر ان کی اسنادی حیثیت مضبوط یا معتبر نہ ہو، تو حقیقتِ حال سے واقفیت حاصل ہو۔

اس لئے اس رسالہ کا جب پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا، تو دوسرے ایڈیشن کی طباعت سے پہلے بندہ نے اس مکمل رسالہ کی نظرِ ثانی کی، اور جہاں جزوی طور پر حذف واضافہ یا اصلاح وحوالہ کی ضرورت محسوس ہوئی، اس ضرورت کو بھی پورا کیا، اور ساتھ ہی درودوسلام سے متعلق غیر مستند، کمزور یا غیر معتبر و ناقابلِ اعتبار مواد پر کام کر کے اس کو بھی بطورِ ضمیمہ کے شامل کیا، جس کے نتیجہ میں وہ سابقہ رسالہ ایک کتاب کی شکل اختیار کر گیا، جس کو اب شائع کیا جا رہا ہے۔

پہلے رسالہ کی اشاعت کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہٗ کی طرف سے جو رائے عالی موصول ہوئی تھی، وہ بھی شائع کی جا رہی ہے، لیکن چونکہ وہ رائے ضمیمہ کے اضافہ سے قبل کی ہے، اس لئے اس کو ضمیمہ سے پہلے حصہ میں ہی شائع کیا جا رہا ہے، اب بندہ کے نزدیک درودوسلام سے متعلق یہ مجموعہ کافی حد تک معتبر و مستند اور ایک جامع ذخیرہ ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اور تمام مؤمنین و مؤمنات اور مسلمین ومسلمات کی ہدایت اور فلاحِ دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ محمد رضوان

۲۱/ شعبان المعظم/ ۱۴۳۶ھ 9/ جون/ 2015ء، بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

(مقدمہ)

صلاۃ وسلام کے معنیٰ کی تحقیق

صلاۃ کے معنیٰ کی تحقیق

اردو زبان میں جس عمل کو ''درود'' کہا جاتا ہے، عربی میں اس کو ''صلاۃ'' کہا جاتا ہے، اور لفظِ ''صلاۃ'' کے لغت (DICTIONARY) میں معنیٰ ''دعاء'' کے آتے ہیں۔

اور اللہ کے نبی کی شان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود کا مطلب رحمتِ خاص نازل فرمانا ہے، اور بندوں کی طرف سے درود کا مطلب اللہ تعالیٰ سے اس رحمتِ خاص کی دعاء کرنا ہے۔ [1]

اور رحمتِ خاص سے ایسی رحمت مراد ہے، جس میں نبی کی تعریف وتعظیم بھی پائی جاتی ہو، کیونکہ عام رحمت تو اللہ تعالیٰ ہر بندے پر اس کے حسبِ حال نازل فرماتے ہی رہتے ہیں،

---

[1] اور قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ''صلاۃ'' کا لفظ نماز کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے، لیکن یہ اس وقت ہماری بحث سے خارج ہے۔

ملحوظ رہے کہ بعض حضرات نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کے لئے درود کا مطلب نبی کی تعریف وتعظیم بیان کیا ہے، اور ہم نے جو رحمتِ خاص کی قید لگائی، اس میں یہ تعریف وتعظیم بھی داخل ہے۔ کما سیجیئ.

والصلاة فی اللغة :الدعاء ، قال الله تعالى" :وصل علیهم "أی ادع لهم، وفی الشریعة اسم لأفعال مخصوصة من قیام ورکوع وسجود وقعود ودعاء وثناء .وقیل فی قوله تعالى "إن الله وملائكته یصلون على النبی "الآیة إن الصلاة من الله فی هذه الآیة الرحمة ومن الملائكة الاستغفار، ومن المؤمنین :الدعاء (تفسیر البغوی، ج ۱ ص ۸۵، تحت رقم الآیة ۲ من سورة البقرة)

قوله عز وجل :(هو الذی یصلی علیکم وملائکته) فإن الصلاة من الله هی الرحمة ومن العباد الدعاء (أحكام القرآن للجصاص، ج۳ص ۴۷۲، تحت رقم الآیة ۴۳ من سورة الاحزاب)

الصلاة من الله هی الرحمة ومن العباد الدعاء ، وقد تقدم ذکره(أحكام القرآن للجصاص، ج۳ص ۴۸۴، تحت رقم الآیة ۵۶ من سورة الاحزاب)

بلکہ درود وسلام پڑھنے والے پر بھی نازل فرماتے ہیں۔ ۱؎

۱؎ الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم:
المقصود بالصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم :الدعاء له بصيغة مخصوصة والتعظيم لأمره .قال القرطبى :الصلاة على النبى من الله : رحمته، ورضوانه، وثناؤه عليه عند الملائكة، ومن الملائكة : الدعاء له والاستغفار، ومن الأمة :الدعاء له، والاستغفار، والتعظيم لأمره (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷،ص ۲۳۴ ،مادة،الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم)
وأولى الأقوال ما تقدم عن أبى العالية أن معنى صلاة الله على نبيه ثناؤه عليه وتعظيمه وصلاة الملائكة وغيرهم عليه طلب ذلك له من الله تعالى والمراد طلب الزيادة لا طلب أصل الصلاة وقيل صلاة الله على خلقه تكون خاصة وتكون عامة فصلاته على أنبيائه هى ما تقدم من الثناء والتعظيم وصلاته على غيرهم الرحمة فهى التى وسعت كل شىء ونقل عياض عن بكر القشيرى قال الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم من الله تشريف وزيادة تكرمة وعلى من دون النبى رحمة وبهذا التقرير يظهر الفرق بين النبى صلى الله عليه وسلم وبين سائر المؤمنين حيث قال الله تعالى إن الله وملائكته يصلون على النبى وقال قبل ذلك فى السورة المذكورة هو الذى يصلى عليكم وملائكته ومن المعلوم أن القدر الذى يليق بالنبى صلى الله عليه وسلم من ذلك أرفع مما يليق بغيره والإجماع منعقد على أن فى هذه الآية من تعظيم النبى صلى الله عليه وسلم والتنويه به ما ليس فى غيرها وقال الحليمى فى الشعب معنى الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم تعظيمه فمعنى قولنا اللهم صل على محمد عظم محمدا والمراد تعظيمه فى الدنيا بإعلاء ذكره وإظهار دينه وإبقاء شريعته وفى الآخرة بإجزال مثوبته وتشفيعه فى أمته وإبداء فضيلته بالمقام المحمود وعلى هذا فالمراد بقوله تعالى صلوا عليه ادعوا ربكم بالصلاة عليه انتهى ولا يعكر عليه عطف آله وأزواجه وذريته عليه فإنه لا يمتنع أن يدعى لهم بالتعظيم إذ تعظيم كل أحد بحسب ما يليق به وما تقدم عن أبى العالية أظهر فإنه يحصل به استعمال لفظ الصلاة بالنسبة إلى الله وإلى ملائكته وإلى المؤمنين المأمورين بذلك بمعنى واحد ويؤيده أنه لا خلاف فى جواز الترحم على غير الأنبياء واختلف فى جواز الصلاة على غير الأنبياء ولو كان معنى قولنا اللهم صل على محمد اللهم ارحم محمدا أو ترحم على محمد لجاز لغير الأنبياء وكذا لو كانت بمعنى البركة وكذا الرحمة لسقط الوجوب فى التشهد عند من يوجبه بقول المصلى فى التشهد السلام عليك أيها النبى ورحمة الله وبركاته ويمكن الانفصال بأن ذلك وقع بطريق التعبد فلا بد من الإتيان به ولو سبق الإتيان بما يدل عليه قوله على محمد وعلى آل محمد كذا وقع فى الموضعين فى قوله صل وفى قوله وبارك ولكن وقع فى الثانى وبارك على آل إبراهيم ووقع عند البيهقى من وجه آخر عن آدم شيخ البخارى فيه على إبراهيم ولم يقل على آل إبراهيم وأخذ البيضاوى من هذا أن ذكر الآل فى رواية الأصل مقحم كقوله على آل أبى أوفى قلت والحق أن ذكر محمد وإبراهيم وذكر آل محمد وآل إبراهيم ثابت فى أصل الخبر وإنما حفظ بعض الرواة ما لم يحفظ الآخر وسأبين من ساقه تاما بعد قليل (فتح البارى لابنِ حجر، ج ۱۱ ص ۱۵۶ ،كتاب الدعوات، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه و سلم)

سلام کے معنیٰ کی تحقیق

لفظِ ''سلام'' سلامتی کے معنیٰ میں ہے، اوراس سے مراد نقائص، عیوب اور آفتوں سے سالم رہنا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سلام کا مطلب یہ ہے کہ نقائص، اور آفتوں سے سلامتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے (معارف القرآن عثمانی، بتغیر ج۷ص۲۲۲)[1]

اور بندوں کی طرف سے انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم پر جو سلام پیش کیا جاتا ہے، اس کی

---

[1] صاحبِ روح المعانی وغیرہ نے سلام کے معنیٰ میں تین وجوہات ذکر کر کے مندرجہ بالا وجہ کو ہی ترجیح دی ہے۔

وفی معنی السلام علیک ثلاثة أوجه.

أحدها: السلامة من النقائص والآفات لک ومعک أی مصاحبة وملازمة فیکون السلام مصدرا بمعنی السلامة کاللذاذ واللذاذة والملام والملامة ولما فی السلام من الثناء عدی بعلی لا لاعتبار معنی القضاء أی قضی الله تعالی علیک السلام کما قیل لأن القضاء کالدعاء لا یتعدی بعلی للنفع ولا لتضمنه معنی الولایة والاستیلاء لبعده فی هذا الوجه.

ثانیها: السلام مداوم علی حفظک ورعایتک ومتول له وکفیل به ویکون السلام هنا اسم الله تعالی، ومعناه علی ما اختاره ابن فورک وغیره من عدة أقوال ذو السلامة من کل آفة ونقیصة ذاتا وصفة وفعلا، وقیل :إذا أرید بالسلام ما هو من أسمائه تعالی فالمراد لا خلوت من الخیر والبرکة وسلمت من کل مکروه لأن اسم الله تعالی إذا ذکر علی شیء أفاده ذلک.

وقیل :الکلام علی هذا التقدیر علی حذف المضاف أی حفظ الله تعالی علیک والمراد الدعاء بالحفظ.

وثالثها : الانقیاد علیک علی أن السلام من المسالمة وعدم المخالفة، والمراد الدعاء بأن یصیر الله تعالی العباد منقادین مذعنین له علیه الصلاة والسلام ولشریعته وتعدیته بعلی قیل :لما فیه من الإقبال فإن من انقاد لشخص وأذعن له فقد أقبل علیه.

والأرجح عندی هو الوجه الأول، وقیل :معنی سلموا تسلیما انقادوا لأوامره صلی الله علیه وسلم انقیادا وهو غیر بعید إلا أن ظواهر الأخبار والآثار تقتضی المعنی السابق وکأنه لذلک ذهب إلیه الأکثرون، والجملة صیغة خبر معناها الدعاء بالسلامة وطلبها منه تعالی لنبیه صلی الله علیه وسلم(روح المعانی للألوسی ،ج ۱۱ ص ۲۵۵ ،تحت رقم الآیة ۵۶ من سورة الاحزاب)

والسلام :مصدر بمعنی السلام .أی :السلام من النقائص والآفات ملازمة لک . والتعبیر بالجملة الاسمیة فی صدر الآیة ، للإشعار بوجوب المداومة والاستمرار علی ذلک(التفسیر الوسیط للطنطاوی،ج ۱۱ ص۲۴۳،۲۴۴، تحت رقم الآیة ۵۶ من سورة الاحزاب)

حیثیت تعظیم وشرافت کی ہے، کہ اس سلام کے ذریعہ سے بندۂ مؤمن نبی کی تعظیم وشرافت کا اظہار اور نبی کی اتباع کا اقرار کرتا ہے۔

اور اس سلام کو ''سلامِ مرسلین'' کہا جاتا ہے، جس کا ذکر سورہ صافات کی اس آیت میں ہے کہ:

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ(سورة الصافات رقم الآية ١٨١)

ترجمہ: اور سلام ہے رسولوں پر (سورہ صافات)

قرآن مجید میں اور بھی کئی جگہ مختلف رسولوں پر سلام کا ذکر آیا ہے۔ [1]

اور بطورِ خاص نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سلام پیش کیا جاتا ہے، اس کی فضیلت واہمیت اور بھی زیادہ ہے، کیونکہ اس کا اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ سورۂ احزاب میں مؤمنوں کو حکم فرمایا ہے، اور احادیث میں اس کے مختلف فضائل آئے ہیں (جن کا ذکر آگے آتا ہے)

اور جس سلام کا ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان سے ملاقات (یا قبر پر حاضری) کے وقت حکم ہے، اس کو ''سلامِ مسلمین'' یا ''سلامِ تحیۃ'' کہا جاتا ہے۔ [2]

---

[1] چنانچہ سورہ صافات میں حضرت نوح علیہ السلام پر سلام کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ:
سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ(سورة صافات رقم الآية ٧٩)
اور سورہ صافات میں ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سلام کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ:
سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ (ايضاً رقم الآية ١٠٩)
اور اسی سورت میں حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام پر سلام کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ:
سَلَامٌ عَلَى مُوسَى وَهَارُونَ (ايضاً رقم الآية ١٢٠)
اور ایک مقام پر سورہ صافات میں ہی حضرت ال یاسین علیہ السلام پر سلام کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ:
سَلَامٌ عَلَى إِلْ يَاسِينَ (ايضاً رقم الآية ١٣٠)

[2] پھر ''سلامِ مسلمین'' کے کچھ درجات ہیں، جو باہم متفاوت ہیں، ایک درجہ عام مسلمانوں سے متعلق ہے، اور ایک صالحین ومتقین سے متعلق ہے، پھر ان میں بھی درجات متفاوت ہیں۔
اور سلام علی الملائک بھی اسی قبیل سے ہے، جیسا کہ حضرت جبریل ومیکائیل وغیرہ کے ساتھ ''علیہ السلام'' کا اطلاق کیا جاتا ہے، اور ملائکہ سے کیونکہ انسانوں کا عام حالات میں حسی خطاب نہیں ہوا کرتا، اس لئے ان کے لئے سلامِ تحیۃ میں حاضر سے غائب کی ضمیر کی طرف عدول کیا جاتا ہے۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ملاقات کے وقت ''سلامِ تحیۃ'' کرتا ہے، تو احادیث کی رُو سے صرف ''السلام علیکم'' کے الفاظ سے دس نیکیاں اور ''ورحمۃ اللہ'' کے اضافہ سے مزید

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

سلامِ تحیۃ للاحیاء کا حکم سورہ نساء کی اس آیت میں ہے کہ:

واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن منهآ او ردوها(سورة نسآء رقم الآية ٨٦)

اور سلامِ تحیۃ للاموات کا حکم درج ذیل احادیث میں ہے کہ:

عن عائشة، أنها قالت :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم -كلما كان ليلتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم -يخرج من آخر الليل إلى البقيع، فيقول :السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وأتاكم ما توعدون غدا، مؤجلون، وإنا، إن شاء الله، بكم لاحقون، اللهم، اغفر لأهل بقيع الغرقد(مسلم، رقم الحديث ٩٧٤ "١٠٢")

عن أبي هريرة :أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -خرج إلى المقبرة، فقال" :السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون(سنن ابى داوٗد، رقم الحديث ٣٢٣٧،باب ما يقول إذا أتى المقابر أو مر بها)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح(حاشية ابى داوٗد)

عن سليمان بن بريدة،عن أبيه، قال :كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يعلمهم إذا خرجوا إلى المقابر، كان قائلهم يقول " :السلام عليكم أهل الديار من المؤمنين والمسلمين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون، نسأل الله لنا ولكم العافية (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ١٥٤٧)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح(حاشية سنن ابنِ ماجه)

عن عبد الله بن عمرو، عن أبي مويهبة، مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم من جوف الليل، فقال " :يا أبا مويهبة، إني قد أمرت أن أستغفر لأهل البقيع فانطلق معي "، فانطلقت معه، فلما وقف بين أظهرهم قال : "السلام عليكم يا أهل المقابر(مسند احمد، رقم الحديث ١٥٩٩٧)

قال شعيب الارنؤوط:حديث صحيح في استغفاره لأهل البقيع واختياره لقاء ربه، وهذا إسناد ضعيف لجهالة عبد الله بن عمر العبلي -وهو من بني العبلات -فقد روى عنه ابن إسحاق، وذكره ابن حبان في "الثقات"، وهو من رجال "التعجيل"، ولجهالة عبيد بن جبير كما ذكرنا في الرواية السابقة .وبقية رجاله ثقات(حاشية مسند احمد)

حدثنا يحيى بن آدم ، عن زهير ، عن موسى بن عقبة ، أنه رأى سالم بن عبد الله لا يمر بليل ، ولا نهار بقبر إلا سلم عليه ونحن مسافرون معه يقول السلام عليكم فقلت له في ذلك فأخبرنيه ، عن أبيه ، أنه كان يصنع ذلك (مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ١١٩٠٨)

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

دس نیکیاں اور ''وبرکاتہ'' کے اضافہ سے مزید دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں، اس طرح ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' سے مجموعی طور پر تیس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اور قرآن مجید میں ایک اور سلام کا بھی ذکر ہے، جس کو ''سلامِ متارکہ ومباعدۃ'' کہا جاتا ہے۔

چنانچہ سورہ فرقان میں ارشاد ہے کہ:

وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا(سورة فرقان رقم الآية ٦٣)

اور سورہ قصص میں ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ (سورة القصص رقم الآية ٥٥)

اور سورہ زخرف میں ارشاد ہے کہ:

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (سورة زخرف رقم الآية ٨٩)

اور سورہ مریم میں ارشاد ہے کہ:

قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا(سورة مريم رقم الآية ٤٧)

(قال سلام عليك) لم يعارضه إبراهيم عليه السلام بسوء الرد، لأنه لم يؤمر بقتاله على كفره. والجمهور على أن المراد بسلامه المسالمة التي هي المتاركة لا التحية، قال الطبرى :معناه أمنة مني لك .وعلى هذا لا يبدأ الكافر بالسلام .وقال النقاش :حليم خاطب سفيها، كما قال ":وإذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما "وقال بعضهم في معنى تسليمه :هو تحية مفارق، وجوز تحية الكافر وأن يبدأ بها(تفسير القرطبي، ج ١١ ص ١١٢، سورة مريم)

قال ابراهيم عليه السلام سلام عليك سلام توديع ومتاركة مقابلة للسيئة بالحسنة كما هو داب الحليم في مقابلة السفيه كما قال الله تعالى وإذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما اى سلمت مني لا اصيبك بمكروه(التفسير المظهري، ج٦ ص ١٠٠، سورة مريم)

قال استئناف كما سلف سلام عليك توديع ومتاركة على طريقة مقابلة السيئة بالحسنة فإن ترك الإساءة للمسيء إحسان أي لا أصيبك بمكروه بعد ولا أشافهك بما يؤذيك، وهو نظير ما في قوله تعالى لنا أعمالنا ولكم أعمالكم سلام عليكم لا نبتغي الجاهلين في قوله، وقيل :هو تحية مفارق(روح المعاني، ج٨ص ٤١٧، سورة مريم)

قال إبراهيم لأبيه :سلام عليك كما قال تعالى في صفة المؤمنين :وإذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما .وقال تعالى :وإذا سمعوا اللغو أعرضوا عنه وقالوا لنا أعمالنا ولكم أعمالكم سلام عليكم لا نبتغي الجاهلين .ومعنى قول إبراهيم لأبيه سلام عليك يعني أما أنا فلا ينالك مني مكروه ولا أذى وذلك لحرمة الأبوة(تفسير ابنِ كثير، ج٥ص ٢٠٩، سورة مريم)

[1] عن عمران بن حصين، أن رجلا جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال :السلام عليكم، قال :قال النبي صلى الله عليه وسلم :عشر ثم جاء آخر فقال :السلام عليكم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ''سلامِ مرسلین'' جس کا درجہ ''سلامِ مسلمین وسلامِ تحیۃ'' سے کہیں زیادہ اعلیٰ وافضل ہے، اس پر ملنے والا اجر وانعام کس قدر ہوگا؟ اس کا اندازہ ہر شخص خود ہی لگا سکتا ہے۔

اور جو سلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے، اس کے احادیث میں اور بھی بہت زیادہ فضائل آئے ہیں، جن کا ذکر آگے آتا ہے، مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنے والے پر اللہ تعالیٰ سلامتی نازل فرماتا ہے، اور فرشتے سلامتی کی دعاء کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

اور ہمارا موضوع اس وقت ''سلامِ مرسلین'' اور بطورِ خاص ''سلامِ نبی'' ہے، نہ کہ عام ''سلامِ مسلمین'' و ''سلامِ تحیۃ''۔

نبی کے لئے درود وسلام کی جو حقیقت بیان کی گئی ہے، آئندہ آنے والے صفحات میں اسی درود وسلام کے فضائل واحکام سے متعلق تفصیل ذکر کی جارہی ہے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ورحمة الله، فقال النبی صلی الله علیه وسلم :عشرون .ثم جاء آخر فقال :السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته، فقال النبی صلی الله علیه وسلم :ثلاثون :(ترمذی، رقم الحدیث ۲۶۸۹، کتاب الاستئذان والآداب عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ،باب ما ذکر فی فضل السلام)

قال الترمذی:هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه وفی الباب عن علی، وأبی سعید، وسهل بن حنیف (سنن الترمذی)

و قال القاری: هکذا تکون الفضائل أی تزید المثوبات بکل لفظ یزیده المسلم(مرقاة، کتاب الآداب، باب السلام)

(پہلا باب)

درود وسلام کے عظیمُ الشَّان فضائل وفوائد

درود وسلام دراصل بندہ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم اور اطاعت وتابعداری کے اظہار اور نبی کے حق کی ادائیگی کا ایک طریقہ ہے، اور اسی وجہ سے درود وسلام ایک عظیمُ الشان عبادت ہے، اور اس کے مختلف فضائل اور فوائد قرآن وسنت سے معلوم ہوتے ہیں۔

آگے قرآن وسنت کی روشنی میں درود اور اس کے ضمن میں سلام کے فضائل وفوائد اور اہمیت وتاکید کو بیان کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں درود وسلام کا حکم

سب سے پہلے قرآن مجید کی وہ آیت پیش کی جاتی ہے، جس میں درود اور سلام دونوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو حکم ہے۔

چنانچہ سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا(سورة الاحزاب ،رقم الآية ٥٦)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، اے ایمان والو! تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو (سورہ احزاب)

اس آیت سے اصل مقصود مسلمانوں کو یہ حکم دینا تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجا کریں، مگر اس حکم کو اس طرح بیان فرمایا گیا کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے خود اپنی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود کے عمل کا ذکر فرمایا، اس کے

بعد مسلمانوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درودوسلام کا حکم فرمایا، تاکہ معلوم ہوجائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جس عمل کا حکم مسلمانوں کو دیا جارہا ہے، وہ اتنا عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے بھی وہ عمل انجام دیتے ہیں، تو مسلمانوں کو تو اس عمل کا بڑا اہتمام کرنا چاہئے، کیونکہ ان پررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم احسانات ہیں۔

اوراس آیت سے درود بھیجنے والوں کی یہ فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کواس عمل میں شریک فرمالیا، جوعمل اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے بھی سرانجام دیتے ہیں (معارف القرآن ج۷ص۲۲۱بتغیر) [1]

اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ بھی درود بھیجتے ہیں، تو بندوں کے درود کی کوئی ضرورت نہیں تھی، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا احسان وانعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کوبھی اس عظیم عمل کا شرف عطافرمادیا۔ [2]

---

[1] لا خلاف بين الفقهاء فی مشروعية الصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم، للأمر بها، قال تعالى :(إن الله وملائكته يصلون على النبی يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما) قال ابن كثير فی تفسير الآية : المقصود من هذه الآية :أن الله -سبحانه وتعالى -أخبر عباده بمنزلة عبده ونبيه عنده فی الملأ الأعلى؛ بأنه يثنی عليه عند الملائكة المقربين، وأن الملائكة تصلی عليه .ثم أمر جل شأنه بالصلاة والتسليم عليه؛ ليجتمع الثناء عليه من أهل العالمين :السفلی والعلوی جميعا، وجائت الأحاديث المتواترة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالأمر بالصلاة عليه، وكيفية الصلاة عليه.

فقد روى البخاری عند تفسير هذه الآية :قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم :يا رسول الله، أما السلام عليک فقد عرفناه، فكيف نصلی عليک؟ قال :قولوا :اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، كما صليت على آل إبراهيم، إنک حميد مجيد، اللهم بارک على محمد، وعلى آل محمد، كما باركت على آل إبراهيم، إنک حميد مجيد (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷، ص ۲۳۴ و ۲۳۵ ،مادة،الصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم)

[2] قال (إن الله وملائكته يصلون على النبی)بلفظ المضارع المفيد للاستمرار التجددی مع الافتتاح بالجملة الاسمية المفيدة للتوكيد وابتدائها بإن لزيادة التوكيد، وهذا دليل على أنه سبحانه لا يزال مصليا على رسوله -صلى الله عليه وسلم -ثم امتن سبحانه على عباده المؤمنين حيث أمرهم بالصلاة أيضا ليحصل لهم بذلک زيادة فضل وشرف وإلا فالنبی -صلى الله عليه وسلم -مستغن بصلاة ربه سبحانه وتعالى عليه(ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۲۰، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة)

سورہ احزاب کی مذکورہ آیت کے اندازِ کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درودوسلام اچھے طریقہ پر پڑھنا چاہئے۔ [1]

اوراسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْسِنُوْا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ (سنن ابنِ ماجه) [2]

ترجمہ: جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو، تو اچھے طریقہ سے درود بھیجو (ابن ماجہ)

سورہ احزاب کی مذکورہ آیت کی روشنی میں متعدد فقہاء واہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ مسلمان پر زندگی میں کم ازکم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے، خواہ نماز میں پڑھ لیا جائے، یا غیر نماز میں، اُس سے اس آیت کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے، وہ الگ بات ہے کہ دوسرے مواقع پر درود شریف پڑھنا سنت و مستحب اور انتہائی فضیلت کا باعث ہے۔

اوراحادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک آئے،

---

[1] ونقل عن جمع من الصحابة ومن بعدهم أن كيفية الصلاة عليه صلى الله تعالى عليه وسلم لا يوقف فيها مع المنصوص وأن من رزقه الله تعالى بيانا فأبان عن المعانى بالألفاظ الفصيحة المبانى الصريحة المعانى مما يعرب عن كمال شرفه صلى الله تعالى عليه وسلم وعظيم حرمته فله ذلك واحتج له بما أخرجه عبدالرزاق وعبد بن حميد وإبن ماجه وإبن مردويه عن إبن مسعود رضى الله تعالى عنه قال :إذا صليتم على النبى فأحسنوا الصلاة عليه فإنكم لا تدرون لعل ذلك يعرض عليه قالوا :فعلمنا قال :قولوا اللهم أجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك على سيد المرسلين وإمام المتقين وخاتم النبيين محمد عبدك ورسولك إمام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة اللهم ابعثه مقاما محمودا يغبطه به الأولون والآخرون اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وآل إبراهيم إنك حميد مجيد .

وفى قوله سبحانه :صلوا عليه وسلموا تسليما رمز خفى فيما أرى إلى مطلوبية تحسين الصلاة عليه عليه الصلاة و السلام حيث أتى به كلاما يصلح أن يكون شطرا من البحر الكامل فتدبره فأنى أظن أنه نفيس (روح المعانى للألوسى ،ج ١١ ص ٢٥٩، تحت رقم الآية ٥٦ من سورة الاحزاب)

[2] رقم الحديث ٩٠٦، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيه ، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم .

قال شعيب الارنؤوط:حديث صحيح (حاشية سنن ابنِ ماجه)

تو کلام کرنے اور سننے والے پر اس وقت درود واجب ہوجاتا ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ [1]

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

مَا مِنْ نَجْمٍ فَجْرٍ يَطْلُعُ إِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ حَتّٰى يَحُفُّوْا بِالْقَبْرِ يَضْرِبُوْنَ بِأَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا أَمْسَوْا عَرَجُوْا ، وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا انْشَقَّتِ الْأَرْضُ خَرَجَ فِيْ سَبْعِيْنَ أَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ

---

[1] اور یہ جو مشہور ہے کہ سورہ احزاب کی مذکورہ آیت جب بھی تلاوت کی جائے، تو تلاوت کرنے اور سننے والے پر درود شریف پڑھنا واجب ہوجاتا ہے، اس کی کوئی دلیل نہیں ملی۔

البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے زبان سے کرنے اور کان سے سننے پر درود پڑھنا بہت سے حضرات کے نزدیک واجب ہوجاتا ہے، بشرطیکہ کوئی مانع (مثلاً نماز اور تلاوت کی قرأت وسماعت میں مشغولی) نہ ہو۔

قلت وظنی ان الاصح فی الاستدلال بالآیة ما ذهب الیه الکرخی حیث لاتوقیت فی الآیة ولا اشارة فیها الی الذکر والسماع بل الامر مطلق ، وهو لایقتضی التکرار، وهو الذی رجحه ابوبکر الجصاص فی الاحکام حیث قال:قوله :(یا أیها الذین آمنوا صلوا علیه) قد تضمن الأمر بالصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم وظاهره یقتضی الوجوب ، وهو فرض عندنا فمتی فعلها الإنسان مرة واحدة فی صلاة أو غیر صلاة فقد أدی فرضه ، وهو مثل کلمة التوحید والتصدیق بالنبی صلی الله علیه وسلم متی فعله الإنسان مرة واحدة فی عمره فقد أدی فرضه، انتهیٰ.

نعم صح ماذهب الیه الطحاوی ایضابالسنة والحدیث الصحیح ، والذی رواه الترمذی، فالواجب بالکتاب هو الصلاة مرة فی العمر، وبالسنة فی مواضع آخر ایضا (احکام القرآن للفقیه المفسر العلامة محمد شفیع رحمه الله تعالیٰ ج۳ ص۴۸۸، سورة الاحزاب)

قال ابن دقیق العید قد اتفقوا علی وجوب الصلاة علی النبی -صلی الله علیه وسلم -فقیل یجب فی العمر مرة وهو الأکثر وقیل :یجب فی کل صلاة فی التشهد الأخیر وهو مذهب الشافعی وقیل : یجب کلما ذکر واختاره الطحاوی من الحنفیة والحلیمی من الشافعیة(التنویر شرح الجامع الصغیر للصنعانی، تحت رقم الحدیث ۵۰۱۴)

ولا صلاة لمن لا یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم لعل المراد منه الصلاة علیه صلی الله علیه وسلم فی العمر مرة وهی فرض علی من آمن بالله ورسوله امتثالا لقول الله جل ذکره یا أیها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما والمراد منه الصلاة عند ذکره صلی الله علیه وسلم وهو أیضا واجب وهل تکرر الوجوب عند تجدد الذکر ویکفی فی مجلس الذکر مرة ففیه اختلاف مشهور بین الطحاوی والکرخی(شرح سنن ابنِ ماجه للسیوطی، ج ۱ ص۳۳، تحت رقم الحدیث ۴۰۰)

يُوَقِّرُوْنَهُ (شعب الايمان للبيهقي) ۱؎

ترجمہ: کسی دن کی فجر طلوع نہیں ہوتی، مگر اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اپنے پَروں سے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) قبر مبارک کوڈھانپ لیتے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں، یہاں تک کہ جب شام ہوجاتی ہے، تو وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں، اور انہی کے مثل (ستر ہزار دوسرے) فرشتے نازل ہوتے ہیں، پھر وہ بھی اسی طرح کا عمل کرتے ہیں (یعنی اپنے پَروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کوڈھانپ لیتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں اور اس طرح ستر ہزار فرشتے رات میں اور ستر ہزار دن میں قبر مبارک پر درود پڑھنے کے لئے موجود ہوتے ہیں) یہاں تک کہ جب زمین شق ہوجائے گی (اور قیامت قائم ہوگی) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کی تعظیم وتوقیر کے ساتھ قبر مبارک سے برآمد ہوں گے

(بیہقی، فضل الصلاۃ، دارمی)

اس حدیث کو بعض حضرات نے صحیح اور بعض نے انقطاع وغیرہ اور حضرت کعب کا قول ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲؎

اور اس حدیث کو سند کے اعتبار سے معتبر قرار دینے والوں نے فرمایا کہ حضرت کعب کا ایسی بات اپنی رائے سے کہنا ممکن نہیں، لہٰذا اس کو مرفوع حدیث کا درجہ حاصل ہونا

۱؎ رقم الحديث ۳۸۷۳، كتاب المناسك، فضل الحج والعمرة، العظمة لابى الشيخ رقم الحديث ۵۳۷، حلية الاولياء، ج۵ص ۳۹۰، تحت ترجمة كعب الاحبار، فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۱۰۲، سنن الدارمى، رقم الحديث ۹۵.

۲؎ قال الالبانى: اسناده صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، تحت رقم الحديث ۱۰۲)

وقال حسين سليم اسد الدارانى: فى إسناده علتان :الأولى ضعف عبد الله بن صالح فهو سيء الحفظ جدا وكانت فيه غفلة والانقطاع أيضا فإن نبيه بن وهب لم يدرك كعبا (حاشية سنن الدارمى)

چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [1]

بہرحال قرآن مجید کی رو سے فرشتوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ثابت ہے، اور درود پڑھنے والے فرشتوں کی تعداد کا بھی اندازہ نہیں کہ کتنی ہے؟ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتوں کے کثرت سے درود پڑھنے کا مسئلہ تو قرآن مجید کی رُو سے طے ہے، اور باقی باتیں جو مذکورہ روایت میں مذکور ہیں، ان کے مطابق عقیدہ رکھنا اگرچہ ضروری نہ ہو، تاہم اس روایت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتوں کے کثرت سے درود پڑھنے کی تائید ہوتی ہے۔

درود وسلام پڑھنے والے پر اللہ کی رحمت وسلامتی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاتَّبَعْتُهُ حَتّٰى دَخَلَ نَخْلًا

---

[1] قال أبو عاصم، نبيل بن هاشم بن عبد الله بن أحمد بن عبد الله بن أحمد بن محمد الغمرى: وإسناد حديث الباب على شرط الصحيح وهو مقطوع، لكن مثل هذا لا يقال من قبيل الرأى والهوى، وقد أقرته عليه السيدة عائشة فله حكم الموقوف، رواه الحافظ إسماعيل بن إسحاق القاضى فى جزء فضل الصلاة على النبى (۸۳۔ ۸۴) رقم ۱۰۲ من طريق ابن المبارك، عن ابن لهيعة، عن خالد بن يزيد، وقد صرح فيه ابن لهيعة بالتحديث فانتفت شبهة التدليس، ورواه عنه أحد العبادلة فهو صحيح إن شاء الله كما قرره العلماء فى حديث ابن لهيعة.

وأما قول الشيخ الألبانى :فيه سعيد بن أبى هلال وهو وإن كان احتج به الشيخان فقد قال فيه أحمد :ما أدرى أى شىء ؟ يخلط فى الأحاديث .اهـ .فهذا غريب منه لأن سعيدًا من رجال الشيخين، وقد اتفق على الاحتجاج به، وثقه الذهبى فى غير موضع من كتبه، وقال فى الميزان :ثقة معروف حديثه فى الكتب الستة قال ابن حزم وحده :ليس بالقوى .اهـ .وحكاية الساجى هذه لم نقف عليها فى الكتب المروية عن الإمام أحمد فى الرجال، فينبغى التثبت منها ,ولذلك قال الحافظ فى التقريب :لم أر لابن حزم فى تضعيفه سلفًا إلَّا ما حكاه الساجى عن أحمد .اهـ .يعنى كأنه لا يثبتها، ثم إن الشيخ الألبانى نفسه قد وثقه فى الإرواء (۱/ ۱۱۰)مع جملة من الثقات إذ قال فى حديث :رواه أحمد ورجاله ثقات .اهـ .وقد عزاه الشيخ لجلاء الأفهام وكأنه ما وقف عليه عند المصنف(فتح المنان شرح وتحقيق كتاب الدارمى ، ج ۱ ص ۵۷۰، تحت رقم الحديث ۱۰۰ ، كتاب علامات النبوة، وفضائل سيد الأولين والآخرين،باب ما أكرم الله تعالى نبيه صلى الله عليه وسلم -بعد موته)

فَسَجَدَ، فَأَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰی خِفْتُ ،أَوْ خَشِیْتُ ،أَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ قَدْ تَوَفَّاہُ،أَوْ قَبَضَہٗ ،قَالَ:فَجِئْتُ أَنْظُرُ فَرَفَعَ رَأْسَہٗ، فَقَالَ:مَا لَکَ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ!قَالَ: فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ، قَالَ:فَقَالَ:إِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلامُ قَالَ لِیْ:أَلا أُبَشِّرُکَ إِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ لَکَ:مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ صَلَّیْتُ عَلَیْہِ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَیْکَ سَلَّمْتُ عَلَیْہِ (مسند احمد رقم الحدیث ۱۶۶۲) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، اور میں آپ کے پیچھے چلا، یہاں تک کہ آپ کھجور کے باغ میں داخل ہوگئے، پھر آپ نے سجدہ کیا، اور بہت لمبا سجدہ کیا، یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ اللہ نے آپ کو وفات دے دی، یا آپ کی روح قبض فرمالی، پھر میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب) آیا، تاکہ میں (قریب سے) دیکھوں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا، اور فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن! آپ کو کیا ہوگیا؟ تو میں نے یہ (اپنے دل کی) بات آپ سے ذکر کی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ رسول اللہ

---

[۱] قال الهيثمی:رواه أحمد ورجاله ثقات(مجمع الزوائد ج۲ص۲۸۷، باب سجود الشكر)
وقال شعيب الارنؤوط:حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف، أبو الحويرث -واسمه عبد الرحمن بن معاوية بن الحويرث -فيه ضعف من قبل حفظه، وباقی رجاله ثقات رجال الشيخين إلا أن محمد بن جبير بن مطعم لا يصح سماعه من عبد الرحمن بن عوف .ليث :هو ابن سعد.
وأخرجه الحاكم(۱/۲۲۲-۲۲۳)من طريق يحيى بن عبد الله بن بكير، والبيهقی(۲/۳۷۰-۳۷۱) من طريق عبد الله بن الحكم وشعيب بن الليث، ثلاثتهم عن الليث، بهذا الإسناد .وصححه الحاكم على شرطهما ووافقه الذهبی !فوهما، وله طرق أخرى يأتی تخريجها تحت رقم(۱۶۶۴)(حاشية مسند احمد)
وقال الالبانی:اسناده صحيح لغيره(تحقيق فضل الصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث ۷)
وقال ايضاً:فالحديث بالطريقين حسن(ارواء الغليل فی تخريج احاديث منارالسبيل، تحت رقم الحديث ۴۷۴)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جبریل علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ کیا میں آپ کو یہ خوشخبری نہ سنادوں کہ بے شک اللہ عزوجل آپ کے لئے یہ فرماتا ہے کہ جو آپ پر درود بھیجے گا، میں اس پر رحمت نازل کروں گا، اور جو آپ پر سلام بھیجے گا، میں اس پر سلامتی نازل کروں گا (مسند احمد)

اور مسند احمد کی ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَتَانِيْ فَبَشَّرَنِيْ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَسَجَدْتُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ شُكْرًا (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۶۴) [1]

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے، اور مجھے یہ خوشخبری سنائی، کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جو آپ پر درود بھیجے گا، میں اس پر رحمت نازل کروں گا، اور جو آپ پر سلام بھیجے گا، میں اس

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره، عبد الواحد بن محمد بن عبد الرحمن لم يوثقه غير ابن حبان، ولا نخالُه سمع من جده عبد الرحمن بن عوف، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح .أبو سعيد مولى بني هاشم :هو عبد الرحمن بن عبد الله بن عبيد البصرى.

وأخرجه عبد بن حميد(۱۵۷) والحاكم (۱/ ۵۵۰)وعنه البيهقى(۲/ ۳۷۱)من طريق سليمان بن بلال، عن عمرو بن أبى عمرو، عن عاصم بن عمر بن قتادة، عن عبد الواحد بن محمد، به.

وأخرجه مختصراً إسماعيل القاضى فى "فضل الصلاة على النبى 7) ") من طريق عبد العزيز بن محمد، عن عمرو بن أبى عمرو، عن عبد الواحد بن محمد، به.

وقد تقدم برقم(۱۶۶۲)من طريق آخر.

وله طريق ثالث عند أبى يعلى(۸۴۷)والبيهقى فى "شعب الإيمان(۱۵۵۵)"من طريق ابن أبى سندر الأسلمى، عن مولى لعبد الرحمن بن عوف، عن عبد الرحمن بن عوف، بنحوه.

ورابع عند ابنِ أبى شيبة ۱۱/ ۵۰۶، وإسماعيل القاضى(۱۰)والبزار(۱۰۰۶)وأبى يعلى (۸۵۸) من طريق سعد بن إبراهيم، عن أبيه، عن جده عبد الرحمن بن عوف، به ولفظه " :سجدت شكراً فيما أبلانى من أمتى، من صلى على من أمتى صلاة كتبت له عشر حسنات وحط عنه عشر سيئات " وهذا لفظ ابن أبى شيبة، وهو مختصر(حاشيه مسند احمد)

پرسلامتی نازل کروں گا، تو اس (نعمت وانعام کے حاصل ہونے) پر میں نے اللہ عزوجل کے لئے سجدۂ شکر کیا (مسند احمد)

اور مسند ابی یعلیٰ کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ: إِنِّیْ لَمَّا رَأَیْتَنِیْ دَخَلْتُ النَّخْلَ لَقِیْتُ جِبْرِیْلَ فَقَالَ: إِنِّیْ أُبَشِّرُکَ أَنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ: مَنْ سَلَّمَ عَلَیْکَ سَلَّمْتُ عَلَیْہِ، وَمَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ صَلَّیْتُ عَلَیْہِ (مسند ابی یعلیٰ) [1]

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جب آپ نے مجھے دیکھا کہ میں کھجور کے باغ میں داخل ہوا، تو مجھ سے جبریل نے ملاقات کی، اور فرمایا کہ بے شک میں آپ کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ فرماتا ہے کہ جو آپ پر سلام بھیجے گا، میں اس پر سلام بھیجوں گا، اور جو آپ پر درود بھیجے گا، میں اس پر رحمت نازل کروں گا (ابویعلیٰ)

مذکورہ روایات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے والے کے لئے یہ فضیلت معلوم ہوئی کہ اس پر اللہ تعالیٰ رحمت وسلامتی نازل فرماتا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۸۶۹، ج۲ص۱۷۳، مسند عبدالرحمن بن عوف.
قال حسین سلیم أسد الدارانی: إسنادہ حسن(حاشیۃ مسند ابی یعلیٰ)

[2] (وعن عبد الرحمن بن عوف قال: خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی دخل نخلا)، أی: بستان نخل، وفی روایۃ: فتوجہ نحو صدقتہ فدخل فاستقبل القبلۃ فخر ساجدا، وفی روایۃ: فوجدتہ قد دخل حائطا من الأسواق، وھو بالفاء، موضع بالمدینۃ، خوضا ثم صلی رکعتین (فسجد): أی: سجدۃ کما فی روایۃ (فأطال السجود حتی خشیت أن یکون اللہ تعالی قد توفاہ)، أی: قبض نفسہ فیھا کما فی روایۃ، قال، أی: عبد الرحمن (فجئت أنظر): ھل ھو حی أو میت؟ وفی روایۃ: فأطال السجدۃ حتی ظننت أن اللہ قبض نفسہ فیھا، فدنوت منہ (فرفع رأسہ فقال) صلی اللہ علیہ وسلم: ("ما لک؟ ")، أی: أی شیء عرض لک حتی ظھرت أمارۃ الحزن والفزع علیک؟ وفی روایۃ قال " :من ھذا "قلت :عبد الرحمن، قال " :ما شأنک؟ (فذکرت ذلک)، أی: الخوف المرادف للخشیۃ التی مستفادۃ من خشیت (لہ): علیہ السلام، وفی روایۃ قال: قلت: یا رسول اللہ، سجدت سجدۃ حتی ظننت أن یکون اللہ قبض نفسک فیھا، (قال: فقال ": إن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک مرتبہ درودوسلام پڑھنے پر دس رحمتوں وسلامتیوں کا نزول

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ عَشْرًا (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا (مسلم) [2]

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، اس پر اللہ دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے (مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جبريل عليه السلام قال لي :ألا أبشرك أن الله عز وجل) : بفتح أن، وقيل :بكسرها ;لأن في البشارة معنى القول ")يقول لك ") : وفي (لك) ، إيماء لك ")من صلى عليك ") ، أي: صلاة كما في نسخة ")صليت عليه، ومن سلم عليك سلمت عليه "، رواه أحمد) : قال ميرك: ورواه الحاكم، وقال :صحيح الإسناد، ورواه أبو علي، وابن أبي الدنيا نحوه، وزاد أحمد في بعض رواياته " :لسجدت شكرا لله "انتهى، قال السخاوي :ونقل البيهقي في الخلافيات عن الحاكم وقال :هذا حديث صحيح، ولا أعلم في سجدة الشكر أصح من هذا الحديث .انتهى، وله طرق متعددة ذكرها السخاوي في القول البديع(مرقاة المفاتيح ،ج۲ص۷۵۰، كتاب الصلاة،باب الصلاة على النبي وفضلها)

[1] رقم الحديث ۴۰۸"۷۰" كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم -بعد التشهد.

[2] رقم الحديث ۳۸۴"۱۱"كتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يسأل له الوسيلة.

مروی ہے کہ:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّةً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (مسند ابی یعلیٰ) [1]

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، اس پر اللہ دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے (ابویعلیٰ)

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالْبُشْرٰی فِیْ وَجْھِہٖ فَقُلْنَا إِنَّا لَنَرَی الْبُشْرٰی فِیْ وَجْھِکَ فَقَالَ إِنَّہٗ أَتَانِیْ الْمَلَکُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ أَمَا یُرْضِیْکَ أَنَّہٗ لَا یُصَلِّیْ عَلَیْکَ أَحَدٌ إِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ أَحَدٌ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا (سنن النسائی) [2]

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے، اور آپ کے چہرے سے خوشی ظاہر ہو رہی تھی، ہم نے عرض کیا کہ بے شک ہم آپ کے چہرے پر خوشی دیکھ رہے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس فرشتہ آیا، اس نے یہ خوشخبری سنائی کہ اے محمد آپ کا رب فرماتا ہے کہ کیا آپ اس چیز پر راضی نہیں کہ (میرے مومن بندوں میں سے) جو کوئی بھی آپ پر (ایک مرتبہ)

---

[1] رقم الحدیث ۴۰۰۲، ج۷ص۷۵، مسند انس بن مالک.
قال حسین سلیم أسد الدارانی: رجالہ رجال الصحیح (حاشیة مسند ابی یعلیٰ)

[2] رقم الحدیث ۱۲۸۳، کتاب السھو، باب فضل التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مسند احمد رقم الحدیث ۱۶۳۶۱، صحیح ابنِ حبان رقم الحدیث ۹۱۵.
قال شعیب الارنؤوط: حدیث حسن لغیرہ (حاشیة مسند احمد)
وقال العراقی: رواہ النسائی وابن حبان من حدیث أبی طلحة بإسناد جید (تخریج احادیث الاحیاء ج۲ص۱۷۶۱، تحت رقم الحدیث ۹۵۸)
وقال: محمد بن علی بن آدم بن موسی الإثیوبی الوَلَّوِی: ھذا الحدیث صحیح (شرح سنن النسائی المسمی ذخیرة العقبی فی شرح المجتبی، ج۱۵، ص ۲۰۰، باب الفضل فی الصلاة علی النبی)

درود پڑھے گا تو میں اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کروں گا، اور جو کوئی بھی آپ پر ایک مرتبہ سلام پڑھے گا تو میں اس پر دس مرتبہ سلامتی نازل کروں گا (نسائی)

اور مستدرک حاکم کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ: إِنَّهُ أَتَانِيَ الْمَلَكُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ: أَمَا تَرْضٰى مَا أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ صَلّٰى عَلَيْكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَلَا سَلَّمَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ إِلَّا رَدَدْتُ عَلَيْهِ عَشْرَ مَرَّاتٍ؟ فَقَالَ :بَلٰى (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس فرشتہ نے آ کر یہ فرمایا کہ اے محمد! بے شک آپ کا رب فرماتا ہے کہ کیا آپ اس چیز پر راضی نہیں کہ آپ کی امت میں سے جو کوئی (مومن) بھی آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا تو میں اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کروں گا، اور آپ کی امت میں سے جو کوئی (مومن) بھی آپ پر ایک مرتبہ سلام پڑھے گا تو میں اس پر دس مرتبہ سلام کو لوٹاؤں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں اس پر راضی ہوں (حاکم)

اس حدیث کو امام دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھنے پر اللہ

---

[1] رقم الحديث ۳۵۷۵، كتاب التفسير، سورة الاحزاب.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه.
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

[2] عن عبد الله بن أبي طلحة، عن أبيه، قال :جاء النبي صلى الله عليه وسلم يوما وهو يرى البشر في وجهه، فقيل :يا رسول الله، إنا نرى في وجهك بشرا لم نكن نراه؟ قال " :أجل، إن ملكا أتاني فقال لي :يا محمد إن ربك يقول لك :أما يرضيك أن لا يصلي عليك أحد من أمتك، إلا صليت عليه عشرا، ولا يسلم عليك، إلا سلمت عليه عشرا؟ "قال " :قلت :بلى "(سنن الدارمي، رقم الحديث ۲۸۱۵)
قال حسين سليم اسد الداراني: إسناده ضعيف ولكن الحديث جيد(حاشية سنن الدارمي)

تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں اور ایک مرتبہ سلام پڑھنے پر دس سلامتیاں نازل ہوتی ہیں۔
اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی پر نازل ہونے والی رحمت اور سلامتی تو خاص الخاص ہوتی ہے،
اور دیگر مومنین پر ان کے عمل اور ان کی شان کے مطابق درجہ بدرجہ رحمت وسلامتی نازل ہوتی
ہے۔ [1]

دس نیکیاں حاصل، دس درجات بلند اور دس گناہ معاف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً وَاحِدَةً،

---

[1] قد ورد أنه من سلم عليه مرة سلم الله عليه عشراً كما أنه من صلى عليه مرة صلى الله عليه بها عشراً.

فأما أثر من صلى عليه مرة صلى الله عليه بها عشراً فهو ثابت من وجوه بعضها في الصحيح، كما في صحيح مسلم عن عبد الله بن عمرو، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول، ثم صلوا علي، فإنه من صلى علي مرة صلى الله عليه بها عشراً ثم سلوا الله لي الوسيلة فإنها درجة في الجنة، لا تنبغي إلا لعبد من عباد الله، وأرجو أن أكون أنا ذلك العبد، فمن سأل الله لي الوسيلة حلت عليه شفاعتي يوم القيامة ، وهذا مروي عن النبي صلى الله عليه وسلم من غير هذا الوجه كما في حديث العلاء بن عبد الرحمن، عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله قال : (من صلى علي واحدة صلى الله عليه عشراً)

وأما السلام فقد جاء أيضاً في أحاديث من أشهرها حديث عبد الله بن المبارك، عن حماد بن سلم، عن ثابت البنائي عن سليمان مولى الحسن بن علي، عن عبد الله بن أبي طلحة عن أبيه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه جاء ذات يوم والبشر يرى في وجهه فقال(أنه جائني جبريل فقال أما يرضيك يا محمد أن الله يقول أنه لا يصلي عليك أحد من أمتك إلا صليت عليه عشراً ولا يسلم عليك أحد من أمتك إلا سلمت عليه عشرا) وقد روي في عدة أحاديث أن الله يصلي على كل من صلى عليه ويسلم على كل من سلم عليه ولم يذكر عدداً، لكن الحسنة بعشر أمثالها فالمقيد يفسر المطلق(الصارم المنكي في الرد على السبكي، ج ا ص ۱۱۵، ۱۱۶، الباب الأول :في الأحاديث الواردة في الزيارة نصاً)

فيه دليل على أن السلام عليه كالصلاة، وأن الله سبحانه يسلم على من سلم على رسول الله -صلى الله عليه وسلم - كما يصلي على من صلى على رسوله عشراً (مرعاة المفاتيح، ج۳، ص ۲۷۸، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم وفضلها، الفصل الثاني)

كُتِبَ لَهُ بِهَا عَشْرُ حَسَنَاتٍ (صحیح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دورد پڑھا، تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (ابنِ حبان)

اور مسند احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً وَاحِدَةً، كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۷۵۶۲) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دورد پڑھا، تو اللہ عزوجل اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے (مسند احمد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً، صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيْئَاتٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۱۹۹۸) [3]

---

[1] رقم الحديث ۹۰۵، كتاب الرقائق، باب الادعية.
قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية صحيح ابنِ حبان)

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير أبى كامل -وهو مظفربن مدرک الخراسانى -فقد روى له أبو داود فى "التفرد" والنسائى، وهو ثقة .حماد :هو ابن سلمة .وانظر ما قبله (حاشية مسند احمد)
وقال المغلطائى: وحديث عبد الرحمن بن عوف مثله بزيادة : "ومن سلَّم عليک سلمت عليه" وفى لفظ " :كتب الله له بها عشر حسنات ."رواه إسماعيل أيضًا بسند جيد ."وحديث أبى هريرة رواه أيضًا مثله بسند صحيح، وفى لفظ " :كتب الله له عشر حسنات (شرح سنن ابنِ ماجه، ج ۱ ص ۱۵۳۹، كتاب الصلاة ،باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم)

[3] صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۹۰۴، مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۸۷۹۵، كتاب الصلاة ،باب فى ثواب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، الخراج لابى يوسف رقم الحديث ۴.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا، اللہ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتا ہے، اور اس کی دس خطاؤں کو معاف فرما دیتا ہے (مسند احمد، ابنِ حبان، ابنِ ابی شیبہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ جِبْرِيْلَ أَتَانِيْ، فَقَالَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَرَفَعَهُ بِهَا عَشَرَ دَرَجَاتٍ (المعجم الاوسط للطبرانی) [1]

ترجمہ: بے شک میرے پاس جبریل آئے، اور انہوں نے فرمایا کہ آپ کی امت میں سے جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا (طبرانی)

حضرت انس بن مالک اور مالک بن اوس رضی اللہ عنہما کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ جِبْرِيْلَ جَاءَنِيْ فَقَالَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن من اجل يونس بن أبى إسحاق، وهو من رجال مسلم، وباقى رجاله ثقات (حاشية مسند احمد)

وقال ايضاً: اسناده صحيح (حاشية صحيح ابنِ حبان)

وقال محمد عوامة: واسناده حسن، لكن شواهده كثيرة، تجعلها صحيحا (تحقيق محمد عوامة فى حاشية مصنف ابنِ ابى شيبة، ج٦ ص ۴۵)

[1] رقم الحديث ۶۲۰۲، المعجم الصغير للطبرانى، رقم الحديث ۱۰۱۶.

قال ابن كثير: قال الطبرانى تفرد به يحيى بن ايوب ولم يروه عنه الا عمرو بن الربيع وقد اختاره الضياء من هذا الوجه قلت وله شواهد عن غير واحد من الصحابة مرفوعة والله اعلم (مسند الفاروق، ج ۱ ص ۱۷۷، كتاب الصلاة)

قال الطبرانى لم يروه عن عبيد الله بن عمر إلا يحيى بن أيوب تفرد به عمرو بن الربيع (إسناده حسن) (الاحاديث المختارة لابى عبدالله المقدسى، ج ۱ ص ۱۸۷، دراسة وتحقيق: معالى الأستاذ الدكتور عبد الملك بن عبد الله بن دهيش)

عَشْرًا، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ (الادب المفرد للبخاری) [1]

ترجمہ: بے شک جبریل میرے پاس آئے، پس انہوں نے فرمایا کہ جس نے آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا، اور اس کے دس درجات بلند کرے گا (ادب المفرد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (سنن النسائی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا، تو اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا، اور اس کی دس خطائیں معاف کی جائیں گی، اور اس کے دس درجات بھی بلند کئے جائیں گے (نسائی)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا بِأَبِيْ طَلْحَةَ فَقَامَ إِلَيْهِ

---

[1] رقم الحديث ۶۴۲، ص ۲۲۳، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، معرفة الصحابة لابى نعيم، رقم الحديث ۹۸۴.
قال الالباني: حسن (حاشية الادب المفرد)
و قال ايضاً: أخرجه البخارى فى "الأدب المفرد (۶۴۲)" "وسلمة بن وردان ضعيف بغير تهمة، فيصلح للاستشهاد به. وللحديث شاهد آخر من حديث عبد الرحمن بن عوف وقد خرجته فى "الإرواء (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۸۲۹)

[2] رقم الحديث ۱۲۹۷، كتاب السهو، باب الفضل فى الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، السنن الكبرىٰ للنسائى رقم الحديث ۱۲۲۱، ورقم الحديث ۱۰۱۲۲، شعب الايمان للبيهقى رقم الحديث ۱۴۵۵، باب فى تعظيم النبى صلى الله عليه وسلم وإجلاله وتوقيره صلى الله عليه وسلم، الاحاديث المختارة لابى عبدالله المقدسى، رقم الحديث ۱۵۶۸.
قال الالباني: صحيح (صحيح وضعيف سنن النسائى، تحت رقم الحديث ۱۲۹۷)
و فى الاحاديث المختارة: إسناده صحيح (الاحاديث المختارة لابى عبدالله المقدسى، تحت رقم الحديث ۱۵۶۸، دراسة وتحقيق: معالى الأستاذ الدكتور عبد الملك بن عبد الله بن دهيش)

فَتَلَقَّاهُ، فَقَالَ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّيْ لَأَرَى السُّرُوْرَ فِيْ وَجْهِكَ قَالَ: أَجَلْ، إِنَّهُ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ آنِفًا، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ مَرَّةً، أَوْ قَالَ: وَاحِدَةً كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ (مسند ابن الجعد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر تشریف لائے، تو اچانک ابوطلحہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھ کر گئے اور آپ سے ملاقات کر کے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں آپ کے چہرے پر خوشی دیکھ رہا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام ابھی آئے تھے، اور انہوں نے فرمایا کہ اے محمد! جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، تو اللہ عز وجل اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا، اور اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا، اور اس کے دس درجات بھی بلند فرمائے گا (مجھے اسی کی خوشی ہے) (مسند ابن الجعد)

مذکورہ روایت بھی کئی دوسرے روایات کے مطابق ہے، اور سند کے اعتبار سے درست ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۲۹۴۸، ص ۴۳۳، تحت ترجمة أبو غسان محمد بن مطرف، امالی ابنِ بشران، رقم الحديث ۱۱۹۲، ترتيب الامالی الخميسة للشجری، رقم الحديث ۲۰۵، المخلصيات لمحمد بن عبدالرحمان البغدادی المخلص، رقم الحديث ۱۹۱۳ "۲۶"

[2] مسند ابن الجعد کی سند درج ذیل ہے:

حدثنا محمد بن حبيب، نا ابن أبی حازم، عن أبيه عن سهل بن سعد

اس روایت میں مذکور حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے ماقبل کے راویوں کا حال درج ذیل ہے:

(۱)......محمد بن حبيب بن محمد، الجارودی. بصری قدم بغداد، وحدث بها عن عبد العزيز بن أبی حازم. روی عنه أحمد بن علی الخزاز، والحسن بن عليل العنزی، وعبد الله بن محمد البغوی، وكان صدوقا (تاريخِ بغداد للخطيب، ج۲ص ۲۷۵، تحت رقم الترجمة: ۷۵۰، ذكر من اسمه محمد واسم أبيه حبيب)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت سعید بن عمیر انصاری رحمہ اللہ اپنے والد حضرت عمیر بن نیار رضی اللہ عنہ سے (جن کو عمیر بن عقبہ بھی کہا جاتا ہے، اور یہ بدری صحابہ میں سے ہیں) روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً مُخْلِصًا بِهَا مِنْ قَلْبِهٖ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَكَتَبَ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ

(معرفة الصحابة لابی نعیم) [۱]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

(۲)......عبد العزیز بن أبی حازم سلمة بن دینار الفقیه الإمام أبو تمام المدنی............قال أحمد بن حنبل :لم یکن بالمدینة بعد مالک أفقه من ابن أبی حازم وقال أبو حاتم :هو أفقه من الدراوردی . وثقه غیر واحد واحتج به أرباب الصحاح .وقد قال أحمد بن أبی خیثمة سمعت یحیی بن معین یقول :ابن أبی حازم لیس بثقة فی حدیث أبیه .قلت :بل هو ثقة حجة فی أبیه وقد یکون غیره أقوی وأثبت منه(تذکرة الحفاظ،لشمس الدین الذهبی،ج ۱ ،ص ۱۹۶، ۱۹۷)

(۳)...... أبو حازم سلمة بن دینار المدینی المخزومی الإمام، القدوة، الواعظ، شیخ المدینة النبویة، أبو حازم المدینی، المخزومی، مولاهم الأعرج، الأفزر ، التمار، القاص، الزاهد. وقیل :ولاؤه لبنی لیث. ولد :فی أیام ابن الزبیر، وابن عمر. وروی عن :سهل بن سعد..وثقه :ابن معین، وأحمد، وأبو حاتم.وقال ابن خزیمة :ثقة، لم یکن فی زمانه مثله(سیر أعلام النبلاء ،ج۶ ،ص۹۷، رقم الترجمة ۲۴)

[۱] رقم الحدیث ۵۲۵۰، ج۴ص۲۰۸۷، تحت ترجمة عمیر الانصاری،السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث ۹۸۰۹،عمل الیوم و اللیلة للنسائی، رقم الحدیث ۶۴، الترغیب والترهیب لقوام السنة لابن شاهین ، رقم الحدیث ۱۶۷۳.

قال الالبانی: وهذه الروایة؛ قال أبو زرعة الرازی " :أشبه من الروایة الأولی "، کما نقله الحافظ السخاوی فی "القول البدیع "(ص ۸۱)

قلت :لعل وجه هذا الترجیح تفضیل أحمد أبا أسامة فی الحفظ؛ فقد قال فیه: "کان ثبتا، ما کان أثبته !لا یکاد یخطء ." وهو وان کان بالغ فی الثناء علی وکیع وحفظه، وفضله علی کثیر من حفاظ زمانه؛ إلا أنه قد قال فیه: "أخطأ فی خمس مئة حدیث ."

وهذا وان کان لا یعد شیئا فی کثرة أحادیثه البالغة ألوفا مؤلفة؛ فإنه یدل -بمقابلته بقوله فی أبی أسامة" :لا یکاد یخطء -"أن هذا أرجح عنده فی الحفظ من وکیع، فإذا اختلفا فیکون له الفلج.

قلت :لعل هذا هو سبب ترجیح أبی زرعة لروایة أبی أسامة؛ إلا أننی أری أن الأشبه روایة وکیع؛ لأننی رأیت أنه قد تابعه محمد بن ربیعة الکلابی عن أبی الصباح النمیری قال :حدثنی سعید بن

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر اپنے دل کے اخلاص کے ساتھ ایک مرتبہ درود پڑھا،تو اس پر اللہ درود پڑھنے کی وجہ سے دس رحمتیں نازل فرماتا ہے،اور درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے دس درجات بلند فرماتا ہے،اور درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں،اور درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے دس گناہ بھی معاف کئے جاتے ہیں (ابونعیم،نسائی،ابنِ شاہین)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِہٖ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ ، وَحَطَّ عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ ، وَرَفَعَ لَہٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ(مسند البزار) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾عمير عن أبيه به. أخرجه أبو القاسم الأصبهانى فى "الترغيب (۲/۲۸۳ـ۳۸۴/۱۶۴۶)"على أننى أقول :وسواء كان الراجح هذا أو عكسه؛ فهو اختلاف لا يضر؛ لأن كلا من عمير أبى سعيد، وأبى بردة بن نيار من الصحابة، وكلهم عدول كما هو معلوم، وإنما يبقى النظر فى (سعيد بن عمير) نفسه، والراوى عنه (سعيد بن سعيد) ، وكلاهما موثق . أما سعيد بن عمير؛ فذكره ابن حبان فى "الثقات(۴/۲۸۷ ص ۲۸۸) " وقال يعقوب بن سفيان فى "المعرفة(۳/۱۰۱)""لا بأس به"وروى عنه جمع من الثقات، وراجع له "تهذيب المزى "والتعليق عليه(۱۱/۲۵ـ۲۷)وأما سعيد بن سعيد؛ فهو أبو الصباح التغلبى الكوفى، فذكره ابن حبان أيضا فى "الثقات(۶/۳۶۴) " لكن وقع فيه .."ابن أبى سعيد الثعلبى !"وهو خطأ كما بينت فى "تيسير الانتفاع "، وقد تبين من هذا التخريج أنه روى عنه ثلاثة من الثقات، وهم :وكيع، وأبو أسامة، ومحمد بن ربيعة الكلابى، فهو حسن الحديث إن شاء الله تعالى، وهذا الثالث منهم لم يذكر فى "التهذيبين "؛ فيستدرک عليهما، والله الموفق. وله شاهد مختصر بلفظ : "من صلى على من تلقاء نفسه؛ صلى الله بها عليه عشرا ."أخرجه البزار (۴/۴۶/۳۱۶۱)من طريق عاصم بن عبيد الله عن عبد الله بن عامر بن ربيعة عن أبيه مرفوعا به. وعاصم ضعيف؛ كما قال الهيثمى (۱۰/۱۶۱)وغيره. وقال الحافظ فى "مختصر الزوائد(۲/۴۴۰) "مستدركا عليه: "قلت :لكنه اعتضد." ولعله يعنى : بالحديث الأول، وهو صحيح دون قوله" :من تلقاء نفسه "، وتقدم تخريج بعضها قريبا (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۳۳۶۰)

[1] رقم الحديث ۳۷۹۹، مسند ابى بردة بن نيار رضى الله عنه.

قال الهيثمى:رواه البزار ، ورجاله ثقات(مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۶۲ ،باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم فى الدعاء وغيره)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میرے اوپر اپنی طرف سے درود پڑھے گا تو اس پر اللہ درود پڑھنے کی وجہ سے دس رحمتیں نازل فرمائے گا، اور درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا، اور اس کے درود پڑھنے کی وجہ سے دس درجات بھی بلند فرمائے گا (بزار)

اور بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَادِقًا مِنْ قَلْبِهٖ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَرَفَعَهٗ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَكَتَبَ لَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ

(الدعوات الكبير للبيهقي) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میرے اوپر اپنے سچے دل سے، درود پڑھے گا، تو اس درود پڑھنے کی وجہ سے اس پر اللہ دس رحمتیں نازل فرمائے گا، اور اس درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے دس درجات بلند فرمائے گا، اور اس درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا، اور اس درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے لئے دس نیکیاں بھی لکھے گا (بیہقی)

مذکورہ روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ درود شریف پر ملنے والا مذکورہ عظیم الشان اجر وثواب اس پر موقوف ہے کہ اس میں کوئی ریا کاری وغیرہ شامل نہ ہو، بلکہ اخلاص کے ساتھ پڑھا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

مَنْ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (مصنف ابنِ ابی شيبة) [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۷۶، ج ۱ ص ۲۵۷، باب فى فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم.

[2] رقم الحديث ۳۲۴۵۰، كتاب الفضائل، كتاب الصلاة، باب فى ثواب الصلاة على النبى ﷺ.

ترجمہ: جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی دس خطائیں معاف کی جائیں گی، اور اس کے دس درجات بھی بلند کئے جائیں گے (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَجَدْتُ شُكْرًا فِيْمَا أَبْلَانِيْ مِنْ أُمَّتِيْ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً كُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ ، وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس نعمت پر سجدۂ شکر کیا، جو (اللہ تعالیٰ) نے میری امت کی طرف سے مجھ کو عطا فرمائی ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی دس خطائیں معاف کی جائیں گی (ابنِ ابی شیبہ)

اس حدیث کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن اس کی تائید دیگر روایات سے ہوتی ہے، کیونکہ بعض دیگر صحیح روایات میں ایک مرتبہ درود پڑھنے پر دس نیکیوں کے لکھے جانے کا، اور بعض روایات میں دس خطائیں معاف کئے جانے کا ذکر ملتا ہے، اس لئے ان روایات کے ہوتے ہوئے اس روایت کو حسن قرار دیا جا سکتا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۸۷۹۹، کتاب الصلاۃ ،باب فی ثواب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

[2] حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا زيد بن الحباب، حدثنا موسى بن عبيدة، حدثني قيس بن عبد الرحمن بن أبي صعصعة، عن سعد بن إبراهيم، عن أبيه، عن جده عبد الرحمن قال :كان لا يفارق رسول الله صلى الله عليه وسلم منا خمسة أو أربعة من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم لما ينوبه من حوائجه بالليل والنهار، قال :فجئته وقد خرج، فاتبعته فدخل حائطا من حيطان الأسواف، فصلى فسجد فأطال السجود، وقلت :قبض الله روحه، قال :فرفع رأسه فدعاني، فقال :ما لک؟، فقلت :يا رسول الله، أطلت السجود قلت :قبض الله روح رسوله لا أراه أبدا، قال :سجدت شكرا لربي فيما أبلاني في أمتي، من صلى علي صلاة من أمتي كتب له عشر حسنات ومحي عنه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اس طرح کا مضمون بعض دیگر روایات میں بھی آیا ہے، جن میں سے بعض کی اسناد ضعیف یا شدید ضعیف ہیں۔ ل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عشر سيئات (مسند ابى يعلى، رقم الحديث ۸۵۸)

قال حسين سليم أسدالدارانى:إسناده ضعيف(حاشية ابى يعلىٰ)

وقال محمد عوامة:وعلىٰ كل حال فالحديث بطرقه المختلفة ثابت(تحقيق محمد عوامة فى حاشية مصنف ابنِ ابى شيبة، ج۵ص۴۶۵)

ل حدثنا سريج، قال :حدثنا أبو معشر، عن إسحاق بن كعب بن عجرة، عن أبى طلحة الأنصارى قال :أصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما طيب النفس يرى فى وجهه البشر، قالوا :يا رسول الله، أصبحت اليوم طيب النفس، يرى فى وجهک البشر، قال " :أجل،أتانى آت من ربى عز وجل فقال :من صلى عليک من أمتک صلاة كتب الله له بها عشر حسنات، ومحا عنه عشر سيئات، ورفع له عشر درجات، ورد عليه مثلها "(مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۳۵۲)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف .أبو معشر -واسمه نجيح بن عبد الرحمن السندى -ضعيف، ثم إنه لم يدرک إسحاق بن كعب بن عجرة، فقد توفى فى بغداد سنة(۱۷۰ھ)، وقتل إسحاق يوم الحَرة سنة (۶۳ھ)وإسحاق هذا هو البلوى، مجهول الحال .سُرَيْج :هو ابن النعمان الجوهرى. وله طرق أخرى تزيد وهاء ، فأخرجه بنحوه عبد الرزاق فى "مصنفه(۳۱۱۳)"والشاشى(۱۰۵۴) من طريق أبان بن أبى عَياش، عن أنس بن مالک، عن أبى طلحة، به مرفوعاً، وأبان متروک.وأخرجه بنحوه كذلک أبو يعلى (۱۴۲۵)والطبرانى فى "الكبير(۴۷۲۱)"من طريق حماد بن عمرو النصيبى، عن زيد بن رفيع، عن الزهرى، عن أنس، عن أبى طلحة، به مرفوعاً. وحماد بن عمرو متروک كذلک. وأخرجه الطبرانى فى "الكبير(۴۷۲۰)"من طريق إبراهيم بن الوليد الطبرانى، عن أبيه الوليد بن سلمة، عن عبد العزيز بن أبى سلمة الماجشون، عن الزهرى، عن أنس، عن أبى طلحة، به مرفوعاً .والوليد بن سلمة متروک.وانظر ۱۶۳۶۱(حاشية مسند احمد)

حدثنا عمر، نا عبد الله بن محمد، أنا عيسى بن سالم الشاشى، أرنا عبيد الله بن عمرو الرقى، عن يحيى بن أبى أنيسة، عن الزهرى، عن أنس، عن أبى طلحة، قال :أتيت النبى صلى الله عليه وسلم، وهو يتهلل وجهه مستبشرا فقلت :يا رسول الله، إنک لعلى حال ما رأيتک على مثلها، قال " :وما يمنعنى، وقد أتانى جبريل عليه السلام آنفا، فقال : بشر أمتک، أنه من صلى عليک صلاة، كتب الله له بها عشر حسنات، وكفر عنه عشر سيئات ورفع له بها عشر درجات، ورد الله عز وجل عليه مثل قوله، وعرضت على يوم القيامة "(الترغيب فى فضائل الاعمال وثواب ذلک لابن شاهين، رقم الحديث ۱۸)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر گزشتہ احادیث وروایات کے ہوتے ہوئے ان روایات کی سند میں کلام ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔

بہر حال متعدد احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں تو نازل وحاصل ہوتی ہی ہیں، اسی کے ساتھ دس درجات بھی بلند ہوتے ہیں، اور دس نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں، اور مزید براں دس خطاؤں (اور صغیرہ گناہوں) کو بھی معاف کیا جاتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم قال :أخبرنا يحيى بن آدم قال :حدثنا يونس بن أبي إسحاق قال :حدثني بريد بن أبي مريم، عن أنس بن مالك :أنه سمعه يقول :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشر صلوات، وحط عنه بها عشر سيئات، ورفعه بها عشر درجات خالفه مخلد بن يزيد، رواه عن يونس بن أبي إسحاق، عن بريد بن أبي مريم، عن الحسن، عن أنس بن مالك(السنن الكبرىٰ للنسائي، رقم الحديث ۹۸۰۷)

أخبرنا اسحق بن ابراهيم قال أخبرنا يحيى بن آدم قال حدثنا يونس بن أبي اسحق قال حدثني (بريد) بن أبي مريم عن أنس بن مالك أنه سمعه يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشر صلوات وحط عنه بها عشر سيئات (ورفعه) بها عشر درجات (عمل اليوم و الليلة للنسائي، رقم الحديث ۶۲)

أخبرنا اسحق بن منصور قال اخبرنا محمد بن يوسف قال حدثنا يونس بن أبي اسحق عن بريد بن أبي مريم قال حدثنا أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشر صلوات وحطت عنه عشر خطيئات ورفعت له عشر درجات (عمل اليوم و الليلة للنسائي، رقم الحديث ۳۶۲)

حدثنا محمد بن معمر :أخبرنا جعفر بن عون :أخبرنا سلمة بن وردان، عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج لحاجته فلم يتبعه غير عمر تبعه ومعه فخارة ماء قال :فوجده ساجدا فتنحى عنه حتى رفع النبي صلى الله عليه وسلم رأسه فقال: أحسنت ياعمر حين تنحيت عني أتاني جبريل فقال :من صلى عليك صلى الله عليه عشرا ورفع له، أحسبه قال -عشر درجات(مسند البزار، رقم الحديث ۶۲۵۰)

حدثنا محمد بن علي، حدثنا عثمان بن سعيد قلت ليحيى بن معنى فحماد بن عمرو النصيبي فقال ليس بشيء .

حدثنا الجنيدي، حدثنا البخاري قال حماد بن عمرو أبو إسماعيل النصيبي منكر الحديث ضعفه لي علي بن حجر.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

درودوسلام پڑھنے والے پرفرشتوں کی دعاء

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا صَلّٰى عَلَيَّ، فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ مِّنْ ذٰلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے لئے فرشتے مغفرت کی دعاء کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ مجھ پر درود پڑھتا رہے، پس اب بندہ کی مرضی ہے کہ چاہے تو وہ درودشریف کم پڑھے یا زیادہ پڑھے؟ (مسند احمد، طیالسی)

اس حدیث کی سند حسن ومعتبر ہے، اوراس حدیث کو آنے والی ایک دوسری روایت سے بھی تائیدوتقویت حاصل ہوتی ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سمعت ابن حماد يقول :قال السعدى حماد بن عمرو النصيبى كان يكذب فلم يدع للحليم فى نفسه منه هاجس.

وقال النسائى حماد بن عمرو النصيبى متروک الحديث.

حدثنا على بن سعيد بن بشير، قال :حدثنا على بن حرب الموصلى، حدثنا حماد بن عمرو النصيبى عن زيد بن رفيع، عن الزهرى، عن أنس بن مالک، عن أبى طلحة قال أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو متهلل وجهه مستبشر فقلت يا نبى الله إنک على حال ما رأيتک على مثلها فقال أتانى جبريل فقال بشر أمتک أنه من صلى عليک صلاة كتبت له بها عشر حسنات ورفع له بها عشر درجات وعرضت على يوم القيامة (الكامل فى ضعفاء الرجال، ج۳، ص ۱۰، تحت الترجمة: حماد بن عمرو أبو إسماعيل النصيبى)

[1] رقم الحديث ۱۵۶۸۰، مسند ابى داود للطيالسى، رقم الحديث ۱۲۳۸.

[2] قال ابن حجر العسقلانى: هذا حديث حسن (الامالى المطلقة، ج۱، ص ۱۱۸، تحت رقم الحديث ۱۰۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس لئے اس روایت کی سند پر جو بعض محدثین نے کلام کیا ہے، وہ نقصان دہ نہیں ہے۔ [1]

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهٗ طَيِّبَ النَّفْسِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

و قال شعيب الارنووط: حديث حسن، عاصم بن عبيد الله توبع، وباقی رجاله ثقات رجال الشيخين .حجاج :هو ابن محمد المصيصی الاعور . وأخرجه ابن المبارک فی "الزهد(۱۰۲۶)" والطيالسی(۱۱۴۲)وعبد بن حميد فی "المنتخب(۳۱۷)"وابن ماجه(۹۰۷)والقاضی إسماعيل بن إسحاق فی "فضل الصلاة علی النبی(۲) "وأبو يعلی(۱۷۹۶) وابن عدی فی "الكامل (۱۸۶۸/۵) "وأبو نعيم فی "الحلية(۱/۱۸۰)"والبيهقی فی "الشعب(۱۵۵۷)" والبغوی فی "شرح السنة(۶۸۸) "من طرق عن شعبة، بهذا الإسناد. وقال البوصيری فی "الزوائد :"إسناده ضعيف، لأن عاصم بن عبيد الله قال فيه البخاری وغيره :منكر الحديث. وقال المنذری فی "الترغيب والترهيب "برقم(۲۴۸۰) :حسن فی المتابعات. وأخرجه البيهقی فی "الشعب "أيضاً (۱۵۵۸)من طريق يزيد بن هارون، عن شعبة، به، بلفظ " :من صلَّى عليَّ صلاة صلى الله بها عشراً، فليُكثر عليَّ عبدٌ من الصلاة أو ليُقِلَّ ." وأخرجه عبد الرزاق(۳۱۱۵)ومن طريقه أبو نعيم ۱/۱۸۰ عن عبد الله بن عمر، عن عبد الله بن عامر بن ربيعة، عن أبيه رفعه بلفظ " :من صلى عليَّ صلاة، صلى الله عليه عشراً، فأكثروا أو أقلوا "ورجاله ثقات غير عبد الله بن عمر العمری فهو ضعيف. وله شاهد عند إسماعيل القاضی وفی سنده ضعف (حاشية مسند احمد)

[1] رواه عاصم بن عبيد اللّٰه العمری :عن عبد اللّٰه بن عامر بن ربيعة ، عن أبيه .وعاصم ضعيف(ذخيرة الحفاظ لمحمد بن طاهر المقدسی، ج۴ ، تحت رقم الحديث ۴۹۰۱)

هذا إسناد ضعيف عاصم بن عبيد الله وإن روی عنه شعبة ومالک وابن عيينة فقد قال فيه البخاری وأبو حاتم وغيرهما منكر الحديث ورواه الإمام أحمد وأبو بكر بن أبی شيبة فی مسنديهما من طريق عاصم بن عبيد الله قال الحافظ عبد العظيم المنذری وعاصم وإن كان واهی الحديث فقد مشاه بعضهم وصحح له الترمذی قال وهذا الحديث حسن فی المتابعة (مصباح الزجاجة فی زوائد ابن الماجة للكنانی، ج ۱ ص ۱۱۲ ، تحت رقم الحديث۳۳۳، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما يقال بعد التشهد والصلاة علی النبی صلی الله عليه وسلم)

ملحوظ رہے کہ معجم اوسط کی روایت میں عاصم بن عبیداللہ العمری کے متابع موجود ہیں، وہ روایت مندرجہ ذیل ہے:

حدثنا أحمد قال حدثنا محمد بن سلام قال حدثنا عيسى بن يونس عن شعبة عن معلی بن عطاء عن عبد الله بن عامر بن ربيعة عن أبيه عن النبی قال :ما من عبد يصلی علی إلا صلت عليه الملائكة ما صلى علی فليكثر أو ليقل لم يرو هذا الحديث عن شعبة عن يعلی الا عيسى ورواه الناس عن شعبة عن عاصم بن عبيد الله (المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحديث ۱۶۵۴)

حَسَنَ الْبِشْرِ، فَقُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا رَأَيْتُکَ أَطْيَبَ نَفْسًا مِّنْکَ الْيَوْمَ، فَقَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِيْ وَالْمَلَکُ خَبَّرَنِيْ أَنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيْکَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ أَنَا وَمَلَائِکَتِيْ عَشْرًا ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْکَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ أَنَا وَمَلَائِکَتِيْ عَشْرًا (المعجم الکبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، تو میں نے آپ کو بہت خوش و خرم دیکھا، جس کا اثر چہرہ پر بھی تھا، تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو آج سے زیادہ خوش وخرم نہیں دیکھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خوش ہونے سے کیا چیز مانع ہے، جب کہ فرشتہ نے مجھے خبردار کیا ہے کہ (اللہ فرماتا ہے کہ) جو آپ پر درود پڑھے گا، تو میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا، اور میرے فرشتے اس کے لئے دس مرتبہ رحمت کی دعاء (واستغفار) کریں گے، اور جو آپ پر سلام پڑھے گا، تو میں اس پر دس سلامتیاں نازل کروں گا، اور میرے فرشتے اس کے لئے دس مرتبہ سلامتی کی دعاء کریں گے (طبرانی)

اس طرح کی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ درود وسلام پڑھنے والے کے لئے فرشتے بھی دس مرتبہ رحمت وسلامتی کی دعاء کرتے ہیں، اور فرشتوں کی طرف سے رحمت کی دعاء کرنے سے

---

[1] رقم الحديث ٤٧١٨، تاريخ بغداد ج ١١ ص٣٧، تحت الترجمة أبی جعفر الفارسی .
قال العراقی: حديث من صلى علی صلت عليه الملائكة ما صلى فليقلل عبد من ذلک أو ليكثر. أخرجه ابن ماجه من حديث عامر بن ربيعة بإسناد ضعيف والطبرانی فی الأوسط بإسناد حسن (تخريج احاديث الاحياء، رقم الحديث ٢)

[2] حدثنا الهيثم بن خلف ، ثنا محمد بن جعفر ، لقلوق :ثنا بكر ، ثنا سفيان ، عن عاصم بن عبيد الله ، عن القاسم ، عن عائشة ، قالت :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلى علی صلت عليه الملائكة ما صلى علی ، فليكثر عبد من ذلک ، أو ليقل صلى الله عليه وسلم(الفوائد الشهير بالغيلانيات لأبی بكر الشافعی ، رقم الحديث ٩٦٣)

مراد، مغفرت کی دعاء کرنا ہے۔ [1]

ملحوظ رہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ ایک مرتبہ درود پڑھنے والے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی دس دعائیں حاصل ہوتی ہیں۔

اور بعض حضرات نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے درست اور بعض نے کمزور قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] چنانچہ دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کی صلاۃ مغفرت ورحمت کی دعاء کرنا ہے۔

حدثنا يحيى بن آدم، حدثنا إسرائيل، عن عطاء بن السائب، عن أبى عبد الرحمن، قال: سمعت عليا، يقول :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إن العبد إذا جلس فى مصلاه بعد الصلاة، صلت عليه الملائكة، وصلاتهم عليه :اللهم اغفر له اللهم ارحمه، وإن جلس ينتظر الصلاة، صلت عليه الملائكة وصلاتهم عليه :اللهم اغفر له اللهم ارحمه (مسند احمد رقم الحديث ۱۲۱۹)

قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره (حاشية مسند احمد)

[2] حدثنا إبراهيم قال :نا الأزرق بن على قال :نا حسان بن إبراهيم قال :نا يوسف بن أبى إسحاق، عن أبى إسحاق، عن يزيد بن أبى مريم، عن أنس بن مالک قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من صلى على صلاة، صليت عليه بها عشرا. لم يرو هذا الحديث عن يوسف إلا حسان، تفرد به الأزرق بن على (المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۲۶۷۱)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الأوسط، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۲۹۹)

حدثنا أحمد قال :نا إسحاق قال :نا محمد بن سليمان بن أبى داود قال :نا أبو جعفر الرازى، عن الربيع بن أنس، عن أنس بن مالک.

قال النبى صلى الله عليه وسلم :من صلى على بلغتنى صلاته، وصليت عليه، وكتبت له سوى ذلک عشر حسنات(المعجم الأوسط، رقم الحديث ۱۶۴۲)

قال الهيثمى :رواه الطبرانى فى الأوسط، وفيه راو لم أعرفه، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۲۹۷ ،باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم فى الدعاء وغيره)

وقال المنذرى: رواه الطبرانى فى الأوسط بإسناد لا بأس به (الترغيب و الترهيب، تحت رقم الحديث ۲۵۷۲)

وقال الالبانى:(من صلى على؛ بلغتنى صلاته، وصليت عليه، وكتب له سوى ذلک عشر حسنات)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اگراس حدیث کوسند کے اعتبار سے معتبر قرار دیا جائے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دس مرتبہ دعائیں حاصل ہونے سے یہ مراد لیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ درود پڑھنے پر اللہ کی طرف سے دس رحمتیں اور فرشتوں کی طرف سے دس دعائیں حاصل ہوتی ہیں، جس کا کئی دیگر صحیح ومعتبر اور مشہور احادیث میں صراحتاً ذکر پایا جاتا ہے، اسی کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مجازاً کردی گئی ہو۔

اوراس بات کا بھی احتمال ہے کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہی دس دعائیں حاصل ہوتی ہوں، مگراس مضمون کی دیگر احادیث وروایات سے تائید نہیں ہوتی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ درود پڑھنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں حاصل ہونے، دس نیکیاں ملنے، اور دس خطائیں معاف ہونے اور دس درجات بلند کئے جانے کے علاوہ دس مرتبہ فرشتوں کی طرف سے مغفرت کی دعاء کی نعمت بھی حاصل ہوتی ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ضعيف.أخرجه الطبرانی فی "الأوسط(۴/۴۴۸)"مصورة الجامعة الإسلامية) قال :حدثنا أحمد : حدثنا إسحاق :حدثنا محمد بن سليمان بن أبی داود :حدثنا أبو جعفر الرازی عن الربيع بن أنس عن أنس مرفوعا .وقال":لم يروه عن أبی جعفر إلا محمد بن سليمان."

قلت :وهو صدوق؛ كما فی "التقريب." لكن العلة من شيخه أبی جعفر الرازی؛ فإنه صدوق سیء الحفظ.وقول الهيثمی(۱۰/۱۶۲ـ۱۶۳)"رواه الطبرانی فی "الأوسط"، وفيه راو لم أعرفه، وبقية رجاله ثقات!!"

فأقول :فيه أمران :الأول :أن أبا جعفر الرازی لا يصح أن يطلق عليه أنه ثقة؛ لأنه مختلف فيه من جهة، ولأن الراجح فيه ما ذكرته آنفا من جهة أخرى، وهو قول الحافظ الفسوی قديما، والعسقلانی حديثا .والآخر :أن الراوی الذی لم يعرفه -وهو إسحاق -؛ إنما هو إسحاق بن إبراهيم المعروف بابن راهويه، أو إسحاق بن زيد الخطابی؛ فقد ذكرهما ابن أبی حاتم (۶۷/۲/۳)فی الرواة عن محمد بن سليمان بن أبی داود الحرانی.

فإن كان الأول؛ فهو ثقة إمام، وهو من شيوخ الشيخين.

وإن كان الآخر؛ فقد ترجمه ابن أبی حاتم (۱/۱/۲۲۰)برواية أبيه عنه، ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا (سلسلة الأحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۱۵۴۱)

کثرتِ درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا ذریعہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْلَى النَّاسِ بِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً (سنن الترمذی) ۱

---

۱ رقم الحدیث ۴۸۴،ابواب الوتر،باب ما جاء فی فضل الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان، رقم الحدیث ۲۳۸۹.

قال الترمذی: ھذا حدیث حسن غریب(سنن الترمذی)

و قال ابن حجر: ھذا حدیث حسن . أخرجہ البخاری فی تاریخ عن محمد بن المثنی علی الموافقة. وأخرجه الترمذی عن محمد بن بشار، عن محمد بن خالد بن عثمة. وقال :حسن غریب (نتائج الافکار، ج۳، ص ۲۹۵ ،کتاب :الصلاة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، المجلس: ۲۸۹)

و قال محمد بن إسماعیل الكحلانی الصنعانی، المعروف كأسلافه بالأمیر: وعن ابن مسعود - رضی اللہ عنہ -قال :قَالَ رَسُولَ اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم " :-أولی الناس بی یوم القیامة أكثرھم علی صلاة ."أخرجه الترمذی (حسن لغیرہ) (التحبیر لإیضاح معانی التیسیر، رقم الحدیث ۳ ،ج ۴،ص ۳۱۳)

و قال حسین سلیم أسد الدّارانی: إسنادہ حسن، عبد اللہ بن كیسان الزھری ترجمه البخاری فی الکبیر ۵/۱۷۷ ولم یورد فیه جرحاً ولا تعدیلاً، وتبعه علی ذلك ابن أبی حاتم فی "الجرح. والتعدیل۵/۱۴۳ "وذكرہ ابن حبان فی الثقات۷/۴۹، وقال ابن القطان" :لا یعرف حالہ."

وقال الذھبی فی كاشفه" :وثق ."وقال ابن حجر فی تقریبه" :مقبول"، فھو عندنا حسن الحدیث.

وموسی بن یعقوب بینا أنه حسن الحدیث فی مسند الموصلی عند الحدیث(۵۰۱۱)

والحدیث فی الإحسان ۲/۱۳۳ برقم(۹۰۸)وقال الحافظ ابن حبان" :فی ھذا الخبر دلیل علی أن أولی الناس برسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم -فی القیامة یكون أصحاب الحدیث، إذ لیس من ھذہ الأمة قوم أكثر صلاة علیه -صلی اللہ علیہ وسلم-منھم."

وأخرجه البخاری فی الكبیر ۵/۱۷۷، والمزی فی "تھذیب الكمال۱۵/۴۸۲ "من طریق ابن أبی شیبة، بھذا الإسناد.

وأخرجه البخاری فی الكبیر ۵/۱۷۷، والبغوی فی "شرح السنة۳/۱۹۶-۱۹۷ "برقم(٦٨٦)من طریق محمد بن خالد بن عثمة، حدثنی موسی بن یعقوب الزمعی، به .ولیس عندھما "عن أبیه "بعد "عبد اللہ بن شداد."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود بھیجتا ہوگا (ترمذی، ابنِ حبان)

امام ابنِ حبان رحمہ اللہ اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

فِیْ هٰذَا الْخَبَرِ دَلِیْلٌ عَلٰی أَنَّ أَوْلَی النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْقِیَامَةِ یَکُوْنُ أَصْحَابَ الْحَدِیْثِ ، إِذْ لَیْسَ مِنْ هٰذِہِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ أَکْثَرَ صَلَاةٍ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ (صحیح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب لوگوں میں حدیث کے اصحاب ہوں گے، اس لئے کہ اس امت میں سے کوئی گروہ اِن سے زیادہ درود پڑھنے والا نہیں ہے (ابنِ حبان)

مطلب یہ ہے کہ احادیث کو روایت اور نقل کرنے اور پڑھنے والے محدثین کے درود شریف پڑھنے و لکھنے کی تعداد دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے، وہ ہر ہر حدیث کے وقت ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ'' کا وِرد کرتے ہیں، اس لئے وہ قیامت کے دن رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہوں گے۔

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأخرجه ابن عدی فی کامله ۲۳۴۲/۶ من طریق عمرو بن معمر العمری، حدثنا خالد بن مخلد، به.وقد استوفینا تخریجه فی مسند الموصلی۴۲۷/۸ برقم (۵۰۱۱)وأطلنا فی الحدیث عنه فعد إلیه إن شئت، وانظر "تحفة الأشراف۶۹/۷ "برقم(۹۳۴۰)وجامع الأصول۴۰۵/۴ ـ ۴۰۶ ، والترغیب والترهیب ۵۰۰/۲ برقم (۱۸)وفتح الباری۱۶۷/۱۱ ، وجلاء الأفهام ص ۵۸ـ۵۹ (حاشیة موارد الظمآن)

[1] تحت رقم الحدیث ۹۱۱ ، کتاب الرقائق، باب الادعیة.

فَمَنْ كَانَ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلاةً كَانَ اَقْرَبُهُمْ مِنِّي مَنْزِلَةً (شعب الايمان للبيهقي) [1]

ترجمہ: پس تم میں سے جو میرے اوپر زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا، وہ درجہ کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ قریب ہوگا (بیہقی)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ درود شریف پڑھنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا ذریعہ ہے، اور جو بندہ جس قدر کثرت کے ساتھ درود پڑھے گا، اسی قدر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہوگا، اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔ آمین۔

کثرتِ درود مقاصد کے حصول اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ جَعَلْتُ صَلَاتِي كُلَّهَا عَلَيْكَ؟ قَالَ: إِذَنْ يَكْفِيكَ اللهُ مَا أَهَمَّكَ مِنْ دُنْيَاكَ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۲۴۲) [2]

---

[1] رقم الحديث ۲۷۷۰، باب فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ليلة الجمعة ويومها الخ، السنن الكبرىٰ للبيهقي، رقم الحديث ۵۹۹۵.

قال المنذري: رواه البيهقي بإسناد حسن إلا أن مكحولا قيل لم يسمع من أبي أمامة (الترغيب والترهيب تحت حديث رقم ۲۵۸۳، كتاب الذكر والدعاء)

و قال ابن حجر: ولفظ أبي طلحة عنده نحوه وصححه بن حبان ومنها حديث بن مسعود رفعه إن أولى الناس بي يوم القيامة أكثرهم على صلاة وحسنه الترمذي وصححه بن حبان وله شاهد عند البيهقي عن أبي أمامة بلفظ صلاة أمتي تعرض على في كل يوم جمعة فمن كان أكثرهم على صلاة كان أقربهم مني منزلة ولا بأس بسنده (فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج ۱۱، ص ۱۶۷، قوله باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم)

[2] قال الهيثمي: رواه أحمد، وإسناده جيد (مجمع الزوائد، ج ۱۰ ص ۱۶۲، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره)

وقال المنذري: وإسناد هذه جيد (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۲۵۷۷)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں (اپنے لئے دعاء کرنے کے بجائے) آپ پر سارا درود پڑھا کروں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس صورت میں اللہ آپ کے دنیا کے مقاصد کی کفایت فرمادے گا (مسند احمد)

اس روایت میں تو دنیا کے مقاصد کی کفایت کا ذکر ہے، اور بعض روایات میں دنیا کے ساتھ آخرت کے مقاصد کی کفایت کا بھی ذکر ہے۔ [۱]

چنانچہ بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: أَرَأَيْتَ إِنْ جَعَلْتُ صَلَاتِيْ كُلَّهَا صَلاةً عَلَيْكَ ؟ قَالَ :إِذًا يَكْفِيْكَ اللهُ مَا أَهَمَّكَ مِنْ أَمْرِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

و قال شعيب الارنؤوط: حديث حسن، عبد الله بن محمد بن عقيل ضعيف عند التفرد، وهو حسن الحديث فى المتابعات والشواهد، وهذا منها، وباقى رجال الإسناد ثقات .وأخرجه ابن أبى شيبة ۲/۵۱۷و ۱۱/۵۰۴، وابن أبى عاصم فى "الزهد(۲۶۳)"والبيهقى فى "الشعب(۱۰۵۷)"من طريق وكيع، بهذا الإسناد. وانظر تمام تخريجه عند الحديث السابق. وله شاهد من حديث يعقوب بن زيد التيمى عند عبد الرزاق(۳۱۱۴)وإسماعيل القاضى فى "فضل الصلاة على النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۱۳)"ورجاله ثقات، لكن يعقوب التيمى تابعى صغير، وحديثه مرسل أو معضل.وآخر من حديث حَبّان بن منقذ عند الطبرانى (۳۵۷۴)وإسناده ضعيف.

وبهما يتحسن الحديث .والرجلُ المبهم السائل فى حديث أُبيٍّ هو أُبى نفسه كما جاء فى مصادر أخرى للحديث . وقد سئل شيخ الإسلام ابن تيمية، فيما نقله ابن القيم فى "جلاء الأفهام" ص ۷۹، عن تفسير هذا الحديث فقال :كان لأُبى بن كعب دعاءٌ يدعو به لنفسه، قال النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :هل يجعل له منه ربعَه صلاةً عليه، فقال " :إنْ زِدْتَ فهو خيرٌ لك "فقال :النصفَ؟ فقال : "إن زدتَ فهو (خير لك "إلى أن قال :أجعل لك صلاتى كلَّها، أى :أجعلُ دعائى كلَّه صلاةً عليك، قال " :إذاً تُكفَى همَّك، ويُغفَر)لك ذنبُك "لأن مَن صلَّى على النبيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صلاةً صلَّى الله عليه بها عشراً، ومن صلَّى الله عليه، كفاه همَّه، وغفر له ذنبه (حاشية مسند احمد)

[۱] والهم ما يقصده الإنسان من أمر الدنيا والآخرة يعنى إذا صرفت جميع أزمان دعائك فى الصلاة على أعطيت مرام الدنيا والآخرة (تحفة الاحوذى ، ج۷ص ۱۳۰ ، ابواب صفة القيامة، باب ما جاء فى صفة أوانى الحوض)

دُنْيَاکَ وَآخِرَتِکَ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنی دعاء کا سارا حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر کرلوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس صورت میں اللہ آپ کے دنیوی واخروی اہم مقاصد کی کفایت فرمادے گا (ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابونعیم)

حضرت یعقوب بن زید بن طلحہ تیمی رحمہ اللہ سے مُرسَلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَتَانِیْ؟ آتٍ مِّنْ رَّبِّیْ فَقَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّیْ عَلَيْکَ صَلَاةً إِلَّا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللهِ أَجْعَلُ نِصْفَ دُعَائِیْ لَکَ ؟ قَالَ : إِنْ شِئْتَ قَالَ : أَلَّا أَجْعَلَ ثُلُثَیْ دُعَائِیْ لَکَ ؟ قَالَ : إِنْ شِئْتَ قَالَ: أَلَّا أَجْعَلَ دُعَائِیْ لَکَ کُلَّهُ ؟ قَالَ :إِذَنْ يَکْفِيْکَ اللهُ هَمَّ الدُّنْيَا ، وَهَمَّ الْآخِرَةِ(فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۱۳) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب کی طرف سے ایک آنے والے (فرشتہ) نے کہا کہ جو بندہ بھی آپ پر درود بھیجے گا، تو اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا، تو یہ سن کر ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنی دعاء کا آدھا حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر کرلوں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ چاہیں تو کرلیں، پھر اس نے عرض

---

[1] رقم الحديث ۸۷۹۸، كتاب الصلاة، باب فى ثواب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ۳۴۹۳، معرفة الصحابة لابى نعيم رقم الحديث ۲۲۹۲.

قال الهيثمى: رواه الطبرانى ، وإسناده حسن(مجمع الزوائد ج۱۰ ص ۱۶۲ ،باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم فى الدعاء وغيره)

وقال المنذرى: رواه الطبرانى بإسناد حسن (الترغيب والترهيب ،تحت رقم الحديث رقم ۲۵۷۸)

[2] قال الالبانى: صحيح مرسل (تحقيق فضل الصلاة على النبى، تحت رقم الحديث ۱۳)

کیا کہ کیا میں اپنی دعاء کا دو تہائی حصہ آپ پر درود کے لئے مقرر نہ کرلوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو کرلیں، پھر اس آدمی نے عرض کیا کہ کیا میں دعاء کے بجائے آپ کے لئے سارا (وقت) درود (کے لئے) ہی نہ مقرر کرلوں؟ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ اس صورت میں تو اللہ آپ کی دنیا وآخرت کے مقاصد کی کفایت فرمادے گا (فضل الصلاۃ) [1]

حضرت طفیل بن ابی بن کعب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ أُبَیٌّ یَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّیْ أُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ أَفَأَجْعَلُ لَکَ ثُلُثَ صَلَاتِیْ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلشَّطْرَ قَالَ أَفَأَجْعَلُ لَکَ شَطْرَ صَلَاتِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلثُّلُثَانِ أَکْثَرُ قَالَ أَفَأَجْعَلُ لَکَ صَلَاتِیْ کُلَّهَا قَالَ: إِذَنْ یُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ کُلُّهٗ (فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۱۴) [2]

ترجمہ: میرے والد حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں رات کے وقت دعاء کرتا ہوں، کیا میں اپنی دعاء کا تہائی حصہ آپ کے درود کے لئے مقرر کرلوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدھا مقرر کرلو، تو حضرت ابی نے عرض کیا کہ کیا واقعتاً میں آپ کے لئے آدھا حصہ درود

---

[1] اور امالی ابنِ بشران میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ''تنال خیر الدنیا والآخرۃ'' کے الفاظ ہیں، جو مندرجہ بالا روایات سے زیادہ جامع ہے، اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

أخبرنا أبو عبد الله محمد بن زید بن علی بن مروان الأنصاری الأبزاری بالکوفة ، ثنا محمد بن عبد الله الأنصاری ، ثنا أحمد بن محمد الأنصاری ، ثنا محمد بن یحیی ، ثنا عصمة بن محمد ، عن یحیی بن سعید ، عن سعید بن المسیب ، عن أبی هریرة ، أن رجلا قال لرسول الله صلی الله علیه وسلم : أجعل ثلث صلاتی علیک ؟ قال : نعم قال :أجعل نصفها علیک ؟ قال : نعم قال :أجعل کلها علیک ؟ قال : إذا تنال خیر الدنیا والآخرة (امالی ابنِ بشران رقم الحدیث ۱۴۹)

[2] قال الالبانی: حسن صحیح (فضل الصلاۃ علی النبی، تحت رقم الحدیث ۱۴)

کے لئے مقرر کرلوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوتہائی یا اس سے زیادہ بھی مقرر کرسکتے ہیں، تو حضرت ابی نے عرض کیا کہ اگر میں اپنی دعاء کا سارا حصہ ہی آپ پر درود کے لئے مقرر کرلوں؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس صورت میں تو اللہ آپ کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرمادے گا (فضل الصلاۃ)

اس روایت سے درود شریف کی کثرت سے صغیرہ گناہوں کا معاف ہونا معلوم ہوا، اوراس سے پہلی روایات سے دنیاوآخرت کے فکروں سے نجات اور مقاصد کی تکمیل کا ہونا معلوم ہو چکا۔

اور بعض روایات میں ان دونوں فضائل وفوائد کا ایک ساتھ ذکر پایا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّىْ أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِىْ فَقَالَ مَا شِئْتَ قَالَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ اَلنِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قَالَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِىْ كُلَّهَا قَالَ إِذًا تُكْفٰى هَمُّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں آپ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں، تو میں اپنی دعاء میں سے کتنا حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر

---

[1] رقم الحدیث ۲۴۵۷، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع ،باب ما جاء فی صفة أوانی الحوض، مستدرک حاکم رقم الحدیث۳۵۷۸.

قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح(سنن الترمذی)

وقال الحاكم :هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه(مستدرک حاکم)

و قال الذهبی فی التلخيص: صحيح (مستدرک حاکم)

کرلوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، حضرت اُبی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ چوتھائی حصہ مقرر کرلوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، اگر آپ اور زیادہ کرلیں گے تو آپ کے لئے بہتر ہوگا، حضرت اُبی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ نصف حصہ مقرر کرلوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، اگر آپ اور زیادہ کرلیں گے، تو آپ کے لئے بہتر ہوگا، حضرت اُبی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ دو تہائی مقرر کرلوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، اور اگر آپ اور زیادہ کرلیں گے، تو آپ کے لئے بہتر ہوگا، تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے اپنی تمام دعاء کا حصہ آپ پر درود کے لئے مقرر کرلیا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس صورت میں یہ آپ کے مقاصد کی کفایت اور آپ کے (صغیرہ) گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہوگا

(ترمذی، حاکم)

درود شریف چونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں داخل ہے، اور اس کے ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حق کی ادائیگی ہوتی ہے، اور اپنی ذات کے لئے دعاء چھوڑ کر درود شریف پڑھنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات پر ترجیح دینے وایثار کرنے کی شان پائی جاتی ہے، اس جیسی وجوہات کی بنا پر اپنی ذات کے لئے دعاء کے بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنا گناہوں کی مغفرت اور دنیا وآخرت کے مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ [1]

---

[1] قوله أكثر الصلاة فكم أجعل لک من صلاتی معناه أكثر الدعاء فكم أجعل لک من دعائی صلاة عليک (الترغيب والترهيب ، تحت رقم الحديث ۲۵۷۷، كتاب الذكر والدعاء)

(إنی أكثر الصلاة عليک) ، أی :أريد إكثارها (فكم أجعل لک من صلاتی؟) ، أی :بدل دعائی الذی أدعو به لنفسی (فقال :ما شئت) ، أی :اجعل مقدار مشيئتک (قلت :الربع؟) : بضم الباء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہرحال مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ درود شریف کا وِرد دنیا وآخرت کے مقاصد کے حصول اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے۔

اور اکابر واسلاف نے درود شریف کو مصائب ومسائل سے چھٹکارے اور مقاصد کے حصول کے لئے بہت مجرب اور مؤثر پایا ہے، جبکہ اس میں خلافِ شرع کوئی چیز شامل نہ ہو۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وتسكن، أى :أجعل ربع أوقات دعائى لنفسى مصروفا للصلاة عليك؟ (قال " :ما شئت، فإن زدت فهو خير لك "قلت :النصف؟ قال " :ما شئت فإن زدت فهو خير لك "قلت :فالثلثين؟) :بضم اللام وتسكن (قال :ما شئت فإن زدت فهو خير لك "قلت :أجعل لك صلاتى كلها ؟) ، أى :أصرف بصلاتى عليك جميع الزمن الذى كنت أدعو فيه لنفسى (قال " :إذن ") : بالنون، وفى نسخة صحيحة بالألف :منونا ("تكفى ") : مخاطب مبنى للمفعول ("همك ") : مصدر، بمعنى المفعول وهو منصوب على أنه قول ثان لتكفى، فإنه يتعدى إلى مفعولين، والمفعول الأول المرفوع، بما لم يسم فاعله وهو أنت، كذا نقله السيد جمال الدين عن الأزهار، قال الأبهرى، أى: إذا صرفت جميع زمان دعائك فى الصلاة على كفيت ما يهمك اهـ.

وفى صحيح السيد أصيل الدين يكفى بالياء آخر الحروف، وهمك برفع الميم فإنه قد يتعدى إلى مفعول واحد، ويقال :كفاه الشىء كما يتعدى إلى مفعولين، ويقال :كفاه الشىء ، كذا فى المقدمة ("ويكفر ") : بالنصب ("لك ذنبك ") : ولفظ الحصن :ويغفر لك ذنبك، قال التوربشتى: معنى الحديث كم أجعل لك من دعائى الذى أدعو به لنفسى؟ ولم يزل يفاوضه ليوقفه على حد من ذلك، ولم ير النبى صلى الله عليه وسلم أن يحد له ذلك لئلا تلتبس الفضيلة بالفريضة أولا، ثم لا يغلق عليه باب المزيد ثانيا، فلم يزل يجعل الأمر إليه داعيا لقرينة الترغيب والحث على المزيد، حتى قال :أجعل لك صلاتى كلها، أى :أصلى عليك بدل ما أدعو به لنفسى، فقال " :إذا يكفى همك "، أى :أهمك من أمر دينك ودنياك، وذلك لأن الصلاة عليه مشتملة على ذكر الله، وتعظيم الرسول صلى الله عليه وسلم، والاشتغال بأداء حقه عن أداء مقاصد نفسه، وإيثاره بالدعاء على نفسه ما أعظمه من خلال جليلة الأخطار وأعمال كريمة الآثار، (رواه الترمذى) : وقال: حديث حسن، ورواه أحمد، والحاكم وقال :صحيح الإسناد نقله ميرك، قال ابن حجر :وهو عند ابن حميد فى مسنده، وأحمد بن منيع، والرويانى اهـ، وللحديث روايات كثيرة، وفى رواية قال : إنى أصلى من الليل بدل أكثر الصلاة عليك، فعلى هذا قوله :(فكم أجعل لك من صلاتى؟) ، أى: بدل (صلاتى من الليل)(مرقاةُ المفاتيح، ج۲ ص ۷۴۶، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى وفضلها)

درود شریف، زکاۃ ومال میں برکت وپاکی کا ذریعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّهَا زَكَاةٌ لَكُمْ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے اوپر درود پڑھو، کیونکہ میرے اوپر درود پڑھنا تمہارے لئے زکاۃ (اور پاکی کا ذریعہ) ہے (مسند احمد)

اس حدیث کی سند اگرچہ فی نفسہٖ ضعیف قرار دی گئی ہے۔ [2]

لیکن حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی (آگے آنے والی) حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے، جس کی وجہ سے بعض اہلِ علم حضرات نے اس حدیث کو حسن درجہ میں داخل مان کر معتبر قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ٨٧٧٠، مسند البزار، رقم الحديث ٩٣٧٠، مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ٦٤١٤.

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، شريك -وهو ابن عبد الله القاضى -سىء الحفظ، وليث -وهو ابن أبى سليم -ضعيف، وكعب لم يرو عنه غير ليث بن أبى سُليم -فهو مجهول، وانظر (٧٥٩٨) (حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمي: رواه البزار، وفيه داود بن علبة، ضعفه ابن معين والنسائى وغيرهما، ووثقه ابن نمير، وقال موسى بن داود الضبى :حدثنا ذؤاد بن علبة وأثنى عليه خيرا، وقال ابن عدى :هو فى جملة الضعفاء ممن يكتب حديثه(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٨٧٧)

وقال فى موضع آخر:رواه أبو يعلى وفيه ليث بن أبى سليم وهو ثقة مدلس(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٢٨٧١)

[3] قال الالبانى: (صلوا على؛ فإن صلاتكم على زكاة لكم، وسلوا الله لى الوسيلة).

أخرجه الإمام إسماعيل بن إسحاق القاضى فى "فضل الصلاة على النبى -صلى الله عليه وسلم" (٤٦/١٨)حدثنا سليمان بن حرب قال :ثنا سعيد بن زيد عن ليث عن كعب عن أبى هريرة قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم ... :-فذكره.

قلت :وهذا إسناد رجاله ثقات؛ غير ليث -وهو ابن أبى سليم-، وهو صدوق، لكنه كان اختلط،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ صَدَقَةٌ ، فَلْيَقُلْ فِيْ دُعَائِهِ :اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ، فَإِنَّهَا لَهُ زَكَاةٌ(مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: جس مسلمان آدمی کے پاس صدقہ (کے لئے مال) نہ ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی دعاء میں یہ درود شریف پڑھا کرے کہ:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ .

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

روى له مسلم مقرونا، قال الذهبي في "الكاشف": "فيه ضعف يسير من سوء حفظه، كان ذا صلاة وصيام وعلم كثير، وبعضهم احتج به ."

قلت :فمثله يستشهد به، وقد وجدت له شاهدا كما يأتي.

وسعيد بن زيد :هو الأزدي أخو حماد، روى له مسلم؛ لكنهم تكلموا في حفظه، فقال الحافظ : "صدوق له أوهام ."

قلت :وقد توبع؛ فقال إسماعيل(٤٧) :حدثنا محمد بن أبي بكر :ثنا معتمر عن ليث به.

وقال ابن أبي شيبة في "المصنف(٢/٧ ٥١) "حدثنا ابن فضيل عن ليث به دون جملة الوسيلة.

وهذه متابعة قوية؛ ابن فضيل :هو محمد بن فضيل بن غزوان، ثقة محتج به في "الصحيحين "، فلم يبق في الإسناد من فيه ضعف غير الليث.

لكن يشهد له حديث دراج عن أبي الهيثم عن أبي سعيد الخدري مرفوعا بلفظ ":أيما رجل مسلم لم يكن عنده صدقة؛ فليقل في دعائه :اللهم !صل على محمد عبدك ورسولك، وصل على المؤمنين والمؤمنات، والمسلمين والمسلمات، فإنها زكاة."

صححه ابن حبان-٢٤١٣ ،المؤسسة) والحاكم؛ لكن دراج ضعيف في أبي الهيثم، وهو مخرج في "التعليق الرغيب (٢/ ٢٨١)"

وأما جملة الوسيلة؛ فلها شواهد كثيرة، أصحها حديث عبد الله بن عمرو مرفوعا": إذا سمعتم المؤذن؛ فقولوا مثل ما يقول، ثم صلوا علي، فإنه من صلى علي صلاة؛ صلى الله عليه بها عشرا، ثم سلوا الله لي الوسيلة " ...الحديث رواه مسلم وغيره، وهو مخرج في "الإرواء(١/ ٢٤٢/ ٢٥٩)

إذا أسلم الكافر تولاه المسلمون(سلسلة الاحاديث الصحيحة تحت رقم الحديث٣٢٦٨)

[1] رقم الحديث ٧١٧٥، كتاب الاطعمة، مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ١٣٩٧، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٤٢٣٦، الادب المفرد للبخارى رقم الحديث ٦٤٠.

(جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آپ کے بندے اور رسول ہیں، رحمت نازل فرما، اور مومن مَردوں اور مومن عورتوں اور مسلم مَردوں اور مسلم عورتوں پر بھی رحمت نازل فرما“) تو یہ درود اس کے لئے زکاۃ ہو جائے گا (حاکم، ابویعلیٰ، ابنِ حبان، الادبُ المفرد)

اس حدیث کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

لیکن بعض دیگر حضرات نے اس حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیا ہے، کیونکہ درود شریف کے زکاۃ یا صدقہ ہونے کی تائید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گزشتہ حدیث سے بھی ہوتی ہے، اس لئے اس حدیث میں درود شریف کی مذکورہ فضیلت کا حسن درجہ میں معتبر ہونا ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده ضعيف، دراج أبو السمح :ضعيف فى روايته عن أبى الهيثم، حكى ابن عدى عن الإمام أحمد :أحاديث دراج عن أبى الهيثم، عن أبى سعيد فيها ضعف، وقال أبو داود :أحاديثه مستقيمة إلا ما كان عن أبى الهيثم عن أبى سعيد .واسم أبى الهيثم :سليمان بن عمرو الليثى المصرى.

وأخرجه الحاكم ۴/۱۲۹ ۔ ۱۳۰ من طريق محمد بن عبد الله بن عبد الحكم، عن ابن وهب بهذا الإسناد، وزاد فى آخره" :وأيما رجل مسلم لم يكن له صدقة، فليقل فى دعائه :اللهم صل على محمد عبدك ورسولك، وصل على المؤمنين والمؤمنات، والمسلمين والمسلمات، فإنها له زكاة "وقال" :لا يشبع مؤمن يسمع خيرا حتى يكون منتهاه الجنة"، وقال هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه، ووافقه الذهبى!!

وأخرجه بنحوه مع هذه الزيادة أبو يعلى(۱۳۹۷)عن زهير، عن الحسن بن موسى، عن ابن لهيعة، عن دراج، به .قال الهيثمى فى (المجمع ۱۰/۱۶۷) وإسناده حسن!(حاشية ابنِ حبان)

[2] قال الحاكم:هذا حديث صحيح الاسناد ، ولم يخرجاه (مستدرک حاکم،تحت رقم الحديث ۷۱۷۵)

وقال الذهبى فى التلخيص:صحيح.

وقال الهيثمى:رواه أبو يعلى، وإسناده حسن(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۲۱)

وقال ابن حجر:وجدت فى الأدب المفرد للبخارى من حديث أبى سعيد الخدرى) :(أيما رجل (مسلم) لم يكن عنده صدقة، فليقل (فى دعائه) اللهم صل على محمد عبدك ورسولك و(صل على المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات، فإنها له زكاة)وسنده حسن.وأخرجه أبو يعلى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ احادیث سے درودشریف کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی کہ اگر زکاۃ و مالی صدقہ کی کسی کو قدرت نہ ہو، تو اس کے حق میں درودشریف زکاۃ وصدقہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔

چنانچہ امام ابنِ حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ سرخی اور عنوان قائم کیا ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بنحوه(نتائج الافكار، ج۴ص۵۵، باب الصلاة على الأنبياء وآلهم تبعا لهم صلى الله عليهم وسلم، المجلس:۳۰۷)

وقال ابن عدى:دراج يقال هو بن سمعان أبو السمح المصرى.

سمع عبد الله بن الحارث بن جزء وأبا الهيثم، وابن حجيرة روى عنه عمرو بن الحارث هكذا ذكره البخارى.

حدثنا ابن أبى عصمة، قال :حدثنا أحمد بن أبى يحيى، قال :سمعت أحمد بن حنبل يقول أحاديث دراج، عن أبى الهيثم، عن أبى سعيد فيها ضعف.

سمعت ابن حماد يقول دراج أبو السمح منكر الحديث قاله أحمد بن شعيب النسائى.

حدثنا محمد بن على المروزى، حدثنا عثمان بن سعيد، قال :قلت ليحيى بن معين دراج أبو السمح؟ فقال :ثقة.

قال عثمان دراج ومشرح ليسا بكل ذاك وهما صدوقان.

ذكر عبد الرحمن بن أبى بكر، عن عباس قال سئل يحيى عن حديث دراج، عن أبى الهيثم، عن أبى سعيد قال :ما كان هكذا بهذا الإسناد فليس به بأس(الكامل فى ضعفاء الرجال لابنِ عدى، ج۴ص۱۰، تحت رقم الترجمة ۶۴۷)

وقال الدكتورسعد بن ناصر بن عبد العزيز: الحديث بهذا الإسناد ضعيف، فيه علتان:

۱ ـ عبد الله بن لهيعة، وهو ضعيف، كما علمت من ترجمته.

۲ ـ دراج أبو السمح، وهو ضعيف فى روايته عن أبى الهيثم، عن أبى سعيد، وهذا الحديث منها.

وذكره الهيثمي فى المجمع(۱۰/۱۶۷)ثم قال :رواه أبو يعلى، وإسناده حسن. وذكره البوصيرى فى الإتحاف (خ۳/۲۲ ـ ب) مختصر، ثم قال :رواه أبو يعلى الموصلى، وابن حبان فى صحيحه. وذكره الشيخ الألبانى فى ضعيف الجامع (ص۳۲۹)وقال :ضعيف.

تخريجه:

هو فى مسند أبى يعلى (۵۲۹/۲)وفى المقصد العلى(خ ـ ق ۱۵۶ ـ أ) وأخرجه ابن وهب كما فى جلاء الأفهام (ص۲۴۳)عن عمرو بن الحارث، عن دراج، به، بلفظ قريب، دون أوله. ولفظه" :أيما رجل لم يكن عنده صدقة، فليقل فى دعائه :اللهم صل على محمد عبدك ورسولك، وصل على المؤمنين والمؤمنات، والمسلمين والمسلمات، فإنها له زكاة." وأخرجه من طريق ابن وهب كل من :البخارى فى الأدب المفرد (ص۱۳۹)وابن حبان كما فى الإحسان(۱۳۰/۲، ۱۵۹/۵)وابن عدى(۱۱۴/۳)والحاكم (۱۲۹/۴)والبيهقى فى الشعب (۸۶/۲)وفى الآداب (ص۴۸۴)وابن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ صَلَاةَ الدَّاعِيْ رَبَّهٗ عَلٰى صِفَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دُعَائِهٖ تَكُوْنُ لَهٗ صَدَقَةً عِنْدَ عَدَمِ الْقُدْرَةِ عَلَيْهَا (صحیح ابنِ حبان ، تحت رقم الحدیث ۹۰۳)

ترجمہ: اس بات کے ذکر میں کہ اپنے رب سے دعاء کرنے والے کا اپنی دعاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا صدقہ بن جاتا ہے، جبکہ صدقہ پر قدرت نہ ہو (ابنِ حبان)

بہرحال مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جس کے پاس مال نہ ہو، اس کے حق میں درود

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بشكوال كما فى القول البديع (ص۱۸٦) ولفظ ابن عدى، والحاكم، والبيهقى بنحو لفظ الباب، مع زيادة فى آخره.

ولفظ ابن عدى" :أيما رجل كسب مالا من حلال فأطعم نفسه، أو كساها، فمن دونه من خلق الله، فإنه له زكاة، وأيما رجل مسلم لم يكن عنده صدقة، فليقل فى دعائه :اللهم صل على محمد عبدك ورسولك، وصل على المؤمنين والمؤمنات، والمسلمين والمسلمات، فإنها له زكاة"، وقال" :لا يشبع مؤمن سمع خيرا حتى يكون منتهاه الجنة." قال الحاكم :هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه، ووافقه الذهبى فى التلخيص.

ويشهد لبعضه :حديث أبى هريرة رضى الله عنه :أخرجه ابن أبى شيبة (۲/۵۱۷، ۱۱/۵۰۴) وإسحاق بن راهويه(۱/۳۱۵)وأحمد(۲/۳٦۵)وهناد (۱/۱۱۷)وإسماعيل القاضى فى فضل الصلاة (ص۴۷)، وأبو يعلى (۱۱/۲۹۸)جميعهم :من طريق ليث بن أبى سليم عن كعب، عن أبى هريرة قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم" :-صلوا على، فإن الصلاة على زكاة لكم ."أهـ. لفظ ابن أبى شيبة، وفى بعض المصادر زيادة" :وسلوا لى الوسيلة ." ... وذكره الهيثمى فى المجمع (۲/۱۴۴)ثم قال :رواه أبو يعلى، وفيه ليث بن أبى سليم، وهو ثقة مدلس.

وأخرجه البزار كما فى الكشف(۱/۱۸۴)وابن عدى(۳/۱۲۲) والأصبهانى فى الترغيب (۲/٦۸۲) من طريق ليث عن مجاهد، عن أبى هريرة. وذكره ابن كثير فى التفسير(۳/۵۱۹)رواية البزار هذه، ثم قال :فى إسناده بعض من تكلم فيه. وذكره الهيثمى فى المجمع(۱/۳۳۲)ونسبه للبزار، وضعفه لوجود ذؤاد بن علبه . وأخرجه إسماعيل القاضى فى فضل الصلاة (ص۴۸)، من طريق ليث عن كعب مرسلا. ومدار أسانيد هذا الشاهد على ليث بن أبى سليم، وهو ضعيف.

وبهذا الشاهد يرتقى هذا الجزء من حديث الباب إلى مرتبة الحسن لغيره، والله الموفق، لا إله غيره (حاشية المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية ، لابن حجر، تحت رقم الحديث ۳۳۳۵، ج۱۳، ص ۸۱۴ الى ۸۱٦، كتاب الاذكار و الدعوات، باب الصلاة على غير النبى)

شریف کا پڑھنا زکاۃ وصدقہ کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔ [1]

اور ایسے شخص کو زکاۃ وصدقہ پر مرتب ہونے والے فوائد وبرکات حاصل ہوتے ہیں، چنانچہ مال میں برکت ہوتی ہے، اور گناہوں سے پاکی ومعافی حاصل ہوتی ہے، اور درود شریف کے گناہوں کی مغفرت کا باعث ہونا، دیگر احادیث میں بھی مذکور ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔ [2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پیش کیا جاتا اور پہنچایا جاتا ہے

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيْهِ قُبِضَ، وَفِيْهِ النَّفْخَةُ، وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالَ:

---

[1] (وأيما رجل مسلم لم تكن له صدقة) يعنى لا مال له يتصدق منه (فليقل) ندبا (فى دعائه اللهم صل على محمد عبدك ورسولک وصل على المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات فإنها) أى هذه الصلاة (له زكاة) فاستفدنا أن الصلاة عليه تقوم مقام الصدقة لذى العسرة وأنها سبب لبلوغ المآرب وإفاضة المطالب وقضاء الحاجات فى الحياة وبعد المما ت واقتصاره على الصلاة يؤذن بأنه لا يضم إليه السلام فيعكر على من كره الإفراد ونعما ذهب إليه البعض من تخصيص الكراهة بغير ما ورد فيه الإفراد بخصوصه كما هنا فلا نزيد فيه بل نقتصر على الوارد(فيض القدير للمناوى تحت رقم الحديث ٢٩٥٠)

(صلوا على فإن صلاتكم على زكاة لكم) لأن الصلاة عليه مشتملة على ذكر الله وتعظيم رسوله والاشتغال بأداء حقه عن مقاصد نفسه وإيثاره بالدعاء له على نفسه (فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى، تحت رقم الحديث ٥٠٣١)

[2] فهذا فيه أخبار بأن الصلاة زكاة للمصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ,والزكاة تتضمن النماء والبركة والطهارة، والذى قبله فيه أنها كفارة، وهى تتضمن محو الذنب، فتضمن الحديثان أن بالصلاة عليه صلى الله عليه وسلم تحصل طهارة النفس من رذائلها ويثبت لها النماء والزيادة فى كمالاتها وفضائلها، وإلى هذين الأمرين يرجع كمال النفس، فعلم أنه لا كمال للنفس إلا بالصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم التى هى من لوازم محبته ومتابعته وتقديمه على كل من سواه من المخلوقين صلى الله عليه وسلم (جلاء الافهام لابن القيم،ص ٤٢٠ ،الباب الثالث :فى مواطن الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم التى يتأكد طلبها إما وجوباً وإما استحساناً مؤكداً)

قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ يَقُوْلُوْنَ :بَلِيْتَ -؟ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ (سن ابی داؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے، اسی دن حضرت آدم کو پیدا کیا گیا، اور اسی دن اِن کی روح قبض کی گئی، اور اسی دن (قیامت سے پہلے) صور پھونکا جائے گا، اور اسی دن قیامت قائم ہوگی، پس تم اس دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو، اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، حضرت اوس کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا، جبکہ آپ کا جسم مبارک (وصال کے بعد) بوسیدہ ہو چکا ہوگا؟ لوگوں کا مطلب یہ تھا کہ آپ مٹی ہو چکے ہوں گے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو حرام کر دیا ہے (ابوداؤد، ابنِ ماجہ، مسند احمد)

اس قسم کا مضمون دوسری احادیث میں بھی آیا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ١٠٤٧، كتاب الصلاة، ابواب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ابنِ ماجه، رقم الحديث ١٠٨٥؛ مسند احمد، رقم الحديث ١٦١٦٢، مستدرک حاکم، رقم الحديث ١٠٢٩، سنن النسائى، رقم الحديث ١٣٧٤، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٩١٠.
وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ، ولم يخرجاه.
وقال الذهبى فى التلخيص: على شرط البخارى .
وقال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد رجاله ثقات (حاشية ابى داؤد)
وقال ايضاً: إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح، غير صحابيه فمن رجال أصحاب السنن (حاشية مسند احمد)
وقال ايضاً: صحيح لغيره (حاشية سنن ابنِ ماجه)
وقال ايضاً: إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح (حاشية ابنِ حبان)

[2] قال السخاوى: حديث :صلاتكم على تبلغنى أينما كنتم، هو فى حديث أوس بن أوس مرفوعاً بلفظ :إن صلاتكم معروضة على، أخرجه أبو داود والنسائى وغيرهما، وصححه ابن خزيمة وابن حبان والحاكم والنووى وآخرون، ورواه ابن أبى عاثم من حديث الحسين بن على رضى الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

دیگر احادیث کی رو سے جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر زمین کے کسی حصے میں کوئی شخص درود وسلام پڑھتا ہے، تو وہ اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا جاتا ہے، اور اس میں جمعہ کے دن کی تخصیص نہیں ہے، البتہ جمعہ کے دن کا درود شریف زیادہ مقبول اور نورانی ہوتا ہے، اس لئے وہ زیادہ مقبول اور نورانی انداز میں پیش کیا جاتا ہے، اسی خصوصیت اور امتیاز کی وجہ سے بعض احادیث میں جمعہ کے دن کا ذکر ہے، جبکہ بعض احادیث میں جس وقت بھی پڑھا جائے، اسی وقت پیش کئے جانے کا ذکر ہے، پس جمعہ کے دن کے ذکر سے دوسرے اوقات میں پیش کئے جانے کی نفی لازم نہیں آتی۔

اور مذکورہ حدیث کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْثِرُوْا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ: قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ، إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ پر جمعہ کے دن درود بھیجا کرو، کیونکہ یہ یومِ مشہود ہے، جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اور جو شخص بھی مجھ پر

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عنهما مرفوعاً: صلوا على فإن صلاتكم وتسليمكم تبلغنى حيثما كنتم، وفى لفظ لأبى يعلى: صلوا على وسلموا فإن صلاتكم وسلامكم يبلغنى أينما كنتم، وفى لفظ عند الطبرانى فى الكبير وابن أبا عاصم أيضاً: حينما كنتم فصلوا على فإن صلاتكم تبلغنى، وله شواهد منها عن على مرفوعاً: سلموا على فإن تسليمكم يبلغنى أينما كنتم، وهو حديث حسن (المقاصد الحسنة للسخاوى، تحت رقم الحديث ٦٢٣، باب حرف الصاد المهملة)

[1] رقم الحديث ١٦٣٧، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه -صلى الله عليه وسلم.

درود بھیجتا ہے، تو اس کے فارغ ہوتے ہی اس کا درود مجھ پر پیش کردیا جاتا ہے، حضرت ابوالدرداء کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ موت کے بعد بھی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کے بعد بھی، بے شک اللہ نے حرام کردیا زمین پر اس بات کو کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے (اس لئے وفات کے بعد نبی کا جسم مٹی نہیں ہوتا) پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، جس کو رزق دیا جاتا ہے (ابنِ ماجہ)

اس حدیث کا مفہوم بھی گزشتہ حدیث کے مطابق ہے، اور اس کو ضعیف قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ اس کا حسن درجہ میں معتبر ہونا راجح ہے۔ [1]

اور مذکورہ حدیث میں وضاحت ہے کہ جس وقت بھی کوئی درود پڑھتا ہے، اس کے بعد فوراً ہی

---

[1] قال المنذری: رواه ابـن ماجه بإسناد جيد (الترغيب والترهيب ،رقم الحديث ۲۵۸۲ ،كتاب الذكر والدعاء الترغيب فی الإكثار من ذكر الله سرا وجهرا)

وقال ابـن الـملقن:وإسناده حسن(البدر المنير، ج۵ ص۲۸۸، كتاب الجنائز،الحديث السادس بعد الخمسين)

وقال الـعـجـلـونی:رواه ابن ماجه بإسناد جيد عن أبی الدرداء (كشف الخفاء، ج ا ص ۱۸۹، تحت رقم الحديث ۵۰۱،حرف الهمزة مع الكاف)

(عن أبی الدرداء) تـتـمـتـه قـلـت وبـعـد الموت قال وبعد الموت إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء قال الدميری رجاله ثقات(فيض القدير للمناوی تحت حديث رقم ۱۴۰۳)

وقال ايضاً: قـال الحافظ رشيد الدين إسناده حسن إلا أنه غير متصل قال البخاری فی تاريخه زيد عن عبـادة مـرسـل قـلـت وزيد هذا عنه سعيد بن أبی هلال فقط فيما أعلم لكن ذكره ابن حبان فی ثقاته على قاعدته(تحفة المحتاج الیٰ ادلة المنهاج ،ص۵۲۷،تحت رقم الحديث ۶۶۳)

وقال الشوكانی:قال العراقی فی شرح الترمذی رجاله ثقات إلا أن فيه انقطاعا لأن فی إسناده زيد بن أيـمـن عـن عبـادة بن نسی عن أبی الدرداء قال البخاری زيد بن أيمن عن عبادة بن نسی مرسل (نيل الأوطار ،ج۳ص۲۹۴،ابواب الجمعة،باب انعقاد الجمعة بأربعين وإقامتها فی القرى)

وقال ابن حجر رحمه الله :زيد بن أيمن مقبول من السادسة ق(تقريب التهذيب ،ج ا ص ۲۲۲)

قـال الـدكتورسعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثری:ذكره المنذری فی الترغيب(۲/۵۰۲)، ثم قال: رواه ابـن ماجه بإسناد جيد.وقـال البـوصيری فی مصباح الزجاجة(۱/۲۹۴)هذا إسناد رجاله ثقات، إلَّا أنـه مـنقطع فی موضعين، عُبادة بن نُسَیّ روايته عن أبی الدرداء مرسلة، قاله العلاء ، وزيد بن أيمن عـن عُبادة بن نُسَیّ مرسلة، قاله البخاریُّ .قلت :وزيـد بـن أيمن هذا مقبول(تخريج المطالب العالية بـزوائـد المسانيد الثمانية للعسقلانی، ج۱۳ ص۸۰۳، كتاب الاذكار والدعوات، باب الصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کر دیا جاتا ہے، اور دیگر احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک درود پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں، جیسا کہ تفصیلاً آگے آتا ہے۔

معلوم ہوا کہ انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کا جسم وصال کے بعد بھی سلامت رہتا ہے، اور یہ جسم کا سلامت رہنا انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کا اعزاز ہے۔ [1]

---

[1] إن الأنبياء تكون حياتهم على الوجه الأكمل، ويحصل لبعض وارثهم من الشهداء والأولياء والعلماء الحظ الأوفى بحفظ أبدانهم الظاهرة، بل بالتلذذ بالصلاة والقراء ة ونحوهما فى قبورهم الطاهرة إلى قيام الساعة الآخرة، وهذه المسائل كلها ذكرها السيوطى فى كتاب شرح الصدور فى أحوال القبور، بالأخبار الصحيحة، والآثار الصريحة، قال ابن حجر :وما أفاده من ثبوت حياة الأنبياء حياة بها يتعبدون، ويصلون فى قبورهم، مع استغنائهم عن الطعام والشراب كالملائكة أمر لا مرية فيه، وقد صنف البيهقى جزء ا فى ذلك(مرقاة المفاتيح، ج ۳ ص۱۰۱۷، كتاب الصلاة،باب الجمعة، الفصل الثانى)

(إن من أفضل أيامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم) عليه الصلاة والسلام وخلقه فيه يوجب له شرفا ومزية كما قاله القاضى (وفيه قبض) وذلك سبب للشرف أيضا فإنه سبب لوصوله إلى الجناب الأقدس والخلاص عن النكبات (وفيه النفخة) أى النفخ فى الصور وذلك شرف أيضا لأنه من أسباب توصل أرباب الكمال إلى ما أعد لهم من النعيم المقيم والموت أحد الأسباب الموصلة للنعيم وهو وإن كان فناء ا ظاهرا فهو بالحقيقة ولادة ثانية ذكره الراغب (وفيه الصعقة) هى غير النفخة وقد ذكرها تعالى بفاء التعقيب فى (ونفخ فى الصور فصعق) (فأكثروا على من الصلاة فيه) أى فى يوم الجمعة وكذا ليلتها قال أبو طالب المكى :وأقل ذلك ثلاث مئة مرة كذا نقله عنه فى الإتحاف (فإن صلاتكم معروضة على) قال ابن الملقن :معنى معروضة على موصولة إلى توصل الهدايا ثم إنهم قالوا :وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرمت بفتح فسكون ففتح على الأشهر أى بليت وفى رواية أرممت أى صرت رميما قال (إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء) لأنها تتشرف بوقع أقدامهم عليها وتفتخر بضمهم إليها فكيف تأكل منهم ولأنهم تناولوا ما تناولوا منها بحق وعدل وسخرها لهم لإقامة العدل عليها فلم يكن لها عليهم سلطان ومثلهم الشهداء .قال فى المطامح :وقد وجد حمزة صحيحا لم يتغير حين حفر معاوية قبره وأصاب الفأس أصبعه فدميت وكذا عبد الله بن حرام وعمرو بن الجموح وطلحة وغيرهم .قال الطيبى :إنما قالوا كيف تعرض صلاتنا عليك وقد بليت استبعادا فما وجه الجواب بقوله إن الله حرم إلخ فإن المانع من العرض والسماع الموت وهو قائم بعد قلنا :حفظ أجسادهم من أن تبلى أخرق للعادة المستمرة فكما أنه تعالى يحفظها منه كذلك يمكن من العرض عليهم ومن الاستماع منهم .

(حم د ن هـ حب ك عن أوس) بفتح الهمزة وسكون الواو (بن أبى أوس) واسم أبى أوس حذيفة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا کہ اللہ کا نبی حیات ہوتا ہے، جس کو رزق دیا جاتا ہے۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا نبی دنیوی زندگی کے وصال کے بعد بھی ہمیشہ اس طریقہ پر زندہ ہوتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخصوص رزق عطا فرمایا جاتا ہے۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الثقفی صحابی سکن دمشق وفد علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ویقال هو والد عمرو بن أوس قال فی التقریب :وهو غیر أوس بن أبی أوس الثقفی علی الصحیح قال الحاکم علی شرط البخاری انتهی ولیس کما قال فقد قال الحافظ المنذری وغیره له علة دقیقة أشار إلیها البخاری وغیره وغفل عنها من صححه کالنووی فی الریاض والأذکار (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۲۴۸۰)

(حیاة الأنبیاء فی قبورهم)قال السیوطی فی مرقات الصعود تواترت بها الأخبار وقال فی أنباء الأذکیاء بحیاة الأنبیاء ما نصه حیاة النبی صلی الله علیه وسلم فی قبره وسائر الأنبیاء معلومة عندنا علما قطعیا لما قام عندنا من الأدلة فی ذلک وتواترت به الأخبار الدالة علی ذلک وقد ألف الإمام البیهقی رحمه الله جزء ا فی حیاة الأنبیاء علیهم الصلاة والسلام فی قبورهم اهـ.
منه بلفظه وانظره فقد ساق بعده شیئا من الأخبار الدالة علی ذلک وقال ابن القیم فی کتاب الروح نقلا عن أبی عبد الله القرطبی صح عن النبی صلی الله علیه وسلم أن الأرض لا تأکل أجساد الأنبیاء وأنه صلی الله علیه وسلم اجتمع بالأنبیاء لیلة الإسراء فی بیت المقدس وفی السماء خصوصا بموسی وقد أخبر بأنه ما من مسلم یسلم علیه إلا رد الله علیه روحه حتی یرد علیه السلام إلی غیر ذلک مما یحصل من جملته القطع بأن موت الأنبیاء إنما هو راجع إلی أن غیبوا عنا بحیث لا ندرکهم وإن کانوا موجودین أحیاء وذلک کالحال فی الملائکة فإنهم أحیاء موجودون ولا نراهم اهـ والله سبحانه وتعالی أعلم (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر لامام محمد بن جعفر الکتانی، تحت رقم الحدیث ۱۱۵، ج ۱ ص ۱۲۶، ۱۲۷، کتاب المرضی والجنائز وأحوال الموتی)

[1] ("حی ") ، أی دائما ("یرزق ") : رزقا معنویا فإن الله تعالی قال فی حق الشهداء من أمته (بل أحیاء عند ربهم یرزقون)فکیف سیدهم بل رئیسهم ;لأنه حصل له أیضا مرتبة الشهادة مع مزید السعادة بأکل الشاة المسمومة وعود سمها المغمومة، وإنما عصمه الله تعالی من الشهادة الحقیقیة للبشاعة الصوریة، ولإظهار القدرة الکاملة بحفظ فرد من بین أعدائه من شر البریة، ولا ینافیه أن یکون هناک رزق حسی أیضا، وهو الظاهر المتبادر، وقد صح أن أرواح الشهداء فی أجواف طیر خضر تعلق من ثمر الجنة .رواه الترمذی، عن کعب بن مالک .وفی روایة :أرواح الشهداء فی أجواف طیر خضر تسرح فی الجنة حیث شاء ت، وتأکل من ثمرها، ثم تأوی إلی قنادیل من تحت العرش ، ثم هذه الجملة یحتمل أن تکون من قول النبی صلی الله علیه وسلم نتیجة للکلام، ویحتمل أن تکون من قول الراوی استفادة من کلامه وتفریعا علیه صلی الله علیه وسلم .(رواه ابن ماجه) ، أی بإسناد جید نقله میرک عن المنذری، وله طرق کثیرة بألفاظ مختلفة (مرقاة المفاتیح ،ج۳ص ۱۰۲۰، کتاب الصلاة،باب الجمعة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا، وَلَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا، وَحَیْثُمَا کُنْتُمْ فَصَلُّوْا عَلَیَّ، فَإِنَّ صَلَاتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ، اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ، اور تم جہاں کہیں بھی ہو، مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے (مسند احمد، ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کے لئے روضۂ اقدس پر حاضر ہونا ضروری نہیں، بلکہ ہر جگہ پڑھے جانے والا درود فرشتوں کے واسطہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے، اگرچہ قبر مبارک پر حاضر ہو کر پڑھنا بھی جائز ہے۔ [2]

اور قبر کو عید نہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر کوئی خاص دن مقرر کر کے میلہ نہ لگایا جائے، جیسا کہ آج کل بعض لوگ بزرگوں کے مزاروں پر عرس کے نام سے میلہ

---

[1] رقم الحدیث ۸۸۰۴، ابوداؤد، رقم الحدیث ۲۰۴۲، کتاب المناسک باب زیارۃ القبور.
قال شعیب الارنؤوط: إسنادہ حسن لأجل عبد اللہ بن نافع، وقد سلفت ترجمتہ فی الحدیث السابق، وباقی رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر سریج -وھو ابن النعمان الجوھری -فمن رجال البخاری(حاشیة مسند احمد)
وقال ایضاً: صحیح لغیرہ، وھذا إسناد حسن(حاشیة ابی داؤد)

[2] معناہ لا تتکلفوا المعاودة إلی قبری فإن صلاتکم تبلغنی حیث کنتم ما ذاک إلا لأن الصلاة فی الحضور مشافھة أفضل من الغیبة (فیض القدیر للمناوی تحت رقم الحدیث ۲ ۸۱۸)
(وصلوا علی وسلموا فإن صلاتکم تبلغنی حیثما کنتم) أی لا تتکلفوا المعاودة إلی فقد استغنیتم بالصلاة علی لأن النفوس القدسیة إذا تجردت عن العلائق البدنیة عرجت واتصلت بالملأ الأعلی ولم یبق لھا حجاب فتری الکل کالمشاھد بنفسھا أو بإخبار الملک لھا وفیہ سر یطلع علیہ من یسر لہ.ذکرہ القاضی.
(تنبیہ) قولھم فیما سلف معناہ النھی عن الاجتماع إلخ یؤخذ منہ أن اجتماع العامة فی بعض أضرحة الأولیاء فی یوم أو شھر مخصوص من السنة ویقولون ھذا یوم مولد الشیخ ویأکلون ویشربون وربما یرقصون منھی عنہ شرعا وعلی ولی الشرع ردعھم علی ذلک وإنکارہ علیھم وإبطالہ.(فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۶ ۱ ۵۰)

قائم کرتے ہیں۔ ۱

اور بعض حضرات نے قبر کو عید نہ بنانے کے اور دوسرے مطلب بھی بیان فرمائے ہیں۔ ۲

اور حدیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے گھروں میں نفل وغیرہ نماز پڑھنا نہ چھوڑو، جس طرح سے قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔

اور بعض حضرات نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اپنے گھروں میں مُردوں کو دفن نہ کرو۔ ۳

---

۱ لا تتخذوا قبری عیدًا .وقد حرَّف مرادَه بعض الجهلاء وفهموا أَنَّ معناه لا تجعلوه كالعيد فتأتوه فی السَّنة مرة، ومعناه لا تجعلوه كالعيد حفلة سنوية يعنی :میلا میری قبر برنہ لگایا کرو(فيض البارى شرح البخارى، ج۲ ص ۶۴،كتاب الصلاة، باب كراهية الصلاة فی المقابر)

۲ ("ولا تجعلوا قبری عيدا ") : هو واحد الأعياد، أی :لا تجعلوا زيارة قبری عيدا، أو لا تجعلوا قبری مظهر عيد، فإنه يوم لهو وسرور، وحال الزيارة خلاف ذلک، وقيل :محتمل أن يكون المراد الحث على كثرة زيارته، ولا يجعل كالعيد الذی لا يأتی فی العام إلا مرتين.

قال الطيبی :نهاهم عن الاجتماع لها اجتماعهم للعيد نزهة وزينة، وكانت اليهود والنصارى تفعل ذلک بقبور أنبيائهم، فأورثهم الغفلة والقسوة، ومن عادة عبدة الأوثان أنهم لا يزالون يعظمون أمواتهم حتى اتخذوها أصناما، وإلى هذا أشار لقوله " :اللهم لا تجعل قبری وثنا يعبد "فيكون المقصود من النهی كراهة أن يتجاوزوا فی قبره غاية التجاوز، ولهذا ورد " :اشتد غضب الله على قوم اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد "، وقيل :العيد اسم من الاعتياد يقال :عاده واعتاده وتعوده، أی: صار عادة له، والعيد ما اعتادک من هم أو غيره، أی :لا تجعلوا قبری محل اعتياد فإنه يؤدی إلى سوء الأدب وارتفاع الحشمة، ولا يظن أن دعاء الغائب لا يصل إلی، ولذا عقبه بقوله :(وصلوا علی، فإن صلاتكم تبلغنی) : قال الطيبی :وذلک أن النفوس الزكية القدسية إذا تجردت عن العلائق البدنية عرجت ووصلت بالملأ الأعلى، ولم يبق لها حجاب، فترى الكل كالمشاهد بنفسها، أو بإخبار الملک لها، وفيه سر يطلع عليه من تيسر له اهـ.

فيكون نهيه عليه السلام لدفع المشقة عن أمته رحمة (عليهم)(مرقاة المفاتيح، ج۲ص ۷۴۴، كتاب الصلاة،باب الصلاة على النبی وفضلها)

۳ (ولا تتخذوها) ، أی :بيوتكم (قبورا) : بأن تتركوا الصلاة فيها كما تتركونها فی المقابر، شبه المكان الخالی عن العبادة بالمقبرة والغافل عنها بالميت، وقيل لا تجعلوا بيوتكم مواطن النوم لا تصلون فيها، فإن النوم أخو الموت، وقيل :إن مثل ذاكر الله ومثل غير ذاكر الله كمثل الحی والميت الساكن فی البيوت، والساكن فی القبور، فالذی لا يصلی فی بيته جعله بمنزلة القبر، كما جعل نفسه بمنزلة الميت، وقيل :معناه لا تدفنوا فيها موتاكم ;لئلا يكدر عليكم معاشكم ومأواكم، (متفق عليه) . وفی رواية مسلم :(لا تتخذوا بيوتكم مقابر) ، ذكره ميرک (مرقاة المفاتيح، ج۲ص ۶۰۱، ۶۰۲، كتاب الصلاة،باب المساجد ومواضع الصلاة)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِيْدًا، وَلَا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا، وَصَلُّوْا عَلَيَّ، وَسَلِّمُوْا فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِیْ (مسند البزار، رقم الحديث ۵۰۹) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری قبر کو عید نہ بناؤ، اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ، اور تم مجھ پر درود اور سلام بھیجو، کیونکہ بے شک تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے (بزار)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِيْدًا، وَلَا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا ، فَإِنَّ تَسْلِيْمَكُمْ يَبْلُغُنِیْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ (مسند ابی يعلیٰ) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری قبر کو عید نہ بناؤ، اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ، پس بے شک تمہارا سلام مجھ تک (فرشتوں کے واسطہ سے) پہنچ جاتا ہے، جہاں کہیں بھی تم ہو (مسند ابی یعلیٰ، فضل الصلاۃ)

اور مصنف ابنِ ابی شیبہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِيْدًا ، وَلَا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ وَتَسْلِيْمَكُمْ يَبْلُغُنِیْ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ (مصنف ابنِ ابی شيبة) [3]

---

[1] قال البزار: وهذا الحديث لا نعلمه يروى عن على إلا من هذا الوجه بهذا الإسناد، وقد روى بهذا الإسناد أحاديث صالحة فيها مناكير، فذكرنا هذا الحديث؛ لأنه غير منكر :لا تجعلوا قبرى عيدا ولا بيوتكم قبورا .قد روى عن النبى صلى الله عليه وسلم من غير هذا الوجه(مسند البزار)

[2] رقم الحديث ۴۶۹، فضل الصلاة على النبى لإسماعيل بن إسحاق رقم الحديث ۲۰)

[3] رقم الحديث ۷۶۲۴، كتاب الصلاة، باب فى الصلاة عند قبر النبى صلی اللہ علیہ وسلم وإتيانه.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری قبر کو عید نہ بناؤ، اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ، پس بے شک تمہارا درود اور تمہارا سلام مجھ تک پہنچ جاتا ہے، جہاں کہیں بھی تم ہو (ابنِ ابی شیبہ)

اس حدیث کو بعض حضرات نے اگرچہ سند کے اعتبار سے فی نفسہٖ ضعیف قرار دیا ہے، لیکن دوسری احادیث وروایات کے ساتھ مل کر یہ حدیث حسن درجہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ [1]

---

[1] اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

رواہ أبو یعلی وفیہ حفص بن ابراھیم الجعفری ذکرہ ابن أبی حاتم ولم یذکر فیہ جرحا وبقیۃ رجالہ ثقات(مجمع الزوائد ج۴ص۳، تحت رقم الحدیث ۵۸۴۷، باب قولہ لا تجعلن قبری وثنا)

مگر مسند ابویعلیٰ اور فضل الصلاۃ علی النبی، دونوں کتب میں جعفر ابن ابراہیم ہیں، نہ کہ حفص بن ابراہیم، اور اسماعیل بن اسحاق نے براہِ راست ان سے حدیث نقل کی ہے، اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے نسب تک ان کا نام ذکر فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

حدثنا جعفر بن إبراھیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر بن أبی طالب(فضل الصلاۃ علی النبی، حوالہ بالا)

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے جعفر بن ابراہیم کا تاریخِ کبیر میں بغیر جرح کے تذکرہ فرمایا ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

جعفر بن ابراھیم من ولد ذی الجناحین، من ولد عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب الھاشمی الحجازی، قال لی عبد اللہ بن ابی شیبۃ العبسی حدثنا زید بن حباب قال ثنا جعفر بن ابراھیم من ولد ذی الجناحین قال :حدثنی علی بن عمر عن ابیہ عن علی بن حسین انہ رأی رجلا یجیئ إلی فرجۃ کانت عند قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیدخل فیھا فیدعو فدعاہ فقال :ألا احدثک حدیثا سمعتہ من ابی عن جدی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ؟ قال :لا تتخذوا قبری عیدا(التاریخ الکبیر،للبخاری ،تحت رقم الترجمۃ ۲۱۴۰)

نیز متعدد محدثین نے اس حدیث کے شواہد پائے جانے کی وجہ سے اس کو حسن درجہ میں داخل مانا ہے۔

قال ابن حجر:ھذا حدیث حسن(نتائج الافکار، ج۴ص۲۲، کتاب :الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، المجلس:۲۹۷)

وقال السخاوی:ولہ شواھد منھا عن علی مرفوعاً :سلموا علی فإن تسلیمکم یبلغنی أینما کنتم، وھو حدیث حسن(المقاصد الحسنۃ للسخاوی ،باب حرف الصاد المھملۃ، تحت رقم الحدیث ۶۲۳)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورحضرت حسن بن حسن اپنے والد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَصَلُّوْا عَلَيَّ ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ (المعجم الكبير للطبرانی رقم الحديث ۲۷۲۹) لے

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جہاں بھی ہو، میرے اوپر درود پڑھو، بے شک تمہارا درود مجھ تک (فرشتوں کے واسطے سے) پہنچ جاتا ہے (طبرانی)

اورحضرت حسن بن حسن بن علی سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾وقال العجلونی:وله شواهد :منها عن علی مرفوعا سلموا علی فإن تسليمكم يبلغنی أينما كنتم قال وهو حديث حسن(كشف الخفاء، ج۲ص۲۸ ، تحت رقم الحديث ۱۶۲۰۲)

وقال ابن عبدالهادی الحنبلی:فهذه الأحاديث المعروفة عند أهل العلم التی جاء ت من وجوه حسان تصدق بعضها بعضاً (الصارم المنكی فی الرد علی السبكی، ج ا ص ۱۵۹،الباب الأول :فی الأحاديث الواردة فی الزيارة نصاً)

وقال محمد بن محمد درويش، أبو عبد الرحمن الحوت: حديث " :صلاتكم علی تبلغنی أينما كنتم ."يروی بألفاظ مختلفة، وله عدة أسانيد فيها حسنة وضعيفة (أسنی المطالب فی أحاديث مختلفة المراتب، تحت رقم الحديث ۸۲۲)

وقال الالبانی:ومن هذا الباب ما ورد عن علی بن الحسين -رضی الله عنهما ,أنه رأی رجلا يجیء إلی فرجة كانت عند قبر النبی صلی الله عليه وسلم ،فيدخل فيها فيدعو ,فنهاه فقال :ألا أحدثكم حديثًا سمعته من أبی ,عن جدی ,عن رسول لله صلی الله عليه وسلم ؟ قَالَ ":لا تتخذوا قبری عيدًا، ولا بيوتكم قبورًا، فإن تسليمكم يبلغنی أينما كنتم."

رواه الضياء المقدسی فی "الأحاديث المختارة "، ورواه أبو يعلی فی "مسنده ,"وفی إسناده رجل من أهل البيت مستور، وبقية رجاله ثقات، وهو صحيح بطرقه وشواهده(تخريج أحاديث فضائل الشام ودمشق لأبی الحسن علی بن محمد الربعی، ص ۵۲،الحديث الواحد والعشرون)

لے قال الهيثمی:رواه الطبرانی فی الكبير والأوسط، وفيه حميد بن أبی زينب ولم أعرفه، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ۱۷۲۹۵ ، باب الصلاة علی النبی صلی الله عليه وسلم فی الدعاء وغيره)

وقال المنذری:رواه الطبرانی فی الكبير بإسناد حسن (الترغيب و الترهيب ، تحت رقم الحديث ۲۵۷۱)

وقال المناوی:قال السخاوی ولهُ شواهد (فيض القدير للمناوی تحت رقم الحديث ۳۷۶۸)

وقال الحسن بن أحمد الرُّباعی الصنعانی: وعن الحسن بن علی رضی الله عنهما أن رسول الله - صلی الله عليه وسلم -قال :حيثما كنتم فصلوا علیَّ فإن صلاتكم تبلغنی رواه الطبرانی فی "الكبير" بإسناد حسن (فتح الغفار الجامع لأحكام سنة نبينا المختار، تحت رقم الحديث ۲۴۸۲)

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِيْ عِيْدًا، وَلَا تَتَّخِذُوا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا، وَصَلُّوْا عَلَيَّ حَيْثُمَا كُنْتُمْ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ(مصنف عبدالرزاق) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری قبر کو عید نہ بناؤ، اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ، اور تم مجھ پر درود بھیجو، جہاں بھی تم ہو، کیونکہ بے شک تمہارا درود مجھ تک (فرشتوں کے واسطے سے) پہنچ جاتا ہے(عبدالرزاق، ابنِ ابی شیبہ)

اور حضرت حسن بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :صَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ، لَعَنَ اللّٰهُ يَهُوْدَ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، وَصَلُّوْا عَلَيَّ؛ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُمَا كُنْتُمْ (فضل الصلاة على النبی ، لاسماعيل بن اسحاق، تحت رقم الحديث ٣٠) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھو، اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، اللہ کی لعنت ہو یہود پر، جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنادیا تھا، اور تم جہاں بھی ہو، میرے اوپر درود پڑھو، بے شک تمہارا درود مجھ تک (فرشتوں کے واسطے سے) پہنچ جاتا ہے(فضل الصلاۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ بَلَغَتْنِيْ صَلَاتُهُ(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ١٦٤٢) [3]

---

[1] رقم الحديث ٦٧٢٦، كتاب الجنائز، باب السلام على قبر النبی صلى الله عليه و سلم، مصنف بن ابی شيبة، رقم الحديث ٧٦٢٥.

[2] قال الالبانی:إسناده صحيح (حاشية فضل الصلاة على النبی)

[3] قال المنذری:رواه الطبرانی فی الأوسط بإسناد لا بأس به (الترغيب و الترهيب للمنذری، تحت رقم الحديث ٢٥٧٢)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر درود بھیجا، تو اس کا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے (طبرانی)

ان تمام احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا گیا درود وسلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے۔

ملحوظ رہے کہ حضرت ابوطلحہ کی سند سے ایک روایت میں اس بات کا بھی اضافی ذکر آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پڑھا گیا درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قیامت کے دن پیش کیا جائے گا۔ [1]

مگر تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اس حدیث کی سند میں شدید ضعف پایا جاتا ہے، لہٰذا اس کے مطابق عقیدہ رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ [2]

---

[1] حدثنا أبو الربيع الزهراني، حدثنا حماد بن عمرو الجزري، حدثنا زيد بن رفيع، عن الزهري، عن أنس، عن أبي طلحة، قال :أتيت النبي ﷺ وهو يتهلل وجهه مستبشرا، فقلت :يا رسول الله، إنك لعلى حال ما رأيتك على مثلها، قال " :وما يمنعني؟، أتاني جبريل، فقال :بشر أمتك من صلى عليك صلاة، كتب الله له بها عشر حسنات، وكفر، عنه بها عشر سيئات، ورفع له بها عشر درجات، ورد الله عليه بمثل قوله، وعرضت عليه يوم القيامة(مسند أبي يعلى، رقم الحديث ١٤٢٥)

حدثنا محمد بن إسحاق بن راهويه، ثنا أبي ح، وحدثنا عبد الوارث بن إبراهيم العسكري، ثنا أبو الربيع الزهراني، ثنا حماد بن عمرو النصيبي، ثنا زيد بن رفيع، عن الزهري، عن أنس بن مالك، عن أبي طلحة قال :أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يتهلل وجهه مستبشرا فقلت :أي رسول الله إنك لعلى حال ما رأيتك على مثلها قال " :وما يمنعني أتاني جبريل عليه السلام آنفا فقال: بشر أمتك أنه من صلى عليك صلاة كتب له بها عشر حسنات وكفر عنه بها عشر سيئات ورفع له بها عشر درجات ورد الله عليه مثل قوله وعرضت عليه يوم القيامة "(المعجم الكبير،للطبراني، رقم الحديث ٤٧٢١)

[2] قال حسين سليم أسد:إسناده ضعيف(حاشية ابى يعلىٰ)

وقال ابن عدى: حماد بن عمرو أبو إسماعيل النصيبي.

حدثنا على بن أحمد بن سليمان، حدثنا أحمد بن سعد، قال :سمعت يحيى بن معين يقول حماد بن عمرو النصيبي يعنى ممن يكذب ويضع الحديث.

حدثنا محمد بن على، حدثنا عثمان بن سعيد قلت ليحيى بن معنى فحماد بن عمرو النصيبي فقال ليس بشيء .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہرحال مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک امت کا سلام بھی پہنچتا ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک امت کا درود پہنچنے کی احادیث پہلے ذکر کی جا چکی ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا الجنيدى، حدثنا البخارى قال حماد بن عمرو أبو إسماعيل النصيبى منكر الحديث ضعفه لى على بن حجر.

سمعت ابن حماد يقول :قال السعدى حماد بن عمرو النصيبى كان يكذب فلم يدع للحليم فى نفسه منه هاجس.

وقال النسائى حماد بن عمرو النصيبى متروک الحديث.

حدثنا على بن سعيد بن بشير، قال :حدثنا على بن حرب الموصلى، حدثنا حماد بن عمرو النصيبى عن زيد بن رفيع، عن الزهرى، عن أنس بن مالک، عن أبى طلحة قال أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو متهلل وجهه مستبشر فقلت يا نبى الله إنک على حال ما رأيتک على مثلها فقال أتانى جبريل فقال بشر أمتک أنه من صلى عليک صلاة كتبت له بها عشر حسنات ورفع له بها عشر درجات وعرضت على يوم القيامة(الكامل فى ضعفاء الرجال، ج۳،ص ۱۰، تحت رقم الترجمة ۴۱۵)

وقال الهيثمى:رواه الطبرانى، وفى الرواية الأولى محمد بن إبراهيم بن الوليد الطبرانى، وفى الثانية أحمد بن عمرو النصيبى، ولم أعرفهما، وبقية رجالهما ثقات .وروى فى الصغير والأوسط طرف منه(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث۱۷۲۸۷ ،باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم فى الدعاء وغيره)

وقال الالبانى: (وما لى لا تطيب نفسى، ولا يظهر بشرى، وإنما فارقنى جبريل عليه السلام الساعة، فقال :يا محمد !من صلى عليک من أمتک صلاة كتب الله له بها عشر حسنات، ومحا عنه عشر سيئات ورفعه بها عشر درجات، وقال له الملک مثل ما قال لک .قلت :يا جبريل !وما ذاک الملک؟ ، قال :إن الله عز وجل وكل بک ملكا من لدن خلقک إلى أن يبعثک لا يصلى عليک أحد من أمتک، إلا قال :وأنت صلى الله عليک). موضوع بالشطر الثانى.

أخرجه الطبرانى فى "المعجم الكبير(۵/۱۰۴/۴۷۲۰)"من طريق ابراهيم بن الوليد الطبرانى: حدثنى أبى :حدثنى عبد العزيز ابن أبى سلمة الماجشون عن الزهرى عن أنس بن مالک عن أبى طلحة قال:دخلت على رسول صلى الله عليه وسلم، وأسارير وجهه تبرق، فقلت :يا رسول الله !ما رأيتک أطيب نفسا، ولا أظهر بشرا منک فى يومک هذا؟ فقال ... :فذكره.

قلت :وهذا موضوع؛ آفته (الوليد) هذا -وهو :ابن سلمة الطبرانى الأردنى، قال دحيم ومسهر: "كذاب ."وقال أبو زرعة:

"كان ابنه يحدث بأحاديث مستقيمة، وكان صدوقا، فلما أخذ فى أحاديث أبيه؛ جاء بالأوابد ."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پس متعدد احادیث کے مجموعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک امت کے درود اور سلام کا پہنچنا ثابت ہوا۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک امت کے درود اور سلام پہنچنے کی کیفیت اور طریقہ کیا ہے؟ اس کی تفصیل مذکورہ احادیث میں ذکر نہیں کی گئی، البتہ دوسری احادیث میں اس کی تفصیل ذکر کی گئی ہے، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قلت :يشير إلى أن ابنه هو آفتها .وقال ابن حبان في "الضعفاء (۳/۸۰) ":"كان ممن يضع الحديث على الثقات، لا يجوز الاحتجاج به بحال، وابنه ثقة."

وقال في ترجمة ابنه من "الثقات (۸/۸۴) ":"يعتبر حديثه من غيرروايته عن أبيه؛ لأن أباه ليس بشيء في الحديث ."

ثم أخرجه الطبراني (۴۷۲۱)من طريق حماد بن عمرو النصيبي :ثنا زيد ابن رفيع عن الزهري به؛ دون الشطر الثاني، وزاد ":وعرضت عليه يوم القيامة ."

وكذا رواه ابن أبي عاصم في "الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم(۳۸/۴۴) " وأبو يعلى في " مسنده (۳/۱۵-۱۶)"

واعلم أنه قد خفي حال هذا الحديث وعلته على المنذري والهيثمي.

أما المنذري :فقد ساقه في "الترغيب (۲/۸/۲۷۹) "عقب رواية أخرى لأحمد والنسائي ثابتة، وسكت عنه، وما ينبغي؛ لأنه يغرر بمن لا علم له، فيظن ثبوته، وهذا ما وقع للجهلة الثلاثة؛ فإنهم حسنوا الحديث، دون أن يفرقوا بين هذه والتي قبلها مما أشرت إليه!

وأما الهيثمي :فقال (۱۰/۱۶۱) ":رواه الطبراني، وفي الرواية الأولى -يعني :حديث الترجمة - محمد بن (براهيم بن الوليد الطبراني، وفي الثانية أحمد بن عمرو النصيبي، ولم أعرفهما، وبقية رجالهما ثقات ."

فتعقبه الحافظ ابن حجر في حاشية "المجمع "فقال ":قلت :أحمد بن عمرو النصيبي ..تحريف؛ وإنما هو :(حماد بن عمرو) ، وكذلك روينا في "كتاب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم لابن أبي عاصم ." ...

قلت :ولم يتعقبه في قوله " :محمد بن إبراهيم " ...؛ فإنه لا ذكر لاسم (محمد) في إسناد الحديث، فتردد النظر بين أن يكون الحافظ ذهل عنه، وبين أن يكون الاسم مقحما فيما بعد من بعض النساخ، أو من الطابع ..وهذا أقرب .والله أعلم.

وحماد بن، عمرو هذا :حاله قريب من حال (الوليد بن سلمة) ؛ فقد قال ابن معين ":هو من المعروفين بالكذب ووضع الحديث ."وقال البخاري ":منكر الحديث "وقال الحاكم وأ !بو سعيد النقاش ":يروي الموضوعات عن الثقات ."

وأما الشطر الأول من الحديث فهو الذي رواه أحمد والنسائي، وهو في "الصحيح "بمرتبة (حسن صحيح)(سلسلة الأحاديث الضعيفة، رقم الحديث ۲۸۵۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صلاۃ وسلام پہنچانے کے لئے فرشتوں کا گشت وتقرر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلّٰہِ فِی الْأَرْضِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ، یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ أُمَّتِی السَّلَامَ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ کے فرشتے زمین میں گشت کرتے ہیں، جو کہ میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں (مسند احمد، نسائی، حاکم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے جانے والے سلام کے لئے روئے زمین پر فرشتے مقرر ہیں، اور وہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے جانے والے سلام کو پہنچانے کی خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ [2]

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

---

[1] رقم الحدیث ۳۶۶۶، سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، باب السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مستدرک حاکم رقم الحدیث ۱۵۷۶.

قال شعیب الارنؤوط: إسنادہ صحیح علی شرط مسلم، رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر عبد اللہ بن السائب -وھو الکندی الکوفی-، وغیر زاذان -وھو أبو عمر الکندی-، فھما من رجال مسلم .ابن نمیر :ھو عبد اللہ، وسفیان :ھو الثوری(حاشیۃ مسند احمد)

وقال الحاکم : صحیح الاسناد ولم یخرجاہ(مستدرک حاکم)

وقال الذھبی فی التلخیص: صحیح(مستدرک حاکم)

وقال ابن القیم: وھذا إسناد صحیح(جلاء الافھام ، تحت رقم الحدیث ۳۳)

[2] (إن للہ تعالی ملائکۃ) جمع ملک ونکرہ علی معنی بعض صفتہ کذلک (سیاحین) بسین مھملۃ من السیاحۃ وھی السیر یقال ساح فی الأرض یسیح سیاحۃ إذا ذھب فیھا أصلہ من السیح وھو الماء الجاری المنبسط (فی الأرض) فی مصالح بنی آدم وفی روایۃ بدلہ فی الھواء (یبلغونی من) وفی روایۃ عن (أمتی) أمۃ الإجابۃ (السلام) ممن یسلم علی منھم وإن بعد قطرہ وتناء ت دارہ أی فیرد علیھم سماعہ منھم کما بین فی خبر آخر وھذا التعظیم للمصطفی صلی اللہ علیہ وسلم وإجلالا لمنزلتہ حیث سخر الملائکۃ الکرام لذلک(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر،تحت رقم الحدیث ۳۲۵۵)

فرماتے ہوئے سنا کہ:

إِنَّ اللهَ أَعْطَانِيْ مَلَكًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ يَقُوْمُ عَلٰى قَبْرِيْ إِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ عَبْدٌ صَلَاةً إِلَّا قَالَ يَا مُحَمَّدُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ يُصَلِّيْ عَلَيْكَ يُسَمِّيْهِ بِاسْمِهٖ وَاسْمِ أَبِيْهِ فَيُصَلِّي اللهُ عَلَيْهِ مَكَانَهَا عَشْرًا (مسند الحارث) [1]

ترجمہ: بلاشبہ اللہ نے مجھ کو فرشتوں میں سے ایک فرشتہ مرحمت فرمایا ہے، جو میری وفات کے بعد میری قبر پر قائم رہے گا، اور جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھے گا، تو وہ اس کا اور اس کے والد کا نام لے کر یہ کہے گا کہ اے محمد فلاں ابنِ فلاں آپ پر درود پڑھتا ہے، پھر اس کے بدلے میں اللہ درود شریف پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا (بغیۃ الباحث)

اور ایک روایت میں کچھ اضافہ کے ساتھ یہ مضمون اس طرح آیا ہے کہ:

إِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاءَ الْخَلَائِقِ كُلِّهِمْ ، فَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى قَبْرِيْ إِذَا مُتُّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، فَلَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِيْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً إِلَّا سَمَّاهُ بِاسْمِهٖ وَاسْمِ أَبِيْهِ ، فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ، صَلّٰى عَلَيْكَ فُلَانٌ ، فَيُصَلِّي الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى ذٰلِكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ وَاحِدٍ عَشْرًا (العظمة لابی الشيخ الاصبهانی) [2]

---

[1] وبغية الباحث عن زوائد مسند الحارث ، رقم الحديث ۱۰۶۳ ، كتاب الادعيه، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، معجم ابن الأعرابي رقم الحديث ۱۲۴ .

[2] ج۲ص ۷۶۲،باب ذكر الملائكة الموكلين في السموات والأرضين، معجم ابن المقرئ رقم الحديث ۷۱۸ .

ملحوظ رہے کہ ابوالشیخ اصبہانی اور ابنِ مقری نے ''اسماء الخلائق''، یعنی لفظ ''اسماء'' کے آخر میں ''ہمزہ'' کے ساتھ بیان کر کے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے نام بتادیئے ہیں، اور وہ میری وفات کے بعد قیامت تک میری قبر پر قائم رہے گا، پس جو کوئی بھی میری امت میں سے مجھ پر درود پڑھے گا، تو وہ اس کا اور اس کے والد کا نام لے کر یہ کہے گا کہ اے محمد! فلاں نے آپ پر درود پڑھا ہے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ درود شریف پڑھنے والے پر ہر درود کے بدلہ میں دس رحمتیں نازل فرمائے گا (العظمہ، معجم ابن المقری)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لیکن ہمارے پاس موجود مسند بزار کے نسخے کی روایت میں ''اسماء الخلائق'' کے بجائے ''اسماع الخلائق'' کے الفاظ ہیں، یعنی لفظ ''اسماء'' کے آخر میں ''ہمزہ'' کے بجائے ''عین'' ہے۔

حدثنا أبو كريب، قال :نا سفيان بن عيينة، قال :نا نعيم بن ضمضم، عن ابن الحميرى، قال :سمعت عمار بن ياسر ، يقول :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن الله وكل بقبرى ملكا أعطاه أسماع الخلائق، فلا يصلى على أحد إلى يوم القيامة إلا أبلغنى باسمه واسم أبيه، هذا فلان ابن فلان قد صلى عليك(مسند البزار رقم الحديث ١٤٢٥)

اور امام منذری رحمہ اللہ نے ترغیب وترہیب میں بزار اور ابنِ حبان اور طبرانی کے حوالہ سے، اور علامہ ہیثمی نے طبرانی کے حوالہ سے ''ہمزہ'' کے ساتھ اور بزار کے حوالہ سے ''عین'' کے ساتھ روایت نقل کی ہے۔

وعن عمار بن ياسر رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله وكل بقبرى ملكا أعطاه الله أسماء الخلائق فلا يصلى على أحد إلى يوم القيامة إلا أبلغنى باسمه واسم أبيه هذا فلان بن فلان قد صلى عليك.

رواه البزار وأبو الشيخ ابن حبان ولفظه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لله تبارك وتعالى ملكا أعطاه أسماء الخلائق فهو قائم على قبرى إذا مت فليس أحد يصلى على صلاة إلا قال يا محمد صلى عليك فلان بن فلان،قال فيصلى الرب تبارك وتعالى على ذلك الرجل بكل واحدة عشرا.

رواه الطبرانى فى الكبير بنحوه.قال الحافظ رووه كلهم عن نعيم بن ضمضم وفيه خلاف عن عمران بن الحميرى ولا يعرف(الترغيب والترهيب،تحت رقم الحديث ٢٥٧٤، كتاب الذكر والدعاء)

وعن ابن الحميرى قال :قال لى عمار :يا ابن الحميرى، ألا أحدثك عن حبيبى -صلى الله عليه وسلم -؟ قلت :بلى .قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :يا عمار، إن لله ملكا أعطاه أسماء الخلائق كلها، وهو قائم على قبرى، إذا مت إلى يوم القيامة، فليس أحد من أمتى يصلى على صلاة إلا أسماه باسمه، واسم أبيه، قال :يا محمد، صلى عليك فلان، فيصلى الرب على ذلك الرجل بكل واحدة عشرا ."

رواه الطبرانى، ونعيم بن ضمضم ضعيف، وابن الحميرى اسمه عمران .قال البخارى :لا يتابع على

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس روایت کی سند میں اگرچہ محدثین کا کچھ کلام ہے۔

لیکن دوسری روایات سے اس کی تائید ہونے کی وجہ سے وہ کلام نقصان دہ نہیں ہے۔ [۱]

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ:

اَکْثِرُوا الصَّلَاۃَ عَلَیَّ فَاِنَّ اللّٰہَ وَکَّلَ بِیْ مَلَکًا عِنْدَ قَبْرِیْ فَاِذَا صَلّٰی عَلَیَّ رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِیْ قَالَ ذٰلِکَ الْمَلَکُ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ صَلّٰی عَلَیْکَ السَّاعَۃَ (کنز العمال) [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حديثه .وقال صاحب الميزان :لا يعرف، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ١٧٢٩٢، ج١٠ ص ١٦٢ ،باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم فى الدعاء وغيره)

وعن عمار بن ياسر قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :إن الله وكل بقبرى ملكا أعطاه أسماع الخلائق، فلا يصلى على أحد إلى يوم القيامة إلا أبلغنى باسمه، واسم أبيه، هذا فلان بن فلان، قد صلى عليك ."رواه البزار، وفيه ابن الحميرى، واسمه عمران، يأتى الكلام عليه بعده، ونعيم بن ضمضم ضعفه بعضهم، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٧٢٩١، ج١٠ ص ١٦٢ ،باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم فى الدعاء وغيره)

اورہمیں غور کرنے سے ''ہمزہ'' والی روایت ہی زیادہ صحیح اور ''عین'' والی روایت کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

اور اگر ''عین'' والی روایت کو ترجیح دی جائے، تب بھی کوئی اشکال نہیں، اور مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکمِ خاص یا بواسطۂ دیگر ملائک اس کو ''اسماعِ صوتِ خلائق'' فرماتے ہیں۔

جیسا کہ عصر حاضر میں سیٹلائٹ (مصنوعی سیاروں) اور انٹرنیشنل نیٹ ورکنگ (انٹرنیٹ) ٹیکنالوجی نے فاصلوں اور مسافتوں کو زیرو درجے پر لا کر ہر جگہ کی آواز اور واقعات کو ہر جگہ پہنچانے، سنانے، دیکھنے، دکھانے پر دسترس حاصل کی ہے۔

اور اس کے بعد الحمد للہ تعالیٰ ہمیں خیر الفتاویٰ میں بھی اس سے ملتی جلتی تفصیل دستیاب ہوئی (ملاحظہ ہو: خیر الفتاویٰ ج۱ص۳۰۳ تا ص۳۰۶، ما یتعلق بالحدیث)

[۱] قال الحافظ المنذرى :رووه كلهم عن نعيم بن ضمضم، وفيه خلاف عن عمران بن الحميرى، ولا يعرف .قلت :ذكره ابن حبان فى الثقات، وقال البخارى لا يتابع على حديثه(اتحاف الخيرة المهرة، رقم الحديث ٦٢٨٥ "٣" كتاب الادعية،باب فى الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم)

[۲] رقم الحديث ٢١٨١ بحواله مسند الفردوس ديلمى عن ابى بكر.

قال الالبانى:أكثروا الصلاة على، فإن الله وكل بى ملكا عند قبرى، فإذا صل على رجل من أمتى قال لى ذلك الملك :يا محمد إن فلان بن فلان صلى عليك الساعة ."

الديلمى (١/١/٣١)عن محمد بن عبد الله بن صالح المروزى حدثنا بكر بن خداش عن فطر بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، پس بلاشبہ اللہ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرمادیا ہے، پس جب کوئی آدمی میری امت میں سے مجھ پر درود پڑھے گا، تو وہ فرشتہ کہے گا کہ اے محمد فلاں بن فلاں نے آپ پر اس وقت درود پڑھا ہے

(کنز العمال)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

لَیْسَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَيْهِ صَلَاةً إِلَّا وَهِيَ تَبْلُغُهٗ يَقُوْلُ لَهُ الْمَلَكُ: فُلَانٌ يُصَلِّيْ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا صَلَاةً (شعب الایمان للبیہقی) [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

خليفة عن أبى طفيل عن أبى بكر الصديق مرفوعا .بيض له الحافظ، وبكر بن خداش ترجمه ابن أبى حاتم (۱/۱/۳۸۵)برواية اثنين آخرين عنه ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا .وأورده الحافظ فى " اللسان "برواية جمع آخر عنه وقال :ربما خالف .قاله ابن حبان فى "الثقات ."ومحمد بن عبد الله بن صالح المروزى لم أعرفه .والحديث قال السخاوى فى "القول البديع "(ص۱۱۷): " أخرجه الديلمى، وفى سنده ضعف ."لكن ذكر له شاهد من حديث عمار بن ياسر رضى الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إن لله ملكا أعطاه أسماع الخلائق، فهو قائم على قبرى، إذا مت، فليس أحد يصلى على صلاة إلا قال :يا محمد صلى عليك فلان بن فلان، قال : فيصلى الرب تبارك وتعالى على ذلك بكل واحدة عشرا ."وقال (ص ۱۱۲) " : رواه أبو الشيخ ابن حيان وأبو القاسم التيمى فى "ترغيبه(۲/۲۰۹ ـ مدينة) "والحارث فى "مسنده " وابن أبى عاصم والطبرانى فى "معجمه الكبير "وابن الجراح فى "أماليه "بنحوه وأبو على الحسن بن نصير الطوسى فى "أحكامه "والبزار فى "مسنده "وفى سند الجميع نعيم بن ضمضم، وفيه خلاف عن عمران بن الحميرى، قال المنذرى :لا يعرف.

قلت :بل هو معروف، ولينه البخارى، وقال " :لا يتابع عليه ."وذكره ابن حبان فى "ثقات التابعين "قال صاحب الميزان أيضا :لا يعرف قال :نعيم بن ضمضم ضعفه بعضهم .انتهى .وقرأت بخط شيخنا (يعنى الحافظ بن حجر) لم أر فيه توثيقا ولا تجريحا، إلا قول الذهبى هذا ."ومن هذا الوجه أخرجه البخارى فى "التاريخ (۳/۲/ ۴۱۶)"وهو فى "زوائد البزار(۳۰۶) " فالحديث بهذا الشاهد وغيره مما فى معناه حسن إن شاء الله تعالى(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۵۳۰)

[۱] رقم الحديث ۱۴۸۲ ،باب فى تعظيم النبى صلى الله عليه وسلم صلى الله عليه وسلم وإجلاله وتوقيره صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جوکوئی بھی آپ پر درود پڑھتا ہے، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں نے آپ پر اس اور اس طریقہ سے درود بھیجا ہے (بیہقی)

اس حدیث کی سند میں اگرچہ کچھ ضعف ہے، لیکن حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی گذشتہ روایات کی موجودگی میں وہ ضعف نقصان دہ نہیں۔ [1]

اور اس طرح کا مضمون حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک حدیث میں بھی آیا

---

[1] چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی سند میں ابویحییٰ القتات ہیں، جوکہ ضعیف ہیں، جن کے بارے میں علامہ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ:

أبو يحيى القتات بقاف ومثناة مثقلة وآخره مثناة أيضا الكوفي اسمه زاذان وقيل دينار وقيل مسلم وقيل يزيد وقيل زبان وقيل عبد الرحمن لين الحديث من السادسة بخ د ت ق(تقريب التهذيب ج ٢ ص ٤٩٠)

اور ابنِ عدی فرماتے ہیں کہ:

قال الشيخ وأبو يحيى له غير ما ذكرت من الحديث يروى عنه الأعمش وإسرائيل وعامة حديثه يرويها إسرائيل وفى حديثه بعض ما فيه الا أنه يكتب حديثه (الكامل لابنِ عدى ج٣ص ٢٣٩ فى ترجمة ابويحيىٰ القتات)

اس سے معلوم ہوا کہ ابویحییٰ القتات استشہاد کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور ہم نے جو احادیث اوپر ذکر کیں، ان کے ساتھ بطور استشہاد ہی اس کو ذکر کیا ہے۔

ملحوظ رہے کہ ابنِ عدی نے ابویحییٰ القتات کی سند سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے جو حدیث نقل کی ہے، اس میں ''ملائکۃ سیاحین فی الارض'' اور ''صلاۃ'' کے ساتھ ''سلام'' کا اضافہ ہے۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

ثنا عيسى بن أحمد الصدفى بمصر ثنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم ثنا عبد الغفار بن الحسن البصرى ثنا إسرائيل عن أبى يحيى عن مجاهد عن بن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لله ملائكة سياحين فى الأرض يبلغونى من أمتى فلان سلم عليك ويصلى عليك فلان يصلى عليك وسلم عليك(الكامل لابنِ عدى ج٣ص ٢٣٨ فى ترجمة ابويحيىٰ القتات)

مگر ہمیں باوجود تلاش کے ان فرشتوں کے بارے میں جوکہ ''سیاحین فی الارض'' ہیں، صلاۃ پہنچانے کی کوئی دیگر حدیث اس کی مؤید نہیں ملی، اور پیچھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جو صحیح حدیث ذکر کی گئی، اس میں ''سیاحین فی الارض'' فرشتوں کی طرف سے سلام پہنچانے کا ذکر ہے، نہ کہ صلاۃ کو پہنچانے کا۔

ہے، مگراس کی سند شدید ضعیف معلوم ہوتی ہے۔ [1]

ابوعبدالرحمٰن، محمد بن مروان سدی کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ وُكِّلَ بِهَا مَلَكٌ يُبْلِغُنِيْ، وَكُفِيَ بِهَا أَمْرُ دُنْيَاهُ وَآخِرَتِهٖ، وَكُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا أَوْ شَفِيْعًا "هٰذَا لَفْظُ حَدِيْثِ الْأَصْمَعِيِّ، وَفِيْ رِوَايَةِ الْحَنَفِيِّ قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْتُهٗ (شعب الايمان للبيهقى) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ بھی مجھ پر میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے، تو اس کے ساتھ ایک فرشتہ کو مقرر کر دیا جاتا ہے، جو وہ درود

---

[1] حدثنا الحسين بن محمد، ثنا محمد بن عبيد، ثنا موسى بن عمير، عن مكحول، عن أبى أمامة، قال، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من صلى على صلى الله عليه عشرا بها ملك موكل بها حتى يبلغنيها (المعجم الكبير، رقم الحديث ٧٦١١)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى، وفيه موسى بن عمير القرشى الأعمى، وهو ضعيف جدا (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٧٢٩٣، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم فى الدعاء وغيره)

وقال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشّثرى: حديث أبى أمامة :أخرجه الطبرانى فى الكبير (١٥٨/٨) من طريق موسى بن عمير عن مكحول، عن أبى أمامة قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم" :-من صلى على، صلى الله عليه عشرا بها ملك موكل بها حتى يبلغنيها."

وذكره ابن القيم فى جلاء الأفهام (ص ١٦٦) ثم قال :رواه الطبرانى فى الكبير من رواية مكحول عنه يعنى عن أبى أمامة وقد قيل إنه لم يسمع منه إنما رآه رؤية، والراوى له عن مكحول :موسى بن عمير، وهو الجعدى الضرير، كذبه أبو حاتم.

وذكره الهيثمى فى المجمع (١٦٢/١٠) ثم قال :رواه الطبرانى، وفيه موسى بن عمير القرشى الأعمى، وهو ضعيف جدا .(حاشية المطالب العالية ،للعسقلانى،تحت رقم الحديث ٢، كتاب الأذكار والدعوات،باب الصلاة على النبى -صلى الله عليه وسلم)

[2] رقم الحديث ١٤٨١، باب فى تعظيم النبى صلى الله عليه وسلم وإجلاله وتوقيره صلى الله عليه وسلم.

مجھ تک پہنچا دیتا ہے، اور اس کے دنیا وآخرت کے معاملات کی کفایت کی جاتی ہے، اور میں (بروز قیامت) اس کے لئے گواہ بنوں گا یا شفاعت کروں گا۔

یہ الفاظ تو اصمعی کی حدیث کے ہیں، اور حنفی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے، تو اس کو میں سنتا ہوں، اور جو میرے اوپر دور سے درود پڑھتا ہے، تو وہ درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے (بیہقی)

اس حدیث کی سند میں ''ابوعبدالرحمٰن، محمد بن مروان سدی'' کو محدثین نے شدید ضعیف بلکہ ''کذاب'' یعنی جھوٹا تک بھی قرار دیا ہے۔

اور ابوعبدالرحمٰن، محمد بن مروان سدی کی سند سے ہی مروی ایک روایت میں درود کے بجائے سلام کا ذکر ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِیْ إِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهَا مَلَكًا يُبْلِغُنِیْ (شعب الایمان للبیهقی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ بھی مجھ پر میری قبر کے قریب سلام پڑھتا ہے، تو اللہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ کو مقرر کر دیتا ہے، جو وہ سلام مجھ تک پہنچا دیتا ہے (بیہقی)

اس روایت کی سند میں بھی ''ابوعبدالرحمٰن، محمد بن مروان سدی'' ہیں، جن کو محدثین نے شدید ضعیف بلکہ ''کذاب'' اور جھوٹا تک بھی قرار دیا ہے، جیسا کہ گزرا۔

اسی کے ساتھ مذکورہ دونوں روایتوں میں یہ فرق بھی ہے کہ ایک روایت میں درود کا ذکر ہے، اور ایک روایت میں سلام کا ذکر ہے، اور ایک روایت میں قبر کے قریب پڑھے جانے والے درود کے فرشتے کے واسطہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا ذکر ہے، اور دوسری روایت

---

[1] رقم الحديث ۳۸۵۹، كتاب المناسك، باب فضل الحج والعمرة.

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خود سماعت فرمانے کا ذکر ہے۔
بہرحال اس سے قطع نظر مذکورہ حدیث کو سند کے اعتبار سے محدثین نے شدید ضعیف اور موضوع ومن گھڑت قرار دیا ہے۔ ل

ل قال العقيلي:ومن حديثه ما حدثناه إسماعيل بن نميل الخلال البغدادى ، حدثنا العلاء بن عمرو ، حدثنا محمد بن مروان ، عن الأعمش ، عن أبى صالح ، عن أبى هريرة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلى على عند قبرى سمعته ، ومن صلى على نائيا أبلغته .لا أصل له من حديث الأعمش وليس بمحفوظ ولا يتابعه إلا من هو دونه(الضعفاء الكبير للعقيلی، ج۴ص ۱۳۶ تحت رقم الحديث ۱۶۹۶)

وقال الزيلعي:حديث آخر روى العقيلي في ضعفاه من حديث محمد بن مروان عن الأعمش عن أبى صالح عن أبى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (من صلى على عند قبرى سمعته ومن صلى على نائيا أبلغته) وضعف محمد بن مروان عن جماعة وقال ليس له أصل ولا هو محفوظ وقال ابن دحية في العلم المشهور هذا حديث موضوع تقرب به محمد بن مروان السدى وكان كذابا.

ورواه البيهقي في كتاب حياة الأنبياء في قبورهم وهو جزء حديثي ثم قال ومحمد بن مروان فيه نظر ولكن يؤكده ما أخبرنا به الحسن بن بشران أنا حمزة بن محمد بن العباس ثنا أبو أحمد الزبيرى وإسرائيل قالا أنا ابن أبى نجيح عن مجاهد عن ابن عباس قال ليس أحد من أمة محمد صلى الله عليه وسلم يصلى عليه صلاة إلا وهى تبلغه يقول له الملك فلان يصلى عليك انتهى كلامه(تخريج احاديث الكشاف ، ج۳ص ۱۳۵ ، تحت رقم الحديث ۱۰۴۰ ، سورة الاحزاب)

وقال الخطيب:حدثنا ابن الغلابى قال :قال يحيى بن معين السدى الصغير صاحب التفسير محمد بن مروان مولى الخطابيين ليس بثقة .حدثنا ابن الفضل حدثنا ابن درستويه حدثنا يعقوب بن سفيان قال :ومحمد بن مروان السدى مولى الخطابيين ويقال له السدى الصغير وهو ضعيف غير ثقة.حدثنا أبو بكر البرقانى قال :قرأت على أبى يعلى حمزة ومحمد بن على بن هاشم المامطيرى بها حدثكم محمد بن إبراهيم بن شعيب الغازى حدثنا محمد بن إسماعيل البخارى قال :محمد بن مروان الكوفى صاحب الكلبى لا يكتب حديثه ألبتة .حدثنا محمد بن على المقرء حدثنا أبو مسلم بن مهران الحافظ حدثنا عبد المؤمن بن خلف النسفى قال :سألت أبا على صالح بن محمد عن محمد بن مروان الذى روى التفسير عن الكلبى فقال :كان ضعيفاً وكان يضع الحديث أيضاً وكان يقال محمد بن مروان الكلبى .أنبأنا البرقانى حدثنا محمد بن سعيد بن سعد حدثنا عبد الكريم بن أحمد بن شعيب النسائى حدثنا أبى قال :محمد بن مروان الكوفى يروى عن الكلبى متروك الحديث (تاريخ بغداد ج۲ص ۱۰۹ ، تحت ترجمة محمد بن مروان بن عبد الله بن إسماعيل السدى)

وقال الفتنى:فيه السدى الصغير كذاب له شواهد كحديث "إن لله ملائكة سياحين في الأرض يبلغونى عن أمتى السلام "وغير ذلک "من صلى على في كتاب لم تزل الملائكة تستغفر له ما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ابنِ قیم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث درجِ ذیل الفاظ میں ذکر کی ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

دام اسمی فی ذلک الکتاب "عن الصدیق وأبی هریرة وأعل الأول بأبی داود النخعی والثانی بإسحاق بن وهب العلاف ویزید بن عیاض قلت لحدیث أبی هریرة طریق أخری وقد ورد عن ابن عباس بسند واه عن عائشة ، وفی المختصر هو لجماعة بسند ضعیف ، وفی اللآلء أحادیث فضل کتابة الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم موضوع (تذکرة الموضوعات للفتنی،ص ۹۰، کتاب العلم، باب فضل الصلاة وکتابتها)

وقال الکتانی: حدیث من صلی علی عندی قبری سمعته ومن صلی علی نائیا وکل الله بها ملکا یبلغنی وکفی أمر دنیاه وآخرته وکنت له شهیدا وشفیعا (خط) من حدیث أبی هریرة ولا یصح فیه محمد بن مروان وهو السدی الصغیر وقال العقیلی لا أصل لهذا الحدیث (تعقب) بأن البیهقی أخرجه فی الشعب من هذا الطریق وتابع السدی عن الأعمش فیه أبو معاویة أخرجه أبو الشیخ فی الثواب (قلت) وسنده جید کما نقله السخاوی عن شیخه الحافظ ابن حجر والله أعلم وله شواهد من حدیث ابن مسعود وابن عباس وأبی هریرة أخرجها البیهقی ومن حدیث أبی بکر الصدیق أخرجه الدیلمی ومن حدیث عمار أخرجه العقیلی من طریق علی بن قاسم الکندی وقال علی بن القاسم شیعی فیه نظر لا یتابع علی حدیثه انتهی وفی لسان المیزان أن ابن حبان ذکر علی ابن القاسم فی الثقات وقد تابعه عبد الرحمن بن صالح وقبیصة بن عقبة أخرجهما الطبرانی(تنزیه الشریعة المرفوعة للکتانی ،ج ا ص۳۳۵،تحت رقم الحدیث ۲۱)

وقال الالبانی: من صلی علی عند قبری سمعته ، و من صلی علی نائیا وکل بها ملک یبلغنی ، و کفی بها أمر دنیاه و آخرته ، و کنت له شهیدا أو شفیعا . "موضوع بهذا التمام .

أخرجه ابن سمعون فی "الأمالی (۲/۱۹۳/۲)"و الخطیب فی "تاریخه (۳/ ۲۹۱ ـ ۲۹۲)"و ابن عساکر(۱۶/ ۷۰/۲)من طریق محمد بن مروان عن الأعمش عن أبی صالح عن أبی هریرة مرفوعا .

و أخرج طرفه الأول أبو بکر بن خلاد فی الجزء الثانی من حدیثه(۲/ ۱۱۵) و أبو هاشم السیلقی فیما انتقاه علی ابن بشرویه (۱/ ۲)و العقیلی فی "الضعفاء(۴/ ۱۳۶ ـ ۱۳۷) "و البیهقی فی " الشعب (۲/ ۲۱۸)"و قال العقیلی :لا أصل له من حدیث الأعمش ، و لیس بمحفوظ ، و لا یتابعه إلا من هو دونه ، یعنی ابن مروان هذا ، ثم روی الخطیب بإسناده عن عبد الله بن قتیبة قال : سألت ابن نمیر عن هذا الحدیث ؟ فقال :دع ذا ، محمد بن مروان لیس بشیء .

قلت :و من طریقه أورده ابن الجوزی فی "الموضوعات (۱/ ۳۰۳)"من روایة العقیلی ثم قال :لا یصح ، محمد بن مروان هو السدی الصغیر کذاب ، قال العقیلی :لا أصل لهذا الحدیث .

و تعقبه السیوطی فی "اللآلیء (۱/ ۲۸۳)"بقوله :قلت :أخرجه البیهقی فی "شعب الإیمان " من هذا الطریق ، و أخرج له شواهد .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

قَالَ أَبُو الشَّيْخِ فِيْ كِتَابِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَحْمَدَ الْأَعْرَجِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَاحِ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ بَعِيْدٍ أُعْلِمْتُهُ .وَهٰذَا الْحَدِيْثُ غَرِيْبٌ جِدًّا (جلاء الافهام لابن القيم ، ج ۱ ص ۵۴، الفصل الاول)

ترجمہ: ابوشیخ نے ’’کتاب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ میں فرمایا کہ ہم کو عبدالرحمٰن بن احمداعرج نے، اُن سے حسن بن صباح نے، اُن سے ابومعاویہ نے ،اُن سے اعمش نے، ان سے ابوصالح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے، تو میں اسے سنتا ہوں، اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے، تو مجھے (فرشتوں کے واسطہ سے) اس کی خبر کی جاتی ہے۔

(علامہ ابنِ قیم فرماتے ہیں کہ) اور یہ حدیث شدید غریب ہے (جلاء الافہام)

ہمیں مندرجہ بالا سند کے ساتھ یہ روایت تلاشِ بسیار کے باوجود ابوالشیخ کی کسی کتاب میں تو دستیاب نہیں ہوسکی، اور نہ ہی کسی اور محدث سے یہ روایت موصول ہوئی، البتہ علامہ ابنِ قیم اور بعض دیگر حضرات نے ابوالشیخ کے حوالہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اور اس روایت میں ’’ابوعبدالرحمٰن محمد بن مروان سدی‘‘ موجود نہیں ہیں، بلکہ ان کی جگہ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قلت :ثم ساقها السيوطي و بعضها صحيح ، مثل قوله صلى الله عليه وسلم " :إن لله ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني عن أمتي السلام "و قوله صلى الله عليه وسلم : "ما من أحد يسلم على " ...الحديث و تقدم ذكره قريبا (ص ٣٦٢)و هي كلها إنما تشهد للحديث في الجملة ، و أما التفصيل الذي فيه و أنه من صلى عليه عند قبره صلى الله عليه وسلم فإنه يسمعه ، فليس في شيء منها شاهد عليه (سلسلة الاحاديث الضعيفة ،تحت رقم الحديث ٢٠٣)

’’عبدالرحمٰن بن احمد اعرج‘‘ ہیں۔

مگر علامہ ابنِ قیم نے اس حدیث کو شدید غریب قرار دیا ہے، جیسا کہ اوپر گزرا۔

اور بعض دیگر حضرات نے اس روایت کی سند کو’’خطاء‘‘ قرار دیا ہے، اور اس سے پہلی سند سے مروی ہونے کو صواب ودرست قرار دیا ہے، جبکہ بعض نے اس حدیث میں مذکور ایک راوی ’’عبدالرحمٰن بن احمد اعرج‘‘ کو مجہول قرار دے کر اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ [1]

---

[1] قال تقی الدین المقریزی: وخرّج أبو الشیخ فی کتاب (الصلاة علی النبیّ) صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من طریق الحسن ابن الصباح، حدثنا أبو معاویة حدثنا الأعمش، عن أبی صالح، عن أبی ہریرة قال :قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم :من صلّی علیّ عند قبری سمعتہ، ومن صلّی علیّ من بعید علمتہ، وهذا الحدیث غریب جدا(إمتاع الأسماع بما للنبی من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع، لتقی الدین المقریزی"المتوفی۸۴۵ھ" ج ۱۱ ص ۵۹، السادسة والثمانون من خصائصہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم :أن صلاة أمتہ تبلغہ فی قبرہ وتعرض علیہ صلاتهم وسلامهم)

قال ابن عبدالهادی: وأما فی حق الحاضر عند القبر، فهل یکون کذلک، أو یسمعہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر واسطة؟ ورد فی ذلک حدیثان :أحدهما(من صلی علی عند قبری سمعتہ، ومن صلی علی نائباً بلغتہ، وفی روایة نائباً منہ ابلغتہ، وفی روایة نائباً من قبری وفی روایة عن قبری)

والحدیث الثانی :(ما من عبد یسلم علی عند قبری إلا وکل بها ملک یبلغنی وکفی أمر آخرتہ ودنیاہ وکنت لہ شهیداً وشفیعاً یوم القیامة) وفی روایة (من صلی علی عند قبری وکل اللہ بہ ملکاً یبلغنی وکفی أمر دنیاہ وآخرتہ وکنت لہ شهیداً وشفیعاً) وفی روایة:(ما من عبد صلی علی عند قبری إلا وکل اللہ بہ، وفیها شفیعاً وشهیداً) وهذان الحدیثان کلاهما من روایة محمد بن مروان السدی الصغیر، وهو ضعیف عن الأعمش عن أبی صالح، عن أبی هریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

قلت :هذا الحدیث موضوع علی رسول اللہ لیس لہ أصل ولم یحدث بہ أبو هریرة، ولا أبو صالح، ولا الأعمش، ومحمد بن مروان السدی :متهم بالکذب والوضع ولفظ هذا الحدیث الذی تفرد بہ مختلف، فإن اللفظ الأول یدل علی إثبات السماع عند القبر، واللفظ الثانی یدل علی نفی السماع عند القبر، واللفظ الأول هو المشهور عن محمد بن مروان، رواہ عن العلاء بن عمرو الحنفی، ورواہ عن العلاء جماعة، قال أحمد بن إبراهیم بن ملحان :حدثنا العلاء بن عمرو، حدثنا محمد بن مروان، عن الأعمش، عن أبی صالح، عن أبی هریرة قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :(من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیاً من قبری أبلغتہ) . رواہ العقیلی عن شیخ لہ عن العلاء بن عمرو :وقال :لا أصل لہ من حدیث الأعمش، ولیس بمحفوظ، ورواہ الطبرانی من روایة العلاء أیضاً ولفظہ :(من صلی علی من قریب سمعتہ، ومن صلی علی من بعید أبلغت) وقد تکلم أبو حاتم بن حیان وأبو الفتح الأزدی فی العلاء بن عمرو فقال ابن حبان یجوز الاحتجاج بہ بحال، وقال الأزدی لا یکتب عنہ بحال.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اس کو قابلِ حجت نہیں سمجھا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقد روى بعضهم هذا الحديث من رواية أبى معاوية عن الأعمش وهو خطأ فاحش، وإنما هو حديث محمد بن مروان تفرد به وهو متروک الحديث متهم بالكذب.
قال ابن أبى حاتم: حدثنا محمد بن يحيى، حدثنا عبد السلام بن عاصم الهشنجانى، قال سمعت جريراً يقول: محمد بن مروان كذاب، يعنى صاحب الكلبى وقال العقيلى، حدثنا الحسن بن عليب، حدثنا يحيى بن سليمان الجعفى، قال: سمعت ابن نمير يقول: محمد بن مروان الكلبى: كذاب، وما سمعته وقع فى أحد غيره.
وقال عباس الدورى: سمعت يحيى بن معين يقول: السدى الصغير محمد بن مروان صاحب الكلبى، ليس بثقة، وقال ابن أبى حاتم: سمعت أبى يقول: هو ذاهب الحديث متروک الحديث لا يكتب حديثه البتة.
وقال النسائى والدولابى والأزدى: متروک الحديث، وقال السعدى: ذاهب الحديث، وقال صالح جزرة: كان يضع الحديث.
وقال ابن حبان: كان ممن يروى الموضوعات عن الإثبات، لا يحل كتب حديثه إلا على سبيل الاعتبار، ولا الاحتجاج به بحال من الأحوال، وقال ابن عدى: عامة ما يرويه غير محفوظ، والضعف على رواياته بين، وقال الحاكم: هو ساقط فى أكثر روايته.
وأما اللفظ الثانى الذى يدل على عدم السماع عند القبر فرواه البيهقى فى كتاب شعب الإيمان.
أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنا أبو عبد الله الصفار إملاء، حدثنا محمد بن موسى البصرى، حدثنا عبد الملک بن قريب، ثنا محمد بن مروان، وهو يتيم لبنى السدى لقيته ببغداد عن الأعمش، عن أبى صالح، عن أبى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (ما من عبد يسلم على عند قبرى إلا وكل الله بها ملكاً يبلغنى وكفى أمر آخرته ودنياه وكنت له شهيداً وشفيعاً يوم القيامة).
وقال أبو الحسين بن سمعون: حدثنا عثمان بن أحمد بن يزيد، ثنا محمد بن موسى، حدثنا عبد الملک بن قريب الأصمعى، حدثنا محمد بن مروان السدى، عن الأعمش، عن أبى صالح عن أبى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم): (من صلى على عند قبرى وكل الله به ملكاً يبلغنى وكفى أمر دنياه وآخرته وكنت له يوم القيامة شهيداً، أو شفيعاً.
هذا اللفظ تفرد به محمد بن موسى، عن الأصمعى، عن محمد بن مروان ومحمد بن موسى هو محمد بن يونس بن موسى بن سليمان بن عبيد بن ربيعة بن كديم القرشى الشامى الكديمى، أبو العباس البصرى، وهو متهم بالكذب، ووضع الحديث.
قال ابن عدى: اتهم بوضع الحديث وسرقته، وادعى رؤية قوم لم يرهم، ورواية عن قوم لا يعرفون، وترک عامة مشايخنا الرواية عنه، ومن حديث عنه ينسبه إلى جده موسى لئلا يعرف، وقال ابن حبان: كان يضع على الثقات الحديث وضعاً، ولعله قد وضع أكثر من ألف حديث.
وقال أبو عبيد الأجرى: سمعت أبا داود يتكلم فى محمد بن سنان، يعنى القزاز وفى محمد بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن مذکورہ تفصیل کے برعکس بعض حضرات نے اس روایت کی سند کو عمدہ قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ یونس يطلق فيهما الكذب، وقال أبو بكر: محمد بن وهب البصرى المعروف بابن التمار الوراق ما أظهر أبو داود تكذيب أحد إلا رجلين الكديمي وغلام خليل.
وقال الدارقطني :قال لي أبو بكر :أحمد بن المطلب بن عبد الله بن الواثق الهاشمي كنا يوماً عند القاسم المطرز، وكان يقرأ علينا مسند أبي هريرة فمر به في كتابه حديث عن الكديمي، فامتنع من قراء ته، فقام إليه محمد بن عبد الجبار، وكان قد أكثر عن الكديمي، فقال :أيها الشيخ أن تقرأ فأبى، وقال :أنا أجاثية بين يدي الله تعالى يوم القيامة وأقول :إن هذا كان يكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى، وقال موسى بن هارون الحمال :تقرب إلى الكديمي بالكذب.
وقال الأزدي متروك الحديث، وقال حمزة بن يوسف السهمي سمعت الدارقطني يقول كان الكديمي يتهم بوضع الحديث ، وقال ابن عدي والكديمي :أظهر أمراً من أن يحتاج إلى تبين ضعفه،وكان مع وضعه للحديث وادعائه مشايخ لم يكتب عنهم يختلق لنفسه شيوخاً حتى كان يقول :حدثنا شاصونة بن عبيد منصرفاً عن عدن أبين فذكر عنه حديثاً قال ولو ذكرت ما أنكر عليه وادعائه ووضعه لطال ذلك(الصارم المنكي في الرد على السبكي، ج ا ص ۲۱۵ الیٰ ۲۲۲، الباب الثاني)
وقال الالباني:و أما نصفه الآخر ، فلم يذكر السيوطي و لا حديثا واحدا يشهد له ، نعم قال السيوطي :ثم وجدت لمحمد بن مروان متابعا عن الأعمش ، أخرجه أبو الشيخ في "الثواب "حدثنا عبد الرحمن بن أحمد الأعرج حدثنا الحسن بن الصباح حدثنا أبو معاوية عن الأعمش به .
قلت :و رجال هذا السند كلهم ثقات معروفون غير الأعرج هذا ، و الظاهر أنه الذي أورده أبو الشيخ نفسه في "طبقات الأصبهانيين (ص ۳۴۲/۲۶۳/۴۶۳)"فقال : عبد الرحمن بن أحمد الزهري أبو صالح الأعرج ، ثم روى عنه حديثين و لم يذكر فيه جرحا و لا تعديلا فهو مجهول ، و سيأتي تخريج أحدهما برقم (۵۳۵ ۸)و سوف يأتي له ثالث برقم(۶۲۴۲)بإذن الله .
فقول الحافظ في "الفتح (۶/ ۳۷۹)"سنده جيد ، غير مقبول ، و لهذا قال ابن القيم في هذا السند : إنه غريب ، كما نقله السخاوي عنه في "القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع "(ص ۱۱۶) و قال ابن عبد الهادي في "الصارم المنكي في الرد على السبكي "(ص ۱۹۰) : و قد روى بعضهم هذا الحديث من رواية أبي معاوية عن الأعمش ، و هو خطأ فاحش ، و إنما هو محمد بن مروان تفرد به و هو متروك الحديث متهم بالكذب .
على أن هذه المتابعة ناقصة ، إذ ليس فيها ما في رواية محمد بن مروان : "و كفى بها أمر دنياه ... "، كذلك أورده الحافظ ابن حجر و السخاوي من هذا الوجه خلافا لما يوهمه فعل السيوطي حين قال ... :عن الأعمش به ، يعني بسنده و لفظه المذكور في رواية السدي كما لا يخفى على المشتغلين بهذا العلم الشريف (سلسلة الضعيفة تحت رقم الحديث ۲۰۳)

[1] قال ابن حجر:وأخرجه أبو الشيخ في كتاب الثواب بسند جيد بلفظ من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا بلغته(فتح الباري لابنِ حجر، ج۶ ص۴۸۸،قوله باب قول الله تعالى واذكر في الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ”عبدالرحمٰن بن احمد اعرج“ کا پورا نام عبدالرحمٰن بن احمد بن ابی یحییٰ الزہری ہے، جن کو ابو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال السخاوى:قلت :وسنده جيد كما أفاده شيخنا وعنه أيضاً -رضى الله عنه -قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -من صلى على عند قبرى سمعته ومن صلى على نائياً وكل الله به ملكاً يبلغنى وكفى أمر دنياه وآخرته وكنت له يوم القيامة شهيداً أو شفيعاً أخرجه العشارى وفى سنده محمد بن موسى وهو الكديمى متروك الحديث، وهو عند ابن أبى شيبة والتيمى فى ترغيبه والبيهقى فى حياة الأنبياء له باختصار من صلى على عند قبرى سمعته ومن صلى على نائياً أبلغته، وأخرجه فى الشعب بلفظ ما من عبد يسلم على عند قبرى إلا وكل الله بها ملكاً يبلغنى والباقى سواء ، وأورده ابن الجوزى من طريق الخطيب وأتهم به محمد بن مروان السدى زنقل عن العقيلى، أنه قال لا أصل لهذا الحديث من حديث الأعمش وليس يمحفوظ انتهى وقال ابن كثير فى إسناده نظر، وقوله نائياً يعنى بعيداً كما فيرته الرواية الأخرى(القول البديع، ص ١٦٠، الباب الرابع)

وأما الحديث باللفظ الثانى فأخرجه أبو الشيخ فى "الصلاة على النبى "(جلاء الأفهام ص ١٩) وفى "الثواب "(اللآلئ المصنوعة ١/٢٨٣) عن عبد الرحمن بن أحمد الأعرج ثنا الحسن بن الصباح ثنا أبو معاوية ثنا الأعمش عن أبى صالح عن أبى هريرة مرفوعا "من صلّى علىّ عند قبرى سمعته، ومن صلّى علىّ من بعيد أعلمته"

قال ابن القيم :وهذا الحديث غريب جدا"

وقال السخاوى :وسنده جيد كما أفاده شيخنا "القول البديع ص ١٥٤.

قلت :رواته ثقات غير عبد الرحمن بن أحمد الأعرج ترجمه أبو الشيخ فى "الطبقات(٣/ ٥٤١)" وأبو نعيم فى "أخبار أصبهان(٢/ ١١٣)"ولم يذكرا فيه جرحا ولا تعديلا.

وأبو معاوية هو محمد بن خازم الضرير.

ولم ينفرد به بل تابعه محمد بن مروان السُّدّى عن الأعمش عن أبى صالح عن أبى هريرة مرفوعا "من صلّى علىّ عند قبرى سمعته، ومن صلّى علىّ نائيا أبلغته"

أخرجه العقيلى (٤/١٣٦ـ١٣٧)وابن البخترى فى "حديثه(٧٣٥)"والبيهقى فى "الشعب (١٤٨١)"وفى "حياة الأنبياء(١٩) "والخطيب فى "التاريخ(٣/٢٩٢)"وأبو القاسم الأصبهانى فى "الترغيب(١٦٦٦)"من طرق عن العلاء بن عمرو الحنفى ثنا محمد بن مروان به.

ووقع فى رواية ابن البخترى والبيهقى :عن العلاء بن عمرو الحنفى ثنا أبو عبد الرحمن عن الأعمش.

وقال البيهقى :أبو عبد الرحمن هذا هو محمد بن مروان السدى فيما أرى، وفيه نظر"

وقال العقيلى :لا أصل له من حديث الأعمش، وليس بمحفوظ، ولا يتابع محمد بن مروان السدى إلا من هو دونه"

وروى الخطيب عن عبد الله بن إبراهيم بن قتيبة قال :سألت ابن نمير عن حديث العلاء بن عمرو هذا فقال :دع ذا، محمد بن مروان ليس بشىء.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

صالح اعرج بھی کہا جاتا ہے۔ [1]

ملا علی قاری، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پیش کئے جانے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

(فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ)يَعْنِيْ عَلٰى وَجْهِ الْمَقْبُوْلِ فِيْهِ وَاِلَّا فَهِيَ دَآئِمًا تُعْرَضُ عَلَيْهِ بِوَاسِطَةِ الْمَلَآئِكَةِ اِلَّا عِنْدَ رَوْضَتِهٖ فَيَسْمَعُهَا بِحَضْرَتِهٖ (مرقاۃ المفاتیح) [2]

ترجمہ: پس تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ (جمعہ کے دن پڑھا ہوا درود) زیادہ مقبول طریقہ پر میرے اوپر پیش کیا جاتا ہے، ورنہ درود شریف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ فرشتوں کے واسطے سے پیش کیا ہی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأخرجه البيهقي في "الشعب(۱۴۸۱)"والخطيب في "التاريخ(۳/۱۹۱-۲۹۲)"وأبو القاسم الأصبهاني(۱۶۹۸)وابن الجوزي في "الموضوعات(۱/۳۰۲-۳۰۳)"من طريق محمد بن يونس بن موسى القرشي الكُديمي ثنا عبد الملك بن قريب الأصمعي ثنا محمد بن مروان عن الأعمش به بلفظ "من صلّى عليّ عند قبري سمعته، ومن صلّى عليّ نائيا وُكل بها ملك يبلغني، وكفى بها أمر دنياه وآخرته، وكنت له شهيدا، أو شفيعا "اللفظ للخطيب

قال ابن الجوزي :هذا حديث لا يصح، ومحمد بن مروان السدي قال ابن معين :ليس بثقة، وقال ابن نمير :كذاب، وقال السعدي :ذاهب، وقال النسائي :متروك، وقال ابن حبان :لا يحل كتب حديثه إلا اعتبارا"

وقال ابن كثير :في إسناده نظر، تفرد به محمد بن مروان السدي الصغير وهو متروك "التفسير ۳/۵۱۵.

قلت :والكديمي متهم بوضع الحديث(انيس الساري تخريج احاديث فتح الباري، ج۸ص۵۹۰۸، ۵۹۰۹، حرف الواو)

[1] عبد الرحمن بن أحمد بن أبي يحيى الزهري أبو صالح الأعرج توفي سنة ثلاثمائة، هو أخو محمد بن أحمد بن يزيد الزهري(تاريخ أصبهان، لابي نعيم الاصبهاني، ج۲ص۷۶، رقم الترجمة ۱۱۳۷)

عبد الرحمن بن أحمد بن يزيد .أبو صالح الزهري الأصبهاني الأعرج، (الوفاة ۲۹۱-۳۰۰ هـ)أخو محمد بن أحمد الزهري.

سمع :أبا كريب، وحميد بن مسعدة، وسلمة بن شبيب، وجماعة .وعنه :العسال، وأبو الشيخ، وأحمد بن بندار .توفي سنة ثلاث مائة(تاريخ الإسلام للذهبي،ج۲ص، تحت رقم الترجمة ۲۷۰)

[2] جلد ۳ صفحه ۱۰۱۶ ،كتاب الصلاة،باب الجمعة ، الفصل الثاني.

جاتا رہتا ہے، مگر جو درود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر پڑھا جاتا ہے، اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس سماعت فرماتے ہیں (مرقاۃ)

اور ابوضیاء نور الدین شبراملسی فرماتے ہیں کہ:

(فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ) اَیْ تَعْرِضُهَا الْمَلَائِكَةُ فَمَا اُشْتُهِرَ اَنَّهٗ يَسْمَعُ فِیْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِهَا بِلَاوَاسِطَةٍ لَا اَصْلَ لَهٗ، نَعَمْ تَبْلُغُهٗ بِلَاوَاسِطَةٍ مِمَّنْ صَلّٰى عِنْدَ قَبْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (حاشية الشبراملسی علی نهاية المحتاج) [1]

ترجمہ: تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو فرشتے میرے اوپر پیش کرتے ہیں، پس لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ جمعہ کی رات اور دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر فرشتوں کے واسطے کے براہِ راست درود شریف سُنتے ہیں، یہ بے اصل بات ہے؛ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قبر مبارک پر پڑھا ہوا درُود بغیر فرشتوں کے واسطے کے پہنچتا ہے (حاشیہ شبراملسی)

اور علامہ ابنِ تیمیہ تفصیلی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وَأَمَّا مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ عِنْدَ قَبْرِهٖ فَإِنَّهٗ يَرُدُّ عَلَيْهِ ذٰلِكَ كَالسَّلَامِ عَلٰى سَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ؛ لَيْسَ هُوَ مِنْ خَصَائِصِهٖ، وَلَا هُوَ السَّلَامُ الْمَأْمُوْرُ بِهِ الَّذِیْ يُسَلِّمُ اللّٰهُ عَلٰى صَاحِبِهٖ عَشْرًا، كَمَا يُصَلِّیْ عَلٰى مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ عَشْرًا، فَإِنَّ هٰذَا هُوَ الَّذِیْ أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ فِی الْقُرْآنِ، وَهُوَ لَا يَخْتَصُّ بِمَكَانٍ دُوْنَ مَكَانٍ.

وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيْثُ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّهٗ يَرُدُّ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ، وَالْمُرَادُ عِنْدَ قَبْرِهٖ، لٰكِنَّ النِّزَاعَ فِیْ مَعْنٰى كَوْنِهٖ عِنْدَ الْقَبْرِ، هَلِ

---

[1] ج ۲ ص ۳۴۳، کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، فصل فی الاغسال المستحبة فی الجمعة وغیرها.

الْمُرَادُ بِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ، كَمَا يُرَادُ مِثْلُ ذٰلِكَ فِيْ سَائِرِ مَا أُخْبِرَ بِهٖ مِنْ سِمَاعِ الْمَوْتٰى إِنَّمَا هُوَ لِمَنْ كَانَ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ قَرِيْبًا مِّنْهَا، أَوْ يُرَادُ بِهٖ مَنْ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ أَيْضًا قَرِيْبًا مِّنَ الْحُجْرَةِ، كَمَا قَالَهٗ طَائِفَةٌ مِّنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ، وَهَلْ يُسْتَحَبُّ ذٰلِكَ عِنْدَ الْحُجْرَةِ لِمَنْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَوْ لِمَنْ أَرَادَهٗ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَوْ لَا يُسْتَحَبُّ بِحَالٍ؟ وَلَيْسَ الْإِعْتِمَادُ فِيْ سِمَاعِهٖ مَا يُبْلُغُهٗ مِنْ صَلَاةِ أُمَّتِهٖ وَسَلَامِهِمْ إِلَّا عَلٰى هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ الثَّابِتَةِ.

فَأَمَّا ذَاكَ الْحَدِيْثُ وَإِنْ كَانَ مَعْنَاهُ صَحِيْحًا فَإِسْنَادُهٗ لَا يُحْتَجُّ بِهٖ، وَإِنَّمَا يَثْبُتُ مَعْنَاهُ بِأَحَادِيْثِ أُخَرَ، فَإِنَّهٗ لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ السُّدِّيِّ الصَّغِيْرِ، عَنِ الْأَعْمَشِ كَمَا ظَنَّهُ الْبَيْهَقِيُّ، وَمَا ظَنَّهٗ فِيْ هٰذَا هُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيْثِ، وَهُوَ عِنْدَهُمْ مَوْضُوْعٌ عَلَى الْأَعْمَشِ، قَالَ عَبَّاسُ الدُّوْرِيُّ عَنْ يَحْيٰى بْنِ مُعِيْنٍ: مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ لَيْسَ بِثِقَةٍ. وَقَالَ الْبُخَارِيُّ :سَكَتُوْا عَنْهُ، لَا يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ اَلْبَتَّةَ. وَقَالَ الْجَوْزَجَانِيُّ: ذَاهِبُ الْحَدِيْثِ. وَقَالَ النِّسَائِيُّ: مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ. وَقَالَ صَالِحُ جَزْرَةُ :كَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ وَ قَالَ أَبُوْ حَاتِمٍ الرَّازِيُّ وَالْأَزْدِيُّ: مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ وَقَالَ الدَّارُقُطْنِيُّ :ضَعِيْفٌ. وَقَالَ اِبْنُ حَبَّانَ :لَا يَحِلُّ كَتْبُ حَدِيْثِهٖ لَا اِعْتِبَارًا وَلَا لِلْاِحْتِجَاجِ بِهٖ بِحَالٍ. وَقَالَ اِبْنُ عَدِيٍّ:عَامَّةُ مَا يَرْوِيْهِ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ، وَالضُّعْفُ عَلٰى رِوَايَتِهٖ بَيِّنٌ.

فَهٰذَا الْكَلَامُ عَلٰى مَا ذَكَرَهٗ مِنَ الْحَدِيْثِ مَعَ أَنَّا قَدْ بَيَّنَّا صِحَّةَ مَعْنَاهُ بِأَحَادِيْثِ أُخَرَ، وَهُوَ لَوْ كَانَ صَحِيْحًا فَإِنَّمَا فِيْهِ أَنَّهٗ يُبْلَغُ صَلَاةَ مَنْ

صَلّٰی عَلَیْہِ نَائِیًا لَیْسَ فِیْہِ أَنَّہٗ یَسْمَعُ ذٰلِکَ، کَمَا وَجَدْتُّہٗ مَنْقُوْلاً عَنْ هٰذَا الْمُعْتَرِضِ، فَإِنَّ هٰذَا لَمْ یَقُلْہُ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَلا یُعْرَفُ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْحَدِیْثِ، وَإِنَّمَا یَقُوْلُہٗ بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِیْنَ الْجُهَّالِ، یَقُوْلُوْنَ: إِنَّہٗ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ وَیَوْمَ الْجُمُعَةِ یَسْمَعُ بِأُذُنَیْہِ صَلاةً مَنْ یُّصَلِّیْ عَلَیْہِ . فَالْقَوْلُ إِنَّہٗ یَسْمَعُ ذٰلِکَ مِنْ نَفْسِ الْمُصَلِّیْ بَاطِلٌ، وَإِنَّمَا فِی الْأَحَادِیْثِ الْمَعْرُوْفَةِ أَنَّہٗ یُبَلَّغُ ذٰلِکَ وَیُعْرَضُ عَلَیْہِ، وَکَذٰلِکَ السَّلامُ تُبَلِّغُہٗ إِیَّاہُ الْمَلائِکَةُ .وَقَوْلُ الْقَائِلِ: إِنَّہٗ یَسْمَعُ الصَّلاةَ مِنَ الْبَعِیْدِ مُمْتَنِعٌ، فَإِنَّہٗ إِنْ أَرَادَ وُصُوْلَ صَوْتِ الْمُصَلِّیْ إِلَیْہِ فَهٰذِہٖ مُکَابَرَةٌ، وَإِنْ أَرَادَ أَنَّہٗ هُوَ یَکُوْنُ بِحَیْثُ یَسْمَعُ أَصْوَاتَ الْخَلائِقِ مِنْ بَعِیْدٍ، فَلَیْسَ هٰذَا إِلَّا لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الَّذِیْ یَسْمَعُ أَصْوَاتَ الْعِبَادِ کُلِّهِمْ (الرد علی الأخنائی قاضی المالکیة، ص۱۴۵ الیٰ ۱۴۷، فصل حدیث من صلی علی عند قبری سمعته)

ترجمہ: اور جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قبرِ مبارک کے قریب سلام پڑھتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں، جیسا کہ تمام مومنوں کو کئے ہوئے سلام کا معاملہ ہے، جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے نہیں ہے، اور نہ ہی یہ وہ سلام ہے جس کا (قرآن وسنت میں خاص نبی کے لئے) حکم دیا گیا ہے، اور اس سلام کرنے والے پر اللہ دس مرتبہ سلامتی نازل کرتا ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے، کیونکہ یہ صلاۃ وسلام تو وہ ہے، جس کا اللہ نے قرآن میں حکم فرمایا ہے، اور یہ صلاۃ وسلام کسی جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے (بلکہ اس کو ہر جگہ سے پڑھنے کا حکم ہے)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث گزر چکی ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ

علیہ وسلم پر سلام کرتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں، جس سے مراد قبر کے قریب پڑھا ہوا سلام ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ قبر کے قریب ہونے کا مطلب کیا ہے؟

آیا اس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ سلم کے روضۂ مبارک کا حصہ ہے؟ جیسا کہ اس کے مثل ان تمام حالات میں مراد لیا جاتا ہے، جن میں سماعِ موتیٰ کی خبر دی گئی ہے کہ وہاں قبور کے قریب سے مراد اسی طرح کا قرب ہے، یا اس سے مراد وہ ہے، جو کہ روضۂ مبارک کے قریب مسجدِ نبوی میں بھی ہو، جیسا کہ سلف اور خلف کی ایک جماعت کا قول ہے۔

اور (اس میں بھی اختلاف ہے کہ) کیا یہ عمل حجرہ کے قریب اس کے لئے مستحب ہے، جو سفر سے آیا ہو، یا اس کے لئے بھی مستحب ہے، جو مدینہ کا کوئی شخص روضہ پر حاضر ہو، یا کسی حال میں مستحب نہیں؟ (یہ سب اقوال ہیں)

اور نبی صلی اللہ علیہ سلم پر پڑھے جانے والے صلاۃ وسلام کے نبی صلی اللہ علیہ سلم کے سماعت کرنے میں اعتماد ان ثابت شدہ احادیث پر ہی کیا جائے گا، اور اس (محمد بن مروان سدی کی) حدیث کے معنیٰ اگرچہ صحیح ہیں، لیکن اس کی سند قابلِ حجت نہیں، اور اس کے معنیٰ دوسری احادیث سے ثابت ہیں، کیونکہ یہ روایت محمد بن مروان سدی صغیر کی حدیث سے ہی معروف ہے، جو اعمش سے نقل کرتے ہیں، جیسا کہ بیہقی نے گمان فرمایا، اور بیہقی کا گمان حدیث کی معرفت رکھنے والے حضرات کے نزدیک متفق علیہ ہے (یعنی محمد بن مروان عن اعمش کی سند پر ہی اس روایت کا مدار ہے)

اور ان اہلِ معرفت کے نزدیک یہ حدیث اعمش کے نام گھڑی گئی ہے، عباس دوری نے یحییٰ بن معین کے حوالہ سے فرمایا کہ محمد بن مروان ثقہ نہیں ہے، اور

بخاری نے فرمایا کہ محمد بن مروان سے محدثین نے سکوت اختیار کیا ہے، جس کی حدیث ہرگز لکھی نہیں جاسکتی، اور جوز جانی نے فرمایا کہ یہ ذاھبُ الحدیث ہے، اورنسائی نے متروکُ الحدیث فرمایا، اور صالح نے حدیث کو وضع کرنے والا قرار دیا، اور ابو حاتم رازی اور ازدی نے متروکُ الحدیث قرار دیا، اور دار قطنی نے ضعیف قرار دیا، اور ابنِ حبان نے فرمایا کہ اس کی حدیث کو نہ تو لکھنا جائز ہے، اور نہ اس کا (دوسری ضعیف حدیث کے ساتھ) اعتبار کرنا جائز ہے، اور نہ کسی حال میں اس سے حجت پکڑنا جائز ہے، اور ابنِ عدی نے فرمایا کہ اس کی اکثر احادیث غیر محفوظ ہیں، اور اس کی روایت میں ضعف واضح ہے۔

پس یہ تو اس حدیث کی سند کے متعلق کلام تھا، اور ہم یہ بات بیان کر چکے کہ اس حدیث کا مطلب دوسری احادیث کی رُو سے صحیح ہے، اور اگر اس حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے، تو اس میں اس بات کی وضاحت ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ سلم پر دور سے درود پڑھتا ہے، تو اس کا درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا جاتا ہے، اس میں اس بات کی تصریح نہیں کہ دور سے پڑھے ہوئے درود کو نبی صلی اللہ علیہ سلم خود سنتے ہیں، جیسا کہ اس معترض کی طرف سے نقل کیا گیا ہے، کیونکہ یہ بات اہلِ علم میں سے کسی نے بھی نہیں کہی، اور نہ ہی حدیث میں کسی جگہ اس کا ذکر آیا ہے، بلکہ یہ بات تو بعض لاعلم متاخرین نے کہی ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ جمعہ کی رات میں اور جمعہ کے دن میں جو شخص نبی صلی اللہ علیہ سلم پر درود پڑھتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کانوں سے اس کو سنتے ہیں، پس یہ بات کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس دور سے درود پڑھنے والے کے درود کو براہِ راست خود سنتے ہیں، باطل ہے۔

مشہور احادیث میں یہ بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے گئے درود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جاتا ہے، اور اس کو نبی صلی اللہ علیہ سلم پر پیش کیا جاتا ہے،

اور اسی طریقہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام بھی فرشتے پہنچاتے ہیں، اور کہنے والے کا یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دور سے پڑھے گئے درود کو سنتے ہیں، یہ ناممکن ہے، کیونکہ اگر اس کی مراد یہ ہے کہ دور سے درود پڑھنے والے کی آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتی ہے، تو یہ ضد اور ہٹ دھرمی ہے، اور اگر یہ مراد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کی آوازوں کو دور سے سنتے ہیں، تو یہ صفت اللہ ربُّ العالمین کے ساتھ خاص ہے، جو اپنی تمام مخلوق کی آواز کو سنتا ہے (اللہ کے علاوہ کسی اور کو یہ صلاحیت وقدرت حاصل نہیں) (الرد علی الاخنائی)

اس سے معلوم ہوا کہ روئے زمین پر جہاں کہیں بھی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود وسلام پڑھا جاتا ہے، تو اس کو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مقرر کیا ہے۔ [1]

---

[1] اور جو درود وسلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے، اس کے بارے میں بہت سے اہلِ علم حضرات کی رائے یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلاواسطہ سماعت فرماتے ہیں، جیسا کہ مندرجہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا، اس کے علاوہ بھی اہلِ علم حضرات کی متعدد عبارات اس سلسلہ میں منقول ہیں۔

البتہ بعض حضرات سے اس سلسلہ میں یہ تفصیل منقول ہے کہ جو شخص اتنے قریب سے درود وسلام پڑھے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیاتِ طیبہ میں حجرہ شریف میں تشریف فرما ہو کر اس کو سن لیتے، تو حجرہ کے اتنے قریب سے پڑھا ہوا درود وسلام تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود سماعت فرماتے ہیں، اور اس سے زیادہ فاصلہ پر پڑھا گیا درود وسلام فرشتہ کے واسطہ سے پہنچتا ہے۔

اور بعض حضرات نے قبر مبارک کے قریب ہونے کی چار ذراع یا اس کے لگ بھگ کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر پڑھنے کی تصریح فرمائی ہے۔

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ مسجدِ نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں (کذا فی ''تذکرۃ الخلیل'' ص ۳۹۸، مطبوعہ: مکتبہ قاسمیہ، سیالکوٹ، تاریخِ اشاعت 1969ء)

اور اس کے برعکس بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر دور اور قریب سے جو بھی صلاۃ وسلام پڑھا جائے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش تو کیا جاتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاص اور عظیم حیات حاصل ہونے کے باعث سماعت بھی فرماتے ہیں، اور سلام کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سماعت فرمانا براہِ راست کے بجائے فرشتہ کے واسطہ سے ہوتا ہے، اور جس وقت بھی کوئی سنت کے مطابق صلاۃ وسلام پڑھتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بلاتاخیر اس کو پہنچا دیا جاتا ہے، اور بندہ کے نزدیک مذکورہ تفصیل کے مطابق یہ اختلاف فروعی واجتہادی نوعیت کا ہے، جس میں کوئی ایک قول بھی اہلُ السنۃ والجماعۃ سے خروج کو مستلزم نہیں۔ واللہ اعلم۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور درود شریف کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعاء ودرخواست کرکے پڑھا جائے، مثلاً ''اللّٰھم صل علی محمد'' کہا جائے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

اور جب بندہ روئے زمین کے کسی بھی حصہ پر درود شریف اللہ تعالیٰ سے دعاء کے ساتھ پڑھے گا، تو وہ پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ اس کو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک رحمتوں کے نزول کے ساتھ پہنچائیں گے، اور اس خدمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر فرشتہ مقرر فرما رکھا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال (أكثروا علی من الصلاة يوم الجمعة وليلة الجمعة فإن صلاتكم معروضة علی)قالوا :كيف تعرض صلاتنا عليک وقد أرمت أی بليت قال :(إن الله حرم على الأرض أن تأكل لحوم الأنبياء) فأخبر أنه يسمع الصلاة من القريب وأنه يبلغ ذلک من البعيد (الصارم المنكی فی الرد على السبكی، ج ١ ص٤٧،الباب الأول :فی الأحاديث الواردة فی الزيارة نصاً)

(قوله :فإن صلاتكم معروضة علی) أی تعرضها الملائكة، فما اشتهر أنه يسمع فی ليلة الجمعة ويومها بلا واسطة لا أصل له .نعم تبلغه بلا واسطة ممن صلی عند قبره -صلى الله عليه وسلم (حاشية الشبراملسی علیٰ نهاية المحتاج الیٰ شرح المنهاج، ج٢ص ٣٤٣، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة)

يجمع بين هذه الأحاديث الظاهرة التعارض ببادء الرأی وأحاديث أخر وردت بمعناها أو قريب منه بأنه -صلى الله عليه وسلم -يبلغ الصلاة والسلام إذا صدر من بعد ويسمعهما إذا كانا عند قبره الشريف بلا واسطة وإن ورد أنه يبلغهما هنا أيضا كما مر إذ لا مانع أن من عند قبره يخص بأن الملک يبلغ صلاته وسلامه مع سماعه لهما إشعارا لمزيد خصوصيته والاعتناء بشأنه والاستمداد له بذلک سواء فی ذلک كله ليلة الجمعة وغيرها إذ المقيد يقضی به على المطلق والجمع بين الأدلة التی ظاهرها التعارض واجب حيث أمكن(حاشية الجمل على شرح المنهج، ج٢ص ٥٠، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة)

أنه يسمع الصلاة والسلام من القريب، وتبلغ إليه ذلک من البعيد(رحلة الصديق الی البلد العتيق لنواب صديق حسن خان، ص١٤٦ ، الباب الخامس،فصل فی آداب الزيارة وما يتصل بها)

أنه إنما يسمع صلاة القريب منه قربا عاديا بأن كان فی الحجرة الشريفة بحيث لو كان حيا لسمع ذلک، وأما غيره فيبلغه الملک مطلقا أی سواء كان فی يوم الجمعة أم لا أخلص فی محبته أم لا(حاشية البجيرمی على الخطيب، ج٢ص ٢١١، ٢١٢، كتاب الصلاة، فصل فی صلاة الجمعة)

قال السخاوی: ثم يأتی القبر الشريف من ناحية قبلته فيقف عند محاذاة تمام اربع اذرع من رأس القبر بعيدا منه ، ويقف (القول البديع للسخاوی، ص٢١٣ ،الباب الخامس ، آداب زيارة قبره الشريف)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن سلام کے مسنون طریقہ میں اس طرح سے ''اللھم'' وغیرہ الفاظ کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ بندہ ''السلام علیک'' یا ''السلام علی النبی'' وغیرہ الفاظ کے ساتھ سلام پڑھتا ہے، اس لئے اس میں بندہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے واسطے کی ضرورت ہے، اوراس ضرورت کے لئے اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر فرشتوں کو گشت پر مقرر فرما رکھا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وإذا أتى الزائر المسجد صلى تحية المسجد ثم أتى القبر الكريم، فاستقبله واستدبر القبلة على نحو أربعة أذرع من جدار القبر وسلم(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵ ص۱۷۳، مادة ''سلام'')

والجمع بين الأحاديث أن نقول :إن التسليم نوعان:

۱۔تسليم مسموع :وهو تسليم التحية الذى يُلقى على الرسول -صلى الله عليه وسلم -عند قبره، وهذا أشار إليه ابن عبد الهادى فى كتابه المنكى، وهذا التسليم يسمعه الرسول ويكافء عليه بالرد عند القبر لا من وراء الحجرة.

۲۔تسليم معروض :وهو كل تسليم ليس عند قبره.

أما الصلاة فلا تنقسم، ولكن لو صلى وسلم عند قبره فإن الصلاة تكون مثل السلام.

جزاء التسليم :هذا على حسب التسليم، فإن كان التسليم مسموعًا فيكافئه الرسول -صلى الله عليه وسلم -بالرد، وأما التسليم المبلغ المعروض فجزاؤه من الله من صلى على واحدة صلى الله عليه بها عشرا(المعتصر شرح كتاب التوحيد،للشيخ على بن خضير الخضير،ج۱،ص۱۰۸)

(من صلى على عند قبرى) أى فى بيتى قريباً من قبرى، هذا هو الظاهر لكنه غير ممكن اليوم، لكون بيت عائشة الذى هو مدفن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قد سد، وبنيت على القبر حيطان مرتفعة مستديرة حوله .لا يمكن لأجلها الدخول فى الحجرة، والوصول إلى قرب القبر .وقيل: المراد فى حجرتى مطلقاً، وهذا أيضاً غير مقدور .وقيل :المراد أعم من ذلك، أى ولو كان المصلى فى المسجد خارج الحجرة، ولا يخفى ما فيه من الخدشات، وقد تقدمت الإشارة إليها فى كلام الحافظ المقدسى، والعلامة السهسوانى .(سمعته) أى سمعاً حقيقياً بلا واسطة(مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفورى.ج۳ص۲۸۶، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم وفضلها)

وليس أحد من اللفظين أى اللفظ الدال على السماع عند القبر، واللفظ الآخر الدال على عدم السماع عند القبر أولى وأرجح من الآخر، فإن مدار الروايتين كلتيهما على محمد بن مروان السدى، وهو متروك الحديث، متهم بالكذب، فتساقطت الروايتان جميعاً .ولأن حديث أبى هريرة هذا قد عارضه أحاديث كثيرة حسنة، مروية فى السنن، والمسانيد، والمعاجم، كحديث أبى هريرة عند أبى داود، وحديث الحسين بن على بن أبى طالب، وحديث على بن أبى طالب عند

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس تفصیل کی روشنی میں درود اور سلام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کی کیفیت اور طریقہ کے بارے میں جو مختلف روایات آئی ہیں (کہ درود کے لئے قبر مبارک پر فرشتہ مقرر

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الضياء المقدسي ونحو ذلك، فإنها متفقة على أن من صلى عليه من أمته فإن ذلك يبلغه ويعرض عليه، سواء كان المصلي حاضرا عند قبره قريباً منه، أو غائباً بعيداً، وليس في شيء منها أنه يسمع صوت المصلي عليه بنفسه، إنما فيها أنه يعرض عليه ويبلغه من غير فرق بين القريب والبعيد(مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفوري، ج۳ص ۲۸۷، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم وفضلها)

(ما من أحد يسلم على إلا رد الله على روحى حتى أرد عليه السلام) وهذا الحديث يدل على أن سلام المسلم على رسول الله صلى الله عليه وسلم يصل إليه، ولكن ليس فيه دليل على أنه يسمع سلام المسلم، وإنما فيه دليل على أن الله يرد عليه روحه حتى يرد السلام، والسلام إنما يصل إليه عن طريق الملائكة الذين يبلغون الرسول صلى الله عليه وسلم السلام من قريب ومن بعيد، كما فى الحديث :(إن لله ملائكة سياحين يبلغوننى عن أمتى السلام) ولهذا جاء عن على بن الحسين رحمه الله :(أنه رأى رجلاً يأتى إلى فرجة عند قبر النبى صلى الله عليه وسلم فقال له :ألا أحدثك بحديث سمعته عن أبى عن جدى؟ إن النبى صلى الله عليه وسلم قال :لا تتخذوا قبرى عيداً، وصلوا على فإن صلاتكم تبلغنى حيث كنتم) ثم قال :ما أنت ومن بالأندلس إلا سواء .

قوله :(تبلغنى حيثما كنتم) يعنى :بواسطة الملائكة.فالحديث ليس فيه نص على أن هذا خاص فيمن يسلم عليه عند قبره صلى الله عليه وسلم وأنه يسمعه، وإنما هو عام، والرسول صلى الله عليه وسلم يبلغه السلام بواسطة الملائكة سواء عن قرب أم بعد، سواء كان فى مسجده وعند قبره أو فى أى مكان من الأرض، وهذا يدخل فيه السلام والصلاة عليه صلى الله عليه وسلم(شرح سنن ابى داوٗد للعباد، كتاب المناسك، باب زيارة القبور)

وبالجملة؛ فمن قال إنه يسلم سلام التحية الذى يقصد به الرد فلا بد من تحديد مكان ذلك فإن قال :إلى أن يسمع ويرد السلام فإن حد فى ذلك ذراعاً أو ذراعين أو عشرة أذرع، أو قال :إن ذلك فى المسجد كله أو خارج المسجد؛ فلا بد له من دليل، والأحاديث الثابتة عنه فيها أن الملائكة يبلغونه صلاة من صلى عليه وسلام من يسلم عليه، ليس فى شىء منها أنه يسمع بنفسه ذلك، فمن زعم أنه يسمع ويرد من خارج الحجرة من مكان دون مكان فلا بد له من حد، ومعلوم أنه ليس فى ذلك حد شرعى وما أحد يحد فى ذلك حداً إلا عورض بمن يزيده أو ينقصه ولا فرق.وأيضاً فذلك يختلف باختلاف ارتفاع الأصوات وانخفاضها، والسنة للمُسَلِّم فى السلام عليه خفض الصوت، ورفع الصوت فى مسجده منهى عنه بالسلام والصلاة وغير ذلك، بخلاف المسلّم من الحجرة، فإنه فرق ظاهر بينه وبين المسلّم عليه من المسجد، ثم السنة لمن دخل مسجده أن يخفض صوته، فالمسلّم عليه إن رفع الصوت أساء الأدب برفع الصوت فى المسجد،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ہے، اور سلام کے لئے زمین پر فرشتے گشت کرتے ہیں) ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں رہتا۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم امتیوں کے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں

اس سے پہلے معتبر احادیث میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے، اور اللہ کا نبی حیات ہوتا ہے، جس کو رزق دیا جاتا ہے، اور دوسری معتبر احادیث میں انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے اپنی قبور مبارک میں زندہ ہونے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کا جواب دینے کی وضاحت پائی جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (مسند أبی یعلی الموصلی) [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وإن لم يرفع لم يصل الصوت إلى داخل الحجرة، وهذا بخلاف السلام الذى أمر الله به ورسوله، الذى يسلّم الله على صاحبه كما يصلّى على من صلّى عليه، فإن هذا مشروع فى كل مكان لا يختص بالقبر.

وبالجملة؛ فهذا الموضع فيه نزاع قديم بين العلماء على كل تقدير (غاية الأمانى فى الرد على النبهانى، لمحمود شكرى الألوسى، ج ا، ص ۲۵۴، الكلام على قول النبهانى أن الوهابية مبتدعة غير أن ضررهم دون من قبلهم)

[1] ایک دوسری تقریر ان روایات میں جمع وتطبیق کے متعلق یہ بھی کی جاسکتی ہے کہ ممکن ہے کہ روئے زمین پر گشت کرنے والے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر مقرر فرشتے تک درود وسلام پہنچانے کی خدمت انجام دیتے ہوں، اور قبر مبارک پر مقرر فرشتہ عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک درود وسلام پہنچانے کی خدمت انجام دیتا ہو، جیسا کہ دنیا کے امور میں بھی اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ کچھ لوگوں کے ذمہ مختلف اطراف سے کسی مخصوص جگہ اشیاء کی ترسیل ہوتی ہے، اور اس مخصوص جگہ سے اصل منزل اور مرکز تک پہنچانے کے لئے مخصوص افراد یا فرد مقرر ہوتا ہے، اپنے اپنے ذوق کے مطابق دونوں میں جونسی تفصیل وتطبیق چاہے آدمی اختیار کرلے، وللناس فيما يحبون مذاهب۔

واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔ محمد رضوان۔

[2] رقم الحديث ۳۴۲۵، مسند البزار رقم الحديث ۶۳۹۱ ورقم الحديث ۶۸۸۸، أخبار أصبهان رقم الحديث ۴۰۳۶۵، ما ورد فى حياة الأنبياء بعد وفاتهم للبيهقى ص ا.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور نماز پڑھتے ہیں (ابو یعلیٰ، بزار، اصبہانی، بیہقی)

یہ حدیث مختلف سندوں سے مروی ہے، اور بعض سندوں میں اگرچہ کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن اس کی بعض سندیں بالکل صحیح ہیں، اور مجموعی طور پر یہ حدیث سند کے لحاظ سے درست، معتبر اور قابلِ استدلال ہے۔ [1]

---

[1] قال الهيثمي: رواه أبو يعلى والبزار ، ورجال أبى يعلى ثقات(مجمع الزوائد ج۸ص ۲۱۱، تحت رقم الحديث ۱۳۸۱۲،باب ذكر الأنبياء صلى الله عليه وسلم)

وقال حسين سليم أسدالدارني: إسناده صحيح(حاشية ابى يعلىٰ)

وقال البيهقي: ولحياة الأنبياء بعد موتهم صلوات الله عليهم شواهد من الأحاديث الصحيحة (ما ورد فى حياة الأنبياء بعد وفاتهم، حواله بالا)

وقال ابن حجر: وقد جمع البيهقي كتابا لطيفا فى حياة الأنبياء فى قبورهم أورد فيه حديث أنس الأنبياء أحياء فى قبورهم يصلون أخرجه من طريق يحيى بن أبى كثير وهو من رجال الصحيح عن المستلم بن سعيد وقد وثقه أحمد وبن حبان عن الحجاج الأسود وهو بن أبى زياد البصرى وقد وثقه أحمد وبن معين عن ثابت عنه وأخرجه أيضا أبو يعلى فى مسنده من هذا الوجه وأخرجه البزار لكن وقع عنده عن حجاج الصواف وهو وهم والصواب الحجاج الأسود كما وقع التصريح به فى رواية البيهقي وصححه البيهقي وأخرجه أيضا من طريق الحسن بن قتيبة عن المستلم وكذلك أخرجه البزار وبن عدى والحسن بن قتيبة ضعيف(فتح البارى ،ج۶ ص۴۸۷، كتاب الجهاد، باب قول الله تعالى واذكر فى الكتاب مريم)

وقال الالباني: أخرجه أبو يعلى باسناد جيد، وقد خرجته فى الاحاديث الصحيحة(احكام الجنائز، ص۲۱۳، باب مايحرم عندالقبور)

وقال ايضاً: و هذا إسناد جيد ، رجاله كلهم ثقات ، غير الأزرق هذا قال الحافظ فى "التقريب :" "صدوق يغرب . "و لم يتفرد به ، فقد أخرجه أبو نعيم فى "أخبار أصبهان(۸۳/۲) "من طريق عبد الله بن إبراهيم بن الصباح عن عبد الله بن محمد بن يحيى بن أبى بكير حدثنا يحيى بن أبى بكير به .أورده فى ترجمة ابن الصباح هذا ، و لم يذكر فيه جرحا و لا تعديلا ، و عبد الله بن محمد بن يحيى بن أبى بكير ، فترجمه الخطيب (۸/۱۰)و قال " :سمع جده يحيى بن أبى بكير قاضى كرمان ...و كان ثقة . "فهذه متابعة قوية للأزرق ، تدل على أنه قد حفظ و لم يغرب .و كأنه لذلك قال المناوى فى "فيض القدير "بعد ما عزاه أصله لأبى يعلى " :و هو حديث صحيح ." و لكنه لم يبين وجهه ، و قد كفيناك مؤنته ، و الحمد لله الذى هدانا لهذا و ما كنا لنهتدى لولا أن هدانا الله .هذا .و قد كنت برهة من الدهر أرى أن هذا الحديث ضعيف لظنى أنه مما تفرد به ابن قتيبة -كما قال البيهقي -و لم أكن قد وقفت عليه فى "مسند أبى يعلى "و "أخبار أصبهان ."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس معتبر اور صریح حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کو قبور میں خصوصی زندگی حاصل ہوتی ہے، جو دوسرے تمام افراد کی زندگی کے مقابلہ میں اعلیٰ وافضل ہوتی ہے، اور اسی وجہ سے وہ اپنی قبور میں نماز بھی پڑھتے ہیں، اگرچہ وہ اس کے مکلّف نہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فلما وقفت على إسناده فيهما تبين لى أنه إسناد قوى و أن التفرد المذكور غير صحيح ، و لذلک بادرت إلى إخراجه فى هذا الكتاب تبرئة للذمة و أداء للأمانة العلمية و لو أن ذلک قد يفتح الطريق لجاهل أو حاقد إلى الطعن و الغمز و اللمز ، فلست أبالى بذلک ما دمت أنى أقوم بواجب دينى أرجو ثوابه من الله تعالى وحده .فإذا رأيت أيها القارىء الكريم فى شىء من تآليفى خلاف هذا التحقيق ، فأضرب عليه و اعتمد هذا و عض عليه بالنواجذ ، فإنى لا أظن أنه يتيسر لک الوقوف على مثله .و الله ولى التوفيق . (سلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانى ،تحت رقم الحديث ٦٢١)

[1] يصلون، فذكر لهم عبادة لينبه على معنى حياتهم فهم يصلون ويحجون فى قبورهم، ويفعلون أفعال الأحياء ، فهم أحياء بهذا المعنى(فيض البارى شرح البخارى للكشميرى، ج٢ ص ٨٩، كتاب الصلاة ،باب رفع الصوت فى المساجد)

وحينئذ علمت حياتهم ما هى أعنى أنهم يفعلون أفعال الحى، وليسوا بمعطلين .وإلى هذا المعنى أرشد القرآن بقوله :(يرزقون) والحديث بقوله :يصلون.ليتعين المراد من الحياة، ولتتميز حياتهم عن حياة سائر الناس(فيض البارى شرح البخارى للكشميرى ، ج٤ ص ١٦٤ ، كتاب الجهاد والسير، باب فضل قول الله تعالى (ولا تحسبن الذين قتلوا فى سبيل الله أمواتا)

اس موقع پر یہ بات ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ مذکورہ حدیث میں انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے اپنی قبور میں زندہ ہونے کا ذکر ہے، اور ظاہر ہے کہ قبر وہ مقام ہوتا ہے، جس مقام پر انسان کا جسم (کلی یا جزوی طور پر) موجود ہوتا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ اس دنیا سے انتقال کے بعد جب انسان عالَمِ برزخ میں جاتا ہے تو اس کا قبر سے بھی تعلق قائم ہوتا ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ قبر اور عالَمِ برزخ دو متضاد اشیاء نہیں، بلکہ قبر، عالَمِ برزخ کا ایک حصہ وجزء ہے۔

عالَمِ برزخ تو اپنی حقیقت وکنہ کے لحاظ سے بہت وسیع ہے، جس میں مختلف حالات اور احوال پیش آتے ہیں، اور اس میں علیین وسجیین اور ان کے مابین مختلف درجات ہیں، مگر قبر کے اس عالَمِ برزخ کا جزء ہونے کی وجہ سے اس میں موجود جسم کے (کل یا جزء کے) ساتھ روح کا تعلق ضرور قائم ہوتا ہے۔

اور انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کا جسمِ عنصری کیونکہ کلی طور پر تغیر سے محفوظ رہتا ہے، اس لئے انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے جسمِ کلی کے ساتھ روح کا تعلق قائم ہوتا ہے، جبکہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے علاوہ دیگر افراد واشخاص کا جسم (کلی وجزوی متغیر یا غیر متغیر) جس حالت میں بھی ہوتا ہے، اس کے ساتھ روح کا تعلق وابستہ ہوتا ہے۔

اور قبر کی یہ زندگی درحقیقت برزخی زندگی ہوتی ہے، اور انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کی برزخی زندگی دیگر تمام اشخاص وافراد سے اعلیٰ واقویٰ اور افضل ہے، اور اسی لئے انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے اجسام وصال کے بعد نعوذ باللہ تعالیٰ گلتے وسڑتے نہیں، اور انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کی مذکورہ تفصیل کے مطابق برزخی زندگی کو حیاتِ انبیائے کرام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ محمد رضوان۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ إِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوحِیْ حَتّٰی أَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ (سنن أبی داود) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (میرے وصال کے بعد) جو شخص بھی مجھ پر سلام کرتا ہے، تو اللہ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں (ابوداؤد، مسند احمد)

یہ حدیث سند کے لحاظ سے درست اور کم از کم حسن درجہ میں داخل ہے۔ [2]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امتیوں کے سلام کا جواب مرحمت

---

[1] رقم الحدیث ۲۰۴۱، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، مسند احمد رقم الحدیث ۱۰۸۱۵.

[2] قال شعیب الارنؤوط: اسنادہ حسن(حاشیۃ سنن ابی داوٗد)

وقال ایضاً: اسنادہ حسن(حاشیۃ مسند احمد)

قال العراقی: أخرجہ أبو داود من حدیث أبی ھریرۃ بسند جید (تخریج احادیث الاحیاء ، تحت رقم الحدیث ۱۰۱۳)

وقال ابن الملقن :قلت :رواہ أبو داود بإسناد جید (البدرالمنیر، ج٦ ص ۲۹۹، کتاب الحج، باب دخول مکۃ وما یتعلق بہ، الحدیث السادس بعد الخمسین)

وقال ابن حجر: ورواتہ ثقات(فتح الباری، ج٦ ص ۴۸۸، باب قول اللہ تعالی واذکر فی الکتاب مریم الخ)

وقال ایضاً: بإسناد صحیح(نتائج الافکار، ج۴ص ۲۰، کتاب :الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، المجلس:۲۹۷)

وقال المناوی: قال فی الأذکار والریاض :إسنادہ صحیح وقال ابن حجر :رواتہ ثقات (فیض القدیر تحت رقم الحدیث ۷۹۸٦)

وقال الالبانی:قال الطبرانی " :لم یروہ عن یزید إلا أبو صخر ولا عنہ إلا حیوۃ تفرد بہ عبد اللہ بن یزید ."قلت :وھو المقری، ثقۃ من رجال الشیخین، وکذلک من فوقہ غیر أبی صخر -وھو حمید بن زیاد -مختلف فیہ، والراجح عندی أنہ حسن الحدیث .وفی "التقریب " :"صدوق یھم ." وھذا أقرب إلی الصواب من قولہ فی "الفتح(۲۷۹/٦) ": "رجالہ ثقات !"وقال الحافظ العراقی فی "تخریج الإحیاء(۲۷۹/۱) " :"سندہ جید ."وأما النووی، فقال فی "الریاض (۱۴۰۹) ":" إسنادہ صحیح !"ووافقہ المناوی فی "التیسیر !"(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، تحت رقم الحدیث ۲۲٦٦)

فرماتے ہیں۔ [۱]

جمہور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے نزدیک ہر انسان کی وفات کے بعد عالمِ برزخ میں اس کی روح کو اس کے جسم کے کل یا بعض حصہ کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے، اس لئے ہر انسان ہی عالمِ برزخ میں زندہ ہوتا ہے۔ [۲]

---

[۱] اور اس حدیث میں ’’مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ‘‘ کے الفاظ سے عموم معلوم ہو رہا ہے کہ خواہ سلام تحیۃ ہو یا سلامِ رسول ہر ایک سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

[۲] اگر کہا جائے کہ احادیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ فوت ہونے کے بعد بہت سے لوگوں کی روحیں اعلیٰ علیین میں اور بہت سے لوگوں کی روحیں اسفل السافلین، اور سجین میں پہنچ جاتی ہیں، جبکہ بعض کی روحیں جنت کے اندر سیر کرتی ہیں، اور پرندوں کی شکل میں جنت میں متشکل ہوتی ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روحوں کا تعلق قبر سے قائم نہیں ہوتا۔

اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ روحوں کے ساتھ پیش آنے والے ان سب حالات کے باوجود قبر اور جسمِ عنصری (یا اس کے کسی بھی جزو) کے ساتھ روح کا تعلق ختم نہیں ہوتا، بلکہ قائم رہتا ہے، اور اس سے اس تعلق کا ختم ہونا ہرگز لازم نہیں آتا، جیسا کہ سوتے ہوئے شخص کے خوش کن اور پریشان کن خوابوں کا معاملہ ہے، کہ خواب میں وہ مختلف مقامات کی سیر کرتا ہے، ایک جگہ سے دوسری جگہ کا سفر کرتا ہے، اور مسرور و مغموم سب کچھ ہوتا ہے، لیکن ان سب باتوں کے باوجود روح کا جسم سے تعلق قائم ہوتا ہے، فکذا ھنا۔

فلامنافاۃ بین احوال الروح وتعلقہ بالجسم العنصری

وذهب بن حزم وبن هبيرة إلى أن السؤال يقع على الروح فقط من غير عود إلى الجسد وخالفهم الجمهور فقالوا تعاد الروح إلى الجسد أو بعضه كما ثبت فى الحديث ولو كان على الروح فقط لم يكن للبدن بذلك اختصاص ولا يمنع من ذلك كون الميت قد تتفرق أجزاؤه لأن الله قادر أن يعيد الحياة إلى جزء من الجسد ويقع عليه السؤال كما هو قادر على أن يجمع أجزاءه والحامل للقائلين بأن السؤال يقع على الروح فقط أن الميت قد يشاهد فى قبره حال المسألة لا أثر فيه من إقعاد ولا غيره ولا ضيق فى قبره ولا سعة وكذلك غير المقبور كالمصلوب وجوابهم أن ذلك غير ممتنع فى القدرة بل له نظير فى العادة وهو النائم فإنه يجد لذة وألما لا يدركه جليسه بل اليقظان قد يدرك ألما أو لذة لما يسمعه أو يفكر فيه ولا يدرك ذلك جليسه وإنما أتى الغلط من قياس الغائب على الشاهد وأحوال ما بعد الموت على ما قبله والظاهر أن الله تعالى صرف أبصار العباد وأسماعهم عن مشاهدة ذلك وستره عنهم إبقاء عليهم لئلا يتدافنوا وليست للجوارح الدنيوية قدرة على إدراك أمور الملكوت إلا من شاء الله وقد ثبتت الأحاديث بما ذهب إليه الجمهور كقوله إنه ليسمع خفق نعالهم وقوله تختلف أضلاعه لضمة القبر وقوله يسمع صوته إذا ضربه بالمطراق وقوله يضرب بين أذنيه وقوله فيقعدانه وكل ذلك من صفات الأجساد(فتح البارى لابنِ حجر، ج۳ص ۲۳۵، باب ما جاء فى عذاب القبر)

اوراسی وجہ سے قبر و برزخ میں راحت وتکلیف (جو بھی اللہ کو منظور ہو) روح اور جسم دونوں کو محسوس ہوتی ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ عالمِ برزخ میں غلبہ روح کو حاصل ہوتا ہے، اور جسم دراصل روح کے مقابلہ میں مغلوب ہوتا ہے، لیکن کیونکہ عالمِ برزخ میں یہ سب کچھ دنیاوی زندگی والوں سے آڑ میں ہوتا ہے، اوراسی وجہ سے مرنے کے بعد کے عالَم کو عالمِ برزخ کہا جاتا ہے (اور برزخ کے معنیٰ آڑ کے آتے ہیں) اس لئے دنیا میں زندہ انسانوں کو وہاں کے حالات نظر نہیں آتے۔ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ۔ [1]

جبکہ انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کی عالمِ برزخ والی زندگی سب سے اعلیٰ اور افضل ہوتی ہے، اس لئے روح لوٹا دیئے جانے کا یہ مطلب مراد لینا تو درست نہیں بنتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف سلام کے جواب کے وقت حیات حاصل ہوتی ہے، بالخصوص جبکہ کائنات بھر میں فرشتوں اور انسانوں کی طرف سے ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھا جارہا ہے، اور کوئی وقت بھی سلام سے خالی نہیں، اور دوسری صحیح احادیث بھی انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے قبور میں حیات ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ [2]

---

[1] وكـذلـك عذاب القبر يكون للنفس والبدن جميعا، باتفاق أهل السنة والجماعة، تنعم النفس وتعذب مفردة عن البدن ومتصلة به.

واعـلـم أن عذاب القبر هو عذاب البرزخ، فكل من مات وهو مستحق للعذاب ناله نصيبه منه، قبر أو لـم يـقـبـر، أكـلـته السباع أو احترق حتى صار رمادا ونسف في الهواء ، أو صلب أو غرق في البحر - وصـل إلى روحه وبدنه من العذاب ما يصل إلى المقبور ....فالحاصل أن الدور ثلاثة :دار الدنيا، ودار البرزخ، ودار القرار .وقـد جـعـل الـلـه لكل دار أحكاما تخصها، وركب هذا الإنسان من بدن ونـفـس، وجـعـل أحـكام الدنيا على الأبدان، والأرواح تبع لها، وجعل أحكام البرزخ على الأرواح، والأبـدان تبع لهـا، فإذا جـاء يـوم حشـر الأجساد وقيام الناس من قبورهم -صـار الـحـكم والنعيم والـعذاب على الأرواح والأجساد جميعا .فـإذا تـأمـلت هذا المعنى حق التأمل، ظهر لک أن كون الـقـبـر روضة مـن ريـاض الـجـنة أو حفرة من حفر النار مطابق للعقل، وأنه حق لا مرية فيه، وبذلک يتـمـيـز الـمـؤمـنـون بـالـغـيـب مـن غـيـر هـم(شـرح الـعـقـيـدة الـطـحـاوية لصدر الدين ابن أبى العز الحنفى، ج۲ص ۵۷۹، ۵۸۰،عذاب القبر ونعيمه)

[2] (قال) ، أى رسـول الـله صلى الله عليه وسلم :(إن الـلـه حرم على الأرض) ، أى :مـنـعها وفيه مبالغة لطيفة (أجساد الأنبياء) ، أى :من أن تأكلها، فإن الأنبياء فى قبورهم أحياء .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراسی وجہ سے محدثین نے گذشتہ حدیث میں مذکور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کا جواب دیتے وقت روح لوٹا دیئے جانے کے کئی مطلب بیان کئے ہیں، جو علمی نوعیت کے ہیں، اوراس سلسلہ میں عوام کے لئے سلامتی وعافیت کا راستہ یہ ہے کہ وہ اس میں کھود کرید سے پرہیز کریں، اور یہ سمجھیں کہ اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، اور ہمیں تو اس حدیث کی روشنی میں یہ سمجھنا چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم امتیوں کے آپ پر پیش کئے جانے والے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں، واللہ اعلم۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الطيبى :فإن قلت :ما وجه الجواب بقوله :إن الله حرم على الأرض أجساد الأنبياء ، فإن المانع من العرض والسماع هو الموت وهو قائم؟ قلت :لا شك أن حفظ أجسادهم من أن ترم خرق للعادة المستمرة، فكما أن الله تعالى يحفظها، فكذلك يمكن من العرض عليهم، ومن الاستماع منهم صلوات الأمة، ويؤيده ما سيرد فى الحديث الثالث من الفصل الثالث، فنبى الله حى يرزق اهـ.
قال السيد جمال الدين :لا حاجة فى وجه مطابقة الجواب إلى هذا التطويل، فإن قوله :إن الله حرم. . .إلخ .مقابل قوله :فقد أرمت، وأيضا فمحصل الجواب أن الأنبياء أحياء فى قبورهم، فيمكن لهم سماع صلاة من صلى عليهم، تأمل .تم كلامه، فتأمل فى كلامه فإن الذى ذكره أنه محصل الجواب هو خلاصة ما ذكره الطيبى من السؤال، والجواب غايته أنه على وجه التوضيح والإطناب، وأما قوله :فإن قوله :إن الله حرم، مقابل قوله :وقد أرمت كلام حسن لا يحتاج إلى بيان، وهو أن الصحابة رضى الله عنهم سألوا بيان كيفية العرض بعد اعتقاد جواز أن العرض كائن لا محالة لقول الصادق " :فإن صلاتكم معروضة على "لكن حصل لهم الاشتباه أن العرض هل هو على الروح المجرد أو على المتصل بالجسد؟ وحسبوا أن جسد النبى كجسد كل أحد، فكفى فى الجواب ما قاله على وجه الصواب، وأما على ما قدمه الطيبى فإنما يفيد حصر العرض، والسماع بعد الموت بالأنبياء ، وليس الأمر كذلك، فإن سائر الأموات أيضا يسمعون السلام والكلام، وتعرض عليهم أعمال أقاربهم فى بعض الأيام، نعم إن الأنبياء تكون حياتهم على الوجه الأكمل، ويحصل لبعض وارثهم من الشهداء والأولياء والعلماء الحظ الأوفى بحفظ أبدانهم الظاهرة، بل بالتلذذ بالصلاة والقراءة ونحوهما فى قبورهم الطاهرة إلى قيام الساعة الآخرة (مرقاة المفاتيح، ج۳ص۱۰۱۷، كتاب الصلاة، باب الجمعة)

[1] (روحى) يعنى رد على نطقى لأنه حى على الدوام وروحه لا تفارقه أبدا لما صح أن الأنبياء أحياء فى قبورهم (حتى أرد) غاية لرد فى معنى التعليل أى من أجل أن أرد (عليه السلام) هذا ظاهر فى استمرار حياته لاستحالة أن يخلو الوجود كله من أحد يسلم عليه عادة ومن خص الرد بوقت الزيارة فعليه البيان فالمراد كما قال ابن الملقن وغيره بالروح النطق مجازا وعلاقة المجاز أن النطق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُوْلُ: وَالَّذِیْ نَفْسُ أَبِی الْقَاسِمِ بِيَدِهٖ لَيَنْزِلَنَّ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا ، فَلَيُكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ ، وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ ، وَلَيُذْهِبَنَّ الشَّحْنَاءَ، وَلَيُعْرَضَنَّ عَلَيْهِ الْمَالُ فَلَا يَقْبَلُهٗ ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰى قَبْرِیْ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ لَأُجِيْبَنَّهٗ (مسند أبی يعلی الموصلی ،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

من لازمه وجود الروح كما أن الروح من لازمه وجود النطق بالفعل أو القوة وهو فی البرزخ مشغول بأحوال الملكوت مستغرق فی مشاهدته مأخوذ عن النطق بسبب ذلك ، ولهذا قال ابن حجر : الأحسن أن يؤول رد الروح بحضور الفكر كما قالوه فی خبر يغان علی قلبی وقال الطيبی :لعل معناه تكون روحه القدسية فی شأن ما فی الحضرة الالهية فإذا بلغه سلام أحد من الأمة رد الله روحه من تلك الحالة إلی رد سلام من سلم عليه و كذا شأنه وعادته فی الدنيا يفيض علی أمته من سبحات الوحی الالهی ما أفاضه الله عليه ولا يشغله هذا الشأن وهو شأن إفاضة الأنوار القدسية علی أمته عن شغله بالحضرة كما كان فی عالم الشهادة لا يشغله شأن عن شأن والمقام المحمود فی الآخرة عبارة عن هذا المعنی فهو فی الدنيا والبرزخ والعقبی فی شأن أمته وههنا أجوبة كثيرة هذا أرجحها ورده المصنف وغيره بما لا طائل تحته(فيض القدير للمناوی تحت رقم الحديث ۷۹۸۶)

ووجه الإشكال فيه أن ظاهره أن عود الروح إلی الجسد يقتضی انفصالها عنه وهو الموت وقد أجاب العلماء عن ذلك بأجوبة:

أحدها أن المراد بقوله رد الله علی روحی أن رد روحه كانت سابقة عقب دفنه لا أنها تعاد ثم تنزع ثم تعاد.

الثانی سلمنا لكن ليس هو نزع موت بل لا مشقة فيه.

الثالث أن المراد بالروح الملك الموكل بذلك.

الرابع المراد بالروح النطق فتجوز فيه من جهة خطابنا بما نفهمه .

الخامس أنه يستغرق فی أمور الملأ الأعلی فإذا سلم عليه رجع إليه فهمه ليجيب من سلم عليه.

وقد استشكل ذلك من جهة أخری وهو أنه يستلزم استغراق الزمان كله فی ذلك لاتصال الصلاة والسلام عليه فی أقطار الأرض ممن لا يحصی كثرة.

وأجيب بأن أمور الآخرة لا تدرك بالعقل وأحوال البرزخ أشبه بأحوال الآخرة والله أعلم (فتح الباری لابن حجر، ج۳ص ۲۳۵، كتاب الجهاد، باب قول الله تعالی واذكر فی الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها)

رقم الحدیث ۶۵۸۴) ؎۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ قسم ہے اس ربُّ العزت کی، جس کے قبضہ میں ابوالقاسم (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، کہ عیسیٰ بن مریم ضرور بالضرور امام منصِف اور حاکم وعادل ہوکر نازل ہوں گے، اور وہ ضرور صلیب کو توڑیں گے، اور خنزیر کو قتل کریں گے، اور باہمی اختلافات میں صلح کرائیں گے، اور کینہ کو ختم فرمادیں گے، اوران پر مال پیش کیا جائے گا، لیکن وہ اس کو قبول نہ کریں گے، پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوکر کہیں گے کہ اے محمد! تو میں ضروران کو جواب دوں گا (ابویعلیٰ)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک پر خطاب کرنے اوراس خطاب کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب دینے کی تصریح معلوم ہوئی، اوراگلی روایت میں سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کی صاف طور پر تصریح ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَيَهْبِطَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا ، وَإِمَامًا مُقْسِطًا وَلَيَسْلُكَنَّ فَجًّا حَاجًّا ، أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ بِنِيَّتِهِمَا وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِیُ حَتّٰى يُسَلِّمَ وَلَأَرُدَّنَ عَلَيْهِ (مستدرک حاکم) ؎۲

؎۱ قال الهيثمي: رواه أبو يعلى ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد ج۸ص ۲۱۱،تحت رقم الحديث ۱۳۸۱۳)

وقال حسين سليم أسد الدارانی:إسناده صحيح(حاشية مسند ابی يعلیٰ)

وقال الالبانی:قلت :وهذا إسناد جيد رجاله كلهم ثقات رجال الشيخين غير أبی صخر -وهو حميد ابن زياد الخراط -فمن رجال مسلم وحده(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۷۳۳)

؎۲ رقم الحديث ۴۱۶۲،كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين .

قال الحاكم :هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه بهذه السياقة.

وقال الذهبی فی التلخيص:صحيح .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت سے پہلے) عیسیٰ بن مریم ضرور بالضرور حاکم عادل اور امام منصِف ہو کر نازل ہوں گے، اور وہ ضرور دور دراز کے راستے سے حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت سے جائیں گے، اور وہ ضرور میری قبر پر آئیں گے، یہاں تک کہ وہ سلام کریں گے، اور میں ضرور ان کے سلام کا جواب دوں گا (حاکم)

مذکورہ معتبر اور صریح احادیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم اپنی قبور میں سب انسانوں سے زیادہ افضل وارفع اور اور اعلیٰ واقویٰ حیات رکھتے ہیں، اور اسی وجہ سے قبور میں ان کے اجسام صحیح سلامت رہتے ہیں، اور ان پر درود و سلام پیش ہوتا ہے، اور وہ امتیوں کے سلام کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔ [1]

اگر کسی کو شبہ ہو کہ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیوں کی طرف سے پیش کئے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الالبانی: والجملة الأخيرة لها طريق أخرى عنه بلفظ ..": وليأتين قبرى حتى يسلم على، ولأردن عليه ."أخرجه الحاكم .وصححه الذهبى وغيرهما من المتأخرين، وفيه علتان بينتهما فى "الضعيفة "تحت الحديث(۵۵۴۰)لكن لعله يصلح شاهدا للطريق الأولى .(تنبيه) : قوله ": لأجبته "كذا فى "مسند أبى يعلى "،والنسخة سيئة، لكن كذلك وقع أيضا فى نقل الهيثمى عنه، وقد ادعى الشيخ أبو غدة فى تعليقه على "التصريح بما تواتر فى نزول المسيح "(ص ۲۴۵) أنه تحريف،وأن الصواب " :لأجيبنه "، وهو محتمل . والله أعلم(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۷۳۳)

[1] يؤخذ من هذه الاحاديث انه صلى الله عليه وسلم حى على الدوام وذلك انه محال ان يخلو الوجود كله من واحد يسلم عليه فى ليل ونهار ونحن نؤمن ونصدق بانه صلى الله عليه وسلم حى يرزق فى قبره وان جسده الشريف لاتأكله الارض، والاجماع علىٰ هذا(القول الحبيب فى الصلاة على الحبيب الشفيع ص ۱۷۱، ۱۷۲،الباب الرابع)

قال أبو منصور البغدادى :قال المتكلمون المحققون من أصحابنا :إن نبينا -صلى الله عليه وسلم - حى بعد وفاته وإنه يسر بطاعة أمته، وإن الأنبياء لا يبلون مع أنا نعتقد ثبوت الإدراكات كالعلم والسماع لسائر الموتى ونقطع بعود حياة كل ميت فى قبره وبنعيم القبر وعذابه وهما من الأعراض المشروطة بالحياة لكن من غير توقف على بنية، وأما أدلة الحياة فى الأنبياء فمقتضاها أنها مع البنية (الفواكه الدوانى لاحمدبن غنيم المالكى، ج ۱ ص ۹۶،باب ما تنطق به الألسنة، وتعتقده الأفئدة: من واجب أمور الديانات)

جانے والے سلام کے جواب دینے کا تو ذکر ہے، مگر درود کے جواب دینے کا ذکر نہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ سلام تو ایسا عمل ہے کہ جس کے جواب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ضرورت ہے (جیسا کہ سلامِ تحیہ میں جواب کی ضرورت ہوتی ہے) لیکن درود ایسا عمل نہیں کہ جس کے جواب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ضرورت ہو، بلکہ درود پاک کے عمل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسرور اور خوش ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ اللہ ایک مرتبہ درود پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور درجات بلند فرماتا ہے، گناہ معاف فرماتا ہے، نیکیاں عطا فرماتا ہے، اور فرشتے اس کے حق میں برکت، رحمت ومغفرت کی دعاء کرتے ہیں۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(دوسرا باب)

درود کے مخصوص مواقع اور اُن کی فضیلت و اہمیت

مطلق اور عام حالات میں درود وسلام کے عظیم الشان فضائل اور فوائد کے بعد اب احادیث و روایات میں مذکور مخصوص مواقع کے لحاظ سے الگ الگ درود وسلام کی فضیلت و اہمیت کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر درود

پہلے گزر چکا ہے کہ بہت سے اہلِ علم حضرات کے نزدیک ہر مسلمان کو زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ درود وسلام پڑھنا واجب ہے، اس کے علاوہ درود شریف کا ایک اہم موقع وہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی تذکرہ کرے، یا کسی سے تذکرہ سُنے تو اس موقع پر درود پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ ؛ فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (مسند ابی یعلیٰ الموصلی) [۱]

---

[۱] رقم الحدیث ۴۰۰۲، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۲۷۶۷ ورقم الحدیث ۴۹۴۸، عمل الیوم واللیلة لابن السنی رقم الحدیث ۳۷۹، السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث ۹۸۰۶.

قال حسین سلیم أسد: رجاله رجال الصحیح (حاشیة مسند ابی یعلیٰ)

وقال الهیثمی: رواه أبو یعلی ورجاله رجال الصحیح (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۳۷، تحت رقم الحدیث ۵۷۹)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، تو اسے چاہئے کہ میرے اوپر درود بھیجے، کیونکہ جو میرے اوپر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اس پر اللہ دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا (ابو یعلیٰ، طبرانی، نسائی)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ ذَكَرَنِىْ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ ، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (مسند ابی یعلیٰ الموصلی رقم الحدیث ۳۶۸۱) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرا ذکر کیا، تو اسے چاہئے کہ میرے اوپر درود بھیجے، اور جس نے میرے اوپر ایک مرتبہ درود بھیجا، اس پر اللہ دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا (ابو یعلیٰ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِيْلُ الَّذِىْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وقال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۶۳، تحت رقم الحديث ۱۷۳۰۰، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره)

و قال الزيلعي: وسنده جيد (تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف للزمخشري، لجمال الدين أبو محمد عبد الله بن يوسف بن محمد الزيلعي، ج۳، ص ۱۳۲)

و قال ابن حجر: ورويناه في كتاب ابن السني بإسناد جيد، عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ذكرت عنده فليصل علي (نتائج الافكار لابن حجر، ج۴، ص ۳۲)

قال الحافظ :و وصف السند بالجودة كأنه بالنظر إلى رجاله بأنهم موثقون لكن في السند انقطاع يعني بين أبي إسحاق السبيعي و أنس بن مالک رضي الله عنه اه .أقول :للحديث شواهد بمعناه يقوى بها (روضة المحدثين ، تحت رقم الحديث ۴۶۷۰، ج۱۰، ص ۲۴۵)

[1] قال حسين سليم أسد: رجاله ثقات (حاشية مسند ابی یعلیٰ)

و قال الهيثمي: رواه أبو يعلى وفيه الازرق بن علي وثقه ابن حبان وقال يغرب وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج۱ ص۱۳۷، تحت رقم الحديث ۵۷۸)

فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ(سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے (ترمذی، حاکم، مسند احمد، ابویعلیٰ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ أَبْخَلَ النَّاسِ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۳۵، مسند الحارث، رقم الحدیث ۱۰۶۴) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں بخیل ترین شخص وہ ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے، صلی اللہ علیہ وسلم (فضل الصلاۃ، مسند حارث)

---

[1] رقم الحدیث ۳۵۴۶،ابواب الدعوات،باب فی فضل التوبة والاستغفار وما ذکر من رحمة الله بعباده، مستدرک حاکم رقم الحدیث ۲۰۱۵،مسنداحمد،رقم الحدیث ۱۷۳۶، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۶۷۷۶.

قال الترمذی:هذا حدیث حسن صحیح غریب.

وقال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد، ولم یخرجاه .وله شاهد عن أبی هریرة.

وقال شعیب الارنووط: إسناده قوی، رجاله ثقات رجال الصحیح غیرَ عبد الله بن علی بن حسین، فمن رجال الترمذی والنسائی، روی عنه جمع، ووثقه ابنُ حبان وابن خلفون والذهبی (حاشیة مسند احمد)

و قال حسین سلیم أسد: إسناده صحیح (حاشیة مسند ابی یعلیٰ)

وقال الالبانی: قلت :ورجاله ثقات معرفون ,غیر عبد الله بن علی حفید الحسین رضی الله عنه , وقد وثقه ابن حبان وحده ,وروی عنه جماعة ,وقد اختلف علیه فی إسناده علی وجوه ,خرجها إسماعیل القاضی.

لکن الحدیث صحیح .فإن له شاهدین :أحدهما عن أبی ذر ,والآخر عن الحسن البصری مرسلا بسند صحیح عنه ,أخرجهما القاضی.

وله شاهد ثالث أورده الفیروز آبادی فی "الرد علی المعترضین علی ابن عربی "(ق ۱/۳۹)من روایة النسائی عن أنس ,ثم قال " :وهذا حدیث صحیح (إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل، تحت رقم الحدیث ۵)

[2] قال الالبانی: صحیح لغیره (صحیح الترغیب و الترهیب، تحت رقم الحدیث ۱۶۸۴)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : بِحَسْبِ امْرِءٍ فِی الْبُخْلِ أُنْ أُذْکَرَ عِنْدَہٗ فَلا یُصَلِّیْ عَلَیَّ (فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۳۶) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے بخل کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے (فضل الصلاۃ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: کَفٰی بِہٖ شُحًّا أَنْ أُذْکَرَ عِنْدَہٗ ، ثُمَّ لَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے بخل کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے (ابن ابی شیبہ)

اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے؛ حضرت محمد بن علی رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ أُذْکَرَ عِنْدَ الرَّجُلِ فَلا یُصَلِّیْ عَلَیَّ (مصنف عبد الرزاق) [3]

---

[1] قال سعد بن ناصر بن عبد العزیز الشّثری:عن الحسن البصری رحمہ اللہ رفعہ :بحسب امرء من البخل أن أذکر عندہ فلا یصلی علی.
أخرجہ الجھضمی فی فضل الصلاۃ(۴۳/۳۸)حدثنا سلیمان بن حرب، قال ثنا جریر بن حازم، قال: سمعت الحسن یقول فذکرہ.وھذا مرسل صحیح الإسناد.
فظھر ھنا قول الحافظ رحمہ اللہ إذا أضفنا إلیہ حدیث عوف بن مالک.
ھذا ما استطعتہ -علی حسب جھدی الذی لا یذکر -فی جمع شواھد الحدیث (حاشیۃ المطالب العالیۃ، ج۱۴، ص ۲۱۹، کتاب بدء الخلق، احادیث الانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام)
و قال الالبانی: صحیح(تحقیق فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تحت رقم الحدیث ۳۸)

[2] رقم الحدیث ۸۷۹۳،کتاب الصلاۃ، باب فی ثواب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

[3] رقم الحدیث ۳۱۲۱، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم .

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات ظلم (وزیادتی) میں داخل ہے کہ کسی آدمی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ میرے اوپر درود نہ بھیجے (عبد الرزاق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُّغْفَرَلَهُ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهُ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَاَظُنُّهُ قَالَ اَوْاَحَدُهُمَا (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: ذلیل وخوار ہو وہ شخص جس کے سامنے میرا نام لیا گیا اور پھر اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا اور ذلیل وخوار ہو وہ شخص جس کو رمضان کے مہینہ کی نعمت حاصل ہوئی اور رمضان گزر بھی گیا، مگر اس نے اپنی مغفرت کا سامان نہیں کیا اور ذلیل وخوار ہو وہ شخص جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، لیکن وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں، عبدالرحمٰن (اس حدیث کے راوی) فرماتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (والدین) میں سے ایک (کے بارے میں

---

[1] رقم الحديث ٣٤٦٨، ابواب الدعوات، باب قول رسول الله صلى الله عليه وسلم رغم أنف رجل، ومسند احمد، رقم الحديث ٧٤٥١، وابن حبان، رقم الحديث ٩٠٨.

قال الترمذي: وفي الباب عن جابر، وأنس :هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه وربعي بن إبراهيم هو :أخو إسماعيل بن إبراهيم، وهو ثقة، وهو :ابن علية ويروى عن بعض أهل العلم قال : إذا صلى الرجل على النبي صلى الله عليه وسلم مرة في المجلس أجزأ عنه ما كان في ذلك المجلس (سنن الترمذي)

وقال شعيب الارنؤوط: صحيح، وهذا إسناد حسن، عبد الرحمن بن إسحاق -وهو المدني -حسن الحديث، روى له البخاري في "الأدب المفرد"، ومسلم متابعة، وأصحاب السنن، وباقي رجاله ثقات (حاشية مسند احمد)

وقال ايضاً : إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح، عبد الرحمن بن إسحاق :هو ابن عبد الله بن الحارث بن كنانة المدني (حاشية صحيح ابن حبان)

بھی یہی) فرمایا (ترمذی، مسند احمد، ابن حبان)

بعض روایات میں کچھ تفصیل کے ساتھ یہ مضمون آیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بددعاء جبریل علیہ السلام نے کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا تھا۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيَ الْمِنبَرَ فَقَالَ: آمِيْنُ، آمِيْنُ، آمِيْنُ ، فَقِيْلَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا كُنْتَ تَصْنَعُ هٰذَا فَقَالَ: قَالَ لِىْ جِبْرِيْلُ: أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَ عَبْدٍ،أَوْ بَعُدَ،دَخَلَ رَمَضَانُ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، فَقُلْتُ: آمِيْنُ، ثُمَّ قَالَ: رَغِمَ أَنْفُ عَبْدٍ،أَوْ بَعُدَ،أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا لَمْ يُدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، فَقُلْتُ: آمِيْنُ، ثُمَّ قَالَ: رَغِمَ أَنْفُ عَبْدٍ،أَوْ بَعُدَ،ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ: آمِيْنُ

(صحيح ابنِ خزيمة) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے، اور فرمایا کہ آمین، آمین، آمین۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ یہ عمل تو نہیں کیا کرتے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریل امین نے فرمایا کہ اللہ اس بندے کو ذلیل وخوار کرے، یا رحمت سے دور کرے، جس پر رمضان آ گیا، اور اس نے اپنی مغفرت کا سامان نہیں کیا؛ جس پر میں نے آمین کہا، پھر

---

[1] رقم الحديث ١٨٨٨، كتاب الصيام، باب استحباب الاجتهاد فى العبادة فى رمضان، مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ٥٩٢٢، مسند البزار، رقم الحديث ٨١١٦؛ المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ٨٩٩٤، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٩٠٧.

قال الأعظمى فى تعليق ابن خزيمة :إسناده جيد(حاشية ابنِ ماجه)

وقال الهيثمى: رواه البزار، وفيه كثير بن زيد الاسلمى، وقد وثقه جماعة ، وفيه ضعف، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٧٣١٩)

و قال حسين سليم أسد: إسناده حسن (حاشية مسند ابى يعلىٰ)

و قال شعيب الارنووط: إسناده حسن (حاشية صحيح ابن حبان)

جبریل امین نے فرمایا کہ ذلیل وخوار یا دور ہو وہ شخص، جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا، جو اس کو جنت میں داخل نہ کرا سکے، جس پر میں نے آمین کہا، پھر جبریل امین نے فرمایا کہ ذلیل وخوار یا دور ہو وہ شخص، جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا، پھر اس نے آپ پر درود نہیں پڑھا، تو میں نے کہا کہ آمین (ابنِ خزیمہ، بیہقی، بزار، طبرانی، ابن حبان)

اور بعض احادیث میں یہ تفصیل آئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سب کو منبر کے قریب آنے کے لئے فرمایا، اور پھر منبر کی پہلی سیڑھی پر اور دوسری سیڑھی پر اور تیسری سیڑھی پر چڑھتے ہوئے آمین آمین کہا تھا۔

چنانچہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَرَجَ يَوْمًا إِلَى الْمِنبَرِ، فَقَالَ حِيْنَ ارْتَقٰى دَرَجَةً: آمِيْنَ. ثُمَّ ارْتَقٰى الْأُخْرٰى، فَقَالَ :آمِيْنَ. ثُمَّ ارْتَقٰى الثَّالِثَةَ فَقَالَ: آمِيْنْ. فَلَمَّا نَزَلَ عَنِ الْمِنبَرِ وَفَرَغَ، قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنكَ كَلَامًا الْيَوْمَ مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ قَبْلَ الْيَوْمِ؟، قَالَ: وَسَمِعْتُمُوْهُ؟ قَالُوْا :نَعَمْ، قَالَ: إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، عَرَضَ لِيْ حِيْنَ ارْتَقَيْتُ دَرَجَةً، فَقَالَ :بَعُدَ، مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِندَ الْكِبَرِ أَوْ أَحَدَهُمَا لَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ، قَالَ :قُلْتُ :آمِيْنْ، وَقَالَ :بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِندَهُ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ :آمِيْنْ، ثُمَّ قَالَ :بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ، فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، فَقُلْتُ: آمِيْنْ (المعجم الكبير للطبراني) [1]

---

[1] رقم الحديث ۳۱۵؛ مستدرک حاکم، رقم الحديث ۷۲۵۶.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .
و قال الذهبي في التلخيص: صحيح.
وقال الهيثمي: رواه الطبراني ، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۶۶، تحت رقم الحديث ۱۷۳۱۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی طرف تشریف لائے، اور منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین، پھر جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین، پھر جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔

جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے بھی وہ بات سنی ہے؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت جبرئیل میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پائے اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائے، میں نے کہا آمین!

پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر ہوا اور وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نہ بھیجے، میں نے کہا آمین! پھر انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا آمین (طبرانی، حاکم)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے، اور بعض دیگر احادیث میں بھی تھوڑے الفاظ کے فرق کے ساتھ یہ مضمون آیا ہے۔ [1]

---

[1] مالک بن الحسن بن مالک بن الحويرث عن أبيه عن جده قال صعد رسول الله صلى الله عليه وسلم المنبر فلما رقى عتبة قال آمين ثم رقى عتبة أخرى فقال آمين ثم رقى عتبة ثالثة فقال آمين ثم قال أتاني جبريل فقال يا محمد من أدرك رمضان فلم يغفر له فأبعده الله قلت آمين قال ومن أدرك والديه أو أحدهما فدخل النار فأبعده الله قلت آمين فقال ومن ذكرت عنده فلم يصل عليك فأبعده الله قل آمين فقلت آمين (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۴۰۹)

قال شعيب الانووط: حديث صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف (حاشية صحيح ابن حبان)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اول تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بددعاء ہی کیا کم تھی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین نے تو اس کو جتنی سخت بددعاء بنادیا وہ ظاہر ہے۔

اللہ ہی اپنے فضل سے ان تینوں کوتاہیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمادیں اور ان برائیوں سے محفوظ رکھیں، ورنہ ہلاکت میں کیا شک ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن جابر، قال :صعد النبی صلی الله علیه وسلم المنبر، فقال :آمین آمین آمین قال ": أتانی جبریل علیه السلام، فقال :یا محمد من أدرک أحد والدیه فمات فدخل النار فأبعده الله قل آمین، فقلت :آمین، قال :یا محمد من أدرک شهر رمضان فمات فلم یغفر له فأدخل النار فأبعده الله قل آمین، فقلت :آمین، قال :ومن ذکرت عنده فلم یصل علیک فمات فدخل النار فأبعده الله، قل آمین، فقلت :آمین "(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۲۰۲۲)

قال الهیثمی: هذا أو نحوه رواه البزار عن شیخه :محمد بن حوان ولم أعرفه، وبقیة رجاله وثقوا، وفی قیس بن الربیع خلاف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۳۱۵)

عن عمار بن یاسر، قال :صعد رسول الله صلی الله علیه وسلم المنبر، فقال :آمین آمین آمین ، فلما نزل قیل له، فقال " :أتانی جبریل، فقال :رغم أنف رجل أدرک رمضان فلم یغفر له أو فأبعده الله، قل :آمین، فقلت :آمین، ورغم أنف رجل أدرک والدیه فلم یدخلاه الجنة أو فأبعده الله، قل :آمین، قلت :آمین، ورجل ذکرت عنده فلم یصل علیک فأبعده الله، قل :آمین، فقلت :آمین "وهذا الحدیث لا نعلمه یروی عن عمار إلا من هذا الوجه بهذا الإسناد(مسند البزار، رقم الحدیث ۱۴۰۵)

عن عبد الله بن الحارث بن جزء الزبیدی رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم دخل المسجد وصعد المنبر فقال :آمین، آمین، آمین فلما انصرف قیل :یا رسول الله، لقد رأیناک صنعت شیئا ما کنت تصنعه، قال " :إن جبریل تبدی لی فی أول درجة، فقال :یا محمد، من أدرک أحد والدیه فلم یدخلاه الجنة فأبعده الله ثم أبعده، قال :فقلت :آمین ثم قال لی فی الدرجة الثانیة :ومن أدرک شهر رمضان فلم یغفر له فأبعده الله، ثم أبعده، فقلت :آمین ثم تبدی لی فی الثالثة، فقال :إن من ذکرت عنده فلم یصل علیک فأبعده الله ثم أبعده، فقلت :آمین "(مسند البزار، رقم الحدیث ۳۷۹۰)

قال الهیثمی: رواه البزار، والطبرانی بنحوه، وفیه من لم اعرفهم(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۳۱۴)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا ہو، تب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بددعاء تو ثابت ہوگئی۔

وہ تین شخص جن کو بددعاء دی گئی ہے، ان میں ایک وہ شخص ہے جس کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ پڑھے۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَخَطِءَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ؛ خَطِءَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ (المعجم الکبیر للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا، پھر اس نے مجھ پر درود پڑھنے میں خطاء (وغلطی) کی، تو اس نے جنت کے راستے میں خطاء (وغلطی) کی (طبرانی، فضل الصلاۃ)

یہ حدیث دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن ابن عباس أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم :ارتقی علی المنبر فأمن ثلاث مرات، ثم قال :تدرون لم أمنت؟ قالوا :اللہ ورسولہ أعلم .قال " :جاء نی جبریل علیہ السلام، فأخبرنی :أنہ من ذکرت عندہ فلم یصل علیک دخل النار، فأبعدہ اللہ وأسحقہ، فقلت : آمین، ومن أدرک والدیہ أو أحدھما، فلم یبرھما دخل النار فأبعدہ اللہ وأسحقہ، فقلت :آمین، ومن أدرک رمضان فلم یغفر لہ دخل النار، فأبعدہ اللہ وأسحقہ، فقلت : آمین "(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۲۵۵۱)

قال الھیثمی: رواہ الطبرانی ، وفیہ اسحاق بن عبداللہ بن کیسان، وفیہ ضعف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۳۱۳)

[1] رقم الحدیث ۲۸۱۸، فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۴۲.

[2] حدثنا حفص بن غیاث ، عن جعفر ، عن أبیہ ، قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذکرت عندہ فنسی الصلاۃ علی خطء طریق الجنۃ یوم القیامۃ.(مصنف ابنِ ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۳۲۴۵۳،کتاب الفضائل ،باب ما أعطی اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم)

علی بن أحمد بن عبدان، أخبرنا أحمد بن عبید، حدثنا الباغندی، حدثنا عمر بن حفص

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور مذکورہ روایات کی اسناد پر اگرچہ ضعیف ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔ [1]
لیکن متعدد حضرات نے فرمایا کہ تمام روایات کے مجموعہ سے یہ حدیث حسن یا صحیح درجہ میں

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

بن غياث، حدثنا أبی، عن محمد بن عمرو، عن أبی سلمة، عن أبی هريرة قال :قال رسول الله صلی الله عليه وسلم :من نسی الصلاة علی خطء به طريق الجنة (معرفة السنن والآثار للبيهقی، رقم الحديث ۱۹۰۴۱)

حدثنا جبارة بن المغلس قال :حدثنا حماد بن زيد، عن عمرو بن دينار، عن جابر بن زيد، عن ابن عباس، قال :قال رسول الله صلی الله عليه وسلم :من نسی الصلاة علی، خطء طريق الجنة(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۹۰۸)

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، جُبارة بن المغلّس متروک الحديث، كذبه ابن معين، وقال ابن نمير :ما هو عندی ممن يكذب، كان يوضع له الحديث فيحدث به، ما كان عندی ممن يتعمد الكذب وأخرجه الطبرانی فی "الكبير(۱۲۸۱۹)"وابن عدی فی "الكامل ۲/۶۰۳" وأبو نعيم فی "الحلية ۳/۹۱ "من طريق جبارة بن المغلس، بهذا الإسناد.
وأخرجه البيهقی فی "السُّنن ۹/۲۸٦" وفی "الشعب(۱۵۷۴)"من حديث أبی هريرة، وفی إسناده محمَّد بن سليمان ويغلب علی الظن أنه الشطوی البغدادی، وهو ضعيف.
وأخرجه إسماعيل القاضی فی "فضل الصلاة علی النبی(۴۱ـ۴۴) "عن محمَّد ابن علی الباقر مرسلًا (حاشية سنن ابن ماجه)

حدثنا أحمد بن علی، حدثنا جبارة، حدثنا حماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن جابر بن زيد، عن ابن عباس وأبی جعفر جميعا قالا قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من نسی الصلاة علی خطء طريق الجنة.

قال الشيخ :وهذا الحديث أيضا غير محفوظ بهذا الإسناد(الكامل فی ضعفاء الرجال لابنِ عدی، ج۲ص۴۴٦،تحت ترجمة جبارة بن المغلس بن محمد الحمانی الكوفی، رقم الترجمة ۳٦۹)

وقال محمد بن محمد الدرويش الحوت:من نسی الصلاة علی خطء طريق الجنة ."فيه جابر بن يزيد ضعيف، وفيه جبارة بن المفلس قال يحيی :كذاب، وقال المنذری :له مناكير(اسنی المطالب فی احاديث مختلفة المراتب، تحت رقم الحديث ۱۵۱۴، حرف الميم)
وقال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير وفيه بشير بن محمد الكندی أو بشر فان كان بشيرا فقد ضعفه ابن المبارک ويحيی بن معين والدار قطنی وإن كان بشرا فلم أر من ذكره (مجمع الزوائد ج۱ص۱۳۷، تحت رقم الحديث ۵۸۰)
وقال ايضاً:رواه الطبرانی، وفيه بشير بن محمد الكندی، وهو ضعيف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۰۷ ،باب فيمن ذكر عنده فلم يصل عليه)

داخل ہو جاتی ہے۔ ؎

؎ قال الالبانی: صحیح لغیرہ (تحقیق فضل الصلاة علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۴۲)
وقال ابن حجر: واطنب فی تخریج طرقه وبیان الاختلاف فیه من حدیث علی ومن حدیث ابنه الحسین ولا یقصر عن درجة الحسن ومنها حدیث من نسی الصلاة علی خطء طریق الجنة أخرجه بن ماجة عن بن عباس والبیهقی فی الشعب من حدیث أبی هریرة وبن أبی حاتم من حدیث جابر والطبرانی من حدیث حسین بن علی وهذه الطرق یشد بعضها بعضا (فتح الباری لابن حجر، ج ۱۱ ص ۱۶۸، باب الصلاة علی النبی صلی الله علیه و سلم)
وقال أبو حذیفة البصارة: "من نسی الصلاة علی خطء طریق الجنة"
قال الحافظ: أخرجه ابن ماجه عن ابن عباس، والبیهقی فی "الشعب "من حدیث أبی هریرة، وابن أبی حاتم من حدیث جابر، والطبرانی من حدیث حسین بن علی، وهذه الطرق یشدّ بعضها بعضا" حسن.
روی من حدیث ابن عباس ومن حدیث أبی هریرة ومن حدیث جابر ومن حدیث علی بن أبی طالب ومن حدیث الحسین بن علی ومن حدیث محمد بن علی بن الحسین بن علی بن أبی طالب مرسلًا.
فأما حدیث ابن عباس فأخرجه ابن ماجه (۹۰۸) عن جُبارة بن المُغَلس ثنا حماد بن زید عن عمرو بن دینار عن جابر بن زید عن ابن عباس به مرفوعا.
وأخرجه الطبرانی فی "الکبیر (۱۲۸۱۹)" وعنه أبو نعیم فی "الحلیة (۳/۹۱)" عن عبدان بن أحمد الأهوازی ثنا جبارة به.
وأخرجه أبو نعیم فی "الحلیة (۶/۲۶۷)" عن محمد بن عبد الرحمن ثنا عبدان بن أحمد ثنا جبارة بن المغلس ثنا حماد بن زید عن عمرو بن دینار عن جابر بن زید عن ابن عباس، وعن عمرو بن دینار عن أبی جعفر قالا.
وأخرجه ابن عدی (۲/۲۰۳) عن أبی یعلی ثنا جبارة ثنا حماد بن زید عن عمرو بن دینار عن جابر بن زید عن ابن عباس وأبی جعفر به.
قال ابن عدی: هذا الحدیث غیر محفوظ بهذا الإسناد"
وقال أبو نعیم: غریب من حدیث جابر وعمرو لم نکتبه إلا من حدیث جبارة، تفرد به"
وقال البوصیری: هذا إسناد ضعیف لضعف جبارة بن المغلس "المصباح (۱/۱۱۲)
وأما حدیث أبی هریرة فأخرجه ابن الأعرابی (ق ۳۵-۳۶) عن محمد بن سلیمان بن الحارث الباغندی ثنا عمر بن حفص بن غیاث ثنی أبی عن محمد بن عمرو عن أبی سلمة عن أبی هریرة مرفوعا "من نسی الصلاة علیّ نسی طریق الجنة"
وأخرجه البیهقی (۹/۲۸۶) وفی "الدعوات (۱۵۴)" وفی "الشعب (۱۴۷۳)" وأبو القاسم الأصبهانی فی "الترغیب (۱۶۸۵)" من طرق عن الباغندی به.
قال الرشید العطار: إسناده حسن "القول البدیع ص ۱۴۶.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس قسم کی احادیث کے پیشِ نظر بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے یا سنے تو اس پر درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر ایک مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ایک سے زیادہ مرتبہ آئے، تو بہت سے اہلِ علم حضرات کے نزدیک صرف ایک مرتبہ درود پڑھنے سے واجب ادا ہو جاتا ہے،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قلت :وهو كما قال، محمد بن سليمان ومحمد بن عمرو بن علقمة صدوقان، والباقون ثقات.
وأما حديث جابر فذكر السخاوى أنّه عند ابن أبى حاتم، وحكى عن الرشيد العطار أنّه قال :إسناده جيد حسن متصل"
وأما حديث على فذكره السخاوى وقال :أخرجه ابن بشكوال بسند ضعيف"
وأما حديث الحسين بن على فأخرجه الدولابى فى "الذرية الطاهرة(۱۵۵) "والطبرانى فى "الكبير(۲۸۸۷)"من طريق محمد بن بشير الكندى ثنا عَبيدة بن حُميد ثنى فِطْر بن خليفة عن أبى جعفر محمد بن على بن حسين عن أبيه عن جده حسين بن على مرفوعا "من ذكرت عنده فخطء الصلاة علىّ خطء طريق الجنة"
وإسناده ضعيف لضعف محمد بن بشير.
وأما حديث محمد بن على بن الحسين فأخرجه ابن أبى شيبة (۱۱/ ۵۰۷ـ ۵۰۸)وإسماعيل القاضى فى "الصلاة على النبى(۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و۴۴) "وابن أبى عاصم فى "الصلاة على النبى (۸۳) "والطبرى فى "تهذيب الآثار "(مسند طلحة بن عبيد الله(۳۵۸)والبيهقى فى "الشعب (۱۴۷۲)"من طرق عن محمد بن على بن الحسين به.
قال البيهقى :هذا مرسل"(انيس السارى تخريج احاديث فتح البارى، ج۷ص۵۳۹۵ الىٰ ۵۳۹۷، تحت رقم الحديث ۳۷۷۷)
وقال الالبانى: "من ذكرت عنده، فنسى الصلاة على، خطء به طريق الجنة."
رواه عيسى بن على الوزير فى "ستة مجالس (۲/ ۱۹۰) "قال :قرىء على أبى الحسن محمد بن الحسن الجنديسابورى -وأنا أسمع -قيل له :حدثكم جعفر بن عامر وسهل بن بحر قالا :حدثنا عمر بن حفص بن غياث حدثنا أبى عن محمد بن عمرو عن أبى سلمة عن أبى هريرة مرفوعا .قلت: وهذا إسناد حسن إن ثبتت عدالة الجنديسابورى هذا، فإنى لم أعرفه .ومثله جعفر بن عامر، ولكنه مقرون مع سهل بن بحر، وهذا قد قال عنه ابن أبى حاتم(۲/ ۱/ ۱۹۴) " :كتبت عنه بالرى مع أبى، وكان صدوقا ."لكن الحديث صحيح، فقد روى عن ابن عباس عند ابن ماجة،وحسين بن على عند الطبرانى، وابنه محمد بن الحسين أبى جعفر الباقر مرسلا عند إسماعيل القاضى فى "فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم "(رقم ۴۱ـ ۴۴ بتحقيقى) وهى وإن كانت لا تخلو عن ضعف، فبعضها يقوى بعضا، ولاسيما والمرسل منها صحيح كما بينته هناك(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۳۳۸)

لیکن پھر بھی بعض حضرات کے نزدیک مستحب وافضل یہ ہے کہ جتنی مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرمبارک کرے، یا سنے، ہرمرتبہ پڑھے۔ ؎

محدثینِ کرام سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے والے اورکون لوگ ہوسکتے ہیں، ان کا ہروقت کا مشغلہ ہی حدیثِ رسول ہے، جس میں ہروقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار ذکر آتا ہے۔

؎ ومن الواجب عند الاكثرين عند ذكره او سماع اسمه عليه الصلاة والسلام ، كما ذهب اليه الطحاوى، واختاره فى التحفة، للاحاديث المذكورة آنفا، ولو تكرره ذكره الشريف فى المجلس ففى شرح المنية عن الكافى:لم يلزمه الا مرة واحده فى الصحيح ، لان تكراراسمه واجب لحفظ سنته التى بها قوام الشريعة، فلو وجبت الصلاة فى كل مرة لافضى الى الحرج ، غير انه ندب تكرارها، انتهىٰ.

وسنة اصحاب الحديث الذين هم اكثر الناس تكرارا لذكره الشريف ، هو تكرار الصلاة عند تكرارالذكر قراءة وكتابة، وهو الاولىٰ والاحرىٰ (احكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ ،ج۳ ص ۴۸۹، سورة الاحزاب)

والحديث يدل على وجوب الصلاة عليه كلما جرى ذكره وإليه صار جمع من المذاهب الأربعة وقيل يجب ذلك فى العمر مرة فقط(فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى، تحت رقم الحديث ۸٦٧۸)

الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم مع اتحاد المجلس:

للفقهاء آراء عديدة فى حكم الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم كلما ذكر فى غير الصلاة، ويتعلق بالمجلس منها ثلاثة آراء :

الأول :أنها تجب كلما ذكر اسمه صلى الله عليه وسلم ولو اتحد المجلس، وبه قال جمع، منهم الطحاوى من الحنفية، والطرطوشى، وابن العربى، والفاكهانى من المالكية، وأبو عبد الله الحليمى وأبو حامد الإسفرايينى من الشافعية، وابن بطة من الحنابلة . لحديث من ذكرت عنده فلم يصل على فدخل النار فأبعده الله .

الثانى :وجوب الصلاة مرة فى كل مجلس، وهو ما صححه النسفى فى الكافى حيث قال فى باب التلاوة :وهو كمن سمع اسمه مرارا، لم تلزمه الصلاة إلا مرة فى الصحيح؛ لأن تكرار اسمه صلى الله عليه وسلم لحفظ سنته التى بها قوام الشريعة، فلو وجبت الصلاة بكل مرة لأفضى إلى الحرج. وهو قول أبى عبد الله الحليمى إن كان السامع غافلا فيكفيه مرة فى آخر المجلس .

الثالث :ندب التكرار فى المجلس الواحد، ذكره ابن عابدين فى تحصيله لآراء فقهاء الحنفية.

وبقية الفقهاء لا ينظرون إلى اتحاد المجلس، فمنهم من يقول :إنها واجبة فى العمر مرة، ومنهم من يقول بالندب مطلقا، اتحد المجلس أم اختلف (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ا ، ص ۲۰۴ و ۲۰۵ ، مادة "اتحاد المجلس")

مگر تمام محدثین کا یہی دستور رہا ہے، کہ ہر مرتبہ درود وسلام پڑھتے اور لکھتے ہیں۔
انہوں نے اس کی بھی پروانہیں کی کہ بار بار درود وسلام لکھنے سے کتاب کی ضخامت اور مواد کافی بڑھ جاتا ہے، کیونکہ اکثر تو چھوٹی چھوٹی حدیثیں آتی ہیں، جن میں ایک دو سطر کے بعد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک آتا ہے۔
اور بعض جگہ تو ایک سطر میں ایک سے زیادہ مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ مبارک کا ذکر آتا ہے، مگر اس کے باوجود محدثینِ کرام درود وسلام کے لکھنے کو نہیں چھوڑتے (معارف القرآن؛ بتغیر، جلد ہفتم، صفحہ ۲۲۴، ص ۲۲۵، در ذیل سورہ احزاب، رقم الآیۃ ۵۶)
اب اس سلسلہ میں چند مسائل اختصار کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔
مسئلہ نمبر ۱...... جس طرح زبان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرتے یا سنتے وقت زبانی درود واجب ہے، اسی طرح قلم سے لکھتے وقت بھی زبان یا قلم سے واجب ہے۔
اور جو لوگ لکھتے وقت اختصار کے پیشِ نظر چھوٹا سا ’’ ؐ ‘‘ یا ’’صلعم‘‘ وغیرہ لکھ دیتے ہیں، یہ کافی نہیں۔ [۱]
مسئلہ نمبر ۲...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت اعلیٰ وافضل اور مستحب تو یہی ہے کہ درود اور سلام دونوں پڑھے یا لکھے جائیں، مثلاً ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ پڑھا، یا لکھا جائے، جس میں کہ درود وسلام دونوں موجود ہیں۔
لیکن اگر کوئی شخص صرف درود پڑھ لے، تو اس سے بھی واجب ادا ہو جاتا ہے، اور بعض علماء کے نزدیک صرف سلام پر اکتفاء کرنے سے بھی واجب ادا ہو جاتا ہے۔ [۲]

---

[۱] مقتضى الدليل افتراضها في العمر مرة، وإيجابها كلما ذكر، إلا أن يتحد المجلس فيستحب التكرار بالتكرار، فعليك به اتفقت الأقوال أو اختلفت .اهـ .فقد اتضح لك أن المعتمد ما في الكافي .وسمعت قول القنية إنه به يفتي، وأنت خبير بأن الفتوى آكد ألفاظ التصحيح (ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۱۷، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في بيان تاليف الصلاة الىٰ انتهائها)

[۲] السلام يجزء عن الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم- هندية عن الغرائب (ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۱۷، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في بيان تاليف الصلاة الىٰ انتهائها) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۳...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اگر خطبے میں آئے تو خطبہ سننے والوں پر درود پڑھنا واجب نہیں، اسی طرح اگر کوئی قرآن مجید کی قرأت سن رہا ہو، اور قرأت کے دوران رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی آئے تو بھی درود پڑھنا واجب نہیں۔

خطبہ کے دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی سننے والوں کو زبان کو حرکت دیئے بغیر اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینے میں حرج بھی نہیں۔

البتہ بعض مشائخِ حنفیہ کے نزدیک اس موقع پر اتنی آہستہ آواز میں جو خود کو سنائی دے، اور دوسرے کو سنائی نہ دے، درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر ۴...... اگر کوئی قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہے، اور کسی دوسرے کی زبان سے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی سنے، تو بھی قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول آدمی پر درود شریف پڑھنا واجب نہیں، البتہ اگر تلاوت سے فارغ ہو کر درود پڑھ لے، تو افضل ہے، اگرچہ واجب نہیں۔

اسی طرح اگر کوئی قرآن مجید تلاوت کر رہا ہے، تو تلاوت کے دوران رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے، تو بھی تلاوت کرنے والے پر درود پڑھنا واجب نہیں، اور اسے اپنی تلاوت

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مگر اس پر یہ اشکال ہے کہ احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک پر درود کا حکم اور اس کے ترک پر وعید وارد ہے، اور یہ حکم اور وعید صلاۃ کے تارِک سے متعلق ہے، نہ کہ سلام کے تارِک سے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ درود کے بغیر وجوب ادا نہ ہو، ممکن ہے کہ مجوزین نے سلام کو صلاۃ پر قیاس کیا ہو؟ واللہ اعلم۔

[1] قوله" :يصلي سرا "بحيث يسمع نفسه كذا أفاده القهستاني وفي الشرح عن الحسامي يصلي في نفسه وفي الفتح عن أبي يوسف ينبغي في نفسه لأن ذلك مما لا يشغله عن سماع الخطبة فكان إحرازا للفضيلتين وهو الصواب قوله " :ويحمد في نفسه "وإذا فرغ من الخطبة يحمد بلسانه(حاشية الطحطاوي على المراقي شرح نورالايضاح، ج ١ ص ٥١٩، باب الجمعة)

وإذا قرأ الخطيب إن الله وملائكته يصلون على النبي الآية فعن أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله أنه ينصت وعن أبي يوسف رحمه الله أنه يصلي سرا وبه أخذ بعض المشايخ والأكثر على أنه ينصت (منية المصلي، باب الجمعة)

أقول :يستثنى أيضا ما لو ذكره أو سمعه في القراءة أو وقت الخطبة لوجوب الإنصات والاستماع فيهما(ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية اوالتوراة اوالانجيل)

کا تسلسل جاری رکھنا افضل ہے، البتہ اگر تلاوت سے فارغ ہوکر درود پڑھ لے، تو افضل ہے، اگرچہ واجب نہیں۔ [۱]

مسئلہ نمبر ۵...... بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی سن کر درود شریف کے بجائے ''حق یا نبی'' وغیرہ الفاظ کہتے ہیں، اور اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی سننے کا جواب سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے۔

اور صحیح طریقہ یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے سننے پر سنت کے مطابق درود شریف ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' وغیرہ پڑھا جائے۔

(۲)......نماز کے قعدہ میں درود شریف

نماز کے آخری قعدہ میں تشہد (یعنی التحیات الخ) کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ [۲]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ أُصَلِّيْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَهْ سَلْ تُعْطَهْ (سنن الترمذی) [۳]

---

[۱] وفی کراهیة الفتاوی الهندیة :ولو سمع اسم النبی صلی الله علیه وسلم وهو یقرأ لا یجب أن یصلی ، وإن فعل ذلک بعد فراغه من القرآن فهو حسن ، کذا فی الینابیع ، ولو قرأ القرآن فمر علی اسم نبی فقراءة القرآن علی تألیفه ونظمه أفضل من الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم فی ذلک الوقت ، فإن فرغ ففعل فهو أفضل وإلا فلا شیء علیه کذا فی الملتقط .ا هـ (ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۱۹، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل فی بیان تالیف الصلاة الیٰ انتهائها)

[۲] واما الصلاة علی النبی علیه الصلاة والسلام فی قعدة الصلاة فهی سنة عند الجمهور (احکام القرآن للفقیه المفسر العلامة محمد شفیع رحمه الله تعالیٰ ج۳ ص ۴۸۹، سورة الاحزاب)

[۳] رقم الحدیث ۵۹۳، ابواب السفر ، باب ما ذکر فی الثناء علی الله والصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم قبل الدعاء.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: میں نماز پڑھ رہا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اس وقت موجود تھے، پس جب میں نماز کے قعدے میں بیٹھا، تو میں نے اللہ کی ثناء کی (یعنی تشہد پڑھا) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، پھر میں نے اپنے لئے دعاء کی (یعنی درود شریف کے بعد دعائیہ کلمات مثلاً ''اللهم انی ظلمت نفسی الخ'' پڑھی) تو اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مانگو، آپ کو عطا کیا جائے گا، مانگو، آپ کو عطا کیا جائے گا (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ حمد وثناء اور درود شریف کے بعد دعاء شرفِ قبولیت رکھتی ہے۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّيْ إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ قَالَ ثُمَّ صَلّٰى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا الْمُصَلِّيْ اُدْعُ تُجَبْ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، کہ اس دوران ایک آدمی آیا، اور اس نے نماز پڑھی، پھر نماز (کے قعدہ) میں یہ دعاء پڑھی ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال الترمذی: وفی الباب عن فضالة بن عبيد: حديث عبد الله بن مسعود حديث حسن صحيح: هذا الحديث رواه أحمد بن حنبل، عن يحيى بن آدم مختصرا.

[1] رقم الحديث ۳۴۷۶، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی جامع الدعوات، صحیح ابن خزيمة، رقم الحديث ۷۰۹، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبرانی رقم الحديث ۱۵۱۸۷.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هذا حديث حسن وقد رواه حيوة بن شريح، عن أبی هانیء الخولانی. وأبو هانیء اسمه: حميد بن هانیء، وأبو علی الجنبی اسمه: عمرو بن مالك.

وقال الأعظمی: إسناده حسن من أجل أحمد بن عبد الرحمن بن وهب كان تغير بأخرة لكن تابعه رشدين بن سعد عند الترمذی وقال حديث حسن يعنی لغيره وهو كما قال (حاشية صحيح ابن خزيمة)

وَارْحَمْنِیْ ‘‘ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نمازی تو نے جلدی کی ہے (صحیح طریقہ یہ ہے کہ) جب تم نماز پڑھو، اور نماز کا قعدہ کرو، تو تم اللہ کی شایانِ شان حمد بیان کرو (یعنی التحیات للہ الخ پڑھو) اور مجھ پر درود پڑھو، پھر دعاء کرو۔

حضرت فضالہ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد ایک دوسرے آدمی نے نماز پڑھی، اور (نماز کے قعدہ میں) اللہ کی حمد بیان کی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، تو اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نمازی دعاء کرو، قبول کی جائے گی

(ترمذی، ابنِ خزیمہ، طبرانی)

اور ایک روایت کے آخر میں ہے کہ:

إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لْيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے، تو اسے چاہئے کہ وہ (قعدہ میں) اللہ کی حمد وثناء (یعنی تشہد) کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، پھر اس کے بعد جو چاہے (مسنون) دعاء پڑھے (ترمذی، مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

يَتَشَهَّدُ الرَّجُلُ، ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَدْعُوْ لِنَفْسِهٖ (مستدرک حاکم) [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۴۷۷، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی جامع الدعوات، مسند أحمد، رقم الحديث ۲۳۹۳۷.

قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح.

وقال شعيب الارنووط: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير عمرو بن مالك الجَنْبی، فقد روى له أصحاب السنن والبخاری فی "الأدب المفرد"، وهو ثقة (حاشية مسند أحمد)

[2] رقم الحديث ۹۹۰، كتاب الامامة وصلاة الجماعة، مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۳۰۴۳.

قال الحاكم: وقد أسند هذا الحديث عن عبد الله بن مسعود بإسناد صحيح.

ترجمہ: آدمی تشہد پڑھے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، پھر اپنے لئے دعاء کرے (حاکم، ابن ابی شیبہ)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ نماز کے قعدہ میں درود شریف پڑھنے کی وجہ سے درود شریف کے بعد پڑھی جانے والی دعاء قبول کی جاتی ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر ا...... اکثر اور جمہور فقہائے کرام کے نزدیک نماز کے پہلے قعدہ میں صرف تشہد پر اکتفاء کرنا چاہئے، اور اس کے بعد درود شریف نہیں پڑھنا چاہئے۔

البتہ شافعیہ کے راجح قول اور بعض حنابلہ کے نزدیک نماز کے پہلے قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ومستحب ہے۔

لیکن فقہائے کرام کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ نماز کے آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا چاہئے۔ [2]

---

[1] ("إذا صليت ") : بالخطاب الخاص المراد به العام ("فقعدت ") : قال الطيبى :إما عطف على مقدر، أى :إذا صليت وفرغت فقعدت للدعاء فاحمد الله، وإما عطف على المذكور، أى :إذا كنت مصليا فقعدت للتشهد فاحمد الله، أى :أثن عليه بقولك التحيات اهـ.

ويؤيد الأول إطلاق قوله :("فاحمد الله بما هو أهله ") : من كل ثناء جميل، واشكره على كل عطاء جزيل ("وصل على ") : وفى رواية " :ثم صل على "، فإنى واسطة عقد المحبة، ووسيلة العبادة، والمعرفة ("ثم ادعه ") : بهاء الضمير، وقيل :هاء السكت (قال) ، أى :الراوى (ثم صلى رجل آخر) : قيل :لعله ابن مسعود للحديث الآتى عقب هذا (بعد ذلك) : فى ذلك المحلى أو بعده فى وقت آخر (فحمد الله، وصلى على النبى صلى الله عليه وسلم) ، أى :ولم يدع (فقال له النبى صلى الله عليه وسلم " :أيها المصلى ادع تجب ") : على بناء المجهول مجزوما على جواب الأمر، دلهما عليه السلام على الكمال (مرقاة المفاتيح، ج ۲ ص ۷۴۷، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى وفضلها)

[2] الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم فى التشهد:

يرى جمهور الفقهاء أن المصلى لا يزيد على التشهد فى القعدة الأولى بالصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم وبهذا قال النخعى والثورى وإسحاق.

وذهب الشافعية فى الأظهر من الأقوال إلى استحباب الصلاة فيها، وبه قال الشعبى.

وأما إذا جلس فى آخر صلاته فلا خلاف بين الفقهاء فى مشروعية الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم بعد التشهد.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ حنفیہ کے نزدیک سنتوں اور نفلوں کے ہر قعدے میں تشہد کے بعد درود شریف اور مسنون

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وأما صيغة الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم فى القعدة الأخيرة، وما روى فى ذلك من الأدلة، فقد فصل الفقهاء الكلام عليه فى موطنه من كتب الفقه وانظر أيضا " :الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۲، ص ۳۹، مادة " تشهد")

أما الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم فى التشهد الأول، فى الصلاة الرباعية والثلاثية، فهى سنة فى القول الجديد للشافعى، وهو اختيار ابن هبيرة، والآجرى من الحنابلة، ولا تبطل الصلاة بتركه ولو عمدا، ويجبر بسجود السهو إن تركه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷، ص ۲۳۶ و ۲۳۷، مادة "الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم")

قوله ثم ليتخير وإن كان بصيغة الأمر لكنها كثيرا ما ترد للندب وادعى بعضهم الإجماع على عدم الوجوب وفيه نظر فقد أخرج عبد الرزاق بإسناد صحيح عن طاوس ما يدل على أنه يرى وجوب الاستعاذة المأمور بها فى حديث أبى هريرة المذكور فى الباب قبله وذلك أنه سأل ابنه هل قالها بعد التشهد فقال لا فأمره أن يعيد الصلاة وبه قال بعض أهل الظاهر وأفرط ابن حزم فقال بوجوبها فى التشهد الأول أيضا وقال ابن المنذر لولا حديث ابن مسعود ثم ليتخير من الدعاء لقلت بوجوبها وقد قال الشافعى أيضا بوجوب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم بعد التشهد وادعى أبو الطيب الطبرى من أتباعه والطحاوى وآخرون أنه لم يسبق إلى ذلك واستدلوا على ندبيتها بحديث الباب مع دعوى الإجماع وفيه نظر لأنه ورد عن أبى جعفر الباقر والشعبى وغيرهما ما يدل على القول بالوجوب وأعجب من ذلك أنه صح عن ابن مسعود راوى حديث الباب ما يقتضيه فعند سعيد بن منصور وأبى بكر بن أبى شيبة بإسناد صحيح إلى أبى الأحوص قال قال عبد الله يتشهد الرجل فى الصلاة ثم يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ثم يدعو لنفسه بعد وقد وافق الشافعى أحمد فى إحدى الروايتين عنه وبعض أصحاب مالك وقال إسحاق بن راهويه أيضا بالوجوب لكن قال إن تركها ناسيا رجوت أن يجزئه فقيل إن له فى المسألة قولين كأحمد وقيل بل كان يراها واجبة لا شرطا ومنهم من قيد تفرد الشافعى بكونه عينها بعد التشهد لا قبله ولا فيه حتى لو صلى على النبى صلى الله عليه وسلم فى أثناء التشهد مثلا لم يجزء عنده وسيأتى مزيد لهذا فى كتاب الدعوات إن شاء الله تعالى قوله ثم ليتخير من الدعاء أعجبه إليه فيدعو (فتح البارى لابنِ حجر، ج۲ ص ۳۲۱، قوله باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد وليس بواجب)

وهل تسن الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم فى التشهد الأول؟ قولان: أظهرهما: تسن (روضة الطالبين عمدة المفتين للنووى، ج ۱ ص ۲۶۳، كتاب الصلاة)

(وهى) أى الصلاة على النبى -صلى الله عليه وسلم -(فى) التشهد (الأول) سنة تبعا له (وعلى الآل الأخير سنة) لخبر كعب السابق حملا له على الندب كالباقى بعدها بخلافها فى التشهد الأول لبنائه على التخفيف (وأقلها) فى الصلاة عليه (اللهم صل على محمد ونحوه) كصلى الله على محمد، أو على رسوله، أو على النبى دون أحمد أو عليه على الصحيح فى التحقيق وغيره (اسنى المطالب فى شرح روضة الطالب، ج ۱ ص ۱۶۵، كتاب الصلاة، الباب الرابع فى صفة الصلاة)

دعائیں پڑھنے میں حرج نہیں۔ [1]

مسئلہ نمبر۲...... نماز کے آخری قعدہ میں حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک درودشریف سنت

---

[1] البتہ بعض مشائخِ حنفیہ نے جمعہ اورظہر سے پہلے کی چار سنتوں کواس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے، پھر فرض نماز کے قعدہ اولیٰ میں اگر بھولے سے کوئی درودشریف پڑھ لے، تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر سجدہ سہو واجب ہے، اورامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام ابویوسف اورامام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک سجدہ سہو واجب نہیں ’’ويميل قلبي الیٰ قولهما‘‘ محمد رضوان۔

(ولا يزيد) في الفرض (على التشهد في القعدة الأولى (الدر المختار مع رد المحتار، ج ا ، ص ۵۱۰، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

ولا يزيد على هذا في القعدة الأولى، فإن زاد فصلى على النبي ودعا لنفسه ولوالديه، فإن كان عامدا كان ذلك مكروها، هكذا ذكر شمس الأئمة السرخسي رحمه الله، وإن كان ساهيا :روى عن أبي حنيفة أنه يلزمه سجدتا السهو، وعن أبي يوسف ومحمد :أنه لا يلزمه سجدتا السهو حالا؛ لأنه لو لزم ذلك لزمه بالصلاة على النبي، وإنه يسبح وأبو حنيفة يقول سجود السهو لا يلزمه بالصلاة على النبي، وإنما تلزمه بتأخير الركن (المحيط البرهاني، ج ا ، ص ۳۶۶، كتاب الصلاة، الفصل السادس عشر، فرع في بيان ما يفعله المصلي بعد الافتتاح)

ولو زاد على قراءة التشهد في القعدة الأولى وصلى على النبي -صلى الله عليه وسلم -ذكر في أمالي الحسن بن زياد عن أبي حنيفة أن عليه سجود السهو، وعندهما لا يجب.

(لهما) أنه لو وجب عليه سجود السهو لوجب جبر النقصان؛ لأنه شرع له ولا يعقل تمكن النقصان في الصلاة بالصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم -وأبو حنيفة يقول :لا يجب عليه بالصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم -بل بتأخير الفرض وهو القيام، إلا أن التأخير حصل بالصلاة فيجب عليه من حيث إنه تأخير لا من حيث إنه صلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم (بدائع الصنائع، ج ا ص ۱۶۴، كتاب الصلاة، فصل بيان سبب وجوب سجود السهو)

قال أبو شجاع :إذا قال في القعدة الأولى :اللهم صل على محمد يلزمه السهو، وعن أبي حنيفة إذا زاد حرفا يجب سجود السهو، وقال الإمام أبو منصور الماتريدي :لا يجب ما لم يقل وعلى آل محمد وعن الصفار :لا سهو عليه في هذا، وعن محمد أنه استقبح إن أوجب سجود السهو بالصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم (البناية شرح الهداية، ج ۲ ص ۶۳۴، كتاب الصلاة، باب سجود السهو)

وفي الامالي الحسن عن ابي حنيفة انه يلزمه سجود السهو، وعن ابي يوسف ومحمد انه لايلزمه، وفي المضمرات وعن الشيخ الامام ابي بكر محمد بن الفضل اذا صلى على النبي ﷺ لايلزمه السهو وهو قول ابي يوسف رحمه الله وحكى عن الفقيه ابي جعفر انه قال القياس ان لايلزمه، وفي الاستحسان يلزمه لتاخير القيام وعليه الفتویٰ (الفتاویٰ التاتار خانية ج ا ص ۷۲۳، ۷۲۴، كتاب الصلاة، بحث سجود السهو)

ہے، فرض یا واجب نہیں۔ [1]

اور شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک نماز کے آخری قعدہ میں درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ [2]

---

[1] اور حنفیہ کے نزدیک نوافل کے ہر قعدہ میں بھی درود شریف سنت و مستحب ہے۔

(قوله وسنة فی الصلاة) أی فی قعود أخیر مطلقا ، وکذا فی قعود أول فی النوافل غیر الرواتب تأمل وفی صلاة الجنازة ....(قوله ومکروهة فی صلاة غیر تشهد أخیر) أی وغیر قنوت وتر فإنها مشروعة فی آخره کما فی البحر فالأولی استثناؤه أیضا ح وکذا فی غیر صلاة الجنازة فتسن فیها(ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۱۸، کتاب الصلاة،باب صفة الصلاة)

الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم بعد التشهد (الصلاة الإبراهیمیة)

ذهب الحنفیة والمالکیة إلی أن الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم فی التشهد الأخیر سنة، وعند المالکیة خلاف فی أن المشهور :هل هی سنة أو فضیلة؟

وأفضل صیغ الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم عند الحنفیة هی :اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد، کما صلیت علی إبراهیم، وعلی آل إبراهیم، إنک حمید مجید، وبارک علی محمد، وعلی آل محمد، کما بارکت علی إبراهیم وعلی آل إبراهیم فی العالمین، إنک حمید مجید.

وهی -أیضا -أفضل صیغ الصلاة عند المالکیة لکن بحذف (إنک حمید مجید) الأولی (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۲۷،ص۹۷ ،مادة "سنن الصلاة")

فقال الحنفیة، والمالکیة :إن الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم فی التشهد الأخیر سنة، ولیس بواجب .وقالوا :تجب الصلاة علیه صلی الله علیه وسلم فی العمر مرة للأمر بها فی قوله تعالی :(یا أیها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما)وقال الطحاوی :تجب کلما ذکر صلی الله علیه وسلم. واستدلوا علی عدم الوجوب فی التشهد الأخیر بقوله صلی الله علیه وسلم -فی تعلیم التشهد -بعد أن ذکر ألفاظ التشهد :إذا قلت هذا، أو فعلت، فقد تمت صلاتک، إن شئت أن تقوم فقم، وإن شئت أن تقعد فاقعد .

وقالوا :وإلی هذا ذهب أهل المدینة، وأهل الکوفة، وجملة من أهل العلم.

أما الصلاة علیه صلی الله علیه وسلم فی التشهد الأول فلیس بمشروع عندهم، وبه قال الحنابلة فإن أتی بالصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم عامدا فی التشهد الأول کره، وتجب علیه الإعادة. أو ساهیا وجبت علیه سجدتا السهو عند الحنفیة .وتفسد صلاته عند المالکیة إن تعمد بإتیانها (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۲۷،ص۲۳۵ ،مادة"الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم")

[2] وذهب الشافعیة والحنابلة إلی أن الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم بعد التشهد الأخیر رکن کما سبق بیانه.

وقد أخذ الحنابلة بصیغة حدیث کعب بن عجرة ، وهی أفضل الصیغ عندهم .ولکن یتحقق رکن الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم بقول :(اللهم صل علی محمد).

وصرحوا بأنه لا یجوز إبدال آل بأهل؛ لأن أهل الرجل أقاربه أو زوجته، وآله أتباعه علی دینه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۳)......اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ

اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ سنت ہے۔
حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الشافعية :أقل الصلاة على النبى :اللهم صل على محمد وآله فى التشهد الأخير، والسنة: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم وبارك على محمد وعلى آل محمد، كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد.
وقد وردت الأحاديث بكل هذه الصيغ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٧،ص٩٨،مادة "سنن الصلاة")

وقال الشافعية والحنابلة :إنها تجب فى التشهد الأخير من كل صلاة، وبعد التكبيرة الثانية فى صلاة الجنازة، وفى خطبتى الجمعة، والعيدين، ولا تجب خارج ذلك .وقالوا :إن الله تعالى فرض الصلاة على نبيه صلى الله عليه وسلم فى قوله تعالى :(إن الله وملائكته يصلون على النبى يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما) فلم يكن فرض الصلاة عليه فى موضع أولى من الصلاة عليه فى الصلاة .ووجدنا الدلالة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بما وصفنا؛ من أن الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم فرض فى الصلاة، لا فى خارجها .فقد جاء فى حديث أبى هريرة - رضى الله عنه -أنه قال :يا رسول الله؛ كيف نصلى عليك؟ يعنى فى الصلاة.
فقال :تقولون :اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، كما صليت على إبراهيم .وبارك على محمد، وآل محمد، كما باركت على إبراهيم، ثم تسلمون على وعن كعب بن عجرة عن النبى صلى الله عليه وسلم :أنه كان يقول فى الصلاة :اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، كما صليت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد .
وقال الشافعى :فلما روى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعلمهم التشهد فى الصلاة، وروى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم علمهم كيف يصلون عليه فى الصلاة، لم يجز -والله أعلم -أن نقول :التشهد واجب، والصلاة على النبى غير واجبة، والخبر فيهما عن النبى صلى الله عليه وسلم زيادة فرض القرآن.
وقال -رحمه الله :-فعلى كل مسلم -وجبت عليه الفرائض -أن يتعلم التشهد، والصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم .ومن صلى صلاة لم يتشهد فيها، ويصلى على النبى صلى الله عليه وسلم - وهو يحسن التشهد -فعليه إعادتها .وإن تشهد ولم يصل على النبى صلى الله عليه وسلم أو صلى عليه ولم يتشهد، فعليه الإعادة حتى يجمعهما جميعا .وإن كان لا يحسنهما على وجههما أتى بما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ (مسلم) [1]

ترجمہ: جب تم مؤذن کی اذان کو سنو، تو جو وہ کہتا ہے، تم اس کی طرح کہو، پھر (اذان کے بعد) میرے اوپر درود پڑھو، اس لئے کہ جس نے میرے اوپر درود پڑھا، تو اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر تم میرے لئے وسیلہ کی دعاء کرو، اور وسیلہ جنت میں ایک ایسا درجہ (ومقام) ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے ایک ہی بندے کی شان کے لائق ہے، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں گا، پس جو میرے لئے وسیلہ کا سوال کرے گا تو اس کے لئے میری شفاعت اتر پڑے گی (مسلم)

ایک دوسری حدیث میں اذان کے کلمات ''حی علی الصلاۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' کے جواب میں ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' پڑھنے کا ذکر ملتا ہے۔ [2]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أحسن منهما، ولم يجزه إلا بأن يأتي باسم تشهد، وصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم .وإن أحسنهما فأغفلهما، أو عمد بتركهما فسدت صلاته، وعليه الإعادة فيهما جميعا.

وقد قال بهذا جماعة من الصحابة ومن بعدهم.

فمن الصحابة :عبد الله بن مسعود، وأبو مسعود البدري، وعبد الله بن عمر.

ومن التابعين :أبو جعفر محمد بن علي، والشعبي، ومقاتل بن حيان .ومن أرباب المذاهب المتبوعين :إسحاق بن راهويه، وأحمد في إحدى روايتيه، وهي المشهورة في المذهب (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷، ص ۲۳۶ و ۲۳۷، مادة" الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم")

[1] رقم الحديث ۳۸۴" ۱۱"، كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يسأل الله له الوسيلة.

[2] عن عمر بن الخطاب، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إذا قال المؤذن :الله أكبر الله أكبر، فقال أحدكم :الله أكبر الله أكبر، ثم قال :أشهد أن لا إله

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

مذکورہ حدیث سے اذان کے بعد درود اور دعائے وسیلہ کا پڑھنا معلوم ہوا۔

اور دعائے وسیلہ کے ذریعہ سے شفاعت حاصل ہونے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔ [1]

اور دیگر احادیث میں دعائے وسیلہ کے الفاظ کا بھی ذکر ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اذان سننے کے وقت یہ دعاء پڑھے، تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت اتر پڑے گی:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إلا الله، قال :أشهد أن لا إله إلا الله، ثم قال :أشهد أن محمدا رسول الله قال :أشهد أن محمدا رسول الله، ثم قال :حی علی الصلاة، قال :لا حول ولا قوة إلا بالله، ثم قال : حی علی الفلاح، قال :لا حول ولا قوة إلا بالله، ثم قال :الله أكبر الله أكبر، قال :الله أكبر الله أكبر، ثم قال :لا إله إلا الله، قال :لا إله إلا الله من قلبه دخل الجنة(مسلم، رقم الحديث۳۸۵"۱۲"، كتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، ثم يصلی علی النبی صلی الله عليه وسلم ثم يسأل له الوسيلة)

[1] ملحوظ رہے کہ مختلف روایات میں مذکور الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کے حصول کی یہ فضیلت دعائے وسیلہ سے حاصل ہوتی ہے، وہ الگ بات ہے کہ اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر دعائے وسیلہ مسنون ہے، اور اس موقع پر اس کو مذکورہ فضیلت کے ساتھ ایک مسنون عمل کی فضیلت کا درجہ بھی حاصل ہے، اس اعتبار سے اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر دعائے وسیلہ کی فضیلت زیادہ ہے۔

چنانچہ مسلم، نسائی، مسند احمد اور مستخرج ابوعوانہ کی روایت کے آخر میں الفاظ یہ ہیں کہ:

فمن سأل لی الوسيلة حلت له الشفاعة(مسلم، رقم الحديث ۳۸۴"۱۱"، نسائی، رقم الحديث ۶۷۸، مسند احمد، رقم الحديث ۶۵۶۸)

اور ترمذی اور معجم کبیر طبرانی کی ایک روایت کے آخر میں الفاظ یہ ہیں کہ:

ومن سأل لی الوسيلة حلت عليه الشفاعة(سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۶۱۴، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۴۵۷۳)

اور ابوداؤد کی روایت کے آخر میں الفاظ یہ ہیں کہ:

فمن سأل لی الوسيلة حلت عليه الشفاعة(ابو داؤد، رقم الحديث ۵۲۳)

اور امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ نے صحیح ابنِ خزیمہ میں اس طرح باب قائم کیا ہے کہ:

باب صفة الدعاء عند مسألة الله عز وجل للنبی صلی الله عليه وسلم محمد الوسيلة، واستحقاق الداعی بتلك الدعوة الشفاعة يوم القيامة(صحيح ابن خزيمة، كتاب الصلاة)

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلَاۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ .

ترجمہ: اے اللہ مالک اس کامل دعاء (اذان) کے اور اس قائم ہونے والی نماز کے رب، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ (جنت کا سب سے خاص اور اعلیٰ درجہ) اور فضیلت عطا فرمایئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود (شفاعتِ کبریٰ) تک پہنچایئے، جس کا آپ نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے (بخاری) [1]

اس حدیث میں اذان کے بعد دعائے وسیلہ پڑھنے پر شفاعت حاصل ہونے کا ذکر ہے۔

اور اس سے پہلی حدیث میں درود شریف کے بعد دعائے وسیلہ کا ذکر تھا، اس لئے درود شریف کے بعد اس دعاء کو پڑھنا افضل ہوگا، اور درودِ ابراہیمی کی فضیلت دوسرے درودوں سے زیادہ ہے، اس لئے زیادہ فضیلت اس میں ہے کہ درودِ ابراہیمی کے بعد یہ دعاء پڑھی جائے، اور اگر دوسرا کوئی مسنون درود پڑھ کر یہ دعاء پڑھی جائے، تب بھی کوئی حرج نہیں۔ [2]

بعض روایات میں دعائے وسیلہ کے الفاظ اس سے کچھ مختلف آئے ہیں۔ [3]

---

[1] رقم الحدیث ۵۷۹، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، ورقم الحدیث ۴۳۵۰، باب قولہ عسی أن یبعثک ربک مقاما محمودا .

[2] الثالث :أن یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم بعد فراغه من إجابة المؤذن، وأكمل ما يصلی علیه به ویصل إلیه هی الصلاة الإبراهيمية، كما علمه أمته أن يصلوا علیه، فلا صلاة علیه أكمل منها، وإن تحذلق المتحذلقون.

الرابع :أن یقول بعد صلاته علیه :(اللهم رب هذه الدعوة التامة، والصلاة القائمة، آت محمدا الوسیلة والفضیلة، وابعثه مقاما محمودا الذی وعدته، إنک لا تخلف المیعاد) هكذا جاء بهذا اللفظ "مقاما محمودا "بلا ألف ولا لام، وهكذا صح عنه صلی الله علیه وسلم (زادالمعادلابن القیم ، ج ۲ ص ۳۵۷، فصل فی هدیه ﷺ فی الأذكار والأدعیة، الذكر عند الأذان وبعده)

[3] عن عبد الله، أن النبی صلی الله علیه وسلم قال " :ما من مسلم یقول حین یسمع النداء بالصلاة فیكبر، ویشهد أن لا إله إلا الله، ویشهد أن محمدا رسول الله، ثم یقول :اللهم أعط محمدا الوسیلة والفضیلة، واجعله فی الأعلین درجته، وفی المصطفین محبته، وفی المقربین ذكره، إلا وجبت له الشفاعة یوم القیامة "(المعجم الكبیر رقم الحدیث ۹۷۹۰)

قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الكبیر، ورجاله موثقون(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۳۳)

جبکہ بعض روایات میں درود شریف اور دعائے وسیلہ دونوں کا ذکر ہے، اور ان میں دعائے وسیلہ کے الفاظ کچھ مختلف ہیں، اور ان کی اسناد پر محدثین واہلِ علم حضرات نے کلام بھی کیا ہے، اور انہیں سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] عن ابن عباس أن نبی الله صلی الله علیه وسلم قال " :من سمع النداء ,فقال: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شریک له، وأن محمدا عبده ورسوله، اللهم صل علیه وبلغه درجة الوسیلة عندک، واجعلنا فی شفاعته یوم القیامة، وجبت له الشفاعة "(المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث ۱۲۵۵۴)

قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الکبیر وفیه إسحق بن عبدالله بن کیسان لینه الحاکم وضعفه ابن حبان ، وبقیة رجاله ثقات.(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۳۳)

وقال البوصیری:وفی إسناده إسحاق بن عبد الله بن کیسان وهو لین الحدیث .(إتحاف الخیرة المهرة، کتاب الاذان،باب فیمن خرج من المسجد بعد الأذان أو سمع النداء فلم یأته إلا من عذر)

وقال المنذری: وفیه إسحاق بن عبد الله بن کیسان وهو لین الحدیث(الترغیب والترهیب - المنذری تحت رقم الحدیث ۴۰۰، کتاب الصلاة الترغیب فی الأذان وما جاء فی فضله)

وقال الذهبی:إسحاق بن عبد الله بن کیسان المروزی، واه(المقتنی فی سرد الکنی للذهبی تحت رقم الترجمة ۲۹۲)

وقال ابن عساکر:أبو بشر إسحاق بن عبد الله بن کیسان المروزی یحدث عن أبیه روی عنه أبو الدرداء عبد العزیز بن منیب لیس من أهل الحدیث (تاریخ مدینة دمشق ، ج۶۶ص۱۷)

وقال النسائی:عبد الله بن کیسان أبو مجاهد مروزی لیس بالقوی(الضعفاء والمتروکین للنسائی ، تحت رقم الترجمة ۹۲۹)

وقال المزی: قال البخاری : له ابن یسمی إسحاق .منکر الحدیث.وَقَال أبو حاتم : ضعیف الحدیث .وذکره ابنُ حِبَّان فی کتاب "الثقات.روی له البخاری فی "الأدب "، وأبو داود.(تهذیب الکمال ج۱۵ ص ۴۸۱)

وقال ابن حجر:قلت عبد الله بن کیسان ضعفه أبو حاتم الرازی وابنه إسحاق لینه أبو احمد الحاکم(فتح الباری لابنِ حجر، کتاب کفارات الیمین، باب الکفارة قبل الحنث وبعده)

وقال الالبانی:(من سمع النداء ؛ فقال :أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شریک له، وأن محمدا عبده ورسوله، اللهم صل علیه وبلغه درجة الوسیلة عندک، واجعلنا فی شفاعته یوم القیامة، وجبت له الشفاعة). ضعیف جدا.

أخرجه الطبرانی فی "المعجم الکبیر من طریق إسحاق بن عبد الله بن کیسان عن أبیه عن سعید بن جبیر عن ابن عباس مرفوعا.

قلت :وهذا إسناد ضعیف جدا، إسحاق هذا :قال البخاری، وأبو أحمد الحاکم: "منکر الحدیث" -کما فی "اللسان .- "وقال ابن حبان فی ترجمة أبیه (عبد الله بن کیسان)(۳۳/۷) "یتقی حدیثه من روایة ابنه عنه ."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض روایات میں اذان کے بغیر یا نماز کے بعد دعائے وسیلہ پڑھنے کا ذکر ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأما قول المنذری فی "الترغیب (۱/۱۱۴/۱)": "رواه فی "الکبیر"، وفیه إسحاق بن عبد الله بن کیسان، وهو لین الحدیث ."فهو من تساهله المعروف، ونحوه قول الهیثمی(۱/۳۳۳) "رواه الطبرانی فی "الکبیر"، وفیه إسحاق بن عبد الله بن کیسان، لینه الحاکم، وضعفه ابن حبان، وبقیة رجاله ثقات.!

قلت :وعلیه مؤاخذات:

الأولی :تساهله -کالمنذری -.

الثانیة :قوله" :لینه الحاکم :"هذا الإطلاق یوهم أنه (الحاکم) أبو عبد الله صاحب "المستدرک .."ولیس به، وإنما هو :(أبو أحمد الحاکم) - کما تقدم -.

الثالثة :قوله::وبقیة رجاله ثقات :"فهو من تمام تساهله؛ فإن :(عبد الله ابن کیسان) - أبو مجاهد المروزی -لم یوثقه غیر ابن حبان، ومع ذلک فإنه أشار إلی ضعف فیه بقوله(۷/۵۲) : "یخطء ." وقد ضعفه الجمهور، منهم أبو حاتم، فقال: "ضعیف الحدیث ."

واعتمده الذهبی فی "الکاشف"، و "المغنی"، وقال الحافظ فی "التقریب :" "صدوق، یخطء کثیرا ."

وأما ما جاء فی التعلیق علی، الکاشف "علی قوله ":وضعفه أبو حاتم :" "ووثقه أبو داود والحاکم أبو أحمد وابن حبان !"فهو وهم فاحش !؛ سببه انتقال بصر المعلقین من ترجمة (عبد الله بن کیسان أبو عمر) - التی قبل ترجمة (أبی مجاهد) - إلی هذا، وکنت أود أن أعصب الوهم بالطابع؛ بأنه طبع رقم التعلیق علی هذه، أعنی ترجمة (أبی عمر) ، لکن حال بینی وبین ذلک أنه جاء فی ترجمته ":قال أبو داود :ثبت ."

فلیس من المعقول أن یکون الأصل -أعنی :خط المعلقین -معلقا علی هذه؛ لأنه یکون ممجوجا تکرر ذکر أبی داود فی المعلق والمعلق علیه .أی هکذا :(قال أبو داود :ثبت .ووثقه أبو داود ...) !فتأمل.

ثم إن مما یؤکد التساهل الذی نسبته للمنذری والهیثمی أن الحافظ فی "اللسان "أشار إلی حدیث آخر لإسحاق هذا، ذکره الضیاء فی :المختارة"، وقال الحافظ: "فتعقبه الصدر الیاسوفی - فیما رأیت بخطه -فقال :هو من روایة إسحاق عن أبیه، وفیهما الضعف الشدید ."

وقد وصف الحافظ الحدیث المشار إلیه بأنه موضوع؛ فوجب تخریجه تحذیرا منه(سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة، تحت رقم الحدیث ۶۸۱۳)

عن جابر، أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال " :من قال حین ینادی المنادی: اللهم رب هذه الدعوة التامة، والصلاة القائمة، صل علی محمد، وارض عنه، رضا لا سخط بعده، استجاب الله له دعوته(مسند احمد،رقم الحدیث ۱۴۶۱۹ ،المعجم الاسط للطبرانی، رقم الحدیث ۱۹۴)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر متعدد محدثین واہلِ علم حضرات نے ان کی سندوں کی تحقیق کرتے ہوئے ان روایات کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الطبرانی:لم یرو هذا الحدیث عن أبی الزبیر إلا ابن لهیعة، ولا یروی عن جابر إلا بهذا الإسناد (المعجم الاوسط)

وقال شعیب الارنؤوط:إسناده ضعیف .وأخرجه ابن السنی فی "عمل الیوم واللیلة(۹۶) "من طریق الحسن بن موسی، بهذا الإسناد -وفیه عنده ... " :والصلاة القائمة "بدل قوله" :والصلاة النافعة." وأخرجه کذلک الطبرانی فی "الأوسط(۱۹۶)"من طریق سعید بن أبی مریم، عن عبد الله بن لهیعة، به .وقال :لم یرو هذا الحدیث عن أبی الزبیر إلا ابن لهیعة، ولا یروی عن جابر إلا بهذا الإسناد.وصح الدعاء بعد الأذان بغیر هذا اللفظ من طریق محمد بن المنکدر، عن جابر، وسیأتی برقم(۱۴۸۱۷)(حاشیة مسند احمد)

وقال الهیثمی: رواه أحمد والطبرانی فی الأوسط، وفیه ابن لهیعة وفیه ضعف(مجمع الزوائد، رقم الحدیث ۱۸۷۵)

وقال البوصیری:قلت :رواه أحمد بن حنبل فی مسنده والطبرانی فی الأوسط من طریق ابن لهیعة، وهو ضعیف(اتحاف الخیرة المهرة بزوائد المسانید العشرة، تحت رقم الحدیث ۹۱۶)

> حدثنا سیف بن عمرو الغزی قال :نا محمد بن أبی السری قال :نا عمرو بن أبی سلمة، عن صدقة بن عبد الله، عن سلیمان بن أبی کریمة، عن أبی قرة عطاء بن أبی قرة، عن عبد الله بن ضمرة السلولی قال :سمعت أبا الدرداء، یقول :کان رسول الله صلی الله علیه وسلم إذا سمع النداء قال :اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة، صل علی محمد عبدک ورسولک، واجعلنا فی شفاعته یوم القیامة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :من قال هذا عند النداء جعله الله فی شفاعتی یوم القیامة.
>
> لا یروی هذا الحدیث عن أبی الدرداء إلا بهذا الإسناد، تفرد به :عمرو بن أبی سلمة "(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۳۶۶۲)

قال الهیثمی: وفیه صدقة بن عبدالله السمین ضعفه أحمد والبخاری ومسلم وغیرهم ووثقه دحیم وأبو حاتم وأحمد بن صالح المصری(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۳۳، تحت رقم الحدیث ۱۸۷۹)

وقال المنذری: وفی إسنادهما صدقة بن عبد الله السمین(الترغیب والترهیب، تحت رقم الحدیث ۳۹۸)

وقال الالبانی:(کان إذا سمع النداء قال :اللهم !رب هذه الدعوة التامة، والصلاة القائمة، صل علی محمد عبدک ورسولک، واجعلنا فی شفاعته یوم القیامة .قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم :-من قال هذا عند النداء ؛ جعله الله فی شفاعتی یوم القیامة) ضعیف.أخرجه الطبرانی فی "الدعاء (۲/۹۹۹/۴۳۲)"و "الأوسط(۱/۲۶/۲)"عن محمد بن أبی السری :حدثنا عمرو بن أبی سلمة عن صدقة ابن عبد الله عن سلیمان بن أبی کریمة عن أبی قرة عطاء بن قرة عن عبد الله ابن ضمرة السلولی :سمعت أبا الدرداء یقول ... :فذکره .وقال":لا یروی عن أبی الدرداء إلا بهذا الإسناد،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسناد کو بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ ل

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

تفرد به عمرو."قلت :وهو التنيسى؛ ثقة من رجال الشيخين؛ لكن فوقه علل :الأولى :عطاء بن قرة؛ لم يوثقه غير ابن حبان .وقال على بن المدينى":شامى، لا أعرفه."

الثانية :سليمان بن أبى كريمة؛ قال ابن أبى حاتم (۲/۱/۱۳۸)عن أبيه ":ضعيف الحديث ."وقال ابن عدى (ق ۱/۱۵۶)وقد ساق له عدة أحاديث منكرة ":-وله غير ما ذكرت، وليس بالكثير، وعامة أحاديثه مناكير، ويرويها عنه عمرو، ولم أر للمتقدمين فيه كلاما، وقد تكلموا فيمن هو أمثل منه بكثير، ولم يتكلموا فى سليمان هذا؛ لأنهم لم يخبروا حديثه."

الثالثة :صدقة بن عبد الله -وهو السمين -أبو معاوية، وهو ضعيف؛ كما جزم به الحافظ فى "التقريب ."وبه فقط أعله الهيثمى، فقال فى "المجمع(۱/۳۳۳)": "رواه الطبرانى فى "الأوسط"، وفيه صدقة بن عبد الله السمين؛ ضعفه أحمد والبخارى ومسلم وغيرهم، ووثقه دحيم وأبو حاتم وأحمد بن صالح المصرى!"قلت :وما دام أنهم اختلفوا فيه -وإن كان الراجح قول الأئمة المضعفين له -؛ فكان الأولى بالهيثمى أن يعله بشيخه سليمان بن أبى كريمة.

والحديث؛ أخرجه الطبرانى فى "الكبير "بالإسناد المذكور بنحوه؛ كما فى "الترغيب(۱/۱۱۴)" وأعله بصدقة -وكذا الهيثمى.وقد صح الحديث من رواية جابر مرفوعا بلفظ":من قال حين يسمع النداء :اللهم !رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة !آت محمدا الوسيلة والفضيلة، وابعثه مقاما محمودا الذى وعدته؛ حلت له شفاعتى يوم القيامة."

رواه البخارى، وأصحاب "السنن"، وغيرهم، وهو مخرج فى "صحيح أبى داود(۵۴۰) "وغيره. وزيادة":إنك لا تخلف الميعاد "فيه؛ شاذة لا تصح كما بينته هناك.

وقد رويت فى حديث آخر فى إجابة المؤذن فيه زيادات منكرة، منها هذه، وهو مخرج برقم (۲۱۴)(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۵۱۸۱)

ل حدثنا عبد الرزاق، أخبرنا سفيان، عن ليث، عن كعب، عن أبى هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :إذا صليتم على، فاسألوا الله لى الوسيلة "قيل :يا رسول الله، وما الوسيلة؟ قال " :أعلى درجة فى الجنة، لا ينالها إلا رجل واحد، وأرجو أن أكون أنا هو (مسند احمد رقم الحديث ۷۵۹۸)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، ليث -وهو ابن أبى سليم -ضعيف، وكعب قال الترمذى: ليس هو بمعروف، ولا نعلم أحدا روى عنه غير ليث بن أبى سليم.

وأخرجه الترمذى (۳۶۱۲)من طريق أبى عاصم، عن سفيان، بهذا الإسناد.

وقال :هذا حديث غريب ليس إسناده بالقوى.

وسيأتى برقم(۸۷۷۰)ويغنى عنه حديث عبد الله بن عمرو عند مسلم (حاشية مسند احمد)

عن مطرح بن يزيد، عن محمد بن يزيد، عن عيسى بن سعيد، عن القاسم، عن أبى أمامة، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال " :من دعا بهؤلاء الدعوات فى دبر كل صلاة

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَقَالَ: اللّٰھُمَّ أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ(مسند احمد) ۲

ترجمہ: جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر یہ دعاء پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے)"اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن اپنا قربِ خاص عطا فرمایئے" تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی (مسند احمد)

اس حدیث کو سند کے اعتبار سے بعض اہلِ علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مکتوبة حلت له الشفاعة منی یوم القیامة :اللھم أعط محمدا الوسیلة، واجعله فی المصطفین محبته، وفی العالمین درجته، وفی المقربین ذکر داره "(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۴۹۲۶)

قال الھیثمی: رواه الطبرانی، وفیه مطرح بن یزید، وھو ضعیف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۶۹۸۱)

و قال المنذری: رواه الطبرانی وھو غریب(الترغیب والترھیب للمنذری، تحت رقم الحدیث ۲۴۷۳)

۲ رقم الحدیث ۱۶۹۹۱،مسند البزار رقم الحدیث ۲۳۱۵،السنة لابنِ ابی عاصم رقم الحدیث ۳۲۳.

۱ قال شعیب الارنؤوط: إسناده ضعیف لضعف ابن لھیعة -وھو عبد الله-، ولجھالة حال وفاء الحضرمی -وھو ابن شریح -فلم یذکروا فی الرواة عنه غیر اثنین، ولم یؤثر توثیقه عن غیر ابن حبان، وباقی رجال الإسناد ثقات .زیاد بن نعیم :ھو زیاد ابن ربیعة بن نعیم الحضرمی المصری.
وأخرجه القاضی إسماعیل بن إسحاق فی "فضل الصلاة علی النبی(۵۳) "وابن أبی عاصم فی "السنة(۸۲۷)"والبزار فی "البحر الزخار(۲۳۱۵-۳۱۵۷)""کشف الأستار-"، والخلال فی "السنة(۳۱۵)"وابن قانع فی "معجم الصحابة ۱/۲۱۷"، والطبرانی فی "الکبیر(۴۴۸۰)"وفی "الأوسط(۳۳۰۹)"من طرق عن ابن لھیعة، بھذا الإسناد .ووقع فی مطبوع "الأوسط :"نعیم بن زیادة، بدل :زیاد بن نعیم، وورقاء ، بدل :وفاء .
قال البزار :لا یروی عن النبی صلی الله علیه وسلم بھذا اللفظ إلا عن رویفع وحده.
وقال الطبرانی فی "الأوسط :"لا یروی ھذا الحدیث عن رویفع إلا بھذا الإسناد، تفرد به ابن لھیعة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض حضرات نے حسن درجہ میں مقبول قرار دیا ہے۔ [1]

اور اس حدیث کو حسن ومقبول قرار دینے کی صورت میں قربِ خاص سے مقامِ وسیلہ یا مقامِ محمود مراد ہونے کا احتمال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [2]

بہر حال اذان کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ومستحب ہے، اور اس حکم میں مؤذن بھی شامل ہے، مگر اس موقع پر اسے بھی دوسروں کی طرح آہستہ آواز میں درود شریف پڑھنا چاہئے۔ [3]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وأخرجه الطبراني في "الكبير(۴۴۸۱)"من طريق أبي عبد الرحمن المقرىء، عن ابن لهيعة، عن ابن هبيرة، عن زياد، به.

وأورده المنذري في "الترغيب والترهيب(۲۴۹۱) "وقال :رواه البزار والطبراني في "الكبير" و"الأوسط"، وبعض أسانيدهم حسنة!

وأورده الهيثمي في "المجمع(۱۶۳/۱۰)"وقال :رواه البزار والطبراني في "الأوسط "و"الكبير" وأسانيدهم حسنة!

قلنا :والصحيح في هذا ما أخرجه البخاري(۶۱۴)من حديث جابر بن عبد الله رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :من قال حين يسمع النداء :اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة، آت محمدا الوسيلة والفضيلة، وابعثه مقاما محمودا الذي وعدته، حلت له شفاعتي يوم القيامة ."وسلف برقم(۱۴۸۲۳)

وما أخرجه مسلم(۳۸۴)من حديث عبد الله بن عمرو بن العاص، وسلف برقم(۶۵۶۸)(حاشية مسند احمد)

[1] قال الهيثمي: رواه البزاز والطبراني في الاوسط والكبير وأسانيدهم حسنة(مجمع الزوائد ج۱۰ص۱۶۳، تحت رقم الحديث ۱۷۳۰۴)

و قال المنذري: رواه البزار والطبراني في الكبير والأوسط وبعض أسانيدهم حسن (الترغيب و الترهيب للمنذري، تحت رقم الحديث ۲۵۸۷)

من قال اللهم صل على محمد وأنزله ("المقعد المقرب عندك ") : هو المقام المحمود لقوله: ("يوم القيامة ") : وفي رواية " :المقرب عندك في الجنة "، فيحتمل أن يراد به الوسيلة التي هي أعلى درجة في الجنة لا تكون إلا له عليه السلام(مرقاة المفاتيح، ج۲ص ۷۵۰، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي وفضلها)

[2] والمقعد المقرب يحتمل أن يراد به الوسيلة أو المقام المحمود وجلوسه على العرش أو المنزل العالي والقدر الرفيع والله أعلم(القول البديع للسخاوي، ج۱،ص ۵۲، الباب الاول)

[3] الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد الأذان:

يرى الشافعية والحنابلة أن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم من المؤذن بعد الأذان سنة، وعندهم يسن للمؤذن متابعة قوله سرا مثله كالمستمع ليجمع بين أداء الأذان والمتابعة، وروى عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۴)......نمازِ جنازہ میں درود شریف

نمازِ جنازہ درحقیقت میت کے لئے دعاء ہے، اور دعاء کے بارے میں آگے آرہا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جائے، پھر درود شریف پڑھا جائے، پھر دعاء کی جائے۔

حضرت مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ يَبْدَأُ بِحَمْدِ اللهِ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَحْيَائِنَا وَأَمْوَاتِنَا ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاجْعَلْ قُلُوْبَنَا عَلٰى قُلُوْبِ خِيَارِنَا (مصنف ابنِ ابی شيبة) [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب میت کا جنازہ پڑھتے تھے، تو پہلے اللہ کی حمد وثناء کرتے تھے، اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے تھے، اور پھر یہ دعاء پڑھتے تھے (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! ہمارے زندوں اور مُردوں کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الإمام أحمد أنه كان إذا أذن فقال كلمة من الأذان قال مثلها سرا؛ ليكون ما يظهره أذانا ودعاء إلى الصلاة، وما يسره ذكرا لله تعالى فيكون بمنزلة من سمع الأذان.

بذلك يمكن أن يشمل المؤذن الأمر الوارد فى قول النبى صلى الله عليه وسلم :إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول، ثم صلوا على فإنه من صلى على صلاة صلى الله عليه بها عشرا، ثم سلوا الله لى الوسيلة فإنها منزلة فى الجنة لا ينبغى أن تكون إلا لعبد من عباد الله وأرجو أن أكون أنا هو، فمن سأل الله لى الوسيلة حلت عليه الشفاعة .

واعتبره الحنفية والمالكية بدعة حسنة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢ص ٣٦٢، مادة " اذان")

[1] رقم الحديث ١١٤٩٤ ، كتاب الجنائز، باب ما يبدأ به فى التكبيرة الأولى فى الصلاة عليه والثانية والثالثة والرابعة.

قال ابن حجر: وأخرج ابن أبى شيبة بسند حسن عن على رضى الله عنه أنه كان إذا صلى على ميت يبدأ بحمد الله تعالى ثم يصلى على نبيه صلى الله عليه وسلم ثم يقول :اللهم اغفر لحينا وميتنا ـ الحديث .وفى الباب عن جماعة من التابعين رحمة الله عليهم أجمعين (نتائج الافكار، ج٤، ص ٣٨٧، باب اذكار الصلاة على الميت، المجلس: ٣٨٩)

مغفرت فرما، اور ہمارے دلوں کے درمیان الفت ومحبت پیدا فرما، اور ہمارے اختلافات کو دور فرما، اور ہمارے دلوں کو ہمارے نیک بندوں کے دلوں کے مطابق بنا (ابنِ ابی شیبہ)

نمازِ جنازہ میں دیگر روایات سے اور دعائیں پڑھنا بھی ثابت ہیں، اس لئے مذکورہ دعاء کے علاوہ ان کو بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

حضرت ابوسعید مقبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جنازہ پڑھنے کا طریقہ معلوم کیا:

فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَا لَعَمْرُ اللّٰهِ أُخْبِرُكَ أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَصَلَّيْتُ عَلٰى نَبِيِّهٖ ثُمَّ أَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنَّهٗ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ إِحْسَانِهٖ وَإِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (مؤطاامام مالک) [1]

ترجمہ: تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں آپ کو ضرور بتلاتا ہوں، میں تو جنازہ والے کے گھر سے ہی جنازہ کے پیچھے ہو لیتا ہوں، پھر جب جنازہ (نماز کے لئے) رکھا جاتا ہے، تو میں تکبیر کہہ کر اللہ کی حمد وثناء کرتا ہوں، اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں، اور پھر یہ دعاء پڑھتا ہوں

---

[1] رقم الحديث ۴۷۹، كتاب الجنائز، باب ما يقول المصلى على الجنازة، فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۸۹.

قال الالبانى: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، تحت رقم الحديث ۹۳)

و قال ايضاً: أخرجه مالك (۱ ـ ۲۲۷) وعنه محمد بن الحسن (۱۶۴ ـ ۱۶۵) وإسماعيل القاضى فى "فضل الصلاة صلى الله عليه وسلم" رقم (۹۳ ـ ۲۷/۵) وسنده موقوف صحيح جدا (احكام الجنائز، ج ۱، ص ۱۲۵)

(جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! یہ آپ کا بندہ ہے اور آپ کے بندے اور آپ کی بندی کی اولاد ہے، یہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بندے اور رسول ہیں، اور آپ اس کی حالت کو (ہم سے) زیادہ جانتے ہیں، اے اللہ! اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکی کو اور زیادہ فرما، اور اگر خطاوار تھا تو اس کی خطاؤں کو درگزر فرما، اے اللہ! ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ فرما، اور ہمیں اس کے بعد آزمائش میں مبتلا نہ فرما (موطا مالک)

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ ، أَنَّهُ يُكَبِّرُ عَلَى الْجَنَازَةِ وَيُصَلِّيُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاغْفِرْ لَهُ وَأَوْرِدْهُ حَوْضَ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۹۲) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جنازہ کی نماز میں درود شریف پڑھتے تھے، اور درود شریف کے بعد یہ دعاء پڑھتے تھے (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! اس میں برکت پیدا فرما، اور اس پر رحمت نازل فرما، اور اس کی مغفرت فرما، اور اس کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوضِ کوثر پر حاضری نصیب فرما (فضل الصلاۃ)

تابعی حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ:

التَّكْبِيْرَةُ الْأُوْلٰى عَلَى الْمَيِّتِ ثَنَاءٌ عَلَى اللّٰهِ وَالثَّانِيَةُ صَلَاةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالثَّالِثَةُ دُعَاءٌ لِلْمَيِّتِ، وَالرَّابِعَةُ تَسْلِيْمٌ (مصنف

---

[1] قال ابن حجر: هذا موقوف رجاله رجال الصحيح إلا نافعا، وهو صدوق (نتائج الافكار، ج۴، ص ۳۸۶، باب اذكار الصلاة على الميت، المجلس: ۳۸۹)
و قال الالباني: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، تحت رقم الحديث ۹۲)

عبدالرزاق) [1]

ترجمہ: میت پر جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی حمد وثناء ہے، اور دوسری کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہے، اور تیسری کے بعد میت کے لئے دعاء ہے، اور چوتھی کے بعد سلام ہے (عبدالرزاق)

ان روایات سے نمازِ جنازہ میں درودشریف کے پڑھنے کا سنت ہونا معلوم ہوا۔

اس کے علاوہ نمازِ جنازہ چونکہ دعاء ہے، اور دعاء کے موقع پر درودشریف کی فضیلت واہمیت کے دیگر دلائل بھی اپنے مقام پر مذکور ہیں، ان سے بھی نمازِ جنازہ میں درودشریف پڑھنے کی تائید ہوتی ہے۔ [2]

(۵)...... جمعہ کے دن درودشریف کی کثرت

جن مواقع پر درودشریف کا پڑھنا زیادہ فضیلت واہمیت کا باعث ہے، ان میں سے ایک موقع جمعہ کے دن کا بھی ہے۔

کئی معتبر احادیث میں جمعہ کے دن درودشریف پڑھنے کا ذکر آیا ہے، البتہ اس سلسلہ میں بعض احادیث سند کے اعتبار سے غیر معتبر بھی ہیں۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيْهِ قُبِضَ، وَفِيْهِ النَّفْخَةُ، وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ،

---

[1] رقم الحديث ۶۴۳۴، كتاب الجنائز، باب القراء ة والدعاء فى الصلاة على الميت، فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۹۱.

قال الالبانى: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، تحت رقم الحديث ۹۱)

[2] وبعد الثانية :الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم كما فى التشهد (مرقاة المفاتيح، ج۳ ص۱۲۰۵، كتاب الجنائز، باب المشى بالجنازة والصلاة عليها)

فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ(ابو داوٗد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے، اسی دن حضرت آدم کو پیدا کیا گیا، اور اسی دن اِن کی روح قبض کی گئی، اور اسی دن (قیامت قائم ہونے کے لئے) صور پھونکا جائے گا، اور اسی دن قیامت قائم ہوگی، پس تم اس دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو (ابوداؤد، ابنِ ماجہ، مسند احمد)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ (سنن ابن ماجه) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے

---

[1] رقم الحديث ١٠٤٧، كتاب الصلاة، ابواب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ١٠٨٥؛ مسند احمد، رقم الحديث ١٦١٦٢.
قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد رجاله ثقات(حاشية ابى داوٗد)
وقال ايضاً: إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح، غير صحابيه فمن رجال أصحاب السنن(حاشية مسند احمد)

[2] رقم الحديث ١٦٣٧، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه -صلى الله عليه وسلم.
قال المنذرى: رواه ابن ماجه بإسناد جيد (الترغيب والترهيب ،رقم الحديث ٢٥٨٢ ،كتاب الذكر والدعاء الترغيب فى الإكثار من ذكر الله سرا وجهرا)
وقال ابن الملقن: وإسناده حسن(البدر المنير، ج٥ ص ٢٨٨، كتاب الجنائز ،الحديث السادس بعد الخمسين)
وقال العجلونى: رواه ابن ماجه بإسناد جيد عن أبى الدرداء (كشف الخفاء، ج ١ ص ١٨٩، تحت رقم الحديث ٥٠١،حرف الهمزة مع الكاف)
قال الدكتورسعد بن ناصر بن عبد العزيز الشّثرى: ذكره المنذرى فى الترغيب(٢/٥٠٢)، ثم قال: رواه ابن ماجه بإسناد جيد.وقال البوصيرى فى مصباح الزجاجة(١/٢٩٤)هذا إسناد رجاله ثقات، إلّا أنه منقطع فى موضعين، عُبادة بن نُسَىّ روايته عن أبى الدرداء مرسلة، قاله العلاء ، وزيد بن أيمن عن عُبادة بن نُسَىّ مرسلة، قاله البخارىُّ .قلت :وزيد بن أيمن هذا مقبول(تخريج المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية للعسقلانى، ج١٣ ص ٨٠٣، كتاب الاذكار والدعوات، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم)

درود بھیجا کرو، کیونکہ یہ یومِ مشہود ہے، جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں (ابنِ ماجہ)

جمعہ کے دن فرشتے حاضر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے دن بندوں کے نیک اعمال کو لکھنے کے لئے مخصوص فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جن کا دوسری احادیث میں ذکر آیا ہے۔ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَکْثِرُوْا الصَّلَاۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَلَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ فَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (السنن الکبریٰ للبیہقی) [2]

---

[1] تفصیل اور دلائل کے لئے ملاحظہ ہماری دوسری کتاب ''جمعہ مبارکہ کے فضائل واحکام''

[2] رقم الحديث ٢٠٧ ٦، كتاب الجمعة، باب ما يؤمر به فى ليلة الجمعة ويومها من كثرة الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم.

قال المنذرى: رواه الطبرانى عن أبى ظلال عنه وأبو ظلال وثق ولا يضر فى المتابعات (الترغيب و الترهيب، تحت رقم الحديث ٢٥٦٨)

وقال ابن الملقن: رواه البيهقى بإسناد جيد (تحفة المحتاج الى ادلة المنهاج، تحت رقم الحديث ٦٦٤)

وقال أبو عبد الرحمن عبد الله بن صالح العبيلان: وهذان وإن كانا ضعيفين، فيصلحان للاستشهاد (رَدُّ الجَمِيلِ فِي الذَّبِّ عَن إرواء الغليل وَهُوَ رَدٌّ عَلَى كِتَابِ مُسْتَدْرَك التَّعْلِيل ، ج ١ ، ص ٨٠،الحديث الاول)

و قال الالبانى: أكثروا الصلاة على يوم الجمعة وليلة الجمعة، فمن صلى على صلاة صلى الله عليه عشرا ." البيهقى فى "سننه (٣/٢٤٩) "عن عبد الرحمن بن سلام أنبأنا إبراهيم بن طهمان عن أبى إسحاق عن أنس مرفوعا .

وقال الذهبى فى "مختصره(١/١٤٧/٢) "إسناده صالح ." قلت :كلا، فإن أبا إسحاق وهو السبيعى كان اختلط، ثم هو مدلس وقد عنعنه. وله طريق أخرى يرويها درست بن زياد القشيرى عن يزيد الرقاشى عن أنس مرفوعا بلفظ " :أكثروا على من الصلاة فى يوم الجمعة وليلة الجمعة، فمن فعل ذلك كنت له شهيدا أو شافعا يوم القيامة ."أخرجه ابن عدى(١٢٩/٢) فى ترجمة درست هذا وقال " :أرجو أنه لا بأس به ."وقال الحافظ فى "التقريب " :"ضعيف " .

قلت :والرقاشى ضعيف أيضا .ومن هذا الوجه رواه البيهقى فى "الشعب "كما فى "المناوى ". وروى مرسلا مختصرا بلفظ " :إذا كان يوم الجمعة وليلة الجمعة فأكثروا الصلاة على ."أخرجه الشافعى (رقم ٤٣١) أخبرنا إبراهيم بن محمد :أخبرنى صفوان ابن سليم أن رسول الله صلى الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر تم جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کثرت سے درود پڑھا کرو، پس جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا (بیہقی)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْ كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ (شعب الایمان للبیہقی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہر جمعہ کے دن میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو (بیہقی)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَكْثِرُوْا عَلَيَّ الصَّلَاةَ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ (مستدرک حاکم) [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ علیه وسلم قال :فذكره. وإبراهيم هذا هو ابن يحيى الأسلمي متروك . ولهذا شاهد من حديث عمر مرفوعا بسند ضعيف ذكره السخاوي في "القول البديع "(ص ـ ۱۲۰ هند) . وأورده ابن أبي حاتم في "العلل(۱/۲۰۵)"من طريق سعيد بن بشير عن قتادة عن أنس مرفوعا به دون قوله " :وليلة الجمعة " ....وقال " :قال أبي :هذا حديث منكر بهذا الإسناد ."وبالجملة فالحديث بهذا الطرق حسن على أقل الدرجات، وهو صحيح بدون ذكر ليلة الجمعة. انظر "تخريج مشكاة المصباح(۱۳۶۱)(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۱۴۰۷)

[1] رقم الحديث ۲۷۷۰،باب فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم ليلة الجمعة ويومها الخ ، السنن الكبرىٰ للبيهقي ۶۲۰۸.

قال أبو عبد الرحمن عبد الله بن صالح العبيلان: وهذان وإن كانا ضعيفين، فيصلحان للاستشهاد (رَدُّ الجَمِيلِ فِي الذَّبِّ عَن إرواء الغليل وَهُوَ رَدٌّ عَلَى كِتَابِ مُسْتَدْرَك التَّعْلِيل ، ج ۱، ص ۸۰،الحديث الاول)

وقال المنذري:رواه البيهقي بإسناد حسن إلا أن مكحولا قيل لم يسمع من أبي أمامة (الترغيب والترهيب تحت حديث رقم ۲۵۸۳، كتاب الذكر والدعاء)

وقال الالباني:حسن لغيره(صحيح الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۱۶۷۳)

[2] رقم الحديث ۳۵۷۷، كتاب التفسير، تفسير سورة الاحزاب.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو (حاکم)

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کا اور احادیث میں بھی ذکر آیا ہے۔ ۱

البتہ ان میں سے بعض احادیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے، اور بعض سند کے اعتبار سے شدید ضعیف اور غیر معتبر بھی ہیں۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الحاكم:هذا حديث صحيح الاسناد ، فان ابا رافع هذا هو اسماعيل بن رافع ولم يخرجاه.
وقال الذهبي في التلخيص:إسماعيل بن رافع أبو رافع ضعفوه.
وقال الالباني:ولطرفه الأول شاهد من رواية أبي رافع عن سعيد المقبري عن أبي مسعود، الأنصاري مرفوعا به .أخرجه الحاكم(۴۲۱/۲)وقال " :صحيح الإسناد، فإن أبا رافع هذا هو إسماعيل بن رافع ." ورده الذهبي بقوله " :قلت :ضعفوه ."
قلت :لكنه في الشواهد لا بأس به، فإنه غير متهم في صدقه، وقد أشار إلى هذا الحافظ بقوله في " التقريب " "ضعيف الحفظ ."وله شاهد آخر من حديث أنس بن مالك رضي الله عنه، تقدم تخريجه في المجلد الثالث برقم(۱۴۰۷)(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۵۲۷)

۱ أخبرنا أبو سهل أحمد بن محمد بن إبراهيم المهراني، أنبأ محمد بن جعفر السختياني، ثنا أبو خليفة، ثنا عبد الرحمن بن سلام، أنبأ إبراهيم بن طهمان، عن أبي إسحاق، عن أنس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :أكثروا الصلاة على يوم الجمعة وليلة الجمعة؛ فمن صلى على صلاة صلى الله عليه عشرا (السنن الكبرىٰ للبيهقي، رقم الحديث ۵۹۹۴)
حدثنا هشيم ، قال :أخبرنا أبو حرة ، عن الحسن ، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أكثروا الصلاة على يوم الجمعة ، فإنها معروضة على (مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ۸۷۹۲)

۲ أخبرنا أبو سعد الماليني، حدثنا أبو أحمد بن عدي، حدثنا محمد بن علي بن سهل المروزي، وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثني أبو طاهر محمد بن الحسين المحمدآباذي، حدثنا محمد بن علي المروزي، بجرجان، حدثنا يحيى بن يحيى، حدثنا درست بن زياد القشيري، عن يزيد الرقاشي، عن أنس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :أكثروا على الصلاة في يوم الجمعة، وليلة الجمعة، فمن فعل ذلك كنت له شهيدا، أو شافعا يوم القيامة "(شعب الايمان للبيهقي ،رقم الحديث ۲۷۷۱ ،كتاب الصلاة،باب فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ليلة الجمعة ويومها)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

یہ بات پہلے گزر چکی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن جو درود شریف پڑھا جاتا ہے، وہ دوسرے دنوں کی طرح ہی زیادہ قبولیت کے ساتھ فرشتوں کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پیش کیا جاتا ہے، نہ یہ کہ صرف جمعہ کے دن پیش کیا جاتا ہے۔

پھر جمعہ کی صرف رات میں یا صرف دن میں کثرت سے درود شریف پڑھنے سے یہ فضیلت حاصل ہوجائے گی، اور اگر رات اور دن دونوں اوقات میں پڑھا جائے گا، تو اس کی فضیلت اور زیادہ ہوگی، اور اس صورت میں مذکورہ احادیث پر زیادہ کامل طریقہ پر عمل ہوگا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا إسماعيل بن موسى الحاسب، حدثنا جبارة، حدثنا أبو إسحاق الحميسى عن يزيد الرقاشي، عن أنس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أكثروا الصلاة على يوم الجمعة فإن صلاتكم تعرض على .....قال ابن عدى وهذه الأحاديث عن يزيد الرقاشي، عن أنس وإن كان يزيد فيه كلام فإنها ليست بمحفوظة وما أظنه يرويها عنه غير أبى إسحاق الحميسى (الكامل فى ضعفاء الرجال، ج۳، ص ۵۳۱، تحت الترجمة خازم بن الحسين أبو إسحاق الحميسى كوفى)

حدثنا محمد بن على بن سهل المروزى، حدثنا يحيى بن يحيى، حدثنا درست بن زياد القشيرى عن يزيد الرقاشي، عن أنس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أكثروا على من الصلاة فى يوم الجمعة وليلة الجمعة فمن فعل ذلک کنت له شهيدا وشافعا يوم القيامة............قال ابن عدى وهذه الأحاديث لدرست عن يزيد الرقاشي، عن أنس فيما ينفرد به درست عن يزيد ومنها ما قد شورک فيه ولدرست غير هذه الأحاديث عن يزيد وعن غيره قليل وأرجو أنه لا بأس به(الكامل فى ضعفاء الرجال لابنِ عدى، ج۳ص۵۷۷، ۵۷۸، ملخصاً، تحت ترجمة درست بن زياد العنبرى، رقم الترجمة ۶۳۶)

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنى أبو بكر بن أبى دارم، ح وأخبرنا أبو زكريا بن أبى إسحاق، أخبرنا أبو بكر بن أبى دارم، حدثنا المنذر بن محمد، حدثنا أبى، حدثنا إسماعيل بن أبان الأزدى، حدثنى عمرو وهو ابن شمر، عن محمد بن سوقة، عن عامر الشعبى، عن ابن عباس، قال :سمعت نبيكم صلى الله عليه وسلم يقول " :أكثروا الصلاة على نبيكم فى الليلة الغراء ، واليوم الأزهر ليلة الجمعة، ويوم الجمعة "وفى رواية أبى عبد الله سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :هذا إسناد ضعيف بمرة(شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۲۷۷۲)

عن عبد العزيز بن أحمد أنا تمام ابن محمد اخبرنى أبو الفتح مظفر بن برهان نا محمد بن منصور الأسوارى نا أحمد بن زيد الفزارى نا محمد بن نجيح نا ربعى بن شداد نا ابن أبى مليكة عن أبى بكر الصديق عن النبى (صلى الله عليه وسلم) قال ليس عند الله يوم ولا ليلة تعدل الليلة الغراء واليوم الأزهر يعنى ليلة الجمعة ويوم الجمعة(تاريخِ دمشق لابنِ عساكر، ج۵۸ص ۳۷۴، حرف الميم)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور کیونکہ معتبر و مضبوط احادیث میں جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کا ذکر بغیر کسی وقت اور بغیر کسی خاص درود کے صیغہ کی قید کے مذکور ہے، تو اس حدیث کے عموم سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جمعہ کے دن کسی بھی وقت کوئی سا بھی مسنون درود شریف پڑھنے سے انشاء اللہ تعالیٰ فضیلت حاصل ہوجائے گی اور کیونکہ درودِ ابراہیمی سب سے افضل ہے، اس لیے اُس کو پڑھنے کی فضیلت یقیناً زیادہ ہوگی۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا الحكم بن عبد الله حدثني القاسم عن عائشة قالت قال أصحاب النبي (صلى الله عليه وسلم) يا رسول الله أمرنا أن نكثر الصلاة عليك في الليلة الغراء واليوم الأزهر وأحب ما صلينا عليك كما تحب قال قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وآل إبراهيم وارحم محمدا وآل محمد كما رحمت إبراهيم وآل إبراهيم وبارك على محمد وآل محمد كما باركت على إبراهيم وآل إبراهيم إنك حميد مجيد وأما السلام فقد عرفتم كيف هو(تاريخِ دمشق لابنِ عساكر، ج۵۳ص ۳۰۹، حرف الميم)

حديث "أكثروا على من الصلاة في الليلة الغراء واليوم الأزهر "

أخرجه الطبراني في الأوسط من حديث أبي هريرة وفيه عبد المنعم بن بشير ضعفه ابن معين وابن حبان (تخريج احاديث الاحياء،تحت رقم الحديث ۶۱۸)

ومنها ما رواه ابن وهب عن يونس، عن ابن شهاب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :(أكثروا على من الصلاة في الليلة الغراء واليوم الأزهر، فإنهما يؤديان عنكم، وإن الأرض لا تأكل أجساد الأنبياء ، وكل ابن آدم يأكله التراب إلا عجب الذنب، ورواه عمارة بن غزية عن ابن شهاب بنحوه وهو مرسل(الصارم المنكي في الرد على السبكي لابن عبدالهادي ، ج ۱ ص ۲۱۱، الباب الثاني، فصل :في علم النبي صلى الله عليه وسلم بمن يسلم عليه)

(ابن عساكر عن الحكم بن عبد الله عن القاسم عن عائشة) قالت" :قالوا يا رسول الله أمرنا أن نكثر الصلاة عليك في الليلة الغراء ، واليوم الأزهر وأحب ما صلينا عليك كما تحب قال: فذكره والحكم كذاب وقال أحمد أحاديثه كلها موضوعة(كنز العمال، ج ۱ ص ۴۹۶، تحت رقم الحديث ۲۱۸۷)

أخبرنا أبو سعيد قال :حدثنا أبو العباس قال :أخبرنا الربيع قال :أخبرنا الشافعي قال :بلغنا عن عبد الله بن أبي أوفى، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال :أكثروا الصلاة علي في يوم الجمعة، فإني أبلغ وأسمع(معرفة السنن والآثار للبيهقي، رقم الحديث ۶۷۱ ۲)

أخبرنا أبو زكريا، وأبو بكر قالا :حدثنا أبو العباس قال :أخبرنا الربيع قال :أخبرنا الشافعي قال: أخبرنا إبراهيم بن محمد قال :أخبرنا صفوان بن سليم، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :إذا كان يوم الجمعة وليلة الجمعة، فأكثروا الصلاة علي(معرفة السنن والآثار للبيهقي، رقم الحديث ۲۶۷۶)

یادرہے کہ درودشریف پڑھنے کا کوئی خاص طریقہ یا عقیدہ اپنی طرف سے گھڑ لینا صحیح نہیں۔

آج کل بعض لوگ مساجد میں جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکر کھڑے ہوجاتے ہیں اوراجتماعی طور پر بلند آواز سے درودشریف پڑھتے ہیں اوراس کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف لاتے ہیں، اس لئے ہم آپ کے ادب میں کھڑے ہوتے ہیں، حالانکہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح کسی مجلس یا جمعہ کے دن میں حاضر سمجھنے کا عقیدہ قرآن مجید اور کسی مستند حدیث سے ثابت نہیں۔

لٰہذا درودشریف کے لیے ان قیود وتخصیصات کا کوئی ثبوت نہیں، جس کام کے لیے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خاص کیفیت اور کوئی خاص طریقہ متعین نہ فرمایا ہو، اس کے لیے اپنی طرف سے مخصوص طریقے بنالینا دین میں اختراع اور زیادتی ہے (احسن الفتاویٰ جلد ا صفحہ ۳۶۵)

(۶)...... ہر مجلس میں درودشریف

احادیث سے ہر مجلس میں درودشریف پڑھنے کی فضیلت واہمیت بھی معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ فِيْهِ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ (سنن الترمذی) [۱]

---

[۱] رقم الحدیث ۳۳۸۰، کتاب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم، باب ما جاء فی القوم یجلسون ولا یذکرون اللہ، مسند احمد رقم الحدیث ۹۸۴۳.

قال الترمذی: "هذا حدیث حسن، وقد روی من غیر وجه عن أبی هریرة، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم، ومعنی قوله :ترة :یعنی حسرة وندامة .وقال بعض أهل المعرفة بالعربیة :الترة هو الثأر " (ترمذی، حواله بالا)

وقال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح، وهذا إسناد حسن، رجاله ثقات رجال الشیخین غیر صالح مولی التوأمة (حاشیة مسند احمد)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جولوگ بھی کسی مجلس میں بیٹھیں، اوراس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کریں اوراس کے نبی پر درود بھی نہ پڑھیں، تو وہ مجلس ان پر قیامت کے دن حسرت ہوگی، پھر اگر اللہ چاہے تو ان کو عذاب دے، اور چاہے تو ان کو معاف فرمادے (ترمذی، مسند احمد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يُصَلُّوْا فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِمَا يَرَوْنَ مِنَ الثَّوَابِ (الترغيب فى فضائل الاعمال لابنِ شاهين) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جولوگ کسی مجلس میں بیٹھیں، اوراس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کریں اوراس کے نبی پر درود بھی نہ پڑھیں، تو وہ مجلس ان پر قیامت کے دن حسرت کا باعث ہوگی، اگرچہ ان کو جنت میں داخلہ بھی مل جائے، بوجہ اس ثواب کے جو (اللہ کے ذکر اور درود شریف کا) وہ دیکھیں گے (ابنِ شاہین)

---

[1] رقم الحديث ١٦، باب مختصر من الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم تسليما، فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ٥٥، الصلاة على النبى لابنِ ابى عاصم، رقم الحديث ٨٤.

قال ابن حجر: وقرأت على فاطمة بنت المنجا، عن سليمان بن حمزة، قال :أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، قال :أخبرنا عبد الوهاب بن على بن على بن سكينة، قال :أخبرنا أبى، قال :أخبرنا عبد الله بن محمد الخطيب، قال :أخبرنا عبيد الله بن محمد بن حبابة، قال :حدثنا عبد الله بن محمد البغوى، قال :حدثنا على بن الجعد، قالا :حدثنا شعبة، عن سليمان -هو الأعمش -عن أبى صالح، عن أبى سعيد الخدرى رضى الله عنه، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم) :(لا يجلس قوم مجلسا لا يصلون على النبى صلى الله عليه وسلم إلا كان عليهم حسرة يوم القيامة وإن دخلوا الجنة، هذا حديث صحيح(نتائج الافكار، ج٤ص ٢٩، باب أمر من ذكر عنده النبى صلى الله عليه وسلم بالصلاة عليه والتسليم صلى الله عليه وسلم، المجلس: ٢٩٩)

وقال الالبانى:صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبى، تحت رقم الحديث ٥٥)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا، ثُمَّ قَامُوْا مِنْهُ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ، وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمْ إِلَّا كَانَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسُ عَلَيْهِمْ تِرَةً (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۷۷۵۱) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جولوگ کسی مجلس میں بیٹھیں، پھر وہ اس مجلس سے کھڑے ہوجائیں، نہ تو اللہ کا ذکر کریں، اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، تو یہ مجلس ان پر (قیامت کے دن) حسرت کا باعث ہوگی (طبرانی)

اس طرح کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ [۲]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ ثُمَّ تَفَرَّقُوْا عَنْ غَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ، وَصَلَاةٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا قَامُوْا عَنْ أَنْتَنِ جِيْفَةٍ (مسند ابی داؤد الطيالسی) [۳]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوقوم بھی جمع ہو، پھر اللہ کا ذکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر جدا ہوجائے، تو وہ سب سے زیادہ بدبودار

---

[۱] قال الهيثمی: رواه الطبرانی، ورجاله وثقوا (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۶۷۸۷، باب: ذكر الله تعالى فی الأحوال كلها والصلاة والسلام على النبی صلى الله عليه وسلم)

[۲] عن جابر، رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من قوم اجتمعوا فی مجلس ثم تفرقوا ولم يذكروا الله تعالى ولم يصلوا على نبيهم صلى الله عليه وسلم إلا كان عليهم حسرة يوم القيامة (الدعاء للطبرانی، رقم الحديث ۱۹۲۸)

[۳] رقم الحديث ۱۸۶۳، عمل اليوم والليلة للنسائی، رقم الحديث ۵۸، باب التشديد فی ترك الصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم.

قال ابن حجر: ورجاله رجال الصحيح (نتائج الافكار، ج۴ ص ۲۹، باب أمر من ذكر عنده النبی صلى الله عليه وسلم بالصلاة عليه والتسليم صلى الله عليه وسلم، المجلس: ۲۹۹)

سڑی ہوئی لاش سے اٹھتی ہے (مسند طیالسی)

مطلب یہ ہے کہ اللہ کا ذکر اور درود سے خالی ہونے کی وجہ سے وہ مجلس باعثِ رغبت نہیں ہوتی۔ [1]

درود شریف بھی ذکرُ اللہ کی ایک قسم ہے، اور ذکرُ اللہ کے بعد درود شریف کا ذکر اس کی خاص فضیلت واہمیت کی وجہ سے ہے۔ [2]

ورنہ اگر مجلس میں درود شریف کی بجائے کوئی بھی ذکرُ اللہ کر لیا جائے، یا صرف درود پڑھ لیا جائے، تو اس مجلس کے قیامت کے دن حسرت کا باعث ہونے سے حفاظت ہو جائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ بعض روایات میں اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے عام ذکرُ اللہ کے تذکرہ پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور درود شریف کا ذکر نہیں کیا گیا، اور بعض روایات میں صرف درود شریف پر اکتفاء کرنے کا ذکر آیا ہے۔ [3]

---

[1] (ما اجتمع قوم تفرقوا عن غير ذكر الله وصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم إلا قاموا عن أنتن من جيفة) هذا على طريق استقذار مجلسهم العارى عن الذكر والصلاة عليه استقذارا يبلغ إلى هذه الحالة وما بلغ هذا المبلغ فى كراهة الرائحة وجب التفرق عنه والهرب منه

(الطيالسى) أبو داود (هب والضياء) المقدسى (عن جابر) ورواه عنه النسائى فى يوم وليلة وتمام فى فوائده قال القسطلانى :رجاله رجال الصحيح على شرط مسلم انتهى .ورمز المصنف لصحته(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۷۷۷۸)

[2] ما جلس قوم مجلسا لم يذكروا الله فيه، ولم يصلوا على نبيهم) : تخصيص بعد تعميم (إلا كان) : أى :ذلك المجلس (عليهم ترة، فإن شاء عذبهم) : أى :بذنوبهم السابقة وتقصيراتهم اللاحقة (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۵۵۵، كتاب الدعوات، باب ذكر الله عز وجل)

[3] عن أبى هريرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ما جلس قوم مجلسا لم يذكروا الله فيه إلا كان عليهم ترة، وما مشى أحد ممشى لم يذكر الله فيه إلا كان عليه ترة، وما أوى أحد إلى فراشه ولم يذكر الله فيه إلا كان عليه ترة (صحيح ابنِ حبان رقم الحديث ۸۵۳)

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية ابنِ حبان)

عن أبى سعيد الخدرى قال ما جلس قوم مجلسا لم (يصل) فيه على النبى صلى الله عليه وسلم إلا كانت عليهم حسرة وإن دخلوا الجنة(عمل اليوم والليلة للنسائى، رقم الحديث ۴۱۰)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراسی طرح مذکورہ حکم اجتماعی نشست کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اگر کوئی انفرادی طور پر کسی جگہ بیٹھے، یا لیٹے تو تب بھی اس کے لئے ذکر ودرود شریف کا مذکورہ حکم ہے، چنانچہ بعض احادیث میں تنہا کسی ایک شخص کے حق میں بھی اس طرح ذکر آیا ہے۔ [1]

بہر حال ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جس مجلس اورنشست وبرخاست کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اوربطورِ خاص درود شریف پڑھ لیا جائے، تو وہ مجلس ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسان کے لئے حسرت کا باعث نہیں ہوگی، اس سے ہرنشست وبرخاست کے وقت درود شریف پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما جلس قوم مجلسا ثم تفرقوا عن غير صلاة على النبى صلى الله عليه وسلم إلا تفرقوا على أنتن من ريح الجيفة(عمل اليوم والليلة للنسائى، رقم الحديث ۴۱۱)

[1] چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اس طرح مروی ہے کہ:

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قعد مقعدا لم يذكر الله فيه كانت عليه من الله ترة ومن قال مقاما لم يذكر الله فيه كانت عليه من الله ترة ومن اضطجع مضجعا لم يذكر الله فيه كانت عليه من الله ترة(السنن الكبرىٰ للنسائى رقم الحديث ۱۰۲۳۷)

اورایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من اضطجع مضجعا لم يذكر الله فيه كان عليه ترة يوم القيامة ومن جلس مجلسا لم يذكر الله فيه كان عليه ترة يوم القيامة، ومن مشى ممشى لم يذكر الله فيه كان عليه ترة يوم القيامة "(شعب الايمان للبيهقى رقم الحديث ۵۳۹، فصل فى إدامة ذكر الله عز وجل)

[2] (ما جلس قوم مجلسا لم يذكروا الله فيه ولم يصلوا) فيه (على نبيهم إلا كان عليهم ترة) بمثناة فوقية وراء مهملة مفتوحتين أى تبعة كذا ضبطه بعضهم ، وقال فى الرياض :بكسر المثناة فوق وهى النقص وقيل التبعة (فإن شاء عذبهم) بذنوبهم (وإن شاء غفر لهم) فيتأكد ذكر الله والصلاة على رسوله عند إرادة القيام من المجلس وتحصل السنة فى الذكر والصلاة بأى لفظ كان لكن الأكمل فى الذكر سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك وفى الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم ما فى آخر التشهد(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۷۸۸۶)

(۷)......دعاء کے ساتھ درود شریف

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

كُلُّ دُعَآءٍ مَحْجُوْبٌ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ (المعجم الاوسط للطبرانی) [۱]

ترجمہ: ہر دعاء رُکی رہتی ہے، یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود نہ پڑھا جائے (طبرانی، بیہقی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مرفوعاً یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کی صورت میں بھی مروی ہے، لیکن محدثین نے اس کو سند کے اعتبار سے کمزور اور موقوف (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہونے) کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔

لیکن ایسی بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر خود سے بیان کرنا ممکن نہیں، اس لئے ایسی بات کے بارے میں یہی گمان کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی بیان کی ہوگی۔ [۲]

---

[۱] قم الحديث ۷۲۱، شعب الايمان للبيهقي رقم الحديث ۱۴۷۴ ورقم الحديث ۱۴۷۵ ،باب في تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم وإجلاله وتوقيره صلى الله عليه وسلم.

[۲] قال البيهقي:ورويناه من وجه آخر، عن مالك بن دينار، عن انس بن مالك مرفوعا(شعب الايمان للبيهقي، حواله بالا)

وقال الهيثمي:رواه الطبراني في الاوسط ، ورجالهٔ ثقات، وقد تقدم في اول الباب قبل هذا حديث ابن مسعود، وهو حديث جيد ، وحديث جابر، وحديث فضالة بن عبيد(مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۶۲ ،باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره)

وقال المنذري:رواه الطبراني في الأوسط موقوفا ورواته ثقات ورفعه بعضهم والموقوف أصح (الترغيب والترهيب ،تحت حديث رقم ۲۵۸۹، كتاب الذكر والدعاء)

وقال الالباني: "كل دعاء محجوب حتى يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم ."

رواه ابن مخلد في "المنتقى من أحاديثه(۱/۷۶)" "والأصبهاني في "الترغيب "(ق ۲/۱۷۱) عن سلام بن سليمان حدثنا قيس عن أبي إسحاق عن الحارث عن علي مرفوعا.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وهذا إسناد ضعيف مسلسل بالعلل:
الأولى :الحارث، وهو ابن عبد الله الأعور، قال الحافظ " :كذبه الشعبى فى رأيه ورمى بالرفض، وفى حديثه ضعف ."
قلت :لكن كذبه ابن المدينى مطلقا.
الثانية :أبو إسحاق السبيعى، ثقة ولكنه على اختلاطه مدلس، وقد عنعنه بل ذكروا فى ترجمته أنه لم يسمع من الحارث إلا أربعة أحاديث والباقى كتاب.
الثالثة والرابعة :قيس -وهو ابن الربيع -وسلام بن سليمان -وهو المدائنى الضرير -ضعيفان.
لكن يبدو أن له طريقا أخرى، فقد أورده السخاوى فى "القول البديع "(ص۔ ۲۲۳ بيروت) من رواية البيهقى فى "الشعب "وأبى القاسم التيمى وغيرهما عن الحارث الأعور عن على مرفوعا نحوه .وقال " :الأعور قد ضعفه الجمهور، وروى عن أحمد بن صالح توثيقه ."
قلت :فلم يعله بغير الأعور، لكن ذكر له متابعا فقال " :وأخرجه الطبرانى فى "الأوسط " والبيهقى فى "الشعب "من رواية الحارث وعاصم بن ضمرة عن على.
ورواه الطبرانى أيضا والهروى فى "ذم الكلام "له، وأبو الشيخ والديلمى من طريقه، والبيهقى أيضا فى "الشعب "كلهم موقوفا باختصار " :كل دعاء محجوب حتى يصلى على محمد وآل محمد صلى الله عليه وسلم ."والموقوف أشبه ."وقال الهيثمى فى هذا الموقف(۱۰/۱۶۰) " رواه الطبرانى فى "الأوسط "، ورجاله ثقات ."
قلت :وهو فى حكم المرفوع لأن مثله لا يقال من قبل الرأى كما قال السخاوى (ص۲۲۳)وحكاه عن أئمة الحديث والأصول .وقد وجدت له شاهدا بلفظ " :الدعاء محجوب حتى يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ."أخرجه ابن حبان فى ترجمة "إبراهيم بن إسحاق الواسطى "من " الضعفاء "له يسنده عن ثور بن يزيد عن خالد ابن معدان عن معاذ بن جبل مرفوعا .وقال فيه ": يروى عن ثور ما لا يتابع عليه وعن غيره من الثقات المقلوبات، على قلة روايته لا يجوز الاحتجاج به ."
وأورده ابن أبى حاتم(۱/۱/۸۷)فلم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا .وله شاهد آخر، فقال ابن القيم فى "فى جلاء الأفهام "(ص ۲۶۱) " : وقال أحمد بن على بن شعيب (هو النسائى الإمام) : حدثنا محمد بن حفص حدثنا الجراح بن مليح (الأصل :يحيى) : حدثنى عمر (الأصل :عمرو) بن عمرو قال :سمعت عبد الله بن بسر يقول :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :الدعاء كله محجوب حتى يكون أوله ثناء على الله عز وجل، وصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، ثم يدعو فيستجاب لدعائه ."وعمر بن عمرو هذا هو الأحموسى له عن عبد الله بن بسر حديثان هذا أحدهما ."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ(سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: بے شک دعاء آسمان اورزمین کے درمیان موقوف رہتی ہے، اس کا کوئی حصہ بھی اوپرنہیں چڑھتا، جب تک کہ تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھ لو(ترمذی)

اس حدیث کی سند پر اگرچہ محدثین نے کلام کیا ہے، لیکن اس کی تائید گزشتہ روایت سے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت :قال ابن أبی حاتم (۳/۱/۱۲۷) " :شامی، أبو حفص، أدرک عبد الله بن بسر ...قال أبی: لا بأس بہ، صالح الحدیث، هو من ثقات الحمصیین ."والجراح ابن ملیح هو البهرانی، شامی حمصی، روی عن جمع منهم الأحموسی هذا کما فی "الجرح والتعدیل(۱/۱/۵۲۴) "وقال عن أبیه " :صالح الحدیث ."

ومحمد بن حفص الظاهر أنه الوصابی الحمصی أبو عبید روی عن محمد بن حمیر وغیره ، قال ابن أبی حاتم (۳/۲/۲۳۷) "أدرکته، وأردت قصده والسماع منه، فقال لی بعض أهل حمص :لیس بصدوق، ولم یدرک محمد بن حمیر، فترکته ."وقال ابن منده " :ضعیف ."وذکره ابن حبان فی "الثقات "، وقال " :یغرب ."

والحدیث رواه الدیلمی فی "مسند الفردوس "من حدیث أنس کما فی "القول البدیع "(ص ۲۲۲)ولم یتکلم علی إسناده بشیء .وقد جزم المناوی بضعفه، فقال : "فیه محمد بن عبد العزیز الدینوری، قال الذهبی فی "الضعفاء :"منکر الحدیث ."وجزم بأن روایة الطبرانی المتقدمة جیدة الإسناد.

وخلاصة القول أن الحدیث بمجموع هذه الطرق والشواهد لا ینزل عن مرتبة الحسن إن شاء الله تعالی علی أقل الأحوال .ثم وقفت علی إسناده عند الطبرانی فی "الأوسط(۴/۴۴۸) "مصورة الجامعة الإسلامیة) ، فإذا هو من طریق عامر بن یسار حدثنا عبد الکریم الجزری عن أبی إسحاق الهمدانی عن الحارث وعاصم بن ضمرة عن علی موقوفا.

قلت :وهذا إسناد رجاله ثقات کما تقدم عن الهیثمی، لکن أبو إسحاق -وهو السبیعی -مدلس وکان اختلط إلا أن ذلک لا یضر فی الشواهد .والله أعلم.

ومن شواهده ما أخرجه الترمذی(۱/۹۷)عن أبی قرة الأسدی عن سعید بن المسیب عن عمر قال: "إن الدعاء موقوف بین السماء والأرض، لا یصعد منه شیء حتی تصلی علی نبیک صلی الله علیه وسلم ."وأبو قرة مجهول(سلسلة الاحادیث الصحیحة، رقم الحدیث ۲۰۳۵)

[1] رقم الحدیث ۴۸۶، ابواب الوتر ، باب ما جاء فی فضل الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم.

ہوتی ہے۔ [1]

اور اگر چہ یہ حدیث موقوف ہے، لیکن حکماً مرفوع ہے، کیونکہ ایسی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر صرف عقل اور اپنے اجتہاد کی بنیاد پر نہیں کہی جاسکتی، جیسا کہ پہلے گزرا۔ [2]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِجْعَلُوْنِیْ فِیْ أَوَّلِ الدُّعَآءِ وَفِیْ آخِرِ الدُّعَآءِ (شعب الایمان للبیهقی) [3]

ترجمہ: تم مجھے (یعنی میرے اوپر درود بھیجنے کا عمل) دعاء کے شروع اور آخر میں کرو (بیہقی، مسند حمید)

---

[1] قال البوصیری: وقال إسحاق بن راهویه :حَدَّثَنَا النضر بن شمیل ، أَنْبَأَنَا أبو قرة ,هو الأسدی ,عن سعید بن المُسَیَّب ، عن عُمَر بن الخطاب ، رضی الله عنه ، قال :ذکر لی أن الدعاء یکون بین السماء والأرض لا یصعد منه شیء حتی یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم..

هذا إسناد موقوف رجاله رجال الصحیح إلَّا أبا قرة الأسدی فإنی لم أر من تکلم فیه بعدالة ولا جرح، لکن أخرج ابن خزیمة حدیثه فی صحیحه وقال :لا أعرفه بعدالة ولا جرح(اتحاف الخیرة المهرة، تحت رقم الحدیث ٦١٧٧،باب استفتاح الدعاء بالثناء علی الله ,عز وجل ,والصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم)

[2] (وعن عمر بن الخطاب) : رضی الله عنه (قال) ، أی :موقوفا (إن الدعاء موقوف بین السماء والأرض لا یصعد) : بفتح الیاء :وقیل :بضمها، کما فی قوله تعالی :(إلیه یصعد الکلم الطیب) والجمهور علی الفتح، وقرء فی الشواذ بالضم، (منها) ، أی :من الدعوات، وفی نسخة صحیحة ": منه "، أی :من الدعاء جنسه (شیء حتی تصلی علی نبیک) : قال الطیبی :یحتمل أن یکون من کلام عمر، فیکون موقوفا، وأن یکون ناقلا کلام رسول الله صلی الله علیه وسلم، فحینئذ فیه تجرید، وعلی التقدیرین الخطاب عام لا یختص بمخاطب دون مخاطب، (رواه الترمذی) : قال میرک :من طریق أبی قرة الأسدی، عن سعید بن المسیب، وهو من کبار التابعین، عن عمر موقوفا وقد روی مرفوعا أیضا، والصحیح وقفه، لکن قال المحققون من علماء الحدیث :إن مثل هذا لا یقال من قبل الرأی فهو مرفوع حکما اهـ (مرقاة المفاتیح ،ج٢ص ٧٥١،کتاب الصلاة، باب الصلاة علی النبی وفضلها)

[3] رقم الحدیث ١٤٧٦ ، باب فی تعظیم النبی صلی الله علیه وسلم وإجلاله وتوقیره صلی الله علیه وسلم، مسند عبد بن حمید رقم الحدیث ١١٣٤ .

یہ حدیث بھی سند کے اعتبار سے اگرچہ کمزور ہے، لیکن دوسری روایات کی موجودگی میں قابلِ قبول ہے۔ [۱]

حضرت ابوعبیدہ اپنے والد حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّسْأَلَ فَلْيَبْدَأْ بِالْمَدْحَةِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيُصَلِّ بَعْدُ فَإِنَّهٗ أَجْدَرُ أَنْ يُّنْجَحَ (مصنف عبدالرزاق) [۲]

---

[۱] قال الهيثمي: رواه البزار وفيه موسى بن عبيدة وهو ضعيف(مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۶۰ ،باب فيما يستفتح به الدعاء من حسن الثناء على الله سبحانه والصلاة على النبى محمد صلى الله عليه وسلم)

وقال ابن حجر:هذا حديث غريب.أخرجه عبد الرزاق فى جامعه عن سفيان الثورى.

وأخرجه البزار فى مسنده عن عمرو بن على، عن أبى عاصم، كلاهما عن موسى بن عبيدة.

فوقع لنا عاليا.

وموسى الذى انفرد به ضعفه جماعة من قبل حفظه.

وشيخه لا يعرف له إلا هذا الحديث، وقد ذكره ابن حبان والعقيلى فى الضعفاء من أجل هذا الحديث.

وقال البخارى فى ترجمته :لم يثبت حديثه.

وأخرج سفيان بن عيينة فى جامعه رواية سعيد بن عبد الرحمن، عنه، عن يعقوب بن زيد بن طلحة، يبلغ به النبى صلى الله عليه وسلم قال(لا تجعلونى كقدح الراكب، اجعلونى أول دعائكم وأوسطه وآخره)

وسنده مرسل أو معضل، فإن كان يعقوب أخذه عن غير موسى تقوت به رواية موسى، والله أعلم (نتائج الافكار ، ج۴ص۵۰، ۵۱، باب استفتاح الدعاء بالحمد لله تعالى والصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم ،المجلس: ۳۰۶)

[۲] رقم الحديث ۱۹۶۴۲ ،كتاب اهل الكتابين، باب الدعاء، واللفظ لهٗ،المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ۸۶۹۲.

قال الهيثمي: رواه الطبرانى ورجاله رجال الصحيح إلا أن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه .(مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۶۰ ،باب فيما يستفتح به الدعاء من حسن الثناء على الله سبحانه والصلاة على النبى محمد صلى الله عليه وسلم)

وقال المنذرى فى موضع :وابوعبيدة اسمه عامر ولم يسمع من ابيه عبدالله بن مسعودرضى الله عنه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی دعاء کا ارادہ کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ پہلے اللہ کی شایانِ شان حمد وثناء کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور پھر دعاء کے بعد درود بھیجے، کیونکہ یہ کامیابی (اور قبولیت) کے زیادہ لائق ہے (عبدالرزاق، طبرانی)

اس قسم کی کئی روایات مروی ہیں، جن میں سے بعض اگرچہ سند کے لحاظ سے کمزور ہیں، لیکن ان سب کے مجموعہ سے دعاء کے ساتھ درود شریف کے مستحب درجہ کا ثبوت ہونے میں شبہ نہیں۔

اوران احادیث وروایات کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ دعاء سے پہلے اور دعاء کے درمیان اور آخر میں یا کم ازکم اول وآخر میں درود شریف پڑھنا دعاء کی زیادہ قبولیت کا باعث ہے۔ [1]

(۸)...... مسجد میں داخل وخارج ہوتے وقت درودوسلام

جن مقامات پر درودوسلام پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، ان میں سے ایک مقام مسجد میں داخل اور خارج ہونے کا بھی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقيل سمع منه(الترغيب والترهيب ج ا ص ٢٩٠، تحت رقم الحديث ١٠٦٨)

وقال ابن تيمية:ويقال إن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه؛ لكن هو عالم بحال أبيه متلق لآثاره من أكابر أصحاب أبيه وهذه حال متكررة من عبد الله -رضى الله عنه -فتكون مشهورة عند أصحابه فيكثر المتحدث بها ولم يكن فى أصحاب عبد الله من يتهم عليه حتى يخاف أن يكون هو الواسطة فلهذا صار الناس يحتجون برواية ابنه عنه وإن قيل إنه لم يسمع من أبيه(مجموع فتاوىٰ ابنِ تيمية، ج٦ ص ٤٠٤، متابعة حديث سوق الجنة)

[1] من أراد أن يسأل الله حاجته فليكثر بالصلاة على النبى -صلى الله عليه وسلم -ثم يسأل الله حاجته، وليختم بالصلاة على النبى -صلى الله عليه وسلم -فإن الله يقبل الصلاتين، وهو أكرم من أن يدع ما بينهما .اهـ(ردالمحتار، ج ا ص ٥٢٠، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة)

اور وظائف واوراد میں بھی بزرگانِ دین سے عموماً اول وآخر درود شریف کی اہمیت منقول ہے۔

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلْ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلِ اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۲۰۴۷، كتاب الصلاة، باب الامامة والجماعة) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے، اور یہ دعاء پڑھے کہ:

" اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ "

''اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے''

اور جب مسجد سے نکلے، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے، اور یہ دعاء پڑھے کہ:

" اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ "

''اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے محفوظ فرمائیے'' (ابنِ حبان)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور یہ دعاء پڑھے کہ:

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده قوى، على شرط مسلم، رجاله رجال الشيخين غير الضحاک بن عثمان، فإنه من رجال مسلم وحده (حاشية ابنِ حبان)

[2] رقم الحديث ۷۴۷، كتاب الامامة وصلاة الجماعة.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه.
وقال الذهبى فى التلخيص: على شرطهما.

" اَللّٰھُمَّ أَجِرْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ "

''اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے محفوظ فرمائیے'' (حاکم)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ .وَإِذَا خَرَجَ، صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے، تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود پڑھتے اور سلام پڑھتے، اور یہ دعاء فرماتے کہ:

" اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ "

'' اے اللہ ! میرے گناہ معاف فرمادیجئے، اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے''

اور جب مسجد سے نکلتے، تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود پڑھتے ، اور یہ دعاء فرماتے کہ:

" اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ "

'' اے اللہ! میرے گناہ معاف فرمادیجئے، اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دیجئے'' (مسند احمد، عبدالرزاق)

اور اسماعیل بن اسحاق نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت نقل فرمائی ہے، اس میں

---

[1] رقم الحديث ٢٦٤١٦ ،مصنف عبدالرزاق رقم الحديث ١٦٦٤ ،كتاب الصلاة، باب ما يقول إذا دخل المسجد وخرج منه.

قال شعيب الارنؤوط:صحيح لغيره، دون قوله" :اللهم اغفر لى ذنوبى"، فحسن(حاشية مسند احمد)

''بسم اللہ'' کا اضافہ بھی ہے۔

چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس طرح نقل کیا ہے کہ:

إِذَا دَخَلْتِ الْمَسْجِدَ فَقُوْلِیْ: بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، وَاغْفِرْ لَنَا، وَسَهِّلْ لَنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ، فَإِذَا فَرَغْتِ، فَقُوْلِیْ مِثْلَ ذٰلِکَ، غَيْرَ أَنْ تَقُوْلِیْ: وَسَهِّلْ لَنَا أَبْوَابَ فَضْلِکَ (فضل الصلاة علی النبی لاسماعیل بن اسحاق، رقم الحدیث ۸۲) [1]

ترجمہ: جب آپ مسجد میں داخل ہوں تو یہ دعاء پڑھیں کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، وَاغْفِرْ لَنَا، وَسَهِّلْ لَنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ.

''اللہ کے نام سے اور اللہ کے رسول پر سلام ہو، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد کی آل پر رحمت نازل فرما، اور ہماری مغفرت فرما، اور ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے آسان فرما''

اور جب آپ مسجد سے فارغ ہو کر نکلیں، تو یہی الفاظ کہیں، سوائے اس کے کہ آخر میں (أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ کے بجائے) یہ کہیں کہ:

سَهِّلْ لَنَا اَبْوَابَ فَضْلِکَ

''ہمارے لئے اپنے فضل کے دروازے آسان فرما'' (یعنی فرق صرف ''فَضْلِکَ'' اور ''رَحْمَتِکَ'' کے الفاظ کا ہے) (فضل الصلاۃ علی النبی)

حضرت ابوحمید یا حضرت ابواسید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ

---

[1] قال الالبانی: صحیح لغیرہ (تحقیق فضل الصلاۃ علی النبی، تحت رقم الحدیث ۸۲)

فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، فَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھے اور یہ دعاء پڑھے کہ:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

''اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے''

اور جب مسجد سے نکلے تو یہ دعاء پڑھے کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

''اے اللہ! میں آپ سے آپ کے فضل کا سوال کرتا ہوں'' (ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ .وَإِذَا خَرَجَ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ (عمل اليوم والليلة لابن السنى) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے، تو یہ دعاء پڑھتے کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

---

[1] رقم الحديث ۴۶۵، كتاب الصلاة، باب فيما يقوله الرجل عند دخوله المسجد.
قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد قوى من أجل عبد العزيز بن محمد الدراوردى، وقد توبع (حاشية سنن ابى داؤد)

[2] رقم الحديث ۸۸، باب مايقول اذا دخل المسجد.
قال الالبانى: أخرجه ابن السنى فى (عمل اليوم والليلة) (ص ۳۱ رقم ۸۶) قال :ثنى الحسن بن موسى الرسعنى :ثنا إبراهيم بن الهيثم البلدى :ثنا إبراهيم بن محمد بن البحترى -شيخ صالح بغدادى :-ثنا عيسى بن يونس عن معمر عن الزهرى عنه. وهذا سند حسن أو محتمل للتحسين (الثمر المستطاب فى فقه السنة والكتاب، ج۲، ص۶۰۴، كتاب الصلاة، احكام المساجد)

’’اللہ کے نام سے، اے اللہ! محمد پر درود نازل فرما‘‘

اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعاء پڑھتے کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

’’اللہ کے نام سے، اے اللہ! محمد پر درود نازل فرما‘‘ (ابن سنی)

اس سلسلہ میں اور احادیث بھی مروی ہیں، جن میں سے بعض کی سند پر کلام ہے۔ [۱]

---

[۱] عن سعيد بن أبى سعيد، أن كعبا قال :لأبى هريرة " :احفظ على اثنتين، إذا دخلت المسجد سلم على النبى صلى الله عليه وسلم، وقل :اللهم افتح لى أبواب رحمتك، وإذا خرجت قل :اللهم صل على محمد، اللهم أعذنى من الشيطان " (مصنف عبدالرزاق رقم الحديث ۱۶۷۰، كتاب الصلاة، باب ما يقول إذا دخل المسجد وخرج منه)

عن سعيد بن أبى سعيد، عن أبى هريرة، قال :قال لى كعب بن عجرة :إذا دخلت المسجد فسلم على النبى صلى الله عليه وسلم وقل :اللهم افتح لى أبواب رحمتك، وإذا خرجت فسلم على النبى صلى الله عليه وسلم وقل :اللهم احفظنى من الشيطان(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۳۴۳۴)

عن أبى بكر بن محمد بن عمرو بن حزم قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل المسجد قال :السلام على النبى ورحمة الله، اللهم افتح لى أبواب رحمتك والجنة، وإذا خرج قال :السلام على النبى ورحمة الله، اللهم أعذنى من الشيطان، ومن الشر كله(مصنف عبدالرزاق رقم الحديث ۱۶۶۳، كتاب الصلاة، باب ما يقول إذا دخل المسجد وخرج منه)

حدثنا محمد بن جعفر ابن الإمام، ثنا حسين بن على بن جعفر الأحمر، ثنا إسماعيل بن صبيح، عن سالم بن عبد الأعلى، عن نافع، عن ابن عمر قال :علم رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسن بن على إذا دخل المسجد أن يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم، ويقول :اللهم اغفر لنا ذنوبنا، وافتح لنا أبواب رحمتك، وإذا خرج صلى على النبى صلى الله عليه وسلم، وقال :اللهم افتح لنا أبواب فضلك.

لم يرو هذين الحديثين إلا أبو الفيض، تفرد بهما إسماعيل بن صبيح (المعجم الأوسط للطبرانى، رقم الحديث ۶۲۱۲)

قال ابن حجر:قلت :أبو الفيض كنية سالم المذكور، ولم ينفرد به إسماعيل، فقد أخرجه ابن السنى من رواية الوليد بن القاسم عن سالم بن عبد الأعلى.

وسالم المذكور ضعيف جدا.

قال فيه ابن حبان :كان يضع الحديث(نتائج الأفكارفى تخريج أحاديث الأذكار، ج ۱، ص ۲۷۹، باب :ما يقوله عند دخول المسجد والخروج منه)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت مذکورہ دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی پڑھ لیں۔

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ مذکورہ روایات میں سے بعض میں صرف درود کا اور بعض میں صرف سلام کا، اور بعض میں دونوں کا ذکر ہے، اور درود کا درجہ سلام سے زیادہ ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا بھی عمل ہے، نیز اکثر احادیث میں درود شریف کی فضیلت زیادہ آئی ہے۔

اس لئے مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت مسنون دعاؤں سے پہلے سلام کے بجائے درود پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہوگا، اور اگر دونوں کو جمع کیا جائے، تو اس کی اور زیادہ فضیلت ہوگی، اور اگر درود کے بجائے سلام پڑھا جائے، تو اس کی بھی گنجائش ہوگی۔ [1]

والله تعالیٰ اعلم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الحوينى: وأخرج الطبرانى فى "الأوسط (۲۲۱۲)" قال: حدثنا محمد بن جعفر ابن الامام، ثنا حسين بن على بن جعفر، ثنا إسماعيل بن صبيح، عن سالم بن عبد الأعلى، عن نافع عن ابن عمر قال: علَّم رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسن بن على إذا دخل المسجد أن يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ويقول ": اللهم اغفر لنا ذنوبنا وأفتح لنا أبواب رحمتك "وإذا خرج صلى على النبى صلى الله عليه وسلم وقال ": اللهم افتح لنا أبواب فضلك."

قال الطبرانىّ ": لم يرو هذا الحديث إلاَّ أبو الفيض، تفرَّد به: إسماعيل بن صبيح."

قُلْتُ: رضى اللَّهُ عنك! فلم يتفرد به إسماعيل، فتابعه الوليد بن القاسم الهمدانى، قال: حدثنا سالم ابن عبد الأعلى بسنده سواء.

أخرجه ابن السُّنى فى "اليوم والليلة (۸۹)" قال: أخبرنا أبو حفص عمر بن محمد بن بكار القافلانى، حدثنا يوسف بن موسى، حدثنا الوليد به.

قال الهيثمىُّ (۲/۳۲) ": فيه سالم بن عبد الأعلى، وهو متروكٌ "اهـ.

وقال ابن حبان ": كان يضع الحديث."(تنبيه الهاجد الى ما وقع من النظر فى كتب الاماجد، تحت رقم الحديث ۳۱۹)

[1] ملحوظ رہے کہ مذکورہ احادیث میں درود پڑھنے کا تو "اللّٰہم" کے بغیر ذکر نہیں، بلکہ متعدد روایات میں "اللّٰہم صل علیٰ محمد" کی صراحت ہے، اور ہمیں کسی روایت میں "بسم اللہ والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ" کے الفاظ نہیں ملے، البتہ "بسم اللہ والسلام علیٰ رسول اللہ" کے الفاظ بعض روایات میں ملے ہیں۔ محمد رضوان۔

واعلم أن النووى نقل عن العلماء أن الصلاة والسلام يكره إفراد أحدهما عن الآخر وقد وقع إفراد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۹)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر درودوسلام

جن مواقع پر درودوسلام کی زیادہ فضیلت ہے، ان میں سے ایک موقع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے۔ [۱]

حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ : كَانَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ جَاءَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَدَعَا ثُمَّ انْصَرَفَ.

قَالَ مُحَمَّدٌ : هٰكَذَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَّفْعَلَهُ إِذَا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ يَأْتِيْ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (المؤطا للامام محمد) [۲]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر کا ارادہ فرماتے، یا سفر سے واپس تشریف لاتے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہوتے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے، اور دعاء کرتے، اور اس کے بعد وہاں سے جاتے تھے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

السلام فی هذا الحديث وورد إفراد الصلاة فی حديث ابن السنی عن أنس ولفظه كان إذا دخل المسجد قال بسم الله اللهم صل على محمد وإذا خرج قال مثل ذلک فإفراد كل منهما فی هذين الحديثين يعكر على القول بالكراهة والظاهر أن مرادهم أن محل كراهة الإفراد فيما لم يرد الإفراد فيه وأن أصل السنة تحصل بالإتيان بأحدهما وكمالها إنما يحصل بجمعهما كما ورد فی حديث يأتی(فيض القدير للمناوی ،تحت رقم الحديث ۵۸۲)

صرح الفقهاء بأنه يستحب عند الخروج من المسجد أن يقدم رجله اليسرى، ويستحب أن يقال عند الخروج " :اللهم إنی أسألک من فضلک "أو يقول " :رب اغفر لی، وافتح لی أبواب فضلک "، وذلک بعد الصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۹، ص۱۱۲ ،مادة "خروج")

[۱] ونص العلماء على استحبابها فی مواضع :..........وعند زيارة قبره الشريف صلى الله عليه وسلم(ردالمحتار، ج۱ ص۵۱۸، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة)

[۲] رقم الحديث ۹۴۷،ابواب السير،باب قبر النبی صلى الله عليه وسلم وما يستحب من ذلک.

امام محمد فرماتے ہیں کہ اسی طرح عمل کرنا مناسب ہے، جب کوئی مدینہ میں آئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہو (مؤطا)

اور حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے ہی روایت ہے کہ:

رَأَیُتُ عَبُدَ اللّٰہِ بُنَ عُمَرَ یَقِفُ عَلٰی قَبُرِ النَّبِیِّ وَیُصَلِّیُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیُہِ وَسَلَّمَ (فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق، رقم الحدیث ۹۸) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر کھڑے ہوئے دیکھا، اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہے تھے (فضل الصلاۃ)

ان دونوں روایتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر درود شریف پڑھنا ثابت ہوا۔

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابُنِ عُمَرَ، أَنَّہٗ کَانَ إِذَا أَرَادَ أَنُ یَّخُرُجَ دَخَلَ الُمَسُجِدَ فَصَلّٰی، ثُمَّ أَتٰی قَبُرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیُہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیُکَ یَا رَسُوُلَ اللّٰہِ .اَلسَّلَامُ عَلَیُکَ یَا أَبَا بَکُرٍ .اَلسَّلَامُ عَلَیُک یَا أَبَتَاہُ، ثُمَّ یَکُوُنُ وَجُھَہٗ وَکَانَ إِذَا قَدِمَ مِنُ سَفَرٍ أَتَی الُمَسُجِدَ فَفَعَلَ ذٰلِکَ قَبُلَ أَنُ یَّدُخُلَ مَنُزِلَہٗ (مصنف ابن ابی شیبۃ) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جب کسی جگہ جانے کا ارادہ فرماتے، تو مسجد

---

[1] قال الالبانی: صحیح (تحقیق فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تحت رقم الحدیث ۹۸)

[2] رقم الحدیث ۱۱۹۱۵، کتاب الجنائز، باب من کان یأتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیسلم، فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۹۶، مصنف عبدالرزاق ،باب السلام علی القبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

نبوی میں داخل ہوتے، اور (سفر وحاجت کی) نماز پڑھتے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہوتے، اور یوں کہتے کہ:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أَبَا بَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أَبَتَاہُ.

(جس کا ترجمہ یہ ہے "اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو۔ اے ابوبکر! آپ پر سلام ہو۔ اے والد ماجد "حضرت عمر فاروق" آپ پر سلام ہو")

پھر اپنے سفر کا رُخ کرتے، اور جب سفر سے واپس آتے تو مسجد میں آتے، پھر وہی عمل کرتے (جو جاتے وقت کیا تھا) پھر اپنے گھر میں داخل ہوتے (ابنِ ابی شیبہ)

اور اسماعیل بن اسحاق رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن دینار کی سند سے اس طرح روایت کیا ہے کہ:

رَأَیْتُ ابْنَ عُمَرَ إِذَا قَدِمَ مِنَ سَفَرٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، السَّلَامُ عَلٰی أَبِیْ بَکْرٍ، السَّلَامُ عَلَی أَبِیْ، وَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ (فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۹۹) [۱]

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، جب وہ سفر سے تشریف لاتے تو مسجدِ نبوی میں داخل ہوتے، اور یہ کہتے کہ:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی أَبِیْ بَکْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلٰی أَبِیْ.

"اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو، ابوبکر پر سلام ہو، میرے والد پر سلام ہو"

پھر دو رکعت پڑھتے (فضل الصلاۃ)

---

[۱] قال الالبانی: صحیح (تحقیق فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تحت رقم الحدیث ۹۹)

اس سے پہلی روایت میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما تینوں پر خطاب کے ساتھ سلام کا ذکر ہے، اور اس روایت میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خطاب کے ساتھ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر خطاب کے بغیر سلام کا ذکر ہے۔

دونوں روایتوں میں تطبیق اور موافقت کی صورت یہ ہے کہ ممکن ہے کہ جب ہر ایک کی قبر مبارک پر سلام پڑھتے ہوں، تو خطاب کے صیغے کے ساتھ سلام پیش کرتے ہوں، اور جب صرف رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہوں، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کے صیغہ کے ساتھ اور باقی حضرات کو بغیر خطاب کے صیغے کے سلام پیش کرتے ہوں۔

اور امام ابوبکر محمد بن حسین بن عبداللہ آجری رحمہ اللہ حضرت ابنِ عوف سے روایت کرتے ہیں کہ:

سَأَلَ رَجُلٌ نَافِعًا: هَلْ كَانَ اِبْنُ عُمَرَ يُسَلِّمُ عَلَى الْقَبْرِ ؟ .قَالَ :نَعَمْ، لَقَدْ رَأَيْتُهُ مِائَةَ مَرَّةٍ أَوْ اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ كَانَ يَمُرُّ فَيَقُوْمُ عِنْدَهُ فَيَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى أَبِىْ بَكْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى أَبِىْ. (الشريعة للآجري) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت نافع سے سوال کیا کہ کیا حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ (نبی کی) قبر پر سلام کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں! میں نے سو مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ آپ کو دیکھا ہے، آپ گزرتے ہوئے قبر کے قریب ٹھہر جاتے تھے، اور یہ کہا کرتے تھے کہ:

اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى أَبِىْ بَكْرٍ ،

---

[1] رقم الحديث ١٨٥٣، كتاب مذهب أمير المؤمنين على بن أبى طالب رضى الله عنه فى أبى بكر وعمر وعثمان رضى الله عنهم أجمعين، باب ذكر دفن أبى بكر وعمر رضى الله عنهما مع النبى صلى الله عليه وسلم .

اَلسَّلَامُ عَلٰی أَبِیْ.

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو، ابوبکر پر سلام ہو، میرے والد پر سلام ہو''

(الشریعہ)

اس روایت میں بغیر خطاب کے صیغے کے سلام پیش کرنے کا ذکر ہے، اوراس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس طرح سے سلام آپ اس وقت کیا کرتے تھے، جب قبر کے بالکل قریب نہیں ہوتے تھے، بلکہ گزرتے ہوئے کچھ فاصلہ پر ٹھہر کر سلام پیش کیا کرتے تھے۔ کما فی الروایۃ ''کان یمر فیقوم'' واللہ اعلم۔

اس روایت کو نقل فرما کر علامہ آجری فرماتے ہیں کہ:

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَإِنَّا قَدْ رَأَیْنَا بِالْمَدِیْنَةِ أَقْوَامًا إِذَا نَظَرُوْا إِلٰی مَنْ یُّسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی أَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا یُنْکِرُوْنَ عَلَیْهِ وَیُکَلِّمُوْنَهٗ بِمَا یَکْرَهُ ، فَلِمَ صَارَ هٰذَا هٰکَذَا ، وَعَنْ مَّنْ أَخَذُوْا هٰذَا ؟ قِیْلَ لَهٗ: لَیْسَ الَّذِیْ یَفْعَلُ هٰذَا مِمَّنْ لَّهٗ عِلْمٌ وَّمَعْرِفَةٌ ، هٰؤُلَاءِ نَشَأُوْا مَعَ طَبْقَةٍ غَیْرِ مَحْمُوْدَةٍ یَسُبُّوْنَ أَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا فَلَیْسَ یَعُوْلُ عَلٰی مِثْلِ هٰؤُلَاءِ (الشریعة) [1]

ترجمہ: اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ ہم نے مدینہ میں کچھ لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ لوگ جب کسی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر سلام پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں، تو اس پر اعتراض کرتے ہیں، اوراس سے ناپسندیدہ باتیں کرتے ہیں، تو یہ اس طریقہ سے کیسے ہوگیا؟ اوران لوگوں نے یہ معترضانہ روش کہاں سے لی ہے؟

---

[1] تحت رقم الحدیث ۱۸۵۳، کتاب مذهب أمیر المؤمنین علی بن أبی طالب رضی الله عنه فی أبی بکر وعمر وعثمان رضی الله عنهم أجمعین، باب ذکر دفن أبی بکر وعمر رضی الله عنهما مع النبی صلی الله علیه وسلم .

اس کو جواب میں کہا جائے گا کہ یہ اعتراض اس شخص کی طرف سے نہیں ہوتا، جس کو علم اور معرفت ہوتی ہے، ان اعتراض کرنے والے لوگوں کی بود وباش ایسے برے طبقے میں ہوتی ہے کہ جو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہیں، تو ان جیسے لوگوں کے طرزِ عمل کو کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی (آجری)

اور منیب بن عبداللہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَتٰى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ (شعب الایمان للبیهقی) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آ کر کھڑے ہوگئے، پھر دونوں ہاتھ اٹھائے، یہاں تک کہ میرا گمان یہ ہوا کہ انہوں نے نماز شروع کردی ہے، پھر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ سلم پر سلام کیا، پھر واپس لوٹ گئے (بیہقی)

اگر کہا جائے کہ روایات میں قبر مبارک کے قریب کھڑے ہوکر خطاب کے صیغے کے ساتھ سلام کا تو ذکر ہے، مگر اس طرح خطاب کے صیغے کے ساتھ درود پڑھنے کا ذکر نہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات ہم نے الگ مقام پر تفصیل کے ساتھ ذکر کردی ہے کہ درود شریف کی زیادہ تعظیم اور سنت والا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جائے، مثلاً:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں خطاب کی ضرورت نہیں ہوگی، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاء

---

[1] رقم الحديث ٣٨٦٧، كتاب المناسك، باب فضل الحج والعمرة.

ہے، نبی پر رحمت نازل کرنے کی۔ [1]

---

[1] التنبيه الثانی :سئل شيخنا عن إضافة الصلاة إلی الله تعالی وملائكته دون السلام وأمر المؤمنين بها وبالسلام فأجاب بأنه يحتمل أن يقال السلام له معنيان التحية والإنقياد فؤمر به المؤمنون لصحتها منهم والله وملائكته لا يجوز منهم الإنقياد فلم يضف إليهم دفعاً للإيهام والله أعلم(القول البديع للسخاوی، ج ۱ ،ص ۴۲ ،ما الحكمة فی إضافة الصلاة إلی الله تعالی وملائكته دون السلام)

(ما الحكمة فی أن الله تعالی أمرنا أن نصلی عليه)ونحن نقول اللهم صل .

مهمة :قرأت فی شرح مقدمة أبی الليث للأمير المصطفی التركمانی من الحنفية مانصة، فإن قيل : ما الحكمة فی أن الله تعالی أمرنا أن نصلی ونحن نقول اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد فنسأل الله تعالی أن يصلی عليه ولا نصلی عليه نحن بأنفينا يعنی بأن يقول العبد فی الصلاة أصلی علی محمد قلنا لأنه -صلی الله عليه وسلم -طاهر لا عيب فيه ونحن فينا المعائب والنقائص فكيف يثنی من فيه .

معائب علی طاهر؟ فنسأل الله تعالی أن يصلی عليه لتكون الصلاة عن رب طاهر علی نبی طاهر كذا فی المرغينانی انتهی، ونحو ذلک منقول عن النيسابوری فی كتابه اللطائف والحكم فإنه قال لا يكفی للعبد أن يقول فی الصلاة صليت علی محمد لأن مرتبة العبد تقصر عن ذلک بل يسأل ربه أن يصلی عليه لتكون الصلاة علی لسان غيره وحينئذ فالمصلی فی الحقيقة هو الله ونسبة الصلاة إلی العبد مجازية بمعنی السؤال انتهی.

وقد أشار ابن أبی حجلة إلی شیء عن ذلک فقال الحكمة فی تعليمه الأمة صيغة اللهم صل علی محمد أنا لما أمرنا بالصلاة عليه ولم يبلغ قدر الواجب من ذلک أحلناه عليه لأنه أعلم بما يليق به، وهو كقوله لا أحصی ثناء عليک وسبق له أبو اليمن بن عساكر والله أعلم، إذا عرفت ذلک كله فلتكن صلاتک عليه كما أمرک بالصلاة عليه فبذلک تعظم حظوتک لديه وعليک بالأكثار منها والمواظبة عليها (القول البديع للسخاوی، ج ۱ ،ص ۷۲ و ۷۳، الباب الاول)

اور غالباً یہی وجہ ہے کہ ہمیں باوجود تلاشِ بسیار کے ذخیرۂ حدیث میں کوئی معتبر و مستند ایک بھی مستند حدیث ایسی نہیں ملی کہ جس میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کے بغیر درود کا ذکر ہو، بلکہ کسی صحابی سے قبرِ مبارک پر بھی اس طرح درود پڑھنے کا ذکر نہیں ملا۔

یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ حضرت نافع کی حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ روایات میں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک پر سلام پڑھنا مذکور ہے،اسی طرح حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبورِ مبارک پر بھی سلام پڑھنا مذکور ہے۔

اب جو اہلِ علم سلام کو رسولوں کے ساتھ خاص نہیں سمجھتے، ان کے قول پر تو اس سے کوئی شبہ نہیں ہوتا، لیکن جو اہلِ علم حضرات سلام کو نبیوں کے ساتھ خاص رکھتے ہیں، ان کے قول پر ان روایات سے غیرِ نبی پر سلام کے جواز کا شبہ وارد ہوسکتا ہے۔

لیکن ان کی طرف سے اس کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان روایات میں غیر نبی پر سلام اصلاً نہیں، بلکہ تبعاً وضمناً ہے، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو کر استعمال ہوا ہے، جس طرح کہ درودِ ابراہیمی وغیرہ میں غیر نبی پر درود تبعاً وضمناً ہے، اور تبعاً وضمناً غیر نبی پر سلام کے جواز میں شبہ نہیں۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

درود شریف کے دیگر مواقع

محدثین اور فقہائے کرام نے مذکورہ مواقع کے علاوہ مزید چند مواقع پر بھی درود شریف کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے، جن میں سے چند مواقع یہ ہیں:

(۱)...... حج وعمرہ کا احرام شروع کرنے کا تلبیہ پڑھنے کے بعد۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ان روایات میں جو سلام مذکور ہے، ممکن ہے اس سے سلامِ تحیۃ مراد ہو، جو زندہ حضرات اور عام اصحابِ قبور کے لئے بھی احادیث سے ثابت ہے، علامہ ابنِ تیمیہ کا موقف یہی ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اس طرح کی بعض احادیث کو ہم کتاب کے شروع کے حواشی میں ذکر کر چکے ہیں، اور ان میں اصحابِ قبور کے لئے بصیغۂ خطاب سلام کا ذکر ہے۔

جہاں تک اس خاص سلام یعنی سلامِ رسول کا تعلق ہے، جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سورہ احزاب میں مومنین کو حکم ہے، اور سورہ صافات میں رسولوں کے لئے ذکر ہے، تو اس سے یہ روایات ساکت ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور جونسا بھی سلام مراد لیا جائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سلام کے جواب دینے کا پہلے صحیح سند کے ساتھ ثبوت گزر چکا ہے۔ محمد رضوان۔

فعلم أن ما أمر الله به من ذلک فإنه يبلغه، وأما من سلم عليه عند قبره فإنه يرد عليه ذلک كالسلام على سائر المؤمنين؛ ليس هو من خصائصه، ولا هو السلام المأمور به الذى يسلم الله على صاحبه عشرا، كما يصلى على من صلى عليه عشرا، فإن هذا هو الذى أمر الله به فى القرآن، وهو لا يختص بمكان دون مكان.

وقد تقدم حديث أبى هريرة أنه يرد السلام على من سلم عليه، والمراد عند قبره، لكن النزاع فى معنى كونه عند القبر، هل المراد به فى بيته، كما يراد مثل ذلک فى سائر ما أخبر به من سماع الموتى إنما هو لمن كان عند قبورهم قريبا منها، أو يراد به من كان فى المسجد أيضا قريبا من الحجرة، كما قاله طائفة من السلف والخلف، وهل يستحب ذلک عند الحجرة لمن قدم من سفر أو لمن أراده من أهل المدينة أو لا يستحب بحال؟ وليس الاعتماد فى سماعه ما يبلغه من صلاة أمته وسلامهم إلا على هذه الأحاديث الثابتة(الرد على الأخنائى قاضى المالكية، ص۱۴۵ و ۱۴۶، فصل حديث من صلى على عند قبرى سمعته)

[۱] قال صالح :سمعت القاسم بن محمد ,يقول :كان يستحب للرجل إذا فرغ من تلبيته أن يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم(سنن الدارقطنى، تحت رقم الحديث ۲۵۰۷، كتاب الحج، باب المواقيت، واللفظ لهٗ، سنن البيهقى، كتاب الحج، باب ما يستحب من القول فى أثر التلبية)

ونص العلماء على استحبابها فى مواضع :..........وعند الفراغ من التلبية(ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۱۸، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة)

(۲)...... صفا اور مروہ پر سعی کرتے ہوئے۔ [۱]

(۳)...... جمعہ وعیدین اور نکاح وغیرہ کے خطبہ میں حمد وثناء کے بعد۔ [۲]

---

[۱] حدثنا عارم بن الفضل قال :ثنا عبد الله بن المبارک قال :ثنا زکریا ، عن وهب بن الأجدع قال :سمعت عمر بن الخطاب ، یقول :إذا قدمتم فطوفوا بالبیت سبعا ، وصلوا عند المقام رکعتین ، ثم ائتوا الصفا ، فقوموا من حیث ترون البیت ، فکبروا سبع تکبیرات بین کل تکبیرتین حمد لله ، وثناء علیه ، وصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم ، ومسألة لنفسک ، وعلی المروة مثل ذلک(فضل الصلاة علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۷۹)

حدثنا هدبة بن خالد قال ثنا همام بن یحیی قال :ثنا نافع ، أن عمر ، کان یکبر علی الصفا ثلاثا یقول : لا إله إلا الله وحده لا شریک له ، له الملک وله الحمد ، وهو علی کل شیء قدیر ، ثم یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ، ثم یدعو ویطیل القیام والدعاء ، ثم یفعل علی المروة نحو ذلک (فضل الصلاة علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۸۴)

ونص العلماء علی استحبابها فی مواضع :.......... وعند الصفا والمروة (ردالمحتار، ج ا ص ۵۱۸، کتاب الصلاة،باب صفة الصلاة)

[۲] ثم بحمد الله تعالی والثناء علیه والشهادتین والصلاة علی النبی -صلی الله علیه وسلم -والعظة والتذکیر والقراءة قال فی التجنیس والثانیة کالأولی إلا أنه یدعو للمسلمین مکان الوعظ قال فی البحر وظاهره أنه یسن قراء ة آیة فیها کالأولی . اهـ(ردالمحتار، ج۲ ص ۱۴۹، کتاب الصلاة، باب الجمعة)

وروی الدارقطنی من طریق ابن لهیعة عن یحیی بن هانی المعافری قال رکبت أنا ووالدی إلی صلاة الجمعة فذکر حدیثا وفیه فقام عمرو بن العاص علی المنبر فحمد الله وأثنی علیه حمدا موجزا وصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ووعظ الناس فأمرهم ونهاهم.

وفی الباب حدیث ضبة بن محیصن أن أبا موسی کان إذا خطب فحمد الله وأثنی علیه وصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ودعا لعمر قبل الدعاء لأبی بکر رضی الله عنهما فرفع ذلک إلی عمر رضی الله عنه فقال لضبة أنت أوفق منه وأرشد

فهذا دلیل علی أن الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم فی الخطب کان أمرا مشهورا معروفا عند الصحابة رضی الله عنهم أجمعین

وأما وجوبها فیعتمد دلیلا یجب المصیر إلیه وإلی مثله (جلاء الافهام لابن القیم،ص ۳۷۰، ۳۷۱، الباب الثالث :فی مواطن الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم التی یتأکد طلبها إما وجوباً وإما استحساناً مؤکداً)

ونص العلماء علی استحبابها فی مواضع :.......... وفی خطبة الجمعة وغیرها(ردالمحتار، ج ا ص ۵۱۸، کتاب الصلاة،باب صفة الصلاة)

(۴)......صبح اور شام کے وقت۔ [۱]

(۵)......تہجد کے لئے نیند سے بیدار ہوتے وقت۔ [۲]

(۶)......حصولِ مقاصد اور حادثات اور آفات وبلیات سے نجات کے لئے۔ [۳]

(۷)......کتب ورسائل کی ابتداء کے وقت، بسم اللہ اور حمد وثناء کے بعد۔ [۴]
اور وعظ اور دین کی نشر واشاعت اور تعلیم وتعلم کے وقت، اور ہر اہم کام کے شروع میں۔ [۵]

---

۱ ونص العلماء على استحبابها في مواضع :.......... وعند الصباح والمساء ، وعند دخول المسجد والخروج منه (ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۱۸، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة)

۲ ومنها عند الهبوب عن النوم للتجهد ، كمااخرجه النسائى فى السنن (احكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ ج۳ ص ۴۹۱، سورة الاحزاب)
أخبرني علي بن محمد قال حدثنا خلف يعني بن تميم قال حدثنا أبو الأحوص قال أخبرنا شريك عن أبي إسحاق عن أبي عبيدة عن عبد الله بن مسعود قال يضحك الله إلى رجلين رجل لقى العدو وهو على فرس من أمثل خيل أصحابه فانهزموا وثبت فإن قتل استشهد وإن بقى فذلك الذى يضحك الله إليه ورجل قام فى جوف الليل لا يعلم به أحد فتوضأ فأسبغ الوضوء ثم حمد الله ومجده وصلى على النبى صلى الله عليه وسلم واستفتح القرآن فذلك الذى يضحك الله إليه يقول انظروا إلى عبدى قائما لا يراه أحد غيرى (السنن الكبرىٰ للنسائى رقم الحديث ۱۰۷۰۳)

۳ ومنها عند نزول الحوادث والمسلمات ، فانها نافعة لدفعها (احكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ ج۳ ص ۴۹۱، سورة الاحزاب)

۴ مگر یاد رہے کہ ان صورتوں میں زبانی پڑھنا بھی کافی ہے، تحریری طور پر ضروری نہیں، البتہ دونوں طریقوں کو جمع کرنا افضل ہے۔

۵ واما الصلاة عليه فى الرسائل وبعد البسملة فهو من سنة الخلفاء الراشدين التى امر بها سيد المرسلين عليه افضل الصلاة والتسليم (القول البديع للسخاوى،ص ۲۱۹،الباب الخامس فى الصلاة عليه فى اوقات مخصوصة)
ومنها فى ابتداء الكتب والرسائل بعد البسملة والحمد (احكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ ج۳ ص ۴۹۱، سورة الاحزاب)
ونص العلماء على استحبابها فى مواضع :..........وعند الوعظ ونشر العلوم ، وعند قراءة الحديث ابتداء وانتهاء ، وعند كتابة السؤال والفتيا ، ولكل مصنف ودارس ومدرس وخطيب وخاطب ومتزوج ومزوج .وفى الرسائل :وبين يدى سائر الأمور المهمة (ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۱۸، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة)

(۸)......جس وقت بھی ممکن ہو اور کوئی مانع وعارض نہ ہو۔

اس کے علاوہ بھی کچھ اور مواقع پر علماء نے درودشریف کے مستحب ہونے کا ذکر کیا ہے۔ [۱]

ملحوظ رہے کہ بعض حضرات نے نمازِ وتر میں دعائے قنوت کے بعد درودشریف پڑھنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

کیونکہ ایک روایت میں دعائے قنوت کے بعد ''وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ '' پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ [۲]

اگرچہ اس کی سند پر بعض حضرات نے ضعیف ہونے کا حکم لگایا ہے۔ [۳]

---

[۱] (قوله ومستحبة فی كل أوقات الإمكان) أی حيث لا مانع..........وعقب دعاء القنوت ، وعند الفراغ من التلبية ، وعند الاجتماع والافتراق ، وعند الوضوء ، وعند طنين الأذن ، وعند نسيان الشیء (ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۱۸، کتاب الصلاة،باب صفة الصلاة)

الصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم خارج الصلاة:

تستحب الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم خارج الصلاة فی كل الأوقات، وتتأكد فی مواطن منها : يوم الجمعة وليلتها، وعند الصباح، وعند المساء ، وعند دخول المسجد، والخروج منه، وعند قبره صلى الله عليه وسلم وعند إجابة المؤذن، وعند الدعاء ، وبعده وعند السعی بين الصفا والمروة، وعند اجتماع القوم، وتفرقهم، وعند ذكر اسمه صلى الله عليه وسلم وعند الفراغ من التلبية، وعند استلام الحجر، وعند القيام من النوم، وعقب ختم القرآن، وعند الهم والشدائد، وطلب المغفرة، وعند تبليغ العلم إلى الناس، وعند الوعظ، وإلقاء الدرس، وعند خطبة الرجل المرأة فی النكاح. وفی كل موطن يجتمع فيه لذكر الله تعالى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷،ص۲۳۷،مادة"الصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم")

[۲] أخبرنا محمد بن سلمة، قال :حدثنا ابن وهب، عن يحيى بن عبد الله بن سالم، عن موسى بن عقبة، عن عبد الله بن علی، عن الحسن بن علی قال :علمنی رسول الله صلى الله عليه وسلم هؤلاء الكلمات فی الوتر قال " :قل :اللهم اهدنی فيمن هديت، وبارک لی فيما أعطيت، وتولنی فيمن توليت، وقنی شر ما قضيت، فإنک تقضی ولا يقضى عليک، وإنه لا يذل من واليت، تباركت ربنا وتعاليت، وصلى الله على النبی محمد "(سنن النسائی، رقم الحديث ۱۷۴۶)

[۳] قال أبو حذيفة، نبيل بن منصور بن يعقوب بن سلطان البصارة الكويتی: قلت :رواه يحيى بن عبد الله بن سالم المدنی عن موسى بن عقبة عن عبد الله بن علی عن الحسن قال :علمنی رسول الله -صلى الله عليه وسلم -هؤلاء الكلمات فی الوتر قال :فذكرها وزاد فی آخرها "وصلى الله على النبی محمد" أخرجه النسائی(۳/۲۰۶)وفی "الكبرى(۱۴۴۳ و ۱۰۱ ۸)" ومن طريقه أخرجه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن چونکہ مشہور احادیث میں دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنے کا ذکر نہیں ملتا، اس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحافظ فی "نتائج الأفكار(۲/۱۴۵ ـ ۱۴۶)" قال النووی فی "المجموع(۳/۴۴۱)"هذا لفظه فی رواية النسائی بإسناد صحيح أو حسن " وتعقبه الحافظ فی "التلخيص(۱/۲۴۸)"فقال :قلت: وليس كذلک فإنّه منقطع فإنّ عبد الله بن علی هو ابن الحسين بن علی لم يلحق الحسن بن علی" وقال فی "نتائج الأفكار :"هذه الزيادة فی هذا السند غريبة لا تثبت لأنّ عبد الله بن علی لا يعرف، وقد جوز الحافظ عبد الغنی بأنْ يكون هو عبد الله بن علی بن الحسين بن علی، وجزم المزی بذلک، فإنْ يكن كما قال فالسند منقطع، فقد ذكر ابن سعد والزبير بن بكار وابن حبان أنّ أمه أم عبد الله بنت الحسن بن علی وهو شقيق أبی جعفر الباقر، ولم يسمع من جده الحسن بن علی بل الظاهر أنّ جده مات قبل أنْ يولد ,لأنّ أباه زين العابدين أدرک من حياة عمه الحسن نحو عشر سنين فقط، فتبين أنّ هذا السند ليس من شرط الحسن لانقطاعه أو جهالة راو، ولم ينجبر بمجيئه من وجه آخر، ويؤيد انقطاعه أنّ ابن حبان ذكره فی أتباع التابعين من الثقات، فلو كان سمعه من الحسن لذكره فی التابعين (انيس الساری فی تخريج احاديث فتح الباری، ج۲، ص ۸۷۵، ۸۷۶، حرف الهمزة)

قال الالبانی: قلت :وهذا سند ضعيف وإن قال النووی فی "المجموع(۳/۴۹۹) :"إنه صحيح أو حسن ,فقد تعقبه الحافظ ابن حجر فی "التلخيص "(ص ۹۴) بقوله :قلت :وليس كذلک فإنه منقطع ,فإن عبد الله بن علی ـ وهو ابن الحسين ابن علی ـ لم يلحق الحسن بن علی ,وقد اختلف علی موسى بن عقبة فی إسناده فروى عنه شيخ ابن وهب هكذا ,ورواه محمد بن أبی جعفر بن أبی كثير عن موسى بن عقبة عن أبی إسحاق عن بريد بن أبی مريم بسنده.

رواه الطبرانی والحاكم ,ورواه أيضا الحاكم من حديث إسماعيل بن إبراهيم بن عقبة عن عمه موسى بن عقبة عن هشام بن عروة ,عن أبيه عن عائشة عن الحسن بن علی قال :علمنی رسول الله صلى الله عليه وسلم فی وتری إذا رفعت رأسی ولم يبق إلا السجود ,فقد اختلف فيه علی موسى بن عقبة كما ترى وتفرد يحيى بن عبد الله بن سالم عنه بقوله :عن عبد الله بن علی ,وبزيادة الصلاة فيه ."

قلت :ولذلک قال العز بن عبد السلام فی "الفتاوى "(ق ۱/۶۶ـ عام۲۹۶۲) " : ولم تصح الصلاة علی رسول الله صلى الله عليه وسلم فی القنوت ,ولا ينبغی أن يزاد علی صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم شیء ."

وهذا هو الحق الذی يشهد به كل من علم كمال الشريعة وتمامها وأنه صلى الله عليه وسلم ما ترک شيئاً يقربنا إلى الله إلا وأمرنا به.

قلت :ثم اطلعت علی بعض الآثار الثابتة عن بعض الصحابة وفيها صلاتهم علی النبی صلى الله عليه وسلم فی آخر قنوت الوتر ,فقلت بمشروعية ذلک ,وسجلته فی "تلخيص صفة الصلاة "فتنبه (إرواء الغليل فی تخريج أحاديث منار السبيل، ج۲، ص ۱۷۶، تحت رقم الحديث ۴۳۱)

لئے بعض حضرات نے نمازِ وتر میں دعائے قنوت پر اکتفاء کرنے اور درود شریف نہ پڑھنے کو ہی اولیٰ و مستحب قرار دیا ہے۔ [۱]

اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ اختلاف اجتہادی اور فروعی نوعیت کا ہے، جس میں کسی ایک صورت پر بے جا تشدد کرنا اور کسی ایک صورت پر عمل پیرا ہونے والے پر نکیر اور اس سے بڑھ کر اس کی تحقیر کرنا درست نہیں، جیسا کہ آج کل بہت سے عوام بلکہ بعض اہلِ علم حضرات نے بھی وطیرہ اختیار کرلیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس طرح کے غلو اور تشدد سے حفاظت فرمائے۔

وَاللهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

---

[۱] واختلفوا أنه هل يصلى على النبي عليه الصلاة والسلام في القنوت قال بعضهم لا يصلى (فتاویٰ قاضیخان، کتاب الصلاة)

ولا يصلي على النبي -صلى الله عليه وسلم- في القنوت وهو اختيار مشايخنا. كذا في الظهيرية (الفتاویٰ الهندية، ج ۱ ص ۱۱۱، کتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر)

ولم يذكر المصنف الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم- في القنوت للاختلاف فيها واختار الفقيه أبو الليث أن الأولى الصلاة عليه -صلى الله عليه وسلم- لأن القنوت دعاء والأولى في الدعاء أن يكون مشتملا عليها وذهب أبو القاسم الصفار إلى أنه لا يصلي فيه لأنه ليس موضعها ومشى عليه في الخلاصة والحق هو الأول لما رواه النسائي بإسناد حسن أن في حديث القنوت وصلى الله على محمد ولما رواه الطبراني عن علي كل دعاء محجوب حتى يصلي على محمد وفي الواقعات. ويستحب في كل دعاء أن تكون فيه الصلاة على النبي اللهم صل على محمد وعلى آل محمد اهـ. وهو يقتضي أنه يصلي عليه في القنوت بهذه الصيغة وهو الأولى ومن الغريب ما في المجتبى لو صلى على النبي -صلى الله عليه وسلم- في القنوت لا يصلي في القعدة الأخيرة وكذا لو صلى عليه في القعدة الأولى سهوا لا يصلي عليه في القعدة الأخيرة ولا يصلي في القنوت اهـ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲ ص ۴۷، باب الوتر والنوافل)

(تیسرا باب)

درُود وسلام کے چند احکام

(۱)...... کیا درُود کا استعمال نبی کے لئے خاص ہے؟

اس بارے میں اہلِ علم حضرات کا اختلاف ہے کہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے علاوہ کسی اور کے لئے صلاۃ بمعنیٰ درود کا استعمال (مثلاً ''صلی اللہ علیٰ فلان'' کہنا) جائز ہے یا نہیں؟

بعض اہلِ علم اس کے جائز ہونے کے قائل ہیں، ان حضرات کا فرمانا ہے کہ قرآن مجید اور بعض احادیث میں غیر نبی کے لئے بھی لفظِ ''صلاۃ'' کا استعمال ہوا ہے۔ [۱]

---

[۱] اور بعض اہلِ علم کے کلام میں جہاں کہیں غیر نبی کے نام کے ساتھ صلاۃ کا استعمال ہوا ہے، وہ ممکن ہے کہ اسی قول پر مبنی ہو۔ واللہ اعلم۔

عن عبد الله بن أبى أوفى، قال : كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا أتاه قوم بصدقتهم، قال :اللهم صل على آل فلان، فأتاه أبى بصدقته، فقال :اللهم صل على آل أبى أوفى(صحيح البخارى،رقم الحديث۱۴۹۷)

عن جابر بن عبد الله :أن امرأةً قالت للنبى -صلَّى الله عليه وسلم :-صلِّ عليَّ وعلى زوجي، فقال النبى -صلَّى الله عليه وسلم " :-صلَّى الله عليک وعلى زوجک(سنن أبى داود،رقم الحديث۱۵۳۳ ،باب الصلاة على غير النبى -صلَّى الله عليه وسلم)

قال شعَيب الأرنؤوط:إسناده صحيح(حاشية ابى داوٗد)

عن أبى مالک عبيد، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما بلغه دعا له " :اللهم صل على عبيد أبى مالک، واجعله فوق كثير من الناس (مسند أحمد،رقم الحديث۲۲۹۰۷)

قال شعَيب الأرنؤوط: رجاله ثقات رجال الصحيح، لكنه معل بالإرسال، فقد رواه عصام بن خالد -وهو ثقة -عن حريز بن عثمان عن حبيب بن عبيد مرسلا، أخرجه من طريقه ابن عدى فى "الكامل" ۸۵۸/۲ وهو الصواب، فإن حبيبا لم يدرک أبا مالک(حاشية مسند احمد)

عن قيس بن سعد بن عبادة ، عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :اللهم صل على الأنصار وعلى ذرية الأنصار وعلى ذرية ذرية الأنصار(مُصنف ابن أبى شيبة ،رقم الحديث۳۳۰۱۷،فى فضل الأنصار)

اور بہت سے اہلِ علم کے نزدیک اس کا استعمال نبیوں کے ساتھ خاص ہے، اور غیر نبیوں کے لئے اس کا مستقل استعمال مکروہ ہے، البتہ نبی کے تابع ہوکر اس کا غیر نبی کے لئے استعمال جائز ہے، مثلاً ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ'' وغیرہ کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہاں اصل میں تو درود کا استعمال نبی کے لئے ہوا، اور دوسروں (یعنی آل واصحاب) کے لئے تابع ہوکر ضمنی طور پر استعمال ہوا ہے۔ [1]

---

[1] اور اسی حیثیت سے احادیث میں تابع ہوکر مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات کے لئے استعمال ہوا ہے۔

وأما الصلاة على غير الأنبياء والملائكة عليهم السلام فقد اضطربت فيها أقوال العلماء فقيل تجوز مطلقا قال القاضي عياض وعليه عامة أهل العلم واستدل له بقوله تعالى :هو الذى يصلى عليكم وملائكته وبما صح من.

قوله صلى الله عليه وسلم :اللهم صل على آل أبى أوفى.

وقوله عليه الصلاة والسلام وقد رفع يديه :اللهم اجعل صلواتك ورحمتك على آل سعد بن عبادة.

وصحح ابن حبان خبر إن امرأة قالت للنبى صلى الله عليه وسلم :صل على وعلى زوجى ففعل.

وفى خبر مسلم أن الملائكة تقول لروح المؤمن:صلى الله عليك وعلى جسدك.

وبه يرد على الخفاجي قوله فى شرح الشفاء صلاة الملائكة على الأمة لا تكون إلا بتبعيته صلى الله عليه وسلم (روح المعانى الألوسى ،ج ١١ ص ٢٦٠، تحت رقم الآية ٥٦من سورة الاحزاب)

وتفسيرها بذلك لا ينافى عطف غيره كالآل والأصحاب عليه لأن تعظيم كل أحد بحسب ما يليق به (روح المعانى -الألوسى تحت رقم الآية ٥٦من سورة الاحزاب)

الصلاة على غير الأنبياء :

-أما الصلاة على غير الأنبياء ؛ فإن كانت على سبيل التبعية، كما جاء فى الأحاديث السابقة :اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد فهذا جائز بالإجماع.

واختلفوا فيما إذا أفرد غير الأنبياء بالصلاة عليهم .فقال قائلون :يجوز ذلك، واحتجوا بقول الله تعالى :(هو الذى يصلى عليكم وملائكته) وقوله :(أولئك عليهم صلوات من ربهم) وقوله: (وصل عليهم إن صلاتك سكن لهم).

وبخبر عبد الله بن أبى أوفى قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتاه قوم بصدقتهم قال : اللهم صل عليهم فأتاه أبى بصدقته، فقال :اللهم صل على آل أبى أوفى.

وقال الجمهور من العلماء :لا يجوز إفراد غير الأنبياء بالصلاة؛ لأن هذا شعار للأنبياء إذا ذكروا، فلا يلحق بهم غيرهم، فلا يقال :قال أبو بكر صلى الله عليه وسلم، أو قال :على صلى الله عليه وسلم، وإن كان المعنى صحيحا، كما لا يقال :محمد عز وجل، وإن كان عزيزا جليلا؛ لأن هذا من شعار ذكر الله عز وجل .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ان حضرات کا فرمانا ہے کہ قرآن وحدیث میں جہاں کہیں غیر نبی کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے، تو وہ خاص اس معنیٰ میں استعمال نہیں ہوا، جس معنیٰ میں نبیوں کے لئے استعمال ہوا ہے، اس کے علاوہ عرف ورواج میں بھی درود، نبیوں کا شعار اور نشانِ خاص بن گیا ہے۔

اس لئے عام حالات میں مستقلاً غیر نبی کے لئے اس کا استعمال مکروہ ونا مناسب ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أما السلام، فقد نقل ابن كثير عن الشيخ أبى محمد الجوينى -من الشافعية -أنه فى معنى الصلاة، فلا يستعمل فى الغائب، ولا يفرد به غير الأنبياء ، وسواء فى ذلك الأحياء والأموات .وأما الحاضر فيخاطب به، فيقال :سلام عليكم، وسلام عليك، وهذا مجمع عليه.

وقد روى عن ابن عباس رضى الله عنه أنه قال :لا تصح الصلاة على أحد إلا على النبى صلى الله عليه وسلم ولكن يدعى للمسلمين والمسلمات بالمغفرة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٧، ص ٢٣٩،مادة"الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم")

[1] وقيل لا تجوز مطلقا وقيل لا تجوز إستقلالا وتجوز تبعا فيما ورد فيه النص كالآل أو الحق به كالأصحاب وأختاره القرطبى وغيره وقيل تجوز تبعا مطلقا ولا تجوز إستقلالا ونسب إلى أبى حنيفة وجمع وفى تنوير الأبصار ولا يصلى على غير الأنبياء والملائكة إلا بطريق التبع وهو محتمل لكراهة الصلاة بدون تبع تحريما ولكراهتها تنزيها ولكونها خلاف الأولى لكن ذكر البيرى من الحنفية من صلى على غيرهم أثم وكره وهو الصحيح.

وفى رواية عن أحمد كراهة ذلك إستقلالا ومذهب الشافعية أنه خلاف الأولى وقال اللقانى :قال القاضى عياض الذى ذهب إليه المحققون وأميل إليه ما قاله مالك وسفيان وأختاره غير واحد من الفقهاء والمتكلمين أنه يجب تخصيص النبى صلى الله تعالى عليه وسلم وسائر الأنبياء بالصلاة والتسليم كما يختص الله سبحانه عند ذكره بالتقديس والتنزيه ويذكر من سواهم بالغفران والرضا كما قال تعالى رضى الله عنهم ورضوا عنه يقولون ربنا أغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان وأيضا فهو أمر لم يكن معروفا فى الصدر الأول وإنما أحدثه الرافضة فى بعض الأئمة والتشبه بأهل البدع منهى عنه فتجب مخالفتهم إنتهى ولا يخفى أن كراهة التشبه بأهل البدع مقررة عندنا أيضا لكن لا مطلقا بل فى المذموم وفيما قصد به التشبه بهم فلا تغفل ....

وأستدل المانعون بأن لفظ الصلاة صار شعارا لعظم الأنبياء وتوقيرهم فلا تقال لغيرهم إستقلالا وإن صح كما لا يقال محمد عزوجل وإن كان عليه الصلاة.

والسلام عزيزا جليلا لأن هذا الثناء صار شعارا لله تعالى فلا يشارك فيه غيره وأجابوا عما مر بأنه صدر من الله تعالى ورسوله عليه الصلاة و السلام ولهما أن يخصا من شاء ا بما شاء ا وليس ذلك لغيرهما إلا بإذنهما ولم يثبت عنهما إذن فى ذلك.

ومن ثم قال أبو اليمن بن عساكر له صلى الله تعالى عليه وسلم أن يصلى على غيره مطلقا لأنه حقه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور دلائل کی رُو سے یہی رائے زیادہ راجح معلوم ہوتی ہے۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلُّوْا عَلٰى أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ، فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِيْ (شعب الايمان للبيهقى) [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ومنصبه فله التصرف فيه كيف شاء بخلاف أمته إذ ليس لهم أن يؤثروا غيره بما هوله لكن نازع فيه صاحب المعتمد من الشافعية بأنه لا دليل على الخصوصية وحمل البيهقى بالمنع على ما إذا جعل ذلک تعظيما وتحية وبالجواز عليها إذا كان دعاء وتبركا (روح المعانى -الألوسى، ج ١١ ص ٢٦٠، ٢٦١، ملخصاً تحت رقم الآية ٥٦ من سورة الاحزاب)

[1] وأما الصلاة عليهم فلم يرد فيها بخصوصهم نص خاص يصح، ومن هنا ذهب مالک فى قول ذكره صاحب الشفاء، وبعض أصحاب مالک، أنه لا تشرع الصلاة على أحد من الأنبياء غير محمد صلى الله عليه وسلم، وأن الجمع بين الصلاة والتسليم من خصوصياته.

ولكن قال جمهور العلماء بجواز الصلاة عليهم واستحبابها قياسا على الصلاة على محمد صلى الله عليه وسلم، ولأن أكثرهم وهو من كان من ذرية إبراهيم يدخلون فى الصلاة الإبراهيمية " :كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم "دخولا أوليا، حتى لقد قال النووى فى الأذكار :أجمع من يعتد به من العلماء على جوازها واستحبابها على سائر الأنبياء والملائكة استقلالا .

وقد نقل ابن كثير ما رواه ابن أبى شيبة بسنده أن عمر بن عبد العزيز كتب :أما بعد فإن ناسا من الناس قد التمسوا الدنيا بعمل الآخرة، وإن ناسا من القصاص قد أحدثوا فى الصلاة على خلفائهم وأمرائهم عدل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، فإذا جاء ک كتابى هذا فمرهم أن تكون صلاتهم على النبيين ودعاؤهم للمسلمين عامة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٤٠ ص ٤٧، ٤٨، مادة "نبى")

الصلاة على سائر الأنبياء :

أما سائر الأنبياء والمرسلين فيصلى عليهم ويسلم .قال تعالى فى نوح :(سلام على نوح فى العالمين) وفى إبراهيم :(سلام على إبراهيم كذلک نجزى المحسنين) وفى موسى وهارون : (سلام على موسى وهارون)

وروى أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :صلوا على أنبياء الله ورسله، فإن الله بعثهم كما بعثنى وقد حكى غير واحد الإجماع على أن الصلاة على جميع النبيين مشروعة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٢٧، ص ٢٣٨، مادة "الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم")

[2] رقم الحديث ١٣٠ ، باب فى الإيمان برسل الله صلوات الله عليهم عامة، واللفظ لهٗ، فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ٤٣، مصنف عبدالرزاق رقم الحديث ٣١١٨، كتاب الصلاة ، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کے نبیوں، اوراس کے رسولوں پر درود بھیجو، کیونکہ بلاشبہ اللہ نے ان کواس طرح سے (نبی بنا کر) مبعوث فرمایا ہے، جس طرح سے مجھے مبعوث فرمایا ہے (بیہقی، فضل الصلاۃ، عبدالرزاق)

یہ حدیث سند کے لحاظ سے کچھ کمزور ہے، لیکن دوسری احادیث کی تائید کی وجہ سے حسن درجہ میں داخل ہوکر معتبر ہے۔ [1]

---

[1] قال الآلوسی: وهو وإن جاء من طرق ضعيفة يعمل به فی مثل هذا المطلب كما لا يخفی(روح المعانی للآلوسی، ج ۱۱ ص ۲۶۰، تحت رقم الآية ۵۶، من سورة الاحزاب)

و قال ابن القيم : قلت :سعيد بن زيد هذا هو أخو حماد بن زيد ,ضعفه يحيی بن سعيد جداً .قال السعدی :يضعفون حديثه وليس بحجة .قال النسائی :ليس بالقوی ,وروی له مسلم.

وأما الإمام أحمد رضی الله عنه فكان حسن القول فيه ,قال :ليس به بأس ,وقال يحيی بن معين: ثقة ,وقال البخاری :ثقة .وعمرو بن هارون وموسی بن عبيدة ,ومحمد بن ثابت ,وإن لم يكونوا بحجة ,والحديث له شواهده ,و مثله يصلح للاستشهاد (جلاء الافهام، ج۵، ص ۷۹، الباب الأول: ما جاء فی الصلاة علی رسول الله صلی اللّٰه عليه وسلم)

وقال الالبانی: صلوا علی أنبياء الله ورسله، فإن الله بعثهم كما بعثنی ."أخرجه عبد الرزاق فی " المصنف (۲/۲۱۶/۳۱۱۸) "وإسماعيل القاضی (۱۸/۴۵)والبيهقی فی "الشعب (۱/۱۴۸/۱۳۱)"والخطيب فی "التاريخ(۸/۱۰۵) "وكذا أبو الحسن الهاشمی فی "الفوائد المنتقاة "(ق ۱/۱۰۴) والديباجی أيضا(۲/۸۱/۱)وأبو القاسم الشهرزوری فی "الأمالی "(ق ۱/۱۷۹)وابن المظفر فی "المنتقی من حديث هشام بن عمار(۴/۲) "وأبو إسحاق الطرسوسی فی "مشيخته(۳۵-۳۶) "وكذا علی بن حرب فی "حديث ابن عيينة(۲/۱۰۰/۲) "من طرق عن موسی بن عبيدة عن محمد بن ثابت عن أبی هريرة مرفوعا .وقال الطرسوسی " :حديث غريب، وموسی ضعفوه، وشيخه محمد مجهول ."

قلت :تقدم الكلام علی موسی وضعفه فی ما سبق .وأما محمد بن ثابت هذا فلم ينسب، وهو من رجال الترمذی وابن ماجه، وهو مجهول كما قال الطرسوسی تبعا لابن معين وغيره، وتبعهم الذهبی، والعسقلانی، ولذلک لما عزاه فی "الفتح(۱۱/۱۶۹) "لإسماعيل القاضی جزم بضعف سنده .والحديث أورده الحافظ فی " المطالب العالية(۳/۲۲۵) "من رواية ابن أبی عمر، وسكت عنه، وأعله البوصيری بضعف موسی بن عبيدة .وله شاهد واه من رواية الحسن بن علی المعروف بـ (الطوابيقی) : حدثنا علی بن أحمد البصری -جار حميد الطويل -قال :حدثنا حميد الطويل عن أنس بن مالک مرفوعا .أخرجه الخطيب فی "التاريخ (۷/۳۸۰-۳۸۱) "فی ترجمة الطوابيقی هذا، وقال " :حدث عن علی بن أحمد البصری شيخ له مجهول .روی عنه يوسف القواس ."ثم ساق له هذا الحديث ولم يزد، وذلک يعنی أنه مجهول أيضا، وهو مما يستدرک علی "الميزان "

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس طرح کی احادیث وروایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درود بھیجنے کے حکم کو نبیوں اور رسولوں کے ساتھ خاص رکھا ہے، کسی غیر نبی کو اس میں شامل نہیں فرمایا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

و "اللسان"، وكذلك شيخه !وله شاهد آخر بمعناه فی قصة، يرويه محمد بن حجر بن عبد الجبار بن وائل بن حجر قال :حدثنی سعيد بن عبد الجبار بن وائل بن حجر عن أمه عن وائل بن حجر قال :بلغنا ظهور رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا فی ملك عظيم وطائفة، فنهضت راغبا فی الله عز وجل ورسوله صلى الله عليه وسلم، ورفضت ما كنت فيه حتى قدمت المدينة ـ الحديث، وفيه القصة .أخرجه العقيلی فی "الضعفاء(۴/۵۹/۱۰ ۲ ۱) "فی ترجمة محمد بن حجر هذا، وروى عن البخاری أنه قال: "فيه بعض النظر "ثم ساق له هذا الحديث، وقال " :لا يعرف إلا به ."وقد رواه الطبرانی من هذا الوجه فی "المعجم الكبير(۲۲/۲۶ ـ ۴۹) "وأيضا فی " المعجم الصغير "(رقم ـ ۸۹۵الروض) أخرجه مطولا جدا، وليس فيه موضع الشاهد ، وروى البزار فی " مسنده (۲۷۷/۳)"الكشف) طرفا منه، وفيه " :فرفع صلى الله عليه وسلم يديه فحمد الله وأثنى عليه، وصلى على النبيين، واجتمع الناس إليه " ..الحديث .وقال الهيثمی فی "المجمع(۳۷۳/۹) " :"رواه البزار، وفيه محمد بن حجر، وهو ضعيف ."وكذا قال(۳۷۶/۹)فی رواية المعجمين الطويلة جدا " :وفيه محمد بن حجر، وهو ضعيف ."ثم وقفت على طريق أخرى للحديث عن أنس هی خير من طريق الخطيب، رواه إبراهيم بن أيوب قال :حدثنا النعمان عن أبی العوام عن قتادة عن أنس أن النبی صلى الله عليه وسلم قال" : إذا سلمتم علی فسلموا على المرسلين، فإنما أنا رسول من المرسلين ."أخرجه أبو الشيخ فی "طبقات الأصبهانيين (۱/۱۶۷)"وأبو نعيم فی " أخبار أصبهان(۳۳۵/۲) "من طريقين عن إبراهيم بن أيوب به.

قلت :وهذا إسناد حسن لولا أن إبراهيم هذا ذكره ابن أبی حاتم فی "الجرح (۸۹/۱/۱)"وقال ": سألت أبی عنه؟ فقال :لا أعرفه ."وذكر أنه روى عنه النضر بن هشام الأصبهانی وعبد الرزاق بن بكر الأصبهانی .قلت :فهو على شرط ابن حبان فی "الثقات"، لأنه يورد عادة له فيه من روى عنه ولو واحد، فكيف وقد روى عنه اثنان كما رأيت، كيف وقد روى عنه ثالث هو :عبد الله بن داود بن الهذيل، كما ذكر الحافظ فی " اللسان "، وإن كنت لم أعرفه الآن، بخلاف الأولين فهما صدوقان، مترجمان فی " الجرح ."ثم هو مترجم فی "الطبقات(۱/۱۹۰ ــ ۱۹۱) "وفی " الأخبار(۱/۱۷۲ ـ ۱۷۳) "بما يدل على صلاحه، فذكرا -وتبعهما الحافظ " :-كان صاحب تهجد وعبادة، لم يعرف له فراش أربعين سنة، كان يخضب رأسه ولحيته ."على أنه قد توبع، فقال أحمد بن سليمان بن يوسف العقيلی :حدثنا أبی حدثنا النعمان بن عبد السلام :حدثنا أبو العوام به. أخرجه أبو نعيم أيضا(۱/۱۱۳)فی ترجمة أحمد بن سليمان العقيلی، ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا، لكنه ساق له ثلاثة أحاديث من رواية ثلاثة شيوخ عنه، وكلهم ثقات.

۱ ـ محمد بن أحمد بن إبراهيم أبو أحمد القاضی العسال راوی الحديث عنه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خطیب بغدادی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

۲۔سليمان بن أحمد الطبرانى الحافظ صاحب المعاجم الثلاثة.
۳۔عبد الله بن محمد بن جعفر، وهو أبو الشيخ مؤلف "الطبقات"، وقد ترجم فيه للعسال ترجمة حسنة(۲/۳۵۵)فرواية هؤلاء الحفاظ عنه يلقى الاطمئنان فى النفس أنه صدوق إن شاء الله تعالى.
وأما أبوه سليمان بن يوسف العقيلى، فقد ترجمه أبو نعيم فى "الأخبار (۱/۳۳۴)" برواية ابنه عنه عن النعمان بن عبد السلام بسند آخر له عن ابن مسعود مرفوعا " : خير أمتى قرنى " ..الحديث. وقال " :توفى سنة إحدى وأربعين ومائتين ."
ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا .فهو على الستر، فيمكن الاستشهاد به .والله سبحانه وتعالى أعلم.
وعلى هذا فالحديث بهذه المتابعة من سليمان بن يوسف العقيلى لإبراهيم بن أيوب، يرتقى إلى مرتبة الحسن، فإن أبا العوام وهو عمران بن داود القطان قال الحافظ " :صدوق يهم ."ثم هو بمجموع حديث أبى هريرة، وحديث حميد الطويل عن أنس، وحديث وائل بن حجر يرتقى إلى مرتبة الصحيح، لأنه ليس فيها متهم .ثم رأيت الحافظ السخاوى فى "القول البديع "قال عقب حديث أنس من الطريق الأولى (ص ۳۹۔۴۰) " : وذكر المجد اللغوى أن إسناده صحيح محتج برجاله فى "الصحيحين"، والله أعلم، ورواه أبو نعيم فى (الأحمدين) من " تاريخ أصبهان "(يعنى طريق العقيلى) ، وعن قتادة عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال : "إذا صليتم على المرسلين فصلوا على معهم، فإنى رسول من المرسلين ."رواه ابن أبى عاصم، وإسناده حسن جيد، لكنه مرسل ."اهـ .ثم ذكره من حديث أبى هريرة وأعله بـ(موسى بن عبيدة الربذى) ، لكنه قال" : وهو وإن كان ضعيفا فحديثه يستأنس به ."قلت :وفيه إشعار إلى أنه يميل إلى تقوية الحديث .والله أعلم .(تنبيهان) : الأول :علق محققا "طبقات المحدثين "على ترجمة إبراهيم بن أيوب الفرسانى(۱/۱۹۰)بقولهما " :ذكره ابن أبى حاتم فى "الجرح والتعديل(۲/۵۰) "قال :سألت أبى عنه، فقال : صالح محله الصدق !"فأقول :لا أدرى ما هى الطبعة التى يشير إلى جزئها وصفحتها بالرقمين المذكورين، فإن الطبعة الأصلية التى أنقل منها ليس المترجم فى المكان المشار إليه بالرقمين المذكورين، وإنما فيه " :الحسين بن حفص الأصبهانى ..سألت أبى عنه؟ فقال :صالح محله الصدق ."فهذا وهم عجيب لا أذكر أنه مر على مثله، فالذى يقع من بعض الكاتبين أو المؤلفين عادة أن ينتقل بصره من ترجمة إلى أخرى فوقها أو تحتها فى نفس الصحيفة أو فى التى تقابلها، أما أن ينتقل من جزء وصفحة إلى جزء آخر وصفحة أخرى فهذا غريب جدا .وقد عرفت مما نقلته (ص ۱۱۲۷) عن ابن أبى حاتم أنه قال عن أبيه " :لا أعرفه !"والآخر: أن فى " اللسان "قبل ترجمة إبراهيم بن أيوب الفرسانى هذا ترجمة (إبراهيم بن أيوب الجرجانى ..) اختلطت بترجمة الفرسانى هذا، جاء فى أول هذه وآخر تلك لفظ " :حدثنا "، فصارت هذه عقب تلك هكذا " :حدثنا إبراهيم بن أيوب الفرسانى " .. إلخ .وإن مما لا شك فيه أن اللفظ المذكور زيادة مقحمة من بعض النساخ لم يتنبه لها المعلق أو المصحح، فألحق هذه بتلك طباعة،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلُّوْا عَلٰى أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ، فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِیْ (تاریخ بغداد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کے نبیوں اور رسولوں پر درود بھیجو، پس بے شک اللہ نے ان کو اسی طرح نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے، جس طرح مجھے مبعوث فرمایا ہے (تاریخ بغداد)

یہ حدیث پہلی حدیث کی تائید کرتی ہے، اور اس حدیث میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بات فرمائی ہے، جو اس سے پہلی حدیث میں گزری۔

اور عبدالجبار بن وائل اپنی والدہ سے اور وہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وأعطاهما رقما واحدا هو(٧٠)ونتج من وراء ذلک أن التضعيف الوارد فی الترجمة الأولى تعدى إلى الأخرى، فيرجى الانتباه لهذا .ثم رأيت الحديث باللفظ الذی رواه ابن أبی عاصم الذی نقلته آنفا عن السخاوی -فی "مسند الديلمی(١/٣٢/١) "من طريق ابن أبی عاصم عن محمد بن أزهر عن سليمان ابن عبد الرحمن عن شعيب بن إسحاق عن سعيد بن أبی عروبة عن قتادة عن أنس مرفوعا .كذا وقع فيه "عن أنس "مسندا، وفی نقل السخاوی المشار إليه " :عن قتادة "مرسلا. ولعل هذا هو المحفوظ عن ابن أبی عاصم، فإن فی الطريق إليه عند الديلمی عبد الرحمن بن محمد بن أحمد المعدل وهو الأصبهانی الذكوانی، أورده الذهبی فی "الميزان "وقال " :قال يحيى بن منده :تكلموا فی سماعه لأنه ألحق سماعه بسماع جماعة، وعامة سماعه بخط والده ."

وكذا فی "سير أعلام النبلاء(١٧/٢٠٨ - ٢٠٩) "وشيخه فيه عبد الله بن محمد بن فورک الراوی عن ابن أبی عاصم لم أجد له ترجمة، وهو غير محمد بن الحسن بن فورک الأصبهانی الأشعری المتكلم المترجم فی "السير(١٧/٢١٤ - ٢١٦) " فألقى فی نفسی أن هذا الإسناد لعله الذی قال فيه المجد اللغوی " :إسناده صحيح ، محتج برجاله فی الصحيحين ."لكن شيخ ابن أبی عاصم فيه "محمد بن أزهر "ليس من رجالهما، وهو الجوزجانی .قال ابن حبان فی "الثقات (١٢٣/٩) " : "شيخ ..روى عنه أحمد بن سيار (وفی "اللسان :"سنان) ، كثير الحديث، يتعاطى الحفظ، من جلساء أحمد بن حنبل ."ثم رأيت الحديث فی "الجامع الكبير "بلفظ ابن أبی عاصم، وقال " :رواه الديلمی عن أنس، ورواه ابن أبی عاصم عن قتادة مرسلا، وسنده حسن ." انظر الاستدراک رقم ۵(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٩٦٣)

[1] ج٣ص ٣٣٥، تحت ترجمة الحسن بن على أبو على المعروف بالطوابيقی.

صَلُّوْا عَلَيْهِمْ كَمَا تُصَلُّوْنَ عَلَيَّ ، فَقَدْ بُعِثُوْا كَمَا بُعِثْتُ (الضعفاء الكبير للعقيلي، رقم الترجمة ١٦١٠، ج٤ص ٥٩،تحت ترجمة محمد بن حجر بن عبد الجبار بن وائل بن حجر) [1]

ترجمہ: تم نبیوں پر درود پڑھو، جس طریقہ سے مجھ پر درود پڑھتے ہو، کیونکہ وہ بھی (نبی بنا کر) بھیجے گئے ہیں، جس طرح سے میں (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہوں (عقیلی)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَا يَنْبَغِي الصَّلَاةُ مِنْ أَحَدٍ عَلَى أَحَدٍ، إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ١١٨١٣) [2]

ترجمہ: کسی کی طرف سے کسی پر درود پڑھنا مناسب نہیں، مگر اللہ کے (کسی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی (طبرانی)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

لَا تُصَلُّوْا صَلَاةً عَلٰى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ يُّدْعٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِالْإِسْتِغْفَارِ (فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ٧٥) [3]

ترجمہ: تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے پر درود نہ پڑھو، البتہ مسلمان مرد اور خواتین کے لئے استغفار کی دعاء کی جائے گی (فضل الصلاۃ)

---

[1] قال الالباني: ثم هو بمجموع حديث أبي هريرة ، و حديث حميد الطويل عن أنس ، و حديث وائل بن حجر يرتقي إلى مرتبة الصحيح ، لأنه ليس فيها متهم (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت حديث رقم ٢٩٦٣)

[2] قال الهيثمي: رواه الطبراني موقوفا، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٧٣٢٠،باب الصلاة على غيره)

وقال ابن حجر: هذا موقوف صحيح. أخرجه الطبراني (نتائج الافكار، ج٤ص ٥٤، باب الصلاة على الأنبياء وآلهم تبعا لهم صلى الله عليهم وسلم، المجلس: ٣٠٧)

[3] قال الالباني: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبي، تحت رقم الحديث ٧٥)

اور ایک روایت میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

مَا أَعْلَمُ الصَّلَاةَ تَنْبَغِيْ مِنْ أَحَدٍ عَلٰى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مُصنف ابن أبی شیبة) [1]

ترجمہ: میرے علم کے مطابق کسی کی طرف سے بھی درود سوائے (اللہ کے کسی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کے لئے مناسب نہیں (ابن ابی شیبہ)

حضرت جعفر بن برقان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ أُنَاسًا مِّنَ النَّاسِ قَدْ الْتَمَسُوْا الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْآخِرَةِ، وَإِنَّ النَّاسَ مِنَ الْقُصَّاصِ قَدْ أَحْدَثُوْا فِي الصَّلَاةِ عَلٰى خُلَفَائِهِمْ وَأُمَرَائِهِمْ عَدْلَ صَلَاتِهِمْ عَلَى النَّبِيِّ، فَإِذَا جَاءَكَ كِتَابِيْ هٰذَا، فَمُرْهُمْ أَنْ تَكُوْنَ صَلَاتُهُمْ عَلَى النَّبِيِّيْنَ وَدُعَاؤُهُمْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً، وَيَدَعُوْا مَا سِوٰى ذٰلِكَ (فضل الصلاة علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۷۶) [2]

ترجمہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے (اپنے عاملوں کے نام فرمان وآرڈیننس) تحریر فرمایا کہ: اما بعد! لوگوں میں سے بعض لوگ آخرت کے عمل کے ذریعہ سے دنیا کو تلاش کررہے ہیں، اور بعض قصہ گولوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی طرح اپنے خلفاء وامراء کے لئے درود کا استعمال شروع کردیا ہے، پس جب آپ کے پاس میرا یہ مکتوب پہنچے، تو لوگوں کو حکم دیں کہ اپنا درود نبیوں کے لئے اور دعاء عام مسلمانوں کے لئے خاص رکھیں، اور اس کے علاوہ کو چھوڑ

---

[1] رقم الحدیث ۸۸۰۸، کتاب الصلاة، باب فی الصلاة علی غیر الأنبیاء.

[2] قال ابن حجر: وسند هذا الأثر صحیح (نتائج الافکار، ج۴ص ۵۵، باب الصلاة علی الأنبیاء وآلهم تبعا لهم صلی الله علیهم وسلم، المجلس: ۳۰۷)

وقال الالبانی: صحیح (تحقیق فضل الصلاة علی النبی، تحت رقم الحدیث ۷۶)

دیں (فضل الصلاۃ)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ کسی غیر نبی کے لئے درود کا استعمال مناسب نہیں۔

اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ درود ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیگر انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم پر بھی درود پیش کرنا جائز بلکہ باعثِ ثواب اور اس کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم ہے۔ [1]

(۴)......کیا سلام کا استعمال نبی کے لئے خاص ہے؟

جس طرح غیر نبی کے لئے صلاۃ ودرود کے استعمال میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، اسی طریقہ سے سلام کے بارے میں بھی ہے کہ کسی غیر نبی کے نام کے ساتھ سلام کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

اور اگرچہ بعض حضرات نے درود اور سلام دونوں میں فرق کیا ہے، اور درود کا استعمال غیر نبی کے لئے ناجائز اور سلام کا استعمال غیر نبی کے لئے جائز قرار دیا ہے۔ [2]

لیکن بعض حضرات نے جو حکم درود کا بیان فرمایا کہ غیر نبی کے لئے اس کا مستقل طور پر استعمال مناسب نہیں، البتہ نبی کے تابع کر کے جائز ہے، وہی حکم سلام کا بھی بیان فرمایا ہے۔

اور اس سلسلہ میں راجح وہی تفصیل معلوم ہوتی ہے، جو ہم نے شروع میں ذکر کر دی ہے کہ سلامِ عام اور سلامِ خاص میں فرق کیا جائے، سلامِ عام تو وہ ہے جس کو سلام علی المسلمین کہنا چاہئے، اور قرآن مجید میں اس کو سلامِ تحیۃ کہا گیا ہے۔

اور سلامِ خاص وہ ہے کہ جس کو قرآن مجید میں سلام علی المرسلین قرار دیا گیا ہے۔

---

[1] والصلاۃ من علی الانبیاء ماعدا نبیناصلی اللہ علیہ وسلم جائزۃ بلاکراھۃ (احکام القرآن للفقیہ المفسر العلامۃ محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ، ج۳ ص۴۹۷، سورۃ الاحزاب)

[2] اور بعض اہلِ علم کے کلام میں جہاں کہیں غیر نبی کے نام کے ساتھ سلام کا استعمال ہوا ہے، وہ ممکن ہے کہ اسی قول پر مبنی ہو۔

جہاں تک سلام علی المسلمین کا تعلق ہے، جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملاقات یا قبر کی زیارت کے وقت ''السلام علیکم'' کے ساتھ کرتا ہے، تو اس کے غیرِ نبی کے لئے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ اس کا استعمال عام مسلمین کے حق میں سنت سے ثابت ہے۔

اور جہاں تک سلام علی المرسلین کا تعلق ہے، تو اس کا استعمال انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کے ساتھ مخصوص ہے، اور کسی دوسرے فردِ بشر کے لئے اس کا مستقل طور پر استعمال نہ کرنا چاہئے، بالخصوص موجودہ دور میں کسی بھی فردِ بشر کے نام کے ساتھ اس کے استعمال سے اس کے نبی ہونے کو (یا فرشتہ ہونے کو) مراد لیا جاتا ہے، ایسے حالات میں سننے والے کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے کہ وہ کسی غیر نبی کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' سن کر اس کو نبی سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے گا۔ [1]

---

[1] وأما السلام فنقل اللقانی فی شرح جوهرة التوحيد عن الإمام الجوينی أنه فی معنی الصلاة، فلا يستعمل فی الغائب ولا يفرد به غير الأنبياء فلا يقال علی -عليه السلام -وسواء فی هذا الأحياء والأموات إلا فی الحاضر فيقال السلام أو سلام عليک أو عليکم وهذا مجمع عليه اهـ.

أقول :ومن الحاضر السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، والظاهر أن العلة فی منع السلام ما قاله النووی فی علة منع الصلاة أن ذلک شعار أهل البدع، ولأن ذلک مخصوص فی لسان السلف بالأنبياء -عليهم الصلاة والسلام -(......وبعداسطر......) وأيضا فهو أمر لم يكن معروفا فی الصدر الأول، وإنما أحدثه الرافضة فی بعض الأئمة والتشبه بأهل البدع منهی عنه فتجب مخالفتهم اهـ.

أقول :وكراهة التشبه بأهل البدع مقررة عندنا أيضا لكن لا مطلقا بل فی المذموم وفيما قصد به التشبه بهم(ردالمحتار، ج ٦ ص ٧٥٣، كتاب الخنثیٰ ،مسائل شتی)

والسلام عند كثير فيما ذكر وفی شرح الجوهرة للقانی نقلا عن الإمام الجوينی أنه فی معنی الصلاة فلا يستعمل فی الغائب ولا يفرد به غير الأنبياء عليهم السلام فلا يقال علی عليه السلام بل يقال رضی الله تعالى عنه وسواء فی هذا الأحياء والأموات إلا فی الحاضر فيقال السلام أو سلام عليک أو عليكم وهذا مجمع عليه إنتهى وفی حكاية الإجماع على ذلک نظر .

وفی الدر المنضود السلام كالصلاة فيما ذكر إلا إذا كان لحاضر أو تحية لحی غائب وفرق آخرون بأنه يشرع فی حق كل مؤمن بخلاف الصلاة وهو فرق بالمدعی فلا يقبل ولا شاهد فی السلام علينا وعلى عبادالله الصالحين لأنه وارد فی محل مخصوص وليس غيره فی معناه على أن ما فيه وقع تبعا لا إستقلالا .

وحقق بعضهم فقال ما حاصله مع زيادة عليه السلام الذی يعم الحی والميت هو الذی يقصد به

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَلَّمْتُمْ عَلَيَّ فَسَلِّمُوْا عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ (الصلاة على النبى لابنِ ابى عاصم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر سلام بھیجو تو رسولوں پر بھی سلام بھیجو (الصلاۃ علی النبی)

اس حدیث میں سلام کو رسولوں کے ساتھ خاص رکھا گیا ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِذَا سَلَّمْتُمْ عَلَيَّ: فَسَلِّمُوْا عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ: فَإِنَّمَا أَنَا رَسُوْلٌ مِّنَ الْمُرْسَلِيْنَ.

قَالَ أَبُو الْعَوَامِ: وَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ هٰذَا الْحَدِيْثَ إِذَا تَلَا هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ: سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (أخبار أصبهان، لابى نعيم الاصبهانى) [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

التحية كالسلام عند تلاق أو زيارة قبر وهو مستدع للرد وجوب كفاية أو عين بنفسه فى الحاضر ورسوله أو كتابه فى الغائب وأما السلام الذى يقصد به الدعاء منا بالتسليم من الله تعالى على المدعو له سواء كان بلفظ غيبة أو حضور فهذا هو الذى أختص به صلى الله تعالى عليه وسلم عن الأمة فلا يسلم على غيره منهم إلا تبعا كما أشار إليه التقى السبكى فى شفاء الغرام وحينئذ فقد أشبه قولنا عليه السلام قولنا عليه الصلاة من حيث أن المراد عليه السلام من الله تعالى ففيه إشعار بالتعظيم الذى فى الصلاة من حيث الطلب لأن يكون المسلم عليه الله تعالى كما فى الصلاة وهذا النوع من السلام هو الذى أدعى الحليمى كون الصلاة بمعناه إنتهى (روح المعانى -الألوسى، ج ١١ ص ٢٦١، ٢٦٢، تحت رقم الآية ٥٦ من سورة الاحزاب)

[1] رقم الحديث ٧٠، باب ما أمر به النبى صلى الله عليه وسلم من الصلاة عليه مع الصلاة على المرسلين، تفسير ابن أبى حاتم، وتفسير ابنِ جرير تحت رقم الآية ٥٦ من سورة الاحزاب.

[2] ج ١ ص ١٤٩، تحت ترجمة أحمد بن سليمان بن يوسف، و تحت ترجمة الوليد بن أبان بن بونة أبو العباس، طبقات المحدثين، لابى نعيم الاصبهانى رقم الحديث ١٧٦.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: جب تم مجھ پر سلام بھیجو، تو رسولوں پر بھی سلام بھیجو، کیونکہ میں بھی رسولوں میں سے ایک رسول ہوں۔

ابوالعوام فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ اس حدیث کو اس وقت ذکر کیا کرتے تھے، جب یہ آیات تلاوت کیا کرتے تھے کہ:

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (سورة الصافات ،رقم الآیة ۱۸۰ تا ۱۸۲)

(جن کا ترجمہ یہ ہے کہ ’’پاک ذات ہے تیرے رب کی ،عزت والا رب ان باتوں سے پاک ہے، جو یہ بیان کرتے ہیں، اور سلام ہے رسولوں پر، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب عالموں کا رب ہے‘‘)

اس حدیث کا مضمون اُن احادیث کے مطابق ہے، جن میں نبیوں پر درود کو خاص رکھا گیا ہے، لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ درود کی طرح سلام کا استعمال بھی نبیوں کے ساتھ خاص رکھا جائے، اور کسی دوسرے کے لئے مستقل طور پر اور اصلاً استعمال نہ کیا جائے، البتہ نبی پر سلام بھیجتے ہوئے دوسرے صلحاء کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال ابن حجر: وروينا في تاريخ أصبهان لأبي نعيم وتفسير ابن مردويه من طريق أبي العوام، عن قتادة، عن أنس رفعه (إذا سلمتم على فسلموا على المرسلين، فإنما أنا رسول من المرسلين) وسنده حسن.

لكن أخرجه عبد بن حميد في تفسيره من رواية سعيد بن أبي عروبة عن قتادة مرسلا، وهو أقوى (نتائج الافكار، ج۴ ص ۵۳، ۵۴، باب الصلاة على الأنبياء وآلهم تبعا لهم صلى الله عليهم وسلم، المجلس: ۳۰۷)

[1] جیسا کہ نماز والے تشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تبعاً ’’وعلیٰ عباداللہ الصالحین‘‘ آیا ہے۔

اور اس طرح تشہد پڑھنے کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ:

فإنكم إذا فعلتم ذلك فقد سلمتم على كل عبد لله صالح في السماء والأرض (بخاري، رقم الحديث ۱۲۰۲، كتاب الجمعة، باب من سمى قوما أو سلم في الصلاة على غيره مواجهة وهو لا يعلم)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ درود شریف کی طرح سلام بھی تمام نبیوں کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔ [1]

(۳)......درود شریف جاہ ومال کی خاطر پڑھنے کا حکم

درود شریف چونکہ عبادت ہے، اور عبادت پر اجر وثواب مرتب ہونے کے لئے اخلاص ضروری ہے، اس لئے جاہ ومال کے حصول کی خاطر درود شریف پڑھنا منع ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو لوگ ریاء کاری اور اپنی شہرت یا مال حاصل کرنے کی خاطر آوازیں بنا بنا کر درود وسلام پڑھتے ہیں، یہ غلط ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ "عليه السلام "عند ذكر نبي أو رجل من الصالحين:

السلام على من ذكر في الغيبة مقصور على الأنبياء والملائكة عند ذكرهم، مثل قولك :نوح عليه السلام أو إبراهيم عليه السلام أو جبريل عليه السلام، وذلك تأسيا بقوله تعالى :(سلام على نوح في العالمين)وقوله :(سلام على إبراهيم)وقوله :(سلام على موسى وهارون)وقوله :(سلام على إل ياسين)نعم يجوز السلام على آلهم وأصحابهم تبعا لهم دون استقلال.

وأما السلام على غيرهم من المؤمنين الصالحين استقلالا فمنعه الشيخ أبو محمد الجويني من الشافعية، وقال بأن السلام هو في معنى الصلاة فلا يستعمل في الغائب، فلا يفرد به غير الأنبياء ، فلا يقال :أبو بكر عليه السلام ولا علي عليه السلام، وسواء في هذا الأحياء والأموات، وأما الحاضر فيخاطب به فيقال :سلام عليك أو سلام عليكم أو السلام عليك أو عليكم.

وفرق آخرون بينه وبين الصلاة بأن السلام يشرع في حق كل مؤمن من حي وميت وغائب وحاضر، وهو تحية أهل الإسلام، بخلاف الصلاة فإنها من حقوق الرسول -صلى الله عليه وسلم وآله - ولهذا يقول المصلي :السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، ولا يقول :الصلاة علينا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵، ص۱۷۴، مادة"سلام")

[1] وأما سائر الأنبياء فقد ورد في القرآن الكريم في سورة الصافات ذكر السلام على نوح وإبراهيم وموسى وهارون وإلياس، وفي ختام السورة عم المرسلين بالسلام فقال :وسلام على المرسلين.وفي سورة مريم ذكر السلام على يحيى وعيسى عليهما السلام سورة مريم.

وقال تعالى :قل الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى ، ومن هنا لم يوجد خلاف بين العلماء في استحباب السلام على الأنبياء ، لأن مثل قوله تعالى :وتركنا عليه في الآخرين سلام على إبراهيم . يدل على ذلك، قيل :في الآخرين المراد أمة محمد صلى الله عليه وسلم، وقيل :هم جميع الأمم بعده، وعلى كلا القولين هو دليل المشروعية .وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم " :إذا سلمتم علي فسلموا على المرسلين، فإنما أنا رسول من المرسلين " (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۰ص۴۷، مادة "نبي")

اوراسی وجہ سے تجارت کا سامان کھولتے وقت اس لئے درود شریف پڑھنا تا کہ اس کی آواز سے خریداروں کوسامان کے عمدہ ہونے کی طرف توجہ ہو(جس کا کسی زمانے میں رواج رہا ہوگا، اگرچہ آج کل ایسا رواج ہمارے علاقوں میں نہیں)اس کوفقہائے کرام نے ممنوع قرار دیا ہے۔ [1]

(۴)......کیا درود شریف رَد نہیں کیا جاتا؟

بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ درود شریف خواہ کسی بھی نیت اور غرض سے (خواہ نام ونمود اور شہرت وریاء کاری کے طور پر یا مال حاصل کرنے کی خاطر)اورکسی بھی طرح سے (خواہ بدعات ومنکرات کا ارتکاب کر کے) پڑھا جائے ،تو وہ ضرور قبول ہوتا ہے، اور کبھی رد نہیں کیا جاتا۔

اوراسی وجہ سے جب ان لوگوں کو جاہ ومال کی خاطر یا گناہ کے طریقہ پر درود شریف پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے،تو اس پر یہی مذکورہ موقف اختیار کرتے ہیں۔

حالانکہ درود شریف کے قبول ہونے اور رَد نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ درود شریف درحقیقت اللہ تعالیٰ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر رحمت نازل کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم

---

[1] (قوله وحراما إلخ) الظاهر أن المراد به كراهة التحريم، لما فى كراهية الفتاوى الهندية إذا فتح التاجر الثوب فسبح الله تعالى أو صلى على النبى -صلى الله عليه وسلم -يريد به إعلام المشترى جودة ثوبه فذلك مكروه وكذا الحارس لأن يأخذ لذلك ثمنا، وكذا الفقاعى إذا قال ذلك عند فتح فقاعة على قصد ترويجه وتحسينه يأثم، وعن هذا يمنع إذا قدم واحد من العظماء إلى مجلس فسبح أو صلى على النبى -صلى الله عليه وسلم -إعلاما بقدومه حتى يفرج له الناس أو يقوموا له يأثم .اهـ(ردالمحتار، ج ا ص ۵۱۸، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة)

كمن جاء إلى آخر يشترى منه ثوباً، فلما فتح التاجر الثوب سبح الله تعالى، أو صلى على النبى عليه السلام؛ أراد به إعلام المشترى جودة ثوبه وذلك مكروه، فهذا كذلك .حارس يقول :لا إله إلا الله، أو قال فقاعى عند فتح الفقاع :لا إله إلا الله، أو قال :صلى الله على محمد يأثم؛ لأنه يأخذ لذلك ثمناً بخلاف العالم إذا قال فى مجلس العلم :صلوا على النبى، أو قال الغازى للقوم :كبروا، حيث يثاب(المحيط البرهانى، ج۵ص ۳۱۰،الفصل الرابع فى الصلاة، والتسبيح، وقراء ة القرآن، والذكر،والدعاء ورفع الصوت عند قراء ة القرآن والذكر والدعاء)

وتکریم کرنے کی دعاء کا نام ہے، اور جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے اس کی دعاء کرتا ہے، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں قبول کی جاتی ہے، اور رد نہیں کی جاتی۔

جہاں تک درود شریف پڑھنے والے کے حق میں اس کے عبادت بننے اور اس کے ذریعہ سے ثواب حاصل ہونے اور اس پر مرتب ہونے والے فضائل وفوائد کا تعلق ہے، تو اس کے لئے جہاں اخلاص شرط وضروری ہے، اسی طرح درود وسلام پڑھتے وقت بدعات ومنکرات سے بچنا بھی ضروری ہے۔ [1]

---

[1] وعلى هذا فعدم القبول لبعض الأعمال إنما هو لعدم استيفاء شروط القبول :كعدم الخشوع في نحو الصلاة، أو عدم حفظ الجوارح في الصوم، أو عدم طيب المال في الزكاة والحج، أو عدم الإخلاص مطلقا، ونحو ذلك من العوارض .وعلى هذا فمعنى أن الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم -قد ترد عدم إثابة العبد عليها لعارض كاستعمالها على محرم كما مر، أو لإتيانه بها من قلب غافل أو لرياء وسمعة؛ كما أن كلمة التوحيد التي هي أفضل منها لو أتى بها نفاقا أو رياء لا تقبل :وأما إذا خلت من هذه العوارض ونحوها فالظاهر القبول حتما إنجازا للوعد الصادق كغيرها من الطاعات، وكل ذلك بفضل الله تعالى، لكن وقع في كلام كثيرين ما يقتضي القبول مطلقا(ردالمحتار، ج ا ص ۵۲۰، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة)

والذي يظهر من ذلك أن المراد بقبولها قطعا أنها لا ترد أصلا مع أن كلمة الشهادة قد ترد فلذا استشكله السنوسي وغيره .والذي ينبغي حمل كلام السلف عليه أنه لما كانت الصلاة دعاء والدعاء منه المقبول ومنه المردود، وأن الله تعالى قد يجيب السائل بعين ما دعاه وقد يجيبه بغيره لمقتضى حكمته خرجت الصلاة من عموم الدعاء لأن الله تعالى قال (إن الله وملائكته يصلون على النبي)بلفظ المضارع المفيد للاستمرار التجددي مع الافتتاح بالجملة الاسمية المفيدة للتوكيد وابتدائها بإن لزيادة التوكيد، وهذا دليل على أنه سبحانه لا يزال مصليا على رسوله -صلى الله عليه وسلم -ثم امتن سبحانه على عباده المؤمنين حيث أمرهم بالصلاة أيضا ليحصل لهم بذلك زيادة فضل وشرف وإلا فالنبي -صلى الله عليه وسلم -مستغن بصلاة ربه سبحانه وتعالى عليه، فيكون دعاء المؤمن بطلب الصلاة من ربه تعالى مقبولا قطعا أي مجابا لإخباره سبحانه وتعالى بأنه يصلي عليه، بخلاف سائر أنواع الدعاء وغيره من العبادات، وليس في هذا ما يقتضي أن المؤمن يثاب عليها أو لا يثاب، بل معناه وأن الطلب والدعاء مقبول غير مردود.

وأما الثواب فهو مشروط بعدم العوارض كما قدمناه، فعلم أنه لا إشكال في كلام السلف، وأن له سندا قويا وهو إخباره تعالى الذي لا ريب فيه، فاغتنم هذا التحرير العظيم الذي هو من فيض الفتاح العليم، ثم رأيت الرحمتي ذكر نحوه (قوله فقيد المأمول) أي قيد الثواب الذي يؤمله العبد ويرجوه، وهو هنا محو الذنوب بالقبول :أي المتوقف على صدق العزيمة وعدم الموانع، وقد علمت أن هذا لا ينافي كون هذا الدعاء مجابا قطعا(ردالمحتار، ج ا ص ۵۲۰، ۵۲۱، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة)

(۵)......کیا درود شریف پڑھنے کے لئے باوضو ہونا ضروری ہے؟

درود شریف اور نبی پر سلام چونکہ ذکر کی ایک قسم ہے، جس کے لئے پاک صاف ہونا افضل ضرور ہے، لیکن درود شریف اور سلام پڑھنے کے لئے جسم اور لباس کا نجاستِ حقیقیہ وحکمیہ سے پاک ہونا ضروری نہیں، یعنی اگر کوئی باوضو نہ ہو، یا اس پر غسل واجب ہو، یا جسم و کپڑوں پر کوئی ناپاکی لگی ہوئی ہو، تو درود شریف اور سلام پڑھنا گناہ نہیں، اس کے باوجود اگر ہر طرح کی پاکی اور طہارت کا اہتمام کر کے درود شریف اور سلام پڑھا جائے تو اس کی فضیلت اور اجر وثواب کے زیادہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ''لان الصلاۃ فی الحقیقۃ دعاء''

البتہ بیتُ الخلاء اور ان مقامات پر جہاں جن اہلِ علم حضرات کے نزدیک ذکر منع ہے، وہاں درود وسلام بھی منع ہوگا۔ [1]

---

[1] اختلف العلماء فی جواز ذکر اللہ تعالی علی الخلاء، فروی عن ابن عباس أنه کرہ أن یذکر اللہ تعالی عند الخلاء، وھو قول عطاء، ومجاھد، والشعبی .وقال عکرمة :لا یذکر اللہ فیه بلسانه بل بقلبه .ذکرہ العینی فی عمدته جـ ۲ ص ۲۵۴.

قال الجامع :ھذا القول عندی ھو الراجح، لما روی أبو داود بسند صحیح عن المهاجر بن قُنْفُذ، أنه أتی النبی -صلی اللہ علیه وسلم -وھو یبول فسلم علیه، فلم یرد علیه، حتی توضأ، ثم اعتذر إلیه، فقال" :إنی کرھت أن أذکر اللہ تعالی إلا علی طھر "أو قال" :علی طھارۃ."

وأجاز ذلک جماعة روی ابن وھب أن عبد اللہ بن عمرو بن العاص کان یذکر اللہ تعالی فی المرحاض، وقال العزرمی :قلت للشعبی :أعطس وأنا فی الخلاء أحمد اللہ؟ قال :لا حتی تخرج، فأتیت النخعی فسألته عن ذلک، فقال لی :احمد اللہ، فأخبرته بقول الشعبی، فقال النخعی :الحمد یصعد ولا یھبط، وھو قول ابن سیرین، ومالک، وقال ابن بطال :وھذا الحدیث حجة لمن أجاز ذلک.

قال الجامع عفا اللہ عنه :فی قول ابن بطال ھذا نظر لما قدمنا من روایة البخاری فی الأدب المفرد من قوله "إذا أراد أحدکم "فإنھا تفسر المراد، فلا یتم الاحتجاج به(ذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی ،لمحمد بن علی بن آدم بن موسی الإثیوبی الوَلَّوِی، ج ۱ ص ۴۳۳، ۴۳۴، کتاب الطھارۃ، باب القول عند دخول الخلاء)

(۶)......درود شریف کے وقت نازیبا اور لغو حرکت کرنے کا حکم

درود شریف کیونکہ عبادت ہے، اس لئے اس عبادت کو انجام دیتے وقت کوئی لغو اور فضول حرکت کرنا جو اس کی شان کے لائق نہ ہو، منع ہے، اور اسی وجہ سے فقہائے کرام نے فرمایا کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور آواز بلند کرنا جہل و ناواقفیت پر مبنی ہے[1]

(فضائلِ درود شریف لشیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب، ص۱۴۹، چوتھی فصل، فوائدِ متفرقہ کے بیان میں)

(۷)......درود شریف کا مسنون طریقہ

درود شریف ایک اہم عبادت ہے، جس کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے، اس لئے اس کو انجام دینے کے لئے ہر شخص کو آزاد نہیں چھوڑا گیا، بلکہ اس عبادت کو انجام دینے کے لئے شریعت کی طرف سے ایسا طریقہ مقرر کیا گیا ہے، جس میں اس اہم عبادت کی شان واحترام کا لحاظ عمدہ واحسن طریقہ پر پایا جاتا ہے۔

---

[1] ذهب جمهور الفقهاء إلى أنه يستحب خفض الصوت، ويكره اللغط فى ثلاثة مواضع فى حالة السير فى الجنازة، وفى القتال، وعند الذكر سواء كان اللغط -وهو رفع الصوت -بالقراء ة أو الذكر، أو التهليل أو الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم .

واستدلوا بما ورد عن قيس بن عباد رضى الله عنه " : كان أصحاب رسول الله يكرهون رفع الصوت عند الجنائز وعند القتال وعند الذكر ".

وقال ابن عابدين معلقا على هذا الأثر :فما ظنك عند الغناء الذى يسمونه وجدا ومحبة، وقال الشربينى الخطيب :وما يفعله جهلة القراء بالتمطيط وإخراج الكلام عن موضوعه -عند الجنائز -فحرام يجب إنكاره (الموسوعة الفقهية الكويتية،ج۳۵،ص۲۷۵،مادة"لغط")

وإزعاج الاعضاء برفع الصوت جهل، وإنما هى دعاء له، والدعاء يكون بين الجهر والمخافتة، كذا اعتمده الباجى فى كنز العفاة، وحرر أنها قد تردد ككلمة التوحيد مع أنها أعظم منها وأفضل(الدر المختار)

(قوله وإزعاج الأعضاء) قال فى الهندية :رفع الصوت عند سماع القرآن والوعظ مكروه، وما يفعله الذين يدعون الوجد والمحبة لا أصل له، ويمنع الصوفية من رفع الصوت وتخريق الثياب، كذا فى السراجية .اهـ(ردالمحتار،ج ا ص ۹ ۱ ۵، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة)

سورہ احزاب کی وہ آیت جس میں رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر درود وسلام کا ان الفاظ میں حکم دیا گیا ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ ۵۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم بھی نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو (سورہ احزاب)

اس آیت کے سب سے پہلے مخاطب صحابۂ کرام رضی اللّٰہ عنہم تھے، مگر انہوں نے اپنی عقل وفہم سے جس طرح چاہا درود وسلام پڑھنے کو اختیار کرنے کے بجائے رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے درود اور سلام دونوں کا مسنون طریقہ سیکھا ہے۔

چنانچہ حضرت کعب رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ (إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ) قَالُوْا : كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ؟ (مسند احمد رقم الحدیث ۱۸۱۳۳) [1]

ترجمہ: جب (سورہ احزاب کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ "إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" تو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللّٰہ کے نبی! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ (مسند احمد)

حضرت حسن بصری رحمہ اللّٰہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ (إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا السَّلَامُ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ هُوَ فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ ؟ (فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۶۵) [2]

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح .یزید بن أبی زیاد -وهو الهاشمی الکوفی، وإن یکن ضعیفا -متابع، وباقی رجاله ثقات رجال الشیخین (حاشیۃ مسند احمد)

[2] قال الالبانی: صحیح (تحقیق فضل الصلاۃ علی النبی ، تحت رقم الحدیث ۶۵)

ترجمہ: جب (سورہ احزاب کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا'' تو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سلام کا طریقہ تو ہمیں (آپ کے بتلانے سے) معلوم ہوگیا، کہ وہ کس طرح پڑھا جائے، تو آپ ہمیں اپنے اوپر درود پڑھنے کا کس طرح حکم فرماتے ہیں؟ (فضل الصلاۃ)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ درود وسلام کا حکم آنے پر صحابۂ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درود اور سلام دونوں کا طریقہ سیکھا ہے۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلَاۃُ عَلَیْکُمْ أَھْلَ الْبَیْتِ فَإِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکُمْ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ. إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (بخاری) [1]

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کے اہلِ بیت پر کس طرح سے درود پڑھا جائے، یہ تو اللہ نے ہمیں بتلا دیا کہ آپ پر سلام کس طرح بھیجیں (مگر درود پڑھنے کا طریقہ ہمیں پتہ نہیں چلا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس طرح درود پڑھا کرو کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

---

[1] رقم الحدیث ۳۳۷۰، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی واتخذ اللہ إبراھیم خلیلا.

وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ. إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اوران کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اوران کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں، اے اللہ! برکت نازل فرما، محمد پر اوران کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اوران کی اولاد پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں (بخاری)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُمْ قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، کَیْفَ نُصَلِّی عَلَیْکَ؟ قَالَ: قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَّعَلٰی أَزْوَاجِهٖ، وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ، وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی أَزْوَاجِهٖ، وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ، إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (مسلم) [1]

ترجمہ: صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح بھیجو کہ:

" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَّعَلٰی أَزْوَاجِهٖ، وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ، وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی أَزْوَاجِهٖ، وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ، إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ "

اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما حضرت محمد پر اوران کی ازواج پر، اوران کی اولاد پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم کی آل پر، اور برکت نازل فرما حضرت محمد پر اوران کی ازواج پر اوران کی اولاد پر، جیسا کہ آپ نے

---

[1] رقم الحدیث ۴۰۷ "۶۹" کتاب الصلاة، باب الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم بعد التشهد، بخاری، رقم الحدیث ۳۳۶۹.

برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں (مسلم)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا أَتٰى نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (سنن النسائی) [1]

ترجمہ: ایک آدمی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح بھیجو کہ:

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ“

اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما حضرت محمد پر اور ان کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں، اور برکت نازل فرما حضرت محمد پر اور ان کی آل پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں (نسائی)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۱۲۹۱، کتاب السهو، باب کیف الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم.

قِیْلَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ فَقَالَ: قُوْلُوْا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ، إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(مسند احمد، رقم الحدیث ١٧٠٦٧) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح بھیجو کہ:

”اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ، إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ “

اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما حضرت محمد پر اوران کی آل پر، اور برکت نازل فرما حضرت محمد پر اوران کی آل پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر عالمین میں، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں

(مسند احمد)

حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰی جَلَسَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَہٗ، فَقَالَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، أَمَّا السَّلَامُ عَلَیْکَ، فَقَدْ عَرَفْنَاہُ، فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ إِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِیْ صَلَاتِنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ؟ قَالَ :فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی أَحْبَبْنَا أَنَّ الرَّجُلَ لَمْ یَسْأَلْہُ .فَقَالَ: إِذَا أَنْتُمْ صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَقُوْلُوْا :

---

[1] قال شعیب الارنؤوط:إسناده صحیح علی شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشیخین، غیر محمد بن عبد الله :وهو ابن زید بن عبد ربه الأنصاری، فإنه من رجال مسلم، وأخرج له البخاری فی "خلق أفعال العباد"، وهو ثقة(حاشیة مسند احمد)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَآلِ إِبْرَاهِیْمَ، وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ، إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ(مسندأحمد، رقم الحدیث ۱۷۰۷۲) [1]

ترجمہ: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا، اور ہم بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہم جان چکے ہیں، تو ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں، جب ہم اپنی نماز میں درود پڑھیں، اللہ آپ درود (یعنی رحمت) بھیجے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، یہاں تک کہ ہم اس کو پسند کرنے لگے کہ اس سوال کرنے والے آدمی نے یہ سوال نہ کیا ہوتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو، تو اس طرح پڑھو کہ:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَآلِ إِبْرَاهِیْمَ، وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ، إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

"اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما حضرت محمد پر جو کہ نبی اور اُمّی ہیں اور حضرت محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، اور برکت نازل فرما حضرت محمد پر جو کہ نبی اور اُمّی ہیں، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ تعریف

---

[1] قال شعیب الارنؤوط:حدیث صحیح، محمد بن إسحاق -وإن کان مدلسا -صرح بالتحدیث هنا فانتفت شبهة تدلیسه، وقد توبع .وباقی رجال الإسناد ثقات رجال الشیخین، غیر محمد بن عبد اللـه بن زید بن عبد ربه الأنصاری فإنه من رجال مسلم، وأخرج له البخاری فی "أفعال العباد "وهو ثقة(حاشیة مسند احمد)

کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں‘‘ (مسند احمد)

حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَتٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی جَلَسَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَقَالَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، أَمَّا السَّلَامُ عَلَیْکَ فَقَدْ عَرَفْنَاہُ، وَأَمَّا الصَّلَاۃُ عَلَیْکَ فَأَخْبِرْنَا بِہَا، کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی وَدِدْنَا أَنَّ الرَّجُلَ الَّذِیْ سَأَلَہٗ لَمْ یَکُنْ سَأَلَہٗ، فَقَالَ: إِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَقُوْلُوْا: اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاہِیْمَ وَآلِ إِبْرَاہِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۶۹۸) [۱]

ترجمہ: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہم جان چکے ہیں، لیکن ہمیں اس کی خبر دیجئے کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہوگئے، یہاں تک کہ ہم چاہنے لگے کہ اس سوال کرنے والے آدمی نے یہ سوال نہ کیا ہوتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو، تو اس طرح پڑھو کہ:

’’اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاہِیْمَ وَآلِ إِبْرَاہِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ‘‘

’’اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما حضرت محمد پر جو کہ نبی اور اُمّی ہیں اور حضرت محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور حضرت

---

[۱] قال ابن حجر: ھذا حدیث حسن من ھذا الوجه (نتائج الافکار، ج۲ ص۲۰۲، باب :الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشھد، المجلس: ۱۶۱)

ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و بَرتر ہیں‘‘ (طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُمُ سَأَلُوُا رَسُوُلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ كَيُفَ نُصَلِّيُ عَلَيُكَ؟ قَالَ :قُوُلُوُا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَبَارِكُ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيُتَ وَبَارَكُتَ عَلٰى إِبُرَاهِيُمَ وَآلِ إِبُرَاهِيُمَ فِي الُعَالَمِيُنَ، إِنَّكَ حَمِيُدٌ مَّجِيُدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا قَدُ عُلِّمُتُمُ (كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ۵٦۵) [1]

ترجمہ: صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح بھیجو کہ:

’’ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَبَارِكُ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيُتَ وَبَارَكُتَ عَلٰى إِبُرَاهِيُمَ وَآلِ إِبُرَاهِيُمَ فِي الُعَالَمِيُنَ، إِنَّكَ حَمِيُدٌ مَّجِيُدٌ‘‘

’’اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما حضرت محمد پر، اور برکت نازل فرما حضرت محمد پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی آل پر تمام جہانوں میں، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و بَرتر ہیں‘‘

اور سلام اسی طرح ہے جس طرح تم کو سکھلایا گیا ہے (بزار)

سورہ احزاب کی مذکورہ آیت کی تفسیر اور دیگر احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ درود اور سلام کا طریقہ صحابۂ کرام نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ہے، لہٰذا امت کے دیگر افراد کو بھی صحابۂ کرام کے سیکھے ہوئے طریقوں کے مطابق درودوسلام پڑھنا چاہیئے، کیونکہ یہ سنت،

---

[1] قال الهيثمي: رواه البزار ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۸۷۰) وقال ابن حجر: هذا حديث صحيح، أخرجه البزار (نتائج الافكار، ج ۲ ص ۲۰۸، باب :الدعاء بعد التشهد الأخير، المجلس: ۱٦۲)

زیادہ برکت وفضیلت اور زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔

اور احادیث میں یہ بھی وضاحت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو اللہ تعالیٰ سے دعاء ودرخواست کے ساتھ درود پڑھنے کا طریقہ بتلایا، پس درود شریف کا مسنون اور افضل وبہتر طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کے صیغہ کے ساتھ پڑھا جائے، مثلاً ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ'' کہا جائے۔

جس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ درود یعنی رحمتِ خاص بندہ اپنی طرف سے بھیجنے کے بجائے، اللہ سے اس کی درخواست ہی کرسکتا ہے، بندہ رحمت کا مالک نہیں اور نہ ہی اس کے پاس اس کا اختیار ہے، بلکہ اس کا کلی اختیار اللہ کے پاس ہے، وہی اس کا مالک ہے۔ [۱]

---

[۱] معارفُ القرآن میں ہے کہ:

جو طریقہ صلاۃ وسلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہوا، اس کا حاصل یہ ہے کہ ہم سب مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت وسلامتی کی دعاء کریں، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مقصود آیت کا تو یہ تھا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کا حق خود ادا کریں، مگر طریقہ یہ بتلایا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں، اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقِ تعظیم واطاعت پورا ادا کرنا ہمارے کسی کے بس میں نہیں، اس لئے ہم پر یہ لازم کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں (معارف القرآن ج ۷ ص ۲۲۴)

فان معنى الحديث ان المراد بالتعظيم المامور به فى الآية هو التعظيم المخصوص الذى يكون بهذا اللفظ ونحوه ممايدل على طلب التعظيم لشأنه عليه الصلاة والسلام من الله عزوجل لقصور وسع المومنين عن اداء حقه عليه الصلاة والسلام ، ففى الحديث ارشاد الى كيفية التعظيم المامور به وصفته لا انه تفسير للفظ "صلوا" (احكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ ج۳ ص ۴۸۵، سورة الاحزاب)

فقال صلى الله عليه وسلم : قولوا اللهم صل على محمد إلى آخر ما فى بعض الروايات الصحيحة ، وفيه إيماء إلى أنكم عاجزون عن التعظيم اللائق بى فأطلبوه من الله عزوجل لى ومن هنا يعلم أن الآتى بما أمر به من طلب الصلاة له صلى الله تعالى عليه وسلم عزوجل آت بأعظم أنواع التعظيم لتضمنه الإقرار بالعجز عن التعظيم اللائق(روح المعانى ،ج ۱۱ ص ۲۵۴ ،تحت رقم الآية ۵۶، من سورة الاحزاب)

التنبيه الثانى :سئل شيخنا عن إضافة الصلاة إلى الله تعالى وملائكته دون السلام وأمر المؤمنين بها وبالسلام فأجاب بأنه يحتمل أن يقال السلام له معنيان التحية والإنقياد فأمر به المؤمنون لصحتها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراحادیث وروایات میں جتنے بھی درودشریف کے صیغے آئے ہیں، ان میں عام طور پر ’’اَللّٰھُمَّ ‘‘وغیرہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی درخواست کی گئی ہے، براہِ راست اپنی طرف سے درود بھیجنے کا احادیث وروایات میں ذکرنہیں ملتا۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

منهم والله وملائكته لا يجوز منهم الإنقياد فلم يضف إليهم دفعاً للإيهام والله أعلم(القول البديع للسخاوى،ص ۴۲،ما الحكمة فى إضافة الصلاة إلى الله تعالى وملائكته دون السلام)

مهمة :قرأت فى شرح مقدمة أبى الليث للأمير المصطفى التركمانى من الحنفية مانصه، فإن قيل: ما الحكمة فى أن الله تعالى أمرنا أن نصلى ونحن نقول اللهم صل على محمد وعلى آل محمد فنسأل الله تعالى أن يصلى عليه ولا نصلى عليه نحن بأنفينا يعنى بأن يقول العبد فى الصلاة أصلى على محمد قلنا لأنه -صلى الله عليه وسلم -طاهر لا عيب فيه ونحن فينا المعائب والنقائص فكيف يثنى من فيه معائب على طاهر؟ فنسأل الله تعالى أن يصلى عليه لتكون الصلاة عن رب طاهر على نبى طاهر كذا فى المرغينانى انتهى، ونحو ذلك منقول عن النيسابورى فى كتابه اللطائف والحكم فإنه قال لا يكفى للعبد أن يقول فى الصلاة صليت على محمد لأن مرتبة العبد تقصر عن ذلك بل يسأل ربه أن يصلى عليه لتكون الصلاة على لسان غيره وحينئذ فالمصلى فى الحقيقة هو الله ونسبة الصلاة إلى العبد مجازية بمعنى السؤال انتهى.

وقد أشار ابن أبى حجلة إلى شىء عن ذلك فقال الحكمة فى تعليمه الأمة صيغة اللهم صل على محمد أنا لما أمرنا بالصلاة عليه ولم يبلغ قدر الواجب من ذلك أحلناه عليه لأنه أعلم بما يليق به، وهو كقوله لا أحصى ثناء عليك وسبق له أبو اليمن بن عساكر والله أعلم، إذا عرفت ذلك كله فلتكن صلاتك عليه كما أمرك بالصلاة عليه فبذلك تعظم حظوتك لديه وعليك بالأكثار منها والمواظبة عليها (القول البديع للسخاوى،ص ۷۲ و ۷۳، الباب الاول،ما الحكمة فى أن الله تعالى أمرنا أن نصلى عليه ونحن نقول اللهم صل)

[۱] یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت جومختصر دعاء آتی ہے، اس میں بھی ’’اللھم صل علی محمد‘‘ کے الفاظ ہیں، جیسا کہ گزرا۔

اور ہمیں باوجود تلاش کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے معتبر سند کے ساتھ درود کا کوئی صیغہ بھی ایسا نہیں ملا، جس میں اللہ تعالیٰ سے دعاء ودرخواست کے بغیر درود کا ذکر ہو۔

اوراس صورت میں ظاہر ہے کہ حقیقی مصلی اللہ ہوگا، اور بندے کا مصلی ہونا مجازی ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سے اہلِ علم حضرات نے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کئے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ کے استعمال سے منع کیا ہے، البتہ دیگر حضرات نے بنیتِ دعاء اجازت دی ہے۔

اگر ماضی کے صیغہ سے اس طرح درود پڑھا جائے کہ ’’صلی اللہ علی محمد‘‘ تو بھی جائز ہے، کیونکہ یہ خبر بمعنی انشاء ہے، لیکن صیغۂ امر وطلب کے ساتھ درود پڑھنا صیغۂ خبر کے مقابلہ میں افضل ہے، اور محدثینِ کرام کا جو احادیث کے ضمن میں اس افضل کو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور یہی وجہ ہے کہ اکثر مفسرین نے بھی سورہ احزاب کی اس آیت میں درود شریف پڑھنے کے حکم کی تفسیر کے ضمن میں یہی بات بیان فرمائی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعاء کی جائے، اور "اَللّٰهُمَّ صَلِّ الخ" پڑھا جائے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ چھوڑ کر صیغۂ خبر کے ساتھ درود کا معمول رہا ہے، اس کی وجہ بعض اہلِ علم حضرات نے یہ بیان کی ہے کہ ان کا یہ معمول احادیث وروایات کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آجانے کی وجہ سے ہے، اور اصل مقصود احادیث وروایات کے مضامین واخبار کو بیان کرنا ہے، اور درود ضمنی طور پر شامل ہے، اگر ان مواقع پر صیغۂ طلب وامر کے ساتھ درود شریف کا معمول بنایا جاتا، تو احادیث وروایات کے مضامین کا تسلسل متاثر ہونے اور زیادہ فصل واقع ہونے کی وجہ سے مضامین کی افہام وتفہیم میں دشواری پیدا ہوتی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ومقتضى ظاهر إرشاده صلى الله تعالى عليه وسلم إياهم إلى طلب الصلاة عليه من الله تعالى شأنه أنه لا يحصل إمتثال الأمر إلا بما فيه طلب ذلك منه عزوجل ويكفى اللهم صلى على محمد لأنه الذى اتفقت عليه الروايات فى بيان الكيفية ، وكأن خصوصية الإنشاء لفظاً ومعنى غير لازمة ، ولذا قال بعض من أوجبها فى الصلاة وستعلمه إن شاء الله تعالى :إنه كما يكفى اللهم صلى على محمد ، ولا يتعين اللفظ الوارد خلافاً لبعضهم يكفى صلى الله على محمد على الأصح بخلاف الصلاة على رسول الله فإنه لا يجزى اتفاقاً لأنه ليس فيه إسناد الصلاة إلى الله تعالى فليس فى معنى الوارد .وفى تحفة ابن حجر يكفى الصلاة على محمد إن نوى بها الدعاء فيما يظهر.

وقال النيسابورى :لا يكفى صليت على محمد لأن مرتبة العبد تقصر عن ذلك بل يسأل ربه سبحانه أن يصلى عليه عليه الصلاة والسلام وحينئذ فالمصلى عليه حقيقة هو الله تعالى ، وتسمية العبد مصلياً عليه مجاز عن سؤاله الصلاة من الله تعالى عليه الصلاة والسلام فتأمله .

وذكروا أن الإتيان بصيغة الطلب أفضل من الإتيان بصيغة الخبر .وأجيب عن إطباق المحدثين على الإتيان بها بأنه مما أمرنا به من تحديث الناس بما يعرفون إذ كتب الحديث يجتمع عند قراء تها أكثر العوام فخيف أن يفهموا من صيغة الطلب أن الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم لم توجد من الله عز وجل بعد وإلا لما طلبنا حصولها له عليه صلاة الله تعالى وسلامه فأتى بصيغة يتبادر إلى أفهامهم منها الحصول وهى مع إبعادها إياهم من هذه الورطة متضمنة للطلب الذى أمرنا به انتهى ، ولا يخفى ضعفه.

فالأولى أن يقال :إن ذلك لأن تصليتهم فى الأغلب فى أثناء الكلام الخبرى نحو قال النبى صلى الله عليه وسلم كذا وفعل صلى الله عليه وسلم كذا فأحبوا أن لا يكثر الفصل وأن لا يكون الكلام على أسلوبين لما فى ذلك من الخروج عن الجادة المعروفة إذ قلما تجد فى الفصيح توسط جملة دعائية إلا وهى خبرية لفظاً مع احتمال تشوش ذهن السامع وبطء فهمه وحسن الإفهام مما تحصل مراعاته فتدبر(روح المعانى، ج ۱۱ ص ۲۵۴، ۲۵۵،تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)

[1] (يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه)أى ادعوا له بالرحمة، (وسلموا تسليما)أى حيوه بتحية الإسلام .وقال أبو العالية :صلاة الله :ثناؤه عليه عند الملائكة، وصلاة الملائكة الدعاء (معالم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ یہ ہے کہ درود شریف کا مسنون، افضل وبہتر طریقہ یہ ہے کہ مسنون صیغوں کی رعایت کی جائے، اور درود شریف اللہ تعالیٰ سے دعاء کی درخواست کے ساتھ پیش کیا جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ دنیوی میں اور آپ کے نزدیک رہ کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

التنزیل للبغوی، ج۵ص ۱۷۶، تحت رقم الآیة ۵۶ من سورة الاحزاب)

تأویل قوله تعالی :(إن الله وملائکته یصلون علی النبی یا أیها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما)

یقول تعالی ذکره :إن الله وملائکته یبرکون علی النبی محمد صلی الله علیه وسلم.

کما حدثنی علی، قال :ثنا أبو صالح، قال :ثنی معاویة، عن علی، عن ابن عباس، قوله(إن الله وملائکته یصلون علی النبی یاأیها الذین آمنوا صلوا علیه) یقول :یبارکون علی النبی .وقد یحتمل أن یقال :إن معنی ذلک :أن الله یرحم النبی، وتدعو له ملائکته ویستغفرون، وذلک أن الصلاة فی کلام العرب من غیر الله إنما هو دعاء .وقد بینا ذلک فیما مضی من کتابنا هذا بشواهده، فأغنی ذلک عن إعادته.

(یا أیها الذین آمنوا صلوا علیه) یقول تعالی ذکره :یا أیها الذین آمنوا ادعوا لنبی الله محمد صلی الله علیه وسلم(وسلموا تسلیما) یقول :وحیوه تحیة الإسلام .

وبنحو الذی قلنا فی ذلک جاء ت الآثار عن رسول الله صلی الله علیه وسلم(تفسیر الطبری، ج۲۰ص ۳۲۰، تحت رقم الآیة ۵۶ من سورة الاحزاب)

إن الله وملائکته یصلون علی النبی یعتنون بإظهار شرفه وتعظیم شأنه .یا أیها الذین آمنوا صلوا علیه اعتنوا أنتم أیضا فإنکم أولی بذلک وقولوا اللهم صلی علی محمد .وسلموا تسلیما وقولوا السلام علیک أیها النبی (تفسیر البیضاوی ، ج۴ص۲۳۸، تحت رقم الآیة ۵۶ من سورة الاحزاب)

إن الله وملائکته یصلون علی النبی یاأیها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما.قولوا اللهم صل علی محمد أو صلی الله علی محمد (وسلموا تسلیما) أی قولوا اللهم سلم علی محمد أو انقادوا لأمره وحکمه انقیادا(مدارک التنزیل وحقائق التأویل ،لابی البرکات النسفی ، ج۳ص ۴۴، تحت رقم الآیة ۵۶ من سورة الاحزاب)

(یا أیها الذین آمنوا صلوا علیه) اعتنوا أنتم أیضا بذلک فإنکم أولی به (وسلموا تسلیما) قائلین اللهم صل علی محمد وسلم أو نحو ذلک (تفسیر ابی السعود ، ج۷ص ۱۱۴، تحت رقم الآیة ۵۶ من سورة الاحزاب)

(یا أیها الذین آمنوا صلوا علیه) أی ادعوا له بالرحمة (وسلموا تسلیماً) أی حیوه بتحیة الإسلام(تفسیر الخازن، ج۳ص ۴۳۴، ۴۳۵، تحت رقم الآیة ۵۶ من سورة الاحزاب)

(یأیها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما) أی قولوا اللهم صل علی سیدنا محمد وسلم(تفسیر الجلالین ، ج ۱ ص ۵۵۹، تحت رقم الآیة ۵۶ من سورة الاحزاب)

جو درود پڑھا کرتے تھے، وہ بھی اس طرح ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ'' کے صیغہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ [۱]

اور مسنون درود شریف کا ادنیٰ درجہ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' ہے۔ [۲]

---

[۱] اس تفصیل کی روشنی میں یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ درود شریف خواہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب کھڑے ہوکر پڑھا جائے، یا کسی دوسرے مقام پر رہ کر پڑھا جائے، بہر صورت سنت وافضلیت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے درخواست ودعاء کے ساتھ پڑھا جائے، یعنی ''اللہم صل'' کا صیغہ اختیار کیا جائے، اور جب احادیث میں مذکور مسنون صیغوں کے ساتھ درود پڑھا جائے گا، تو اس سے یہ مقصد خود ہی حاصل ہو جائے گا۔

یہ حکم تو درود شریف کے بارے میں تھا، جہاں تک سلام پیش کرنے کا معاملہ ہے، تو اگر کسی کو قبر مبارک کے قریب کھڑے ہونے کی نعمت میسر آئے، تو ایسے شخص کو خطاب کے ساتھ سلام پیش کرنے میں کوئی مانع نہیں۔

تاہم اگر اس صورت میں بھی احادیث میں مذکور مسنون وماثور خطاب والے صیغوں (مثلاً ''اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ آخر تک'') کے ساتھ سلام پیش کیا جائے؛ تو اس کی فضیلت زیادہ ہے۔

[۲] عن أنس بن مالک، رضي الله عنه قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل المسجد قال :بسم الله، اللهم صل على محمد .وإذا خرج قال :بسم الله، اللهم صل على محمد (عمل اليوم والليلة لابن السنى رقم الحديث۸۸،باب مايقول اذا دخل المسجد)

قال الالبانی: أخرجه ابن السنى فى (عمل اليوم والليلة) (ص ۳۱رقم ۸۶) قال :ثنى الحسن بن موسى الرسعنى :ثنا إبراهيم بن الهيثم البلدى :ثنا إبراهيم بن محمد بن البحترى -شيخ صالح بغدادى :-ثنا عيسى بن يونس عن معمر عن الزهرى عنه.وهذا سند حسن أو محتمل للتحسين(الثمر المستطاب فى فقه السنة والكتاب، ج۲،ص۶۰۴،كتاب الصلاة، احكام المساجد)

ألفاظ الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم:

روى عن النبى صلى الله عليه وسلم -فى الصلاة عليه -صيغ مختلفة فى بعض ألفاظها .قال صاحب المهذب :إن أفضل صيغ الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم :أن يقول المصلى عليه :(اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، كما باركت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنک حميد مجيد) ومنها :ما رواه البخارى ومسلم عن كعب بن عجرة -رضى الله عنه -قال :خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا :قد علمنا -أو عرفنا -كيف نسلم عليک، فكيف نصلى عليک؟ قال : قولوا :اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، كما صليت على آل إبراهيم .إنک حميد مجيد. اللهم بارک على محمد وعلى آل محمد، كما باركت على إبراهيم .إنک حميد مجيد. وفى لفظ للبخارى ومسلم :قولوا :اللهم صل على محمد، وعلى أزواجه، وذريته، كما صليت على آل إبراهيم .وبارک على محمد، وعلى أزواجه، وذريته، كما باركت على آل إبراهيم .إنک حميد مجيد وهناک صيغ أخرى .وأقل ما يجزء هو :اللهم صل على محمد (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷،ص۲۳۷ و ۲۳۸،مادة"الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم")

(۸)......سلام کا مسنون طریقہ

پہلے گزر چکا ہے کہ ایک سلام تو عام ہے، جو مسلمین کے لئے مقرر کیا گیا ہے، اور دوسرا سلام خاص ہے، جو مرسلین کے لئے مقرر کیا گیا ہے، اور ظاہر ہے کہ جو سلام مرسلین کے لئے ہے، اس کی شان زیادہ بلند وبالا ہے، اور یہ بھی پہلے ذکر کیا جا چکا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کی طرف سے پیش کئے جانے والے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔

اس لئے اس سلامِ مرسلین کو عام مسلمین کے سلام کی طرح انجام دینے کے بجائے اس کی شان کے مطابق انجام دینے کی ضرورت ہوگی۔

اوراسی وجہ سے شریعت نے اس سلام کے لئے مستحسن اور پسندیدہ طریقہ یہ قرار دیا ہے کہ اس کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ہونی چاہئے۔ [1]

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم پہلے نماز میں جب التحیات پڑھتے تھے، تو ہم ایک دوسرے کا نام لے کر اس کو سلام کیا کرتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا کہ تم اس طرح سلام پڑھا کرو، اس کے نتیجہ میں آسمان اور زمین میں جتنے بھی اللہ کے نیک بندے ہیں، ان سب پر تمہاری طرف سے سلام ہو جائے گا۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: ساری قولی اور بدنی اور مالی عبادات اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (آپ پر نازل ہوں) سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ

---

[1] علاوہ ازیں یہ سلام درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک دعاء ہے، اور دعاء کے آداب میں حمد وثناء سے آغاز کرنا بھی داخل ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد، اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (بخاری) [1]

فائدہ: سلام کا یہ طریقہ زیادہ جامع اور افضل ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی سلام کے صیغے احادیث وروایات میں آئے ہیں، جن کا آگے ذکر آتا ہے۔

اور اس سلام میں جو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ نہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مقام سے پیش کئے جانے والے سلام کو براہِ راست سماعت فرماتے ہیں، کیونکہ اس بارہ میں صحیح احادیث کی روشنی میں یہ بات گزر چکی ہے کہ روئے زمین پر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سلام پہنچانے کے لئے فرشتے گشت کرتے اور مقرر ہیں۔

بلکہ اس کی وجہ بعض اہلِ علم حضرات نے یہ بیان فرمائی ہے کہ معراج میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی طرح رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کیا گیا تھا، اور ہم اسی کی نقل میں اپنی طرف سے بھی سلام پیش کرتے ہیں، یا پھر یہ سلام درحقیقت اللہ کی طرف سے ہے۔

لہٰذا اس سے بعض کم علم لوگوں کا یہ سمجھنا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ سے اپنے اوپر پیش کئے جانے والے سلام یا سلام کے علاوہ آواز کو بھی براہِ راست سنتے ہیں، درست نہیں۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۲۰۲، كتاب الجمعة، باب من سمى قوما أو سلم فى الصلاة على غيره مواجهة وهو لا يعلم.

[2] وأما قوله :السلام عليك أيها النبى ورحمة الله وبركاته حكاية سلام الله تعالى على نبيه -عليه الصلاة والسلام -فهى ثلاثة بمقابلة الثلاث التى أثنى بها النبى -صلى الله عليه وسلم -على ربه ليلة الإسراء (البحر الرائق، ج ا ص ۳۴۳ ا ، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

ويقصد بألفاظ التشهد معانيها مرادة له على وجه الإنشاء كأنه يحيى اللّٰه تعالى ويسلم على نبيه وعلى نفسه وأوليائه(اللباب فى فى شرح الكتاب، ج ا ص ۷۳، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

ومعنى قولنا السلام عليك الدعاء أى سلمت من المكاره وقيل معناه اسم السلام عليك كأنه تبرك عليه باسم الله تعالى فإن قيل كيف شرع هذا اللفظ وهو خطاب بشر مع كونه منهيا عنه فى الصلاة. فالجواب أن ذلك من خصائصه صلى الله عليه و سلم فإن قيل ما الحكمة فى العدول عن الغيبة إلى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پھر نماز میں پڑھے جانے والے سلام کے سلسلہ میں بہت سی روایات میں خطاب کے صیغہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الخطاب فی قوله علیک أیها النبی مع أن لفظ الغیبة هو الذی یقتضیه السیاق کأن یقول السلام علی النبی فینتقل من تحیة الله إلی تحیة النبی ثم إلی تحیة النفس ثم إلی الصالحین أجاب الطیبی بما محصله نحن نتبع لفظ الرسول بعینه الذی کان علمه الصحابة ویحتمل أن یقال علی طریق أهل العرفان إن المصلین لما استفتحوا باب الملکوت بالتحیات أذن لهم بالدخول فی حریم الحی الذی لا یموت فقرت أعینهم بالمناجاة فنبهوا علی أن ذلک بواسطة نبی الرحمة وبرکة متابعته فالتفتوا فإذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فأقبلوا علیه قائلین السلام علیک أیها النبی ورحمة الله وبرکاته أه (فتح الباری لابنِ حجر، ج۲ص ۳۱۴،باب التشهد فی الآخرة)

فعلم بهذاان للمشائخ فی توجیه الخطاب ثلاثة اقوال مجرد الاتباع وکون الحبیب فی حریم الحبیب وحکایة مافی المعراج علی طریق الانشاء ولعلک دریت بهذا کله انه لایصح الاستدلال بصیغة التشهد علی حضوره صلی الله علیه وسلم فی کل محل او علیٰ عموم ندائه صلی الله علیه وسلم عن کل موضع کما توهمه بعض المبتدعة فی هذاالزمان (اوجز المسالک الیٰ مؤطا مالک ج ۱ ص ۲۶۵، باب التشهد فی الصلاة)

واعلم أن الأحادیث المرفوعة کلها متفقة علی قوله فی التشهد "السلام علیک أیها النبی "أی علی لفظ الخطاب وحرف النداء ، نعم ترک بعض الصحابة کابن مسعود وغیره الخطاب بعد وفاته -صلی الله علیه وسلم -، ففرقوا بین حیاته -علیه السلام -ووفاته، وقالوا "السلام علی النبی "کما عند البخاری فی الإستیذان، وأبی عوانة فی صحیحه، والسراج والجوزقی وأبی نعیم الأصبهانی والبیهقی وعبد الرزاق، لکن جمهور الصحابة والتابعین وغیرهم من المحدثین والفقهاء مطبقون علی التشهد المرفوع المروی بصیغة الخطاب والنداء ، أی علی عدم المغایرة بین زمانه -صلی الله علیه وسلم -وما بعده، وعلی هذا فلا بد من بیان توجیه الخطاب؛ لأنه یرد علیه أنه کیف شرع هذا اللفظ وهو خطاب بشر مع کونه منهیاً عنه فی الصلاة؟ والجواب أن ذلک من خصائصه -علیه السلام -، فإن قیل :ما الحکمة فی العدول عن الغیبة إلی الخطاب مع أن لفظ الغیبة هو الذی یقتضیه السیاق؟ کأن یقول "السلام علی النبی "فینتقل من تحیة الله إلی تحیة النبی، ثم إلی تحیة النفس، ثم إلی تحیة الصالحین .أجاب الطیبی مما محصله :نحن نتبع لفظ الرسول بعینه الذی کان علمه الصحابة .وقال ابن الملک :روی أنه -صلی الله علیه وسلم -لما عرج به أثنی علی الله تعالی بهذه الکلمات، فقال الله تعالی :السلام علیک أیها النبی ورحمة الله وبرکاته، فقال علیه السلام: السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین، فقال جبریل :أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله-انتهی .قال القاری :وبه یظهر وجه الخطاب، وأنه علی حکایة معراجه -علیه السلام -فی آخر الصلاة التی هی معراج المؤمنین -انتهی .وقال فی "مسک الختام "فی شرح "بلوغ المرام "بالفارسیة ما معربه :ووجه الخطاب إبقاء هذا الکلام علی ما کان فی الأصل، فإن لیلة المعراج قد خاطب الله تعالی رسوله بالسلام، فأبقاه النبی -صلی الله علیه وسلم -وقت تعلیم الأمة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کے ساتھ ہی سلام کا ذکر آیا ہے، اور متعدد فقہائے کرام نے بھی نماز میں اسی صیغہ کے ساتھ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

علی ذلک الأصل، لیکون ذک مذکراً لتلک الحال -انتهی .وتمام بیان القصة مع شرح ألفاظ التشهد فی الإمداد کذا فی رد المحتار .وهذا المروی لم أقف علی سنده، فإن کان ثابتاً فنعم التوجیه هذا، لکن یقصد علی هذا التوجیه بألفاظ التشهد معانیها مرادة له علی وجه الإنشاء کأنه یحیی الله تعالی ویسلم علی نبیه -صلی الله علیه وسلم -، وعلی نفسه، وأولیاء ه، ولا یقصد مجرد الإخبار والحکایة عما وقع فی المعراج عنه -صلی الله علیه وسلم .-وقد ظهر بما ذکرنا عدم صحة استدلال القبوریین بصورة النداء والخطاب فی التشهد علی حضوره -صلی الله علیه وسلم - فی کل موضع، وعلی جواز ندائه فی غیر التشهد، وهذا لأن کون النداء فیه نداء حقیقیاً ممنوع، فإنه لیس فیه طلب شیء، بل هو نداء مجازی یطلب به استحضار المنادی فی القلب فیخاطب المشهود بالقلب .قال الإمام ابن تیمیة فی اقتضاء الصراط المستقیم :وقوله :یا محمد !یا نبی الله !هذا وأمثاله نداء یطلب به استحضار المنادی فی القلب فیخاطب المشهود بالقلب کما یقول المصلی: السلام علیک أیها النبی ورحمة الله وبرکاته، والإنسان یفعل مثل هذا کثیراً یخاطب من یتصوره فی نفسه وإن لم یکن فی الخارج من یسمع الخطاب -انتهی .وعلی هذا فلیس هذا النداء مما یدعیه هؤلاء القبوریون .وقال بعض شیوخ مشائخنا ما حاصله :أن تشهده -صلی الله علیه وسلم -کان مثل ما علم الأمة، فکان -علیه السلام -یقول فی التشهد "السلام علیک أیها النبی "کما أمر به الأمة، کما هو مصرح فی حدیث عبد الله بن الزبیر عند الطحاوی، والبزار، والطبرانی، وفی حدیث ابن مسعود عند أحمد والطبرانی .قال الزرقانی فی شرح المواهب نقلاً عن النووی بعد ذکر ألفاظ التشهد ما نصه :وفی هذا فائدة حسنة، وهی أن تشهده -علیه السلام -بلفظ تشهدنا -انتهی .ومن المعلوم أن التشهد المروی فی الأحادیث عام للحاضرین من الصحابة، وللغائبین والموجودین فی زمنه -صلی الله علیه وسلم -، ولمن جاء بعده، إذا الخطاب فی قوله" :إذا صلی أحدکم "وقوله: "ولکن قولوا "یشمل الحاضرین والغائبین، والموجودین، والمعدومین الکائنین إلی یوم القیامة مثل سائر الخطابات الواردة فی الوضوء ، والصلاة، والصیام، والزکاة، والحج، وغیر ذلک، ولیس هناک حدیث یدل علی أن للغائبین والمعدومین تشهداً آخر غیر هذا التشهد، وأیضاً علمهم النبی -صلی الله علیه وسلم -التشهد هکذا بلفظ الخطاب والنداء بدون التفریق بین الحاضرین منهم والغائبین عنه مع أن الصحابة کانوا یغیبون عنه -صلی الله علیه وسلم -فی الغزوات، والسرایا، وغیر ذلک من الأسفار، ولا یغایرون بین الحضور عنده والغیبة عنه، ولم یثبت ما تقدم من حکایة المعراج، فهذا کله یدل علی أن ذلک مما لم نؤت علمه فینبغی لنا أن لا نبحث فیه، ونکل أمره إلی الله، قال الله تعالی :(ولا تقف ما لیس لک به علم)وإذا یکون هذا الخطاب معدولاً عن العقل والقیاس، فیکون مقصوراً علی مورده، فلا یقتضی هذا الخطاب جواز خطابه -صلی الله علیه وسلم -ونداء ه فی غیر تشهد الصلاة -انتهی(مرعاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، للمبارکفوری، ج۳ص ۲۳۳، ۲۳۴، کتاب الصلاة، باب التشهد)

سلام پڑھنے کو اختیار فرمایا ہے۔ [1]

لیکن بعض روایات میں یہ مضمون بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض صحابۂ کرام نے نماز میں خطاب کے صیغہ کے ساتھ سلام چھوڑ دیا تھا۔ [2]

---

[1] النبی صلی اللہ علیہ وسلم علم التشهد تعلیما عاما ، وقد کان فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم من یصلی حاضرا معہ ومنہم من یصلی غائبا عنہ ولم یفرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم بینہما فی ذلک ولاتفاوت بین من صلی فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم غائبا عنہ ، وبین من صلی بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم(اعلاء السنن ج۳ص۱۲۳ ، باب التشهد ووجوبہ)

ثم لایخفی علیک ان الفاظ التشهد ھکذا وردت بصیغة الخطاب فی اکثر الروایات الا ما ورد عن بعض الصحابة کابنِ مسعود وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ، کما سیجیئ .انہم قالوا بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ الغائب فقالوا السلام علی النبی لکن جمہور الصحابة وسائر الفقہاء متظافرون علی التشهد بصیغة الخطاب ولم یفرقوا فی حیاتہ ووفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم لما انہ ثبت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم بھذا اللفظ وعلمہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا بدون التفریق بین الحاضر منہم والغائب مع ان الصحابة کانوا یغیبون عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السرایا والاسفار ولایفرقون بین الحضور والغیبة (اوجز المسالک الیٰ مؤطا مالک ج ۱ ص ۲۶۴، ۲۶۵، باب التشهد فی الصلاۃ)

[2] حدثنی عبد اللہ بن سخبرۃ أبو معمر قال :سمعت ابن مسعود، یقول :علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وکفی بین کفیہ، التشهد، کما یعلمنی السورۃ من القرآن :التحیات للہ، والصلوات والطیبات، السلام علیک أیها النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، أشهد أن لا إلہ إلا اللہ، وأشهد أن محمدا عبدہ ورسولہ وھو بین ظھرانینا، فلما قبض قلنا :السلام -یعنی -علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری ،رقم الحدیث ۶۲۶۵،کتاب الاستئذان،باب الأخذ بالیدین)

حدثنی عبد اللہ بن سخبرۃ أبو معمر، قال :سمعت ابن مسعود، یقول :علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التشهد -کفی بین کفیہ -کما یعلمنی السورۃ من القرآن، قال " :التحیات للہ، والصلوات والطیبات، السلام علیک أیها النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، أشهد أن لا إلہ إلا اللہ، وأشهد أن محمدا عبدہ ورسولہ "وھو بین ظھرانینا، فلما قبض قلنا :السلام علی النبی (مسند احمد رقم الحدیث ۳۹۳۵)

قال شعیب الارنؤوط:إسنادہ صحیح علی شرط الشیخین(حاشیة مسند احمد)

عن عطاء أن أصحاب النبی صلی اللہ علیہ و سلم کانوا یسلمون والنبی صلی اللہ علیہ و سلم حی السلام علیک أیها النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ فلما مات قالوا السلام علی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض صحابۂ کرام نے خطاب کے صیغہ کو کیوں چھوڑ دیا تھا؟ اس کی اہلِ علم حضرات نے مختلف وجوہات بیان فرمائی ہیں، جن میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ ان صحابۂ کرام کا مقصد عام اور کم علم لوگوں کو شرک کا شبہ ہونے سے بچانا تھا، تاکہ نماز میں پڑھے جانے والے سلام کے خطاب والے صیغہ سے وہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوجائیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

النبی ورحمة الله وبركاته (مصنف عبدالرزاق رقم الحديث ۳۰۷۵، باب التشهد)

عن نافع أن عبد الله بن عمر كان يتشهد فيقول بسم الله التحيات لله الصلوات لله الزاكيات لله السلام على النبى ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين شهدت أن لا إله إلا الله شهدت أن محمدا رسول الله يقول هذا فى الركعتين الأوليين ويدعو إذا قضى تشهده بما بدا له فإذا جلس فى آخر صلاته تشهد كذلك أيضا إلا أنه يقدم التشهد ثم يدعو بما بدا له فإذا قضى تشهده وأراد أن يسلم قال السلام على النبى ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين السلام عليكم عن يمينه ثم يرد على الإمام فإن سلم عليه أحد عن يساره رد عليه(مؤطاامام مالک ،رقم الحديث ۱۹۰، باب التشهد فى الصلاة)

عن القاسم بن محمد ، قال :رأيت عائشة تعد بيدها تقول :التحيات الطيبات ، الصلوات الزاكيات لله ، السلام على النبى ورحمة الله ، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين ، أشهد أن لا إله إلا الله ، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله ، قال :ثم يدعو لنفسه بما بدا له(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۳۰۱۰، كتاب الصلاة، باب التشهد فى الصلاة)

أخبرنى يحيى بن سعيد قال :سمعت القاسم بن محمد يقول :كانت عائشة تعلمنا التشهد وتشير بيدها تقول " :التحيات الطيبات الصلوات الزاكيات لله، السلام على النبى ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، ثم يدعو الإنسان لنفسه بعد (السنن الكبرىٰ للبيهقى ، رقم الحديث ۲۸۴۲، كتاب الصلاة،باب من قدم كلمتى الشهادة على كلمتى التسليم)

قال السبكى فى شرح المنهاج بعد أن ذكر هذه الرواية من عند أبى عوانة وحده إن صح هذا عن الصحابة دل على أن الخطاب فى السلام بعد النبى صلى الله عليه و سلم غير واجب فيقال السلام على النبى قلت قد صح بلا ريب وقد وجدت له متابعا قويا قال عبد الرزاق أخبرنا بن جريج أخبرنى عطاء أن الصحابة كانوا يقولون والنبى صلى الله عليه و سلم حى السلام عليك أيها النبى فلما مات قالوا السلام على النبى وهذا إسناد صحيح (فتح البارى لابنِ حجر، ج۲ ص ۳۱۴،باب التشهد فى الآخرة)

جگہ سے خطاب کو سنتے ہیں، حالانکہ یہ خطاب معراج کی رات کے سلام کی نقل کر کے بندے اپنی طرف سے پیش کرتے ہیں، یا پھر یہ خطاب اللہ کی طرف سے ہے، واللہ اعلم۔ [1]

نبی کے نام کے ساتھ ”رحمہ اللہ“ کا استعمال

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح مومن ومتقی کے نام کے ساتھ ”ترحم“ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، یعنی ”رحمہ اللہ“ یا ”رحمۃ اللہ علیہ“ وغیرہ کہا جاتا ہے، تو کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر بھی درودوسلام کے بعد اس طرح کے ”ترحم“ کا استعمال جائز ہے؟

اس کے جواب میں عرض ہے کہ مسنون تشہد میں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ”ترحم“ کا استعمال جائز ہے، جو کہ ”السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ میں مذکور ہے، کیونکہ اس کا تشہد کی حدیث میں سلام کے ساتھ ذکر ہے۔

جہاں تک تشہد کے علاوہ دوسرے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ”ترحم“ کے استعمال کا تعلق ہے، تو بعض فقہائے کرام درودوسلام پڑھنے کے بعد ”ترحم“ کی زیادتی کو مستحب قرار دیتے ہیں، مثلاً یہ کہا جائے کہ ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّآلِ مُحَمَّدًا“ کیونکہ بعض روایات میں اس کا ذکر ملتا ہے۔

جبکہ بعض حضرات تشہد کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ”ترحم“ کے استعمال سے منع فرماتے ہیں۔ [2]

---

[1] وقال الشيخ اطال الله بقائه: ويمكن ان يكون هذا التغيير من بعضهم بقصد اسماع بعض الاعراب والعوام صدا لهم عن شائبة الشرک التی عسى ان يقعوا فيها توهما من ظاهر الخطاب، كما قال عمر رضی الله عنه للحجر الاسود لما اراد تقبيله بمحضر من العوام: ”انی لاعلم ان حجر لاتضر ولاتنفع، ولولا انی رأيت النبی صلى الله عليه وسلم يقبلک ما قبلتک“، رواه البخاری (اعلاء السنن ج۳ص ۱۲۳، ۱۲۴، باب التشهد ووجوبه)

[2] الترحم على النبی صلى الله عليه وسلم وعلى آله فی الصلاة:
وهو إما أن يكون فی التشهد أو خارجه .وقد ورد الترحم على الرسول صلى الله عليه وسلم فی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوران حضرات کا فرمانا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ''ترحم'' کے استعمال کی جو روایات آئی ہیں، وہ یا تو ضعیف ہیں، یا ان میں نماز کے تشہد کا ذکر پایا جاتا ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ التشهد، وهو عبارة " :السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته "وتفصيل أحكام التشهد في مصطلحه.

أما الترحم على النبي صلى الله عليه وسلم خارج التشهد، فقد ذهب الحنفية، وبعض المالكية، وبعض الشافعية إلى استحباب زيادة " :وارحم محمدا وآل محمد "في الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الصلاة.

وعبارة الرسالة لابن أبي زيد القيرواني :اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، وارحم محمدا وآل محمد، كما صليت ورحمت وباركت على إبراهيم.

واستدلوا بحديث أبي هريرة :قال :قلنا :يا رسول الله :قد علمنا كيف نسلم عليك، فكيف نصلي عليك؟ قال :قولوا :اللهم اجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك على محمد وعلى آل محمد، كما جعلتها على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد .

قال الحافظ ابن حجر :فهذه الأحاديث -وإن كانت ضعيفة الأسانيد -إلا أنها يشد بعضها بعضا، أقواها أولها، ويدل مجموعها على أن للزيادة أصلا .وأيضا الضعيف يعمل به في فضائل الأعمال .

وما عليه جمهور الفقهاء الاقتصار على صيغة الصلاة دون إضافة (الترحم) كما ورد في الروايات المشهورة في الصحيحين وغيرهما، بل ذهب بعض الحنفية وأبو بكر بن العربي المالكي والنووي وغيرهم إلى أن زيادة "وارحم محمدا . . .إلخ "بدعة لا أصل لها، وقد بالغ ابن العربي في إنكار ذلك وتخطئة ابن أبي زيد، وتجهيل فاعله، لأن النبي صلى الله عليه وسلم علمنا كيفية الصلاة. فالزيادة على ذلك استقصار لقول النبي صلى الله عليه وسلم واستدراك عليه.

وانتصر لهم بعض المتأخرين ممن جمع بين الفقه والحديث، فقال :ولا يحتج بالأحاديث الواردة، فإنها كلها واهية جدا .إذ لا يخلو سندها من كذاب أو متهم بالكذب .ويؤيده ما ذكره السبكي :أن محل العمل بالحديث الضعيف ما لم يشتد ضعفه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۱، ص ۱۸۲، مادة "ترحم")

[۱] حدثنا محمد بن العلاء قال :حدثنا إسحاق بن سليمان، عن سعيد بن عبد الرحمن، مولى سعيد بن العاص قال :حدثنا حنظلة بن علي، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال " :من قال :اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، كما صليت على إبراهيم وآل إبراهيم، وبارك على محمد، وعلى آل محمد، كما باركت على إبراهيم وآل إبراهيم، وترحم على محمد، وعلى آل محمد، كما ترحمت على إبراهيم وآل إبراهيم، شهدت له يوم القيامة بالشهادة، وشفعت له "(الادب المفرد، رقم الحديث ۶۴۱)

قال ابن حجر: ورجال سنده رجال الصحيح إلا سعيد بن سليمان مولى سعيد بن العاص الراوي له

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۹)...... غیر ماثور درود وسلام کے صیغوں کی شرعی حیثیت

گزشتہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ خواہ سلام کا معاملہ ہو یا درود کا، ان میں سے کسی عمل میں بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنی طرف سے کوئی طریقہ تجویز نہیں کیا، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا طریقہ معلوم کیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عن حنظلة بن علی فإنه مجهول (فتح الباری لابن حجر، ج ۱۱، ص ۱۵۹، قوله باب الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم)

وقال ایضاً: هذا حدیث حسن (نتائج الافکار لابن حجر، ج۴، ص ۳۹، کتاب :الصلاة علی رسول الله صلی الله علیه وسلم،باب صفة الصلاة علی رسول الله صلی الله علیه وسلم،المجلس ۳۰۳)

حدثنا الشیخ أبو بکر بن إسحاق، أنبأ محمد بن إبراهیم بن ملحان، ثنا یحیی بن بکیر، ثنا اللیث، عن خالد بن یزید، عن سعید بن أبی هلال، عن یحیی بن السباق، عن رجل، من بنی الحارث، عن ابن مسعود، عن رسول الله صلی الله علیه وسلم أنه قال " :إذا تشهد أحدکم فی الصلاة فلیقل :اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد، وبارک علی محمد وعلی آل محمد، وارحم محمدا، وآل محمد کما صلیت، وبارکت، وترحمت، علی إبراهیم إنک حمید مجید(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۹۹۱)

قال الحاکم: وأکثر الشواهد لهذه القاعدة لفروض الصلاة.

وقال ابن حجر: ورجاله رجال الصحیح إلا یحیی والحارثی.فأما یحیی فذکره ابن حبان فی الثقات. وأما الحارثی فلم أقف علی اسمه ولا علی حاله(نتائج الافکار، ج۴ص ۳۹، باب صفة الصلاة علی رسول الله صلی الله علیه وسلم، المجلس:۳۰۳)

رجاله ثقات إلا هذا الرجل الحارثی فینظر فیه(التلخیص الحبیر، تحت رقم الحدیث ۴۰۴،باب صفة الصلاة)

ووقع فی حدیث ابن مسعود المشار إلیه زیادة أخری وهی " :وارحم محمدًا وآل محمد کما صلیت وبارکت وترحمت علی إبراهیم "الحدیث.

وأخرجه الحاکم فی "صحیحه "من حدیث ابن مسعود فاغتر بتصحیحه قوم فوهموا، فإنه من روایة یحیی بن السباق وهو مجهول عن رجل مبهم"ضعیف.

أخرجه الحاکم(۱/۲۶۹)والبیهقی (۲/۳۷۹)من طریق اللیث بن سعد عن خالد بن یزید عن سعید بن أبی هلال عن یحیی بن السباق عن رجل من بنی الحارث عن ابن مسعود مرفوعاً" :إذا تشهد أحدکم فی الصلاة فلیقل :اللهم صلِّ علی محمد وعلی آل محمد، وبارک علی محمد وعلی آل محمد، وارحم محمد وآل محمد کما صلیت وبارکت وترحمت علی إبراهیم وآل إبراهیم، إنک حمید مجید"

قال الحاکم :إسناده صحیح"

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ درودوسلام کو کسی ایک صیغہ کے ساتھ محدود نہیں فرمایا، بلکہ مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کو مختلف صیغوں کے ساتھ درودوسلام کا طریقہ بتلایا، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سے درودوسلام کو مختلف صیغوں کے ساتھ پڑھنے کی باقاعدہ جو تعلیم فرمادی ہے، ان میں جو انوار اور برکات ہیں، وہ کسی دوسرے الفاظ میں نہیں ہوسکتیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وتعقبه ابن القيم فقال :وفي تصحيح الحاكم لهذا نظر ظاهر، فإنَّ يحيى بن السباق وشيخه غير معروفين بعدالة ولا جرح، وقد ذكر ابن حبان يحيى بن السباق في كتاب الثقات.

وقال أيضاً :وهذا إسناد ضعيف "جلاء الأفهام ص ۱۱۴ و۴۲۳

وقال الحافظ :رجاله ثقات إلا هذا الرجل الحارثي فينظر فيه "التلخيص ۱/۲۶۳.

قلت :إسناده ضعيف للرجل الذي لم يسم، ويحيى بن السباق ذكره ابن حبان في "الثقات "على قاعدته، ولم يذكر عنه راويًا إلا سعيد بن أبي هلال، فهو مجهول.

ولم يذكره البخاري وابن أبي حاتم في كتابيهما(انيس الساري في تخريج احاديث فتح الباري، ج ۱۱ ص ۱۳۱۳، كتاب الدعوات، باب الصلا على النبي -صلى الله عليه وسلم)

وقال الالباني:(إذا تشهد أحدكم في الصلاة؛ فليقل :اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، وبارک على محمد، وعلى آل محمد، وارحم محمدا وآل محمد؛ كما صليت وباركت وترحمت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم؛ إنک حميد مجيد). منكر بزيادة :(الترحم).

أخرجه الحاكم(۱/۲۶۹)وعنه البيهقي في "السنن الكبرى (۲/۳۷۹) "من طريق سعيد بن أبي هلال عن يحيى بن السباق عن رجل من بني الحارث عن ابن مسعود مرفوعا .وقال الحاكم ": إسناده صحيح !"ونحوه قول البيهقي": كذا قاله ابن مسعود رضى الله عنه .والله أعلم ."

وهذا غريب منهما؛ فإنه مسلسل بالعلل:

الأولى :الرجل الحارثي :مجهول لم يسم.

الثانية :يحيى بن سابق :قال أبو حاتم ":ليس بقوي ."وقال ابن حبان في "الضعفاء (۳/۱۱۴ ـ ۱۱۵)": "كان ممن يروى الموضوعات عن الثقات، لا يجوز الاحتجاج به في الديانة، ولا الرواية عنه بحيلة ."

الثالثة :سعيد بن أبي هلال :كالط قد أصيب بالاختلاط -كما قال أحمد وغيره -لكن الآفة ممن قبله.وان مما يدل على نكارة الحديث الأحاديث الكثيرة الصحيحة الواردة في كيفية الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، وهي مذكورة في "صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم "، وليس في شيء منها ذكر الترحم .فتذكر(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۶۹۸۱)

عدهن في يدي أبو بكر بن أبي دارم الحافظ بالكوفة ، وقال لي عدهن في يدي علي بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ درود وسلام کے عمل میں سنت اور افضل اور اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور زیادہ اجر وثواب کا باعث یہی ہے کہ جن صیغوں کے ساتھ درود وسلام پڑھنا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے مستند طریقہ پر منقول ہے، انہی صیغوں کے ساتھ درود وسلام پڑھا جائے۔

اور ان کے مقابلہ میں دوسرے صیغوں کے ساتھ درود وسلام کو سنت، افضل اور زیادہ اجر وثواب کا باعث نہ سمجھا جائے، خواہ وہ صیغے معنیٰ کے اعتبار سے صحیح اور بزرگانِ دین سے ہی منقول کیوں نہ ہوں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أحمد بن الحسين العجلي ، وقال لي عدهن في يدي حرب بن الحسن الطحان وقال لي :عدهن في يدي يحيى بن المساور الحناط ، وقال لي : عدهن في يدي عمرو بن خالد ، وقال لي :عدهن في يدي زيد بن علي بن الحسين ، وقال لي :عدهن في يدي علي بن الحسين ، وقال :عدهن في يدي أبي الحسين بن علي ، وقال لي :عدهن في يدي علي بن أبي طالب ، وقال لي :عدهن في يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :عدهن في يدي جبريل ، وقال جبريل :هكذا نزلت بهن من عند رب العزة اللهم صلى على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم ، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد اللهم بارك على محمد ، وعلى آل محمد ، كما باركت على إبراهيم ، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد ، اللهم ترحم على محمد ، وعلى آل محمد كما ترحمت على إبراهيم ، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد ، اللهم تحنن على محمد وعلى آل محمد كما تحننت على إبراهيم ، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد ، اللهم وسلم على محمد ، وعلى آل محمد كما سلمت على إبراهيم ، وعلى آل إبراهيم ، إنك حميد مجيد(معرفة علوم الحديث للحاكم، رقم الحديث ۴۸)

قال ابن الملقن:رواه الحاكم في علوم الحديث في النوع العاشر منه، وفي إسناده عمرو بن خالد الواسطي الوضاع، وهو من مسلسل الأحاديث وأكثرها لا يصح(البدر المنير، ج۴ص۹۵، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الحديث الثلاثون بعد المائة)

[1] وأفضل الكيفيات في الصلاة عليه صلى الله تعالى عليه وسلم ما علمه رسول الله عليه الصلاة و السلام لأصحابه بعد سؤالهم إياه لأنه لا يختار صلى الله تعالى عليه وسلم لنفسه إلا الأشرف والأفضل ومن هنا قال النووي في الروضة :لو حلف ليصلين على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أفضل الصلاة لم يبرأ إلا بتلك الكيفية ووجهه السبكي بأن من أتى بها فقد صلى الصلاة المطلوبة بيقين وكان له الخير الوارد في أحاديث الصلاة كذلك(روح المعاني للآلوسي، ج۱۱ص۲۵۸، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۰)...... درود، سلام کے بغیر اور سلام، درود کے بغیر پڑھنا

قرآن مجید کی سورہ احزاب میں درود اور سلام دونوں کے پڑھنے کا حکم ہے، اور درود وسلام دونوں ہی عظیم الشان عمل ہیں، جیسا کہ تفصیلاً ذکر کیا جاچکا۔

اس لئے ہر مسلمان کو درود اور سلام دونوں کا حسبِ موقع اہتمام کرنا چاہئے، اور افضل یہی ہے کہ درود اور سلام دونوں کو جمع کیا جائے، جیسا کہ سلفِ صالحین کا طریقہ رہا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے احادیث کے دوران ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کہتے اور لکھتے آئے ہیں، اور اس مختصر جملہ میں درود اور سلام دونوں موجود ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فحاصل هذا كله، ان الاولىٰ والاحرىٰ فى الصلاة وسائر الاذكار والدعوات ان يتبع فيها الالفاظ الواردة الماثورة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم (احكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ، ج۳ ص ۵۰۰، سورة الاحزاب)

الافضل والاولىٰ والاكثر ثوابا والاجزل جزاء وارضاها عندالله تعالىٰ ورسوله صلى الله عليه وسلم هى الصيغ الماثورة ويحصل ثواب الصلاة والتسليم بغيرها ايضا، بشرط ان يكون فيها طلب الصلاة والرحمة عليه صلى الله عليه وسلم من الله عزوجل .

تنبيه: واما ماروى عن بعض المشائخ الصوفية من الصيغ الغير الماثورة كبعض صيغ دلائل الخيرات وامثاله، وتلقين المشائخ حزبها للمريدين ، فان ذالك ليس لتكثير الثواب فى نفسه بل له اغراض اخر كتنشيط القارى وتشويقه وتحزين القلب وترقيقه، وهو امر مهم للمريد وسبب لتكثير الثواب من جهة اخرى. فلا لوم على المبتدى ان اختارها لهذه الاغراض المفيدة لما اقتضته الحال، وان كانت الصيغ الماثورة واتباعها هو الاصل فى التعبد واكثر ثوابا فى المآل ، فليرجع اليها المنتهى ، وليقتصر فى آخر الاحوال، وهذا هو حكم سائر الاذكار والاوراد والاشغال (ايضاً ص ۵۰۲)

''ذریعۃ الوصول الیٰ جناب الرسول'' میں ہے کہ:

چاہئے کہ مومن سوائے ان صیغوں کے جو منقول ہیں، نہ پڑھے، کیونکہ منقول صیغوں کے چند فوائد ہیں: اول یہ کہ ان کے پڑھنے سے سنتِ قولی کی تعمیل ہوتی ہے، دوم یہ کہ اس شخص نے اپنے لئے جو نفع افضل چاہا تھا، اب اس درود شریف کے واسطہ سے یہ نفع افضل علیٰ حالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جمع ہوجائے گا، اور وہ فضیلت دس گنی ہوکر اس شخص پر نازل ہوگی، سوم یہ کہ منقول صیغوں کی قبولیت کا وعدہ ہے (ذریعۃ الوصول الیٰ جناب الرسول ص ۱۴۸، ضمیمہ نمبر ۲ بابِ اول، تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی رحمہ اللہ، مرتب ومترجم: مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ)

لیکن اگر کوئی ایک وقت میں صرف درود یا صرف سلام پڑھے، تو بھی کوئی حرج نہیں۔
اگر کسی نے مستقل طور پر درود وسلام دونوں پڑھنے ہوں، تو نماز کے قعدہ میں تو سلام کو درود سے پہلے پڑھنا ثابت ہے، اس لئے اس میں تو تبدیلی کی گنجائش نہیں، اور نماز کے علاوہ عام مقامات پر حسبِ ذوق درود یا سلام کو مقدم کرنا جائز ہے، البتہ عذر نہ ہو، تو درود کا درجہ زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کو سلام پر مقدم کرنے کی فضیلت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ [1]
اور عام حالات میں انفرادی درود کا درجہ انفرادی سلام سے زیادہ ہے، اور اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ درود شریف کا عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا بھی ہے۔
چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (سورة الاحزاب رقم الآية ۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر (سورہ احزاب)

اور جب درود کا عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا بھی ہے، تو اس کا درجہ سلام سے زیادہ ہے۔
دوسرے اکثر احادیث میں درود شریف کی فضیلت اور تاکید زیادہ آئی ہے۔
اس لئے عام حالات میں سلام کے مقابلہ میں درود شریف کی زیادہ فضیلت ہوگی۔ واللہ اعلم۔

---

[1] فإفراد كل منهما فى هذين الحديثين يعكر على القول بالكراهة والظاهر أن مرادهم أن محل كراهة الإفراد فيما لم يرد الإفراد فيه وأن أصل السنة تحصل بالإتيان بأحدهما وكمالها إنما يحصل بجمعهما كما ورد فى حديث يأتى(فيض القدير للمناوى ،تحت رقم الحديث ۵۸۲)
ان كلا من الصلاة والتسليم مامور به مطلقا ، ولاتدل على الامر بالاتيان بهما فى زمان واحد، كان يؤتى بهما مجموعين معطوفا احدهما على الآخر ، فمن صلى بكرة وسلم عشيا مثلا فقد امتثل الامر،فانها نظير قوله تعالى:"واقيموا الصلاة وآتوا الزكاة واذكرو الله كثيرا وسبحوه" الى غير ذلك من الاوامر المتعاطفة.
نعم درج أكثر السلف على الجمع بينهما فلا أستحسن العدول عنه (روح المعانى للآلوسى ، ج ۱۱ ص ۲۵۹، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)

(۱۱)...... نبی علیہ السلام کے نام پر انگوٹھے چومنے کا حکم

آج کل بعض لوگ اذان واقامت کے وقت یا دوسرے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چومتے ہیں، اور اپنی آنکھوں پر بھی لگاتے ہیں، اور اس کو سنت اور ثواب کا کام سمجھتے ہیں، اور اگر کوئی یہ عمل نہ کرے، تو اس کو معیوب سمجھتے ہیں۔

حالانکہ اس عمل کا سنت اور ثواب ہونا کسی مستند ذریعہ اور مرفوع حدیث سے ثابت نہیں، اور اس سلسلہ میں جو بعض مرفوع احادیث کا حوالہ دیا جاتا ہے، وہ محدثین کے نزدیک مستند نہیں۔ [۱]

---

[۱] حديث " :مسح العينين بالسبابتين عند قول المؤذن أشهد أن لا إله إلا الله ."
رواه الديلمي ولم يصح، وبعضهم رواه عن الخضر، قال في الاصل عن شيخه :كل ذلك لم يصح(أسنى المطالب ،لمحمد بن محمد درويش، تحت رقم الحديث ۱۳۰۵)
مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما عند سماع أشهد أن محمدا رسول الله من المؤذن مع قوله أشهد أن محمدا عبده ورسوله رضيت بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ذكره الديلمي في الفردوس من حديث أبي بكر الصديق أنه لما سمع قول المؤذن أشهد أن محمدا رسول الله قال مثله وقبل بباطن الأنملتين السبابة ومسح عينيه فقال صلى الله عليه وسلم من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي ولا يصح.وكذا ما أورده أبو العباس الرداد المتصوف بسند فيه مجاهيل مع انقطاعه عن الخضر عليه السلام أنه من قال حين سمع أشهد أن محمدا رسول الله مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ثم يقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعمى ولم يرمد أبدا ثم روى بسند فيه من لم أعرفه عن محمد بن البابا أنه هبت ريح فوقعت منه حصاة في عينه وأعياه خروجها وآلمته أشد الألم فقال ذلك عند سماع المؤذن فخرجت الحصاة من فوره فقال الرداد وهذا يسير في جنب فضائله .وحكى عن البعض من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم إذا سمع ذكره في الأذان وجمع إصبعيه المسبحة والإبهام وقبلهما ومسح بهما عينيه لم يرمد أبدا قال ابن صالح وسمع عن بعض الشيوخ أنه يقول عندما يمسح عينيه صلى الله عليك يا رسول الله يا حبيب قلبي ويا نور بصري ويا قرة عيني قال ومذ فعلته لم ترمد عيني وقد جرب كل منهم ذلك وروى الحسن مثل ما روى عن الخضر عليه السلام بعينه انتهى(تذكرة الموضوعات،لمحمد طاهر الفَتّنِي،ص ۳۴، كتاب العلم،باب الأذان ومسح العينين فيه ونحوه)
حديث :مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما عند سماع قول المؤذن أشهد أن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی سننے پر شریعت نے درود شریف پڑھنے کی تعلیم دی ہے، اسی کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

اسی طرح آج کل بعض لوگ درود شریف پڑھتے وقت بھی مذکورہ طرزِ عمل اختیار کرتے اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

محمدا رسول الله، مع قوله :أشهد أن محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله ربا، وبالإسلام دينا، وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا، ذكره الديلمي في الفردوس من حديث أبي بكر الصديق أنه لما سمع قول المؤذن أشهد أن محمد رسول الله قال هذا، وقبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه، فقال صلى الله عليه وسلم :من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي، ولا يصح . وكذا ما أورده أبو العباس أحمد ابن أبي بكر الرداد اليماني المتصوف في كتابه "موجبات الرحمة وعزائم المغفرة "بسند فيه مجاهيل مع انقطاعه، عن الخضر عليه السلام أنه :من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمد رسول الله :مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم، ثم يقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يرمد أبدا، ثم روى بسند فيه من لم أعرفه عن أخي الفقيه محمد بن البابا فيما حكى عن نفسه أنه هبت ريح فوقعت منه حصاة في عينه، فأعياه خروجها، وآلمته أشد الألم، وأنه لما سمع المؤذن يقول أشهد أن محمدا رسول الله قال ذلك، فخرجت الحصاة من فوره، قال الرداد :وهذا يسير في جنب فضائل الرسول صلى الله عليه وسلم، وحكى الشمس محمد بن صالح المدني إمامها وخطيبها في تاريخه عن المجد أحد القدماء من المصريين أنه سمعه يقول :من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم إذا سمع ذكره في الأذان وجمع أصبعيه المسبحة والإبهام وقبلهما ومسح بهما عينيه لم يرمد أبدا، قال ابن صالح :وسمعت ذلك أيضا من الفقيه محمد بن الزرندي عن بعض شيوخ العراق أو العجم أنه يقول عندما يمسح عينيه :صلى الله عليك يا سيدي يا رسول الله يا حبيب قلبي ويا نور بصري ويا قرة عيني، وقال لي كل منهما :منذ فعله لم ترمد عيني، قال ابن صالح :وأنا ولله الحمد والشكر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد عيني، وأرجو أن عافيتهما تدوم، وأني أسلم من العمى إن شاء الله، قال وروى عن الفقيه محمد بن سعيد الخولاني قال :أخبرني الفقيه العالم أبو الحسن على ابن محمد بن حديد الحسيني أخبرني الفقيه الزاهد البلالي عن الحسن عليه السلام أنه قال :من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمدا رسول الله :مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ويقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد، وقال الطاوسي :إنه سمع من الشمس محمد ابن أبي نصر البخاري خواجه حديث :من قبل عند سماعه من المؤذن كلمة الشهادة ظفري إبهاميه ومسهما على عينيه وقال عند المس :اللهم احفظ حدقتي ونورهما ببركة حدقتي محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ونورهما لم يعم، ولا يصح في المرفوع من كل هذا شيء(المقاصد الحسنة للسخاوي، تحت رقم الحديث ١٠٢١، حرف الميم)

مسح العينين بباطن أنملة السبابتين أو ظفري إبهاميه ومسحهما على عينيه عند سماع كلمة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس کو ثواب سمجھتے ہیں، حالانکہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو درود شریف پڑھنے کی جو تعلیم دی ہے، اس میں بھی اس کا ذکر نہیں، اس لئے یہ طریقہ بھی شریعت پر زیادتی و اضافہ ہے۔[1]

(۱۲)......اذان میں ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' پر درود کا حکم

اذان کے دوران جب مؤذن ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کہتا ہے، تو اس کے جواب میں سننے والے کو یہی الفاظ دہرانا چاہئے، اور ان الفاظ پر درود شریف کی زیادتی نہیں کرنی چاہئے، جس طرح سے کہ مؤذن کے لئے حکم ہے کہ اس کو صرف ان کلمات پر اکتفاء کرنا چاہئے، اور اس کو ان کلمات پر درود شریف کی زیادتی نہیں کرنی چاہئے۔

اب اگر اذان و اقامت کے ان کلمات کو سن کر جواب میں ان الفاظ پر درود شریف کے اضافہ کا حکم ہوتا، تو یہ حکم اذان دینے والے کے لئے بھی ہوتا، کیونکہ عام حالات میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی لینے اور سننے والے دونوں قسم کے افراد کے لئے درود کا حکم ہے۔

نیز احادیث میں اذان و اقامت کے ان کلمات کے جواب میں درود شریف پڑھنے کا حکم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الشهادة من المؤذن. لا أصل له في المرفوع. نعم يروى عن بعض السلف(الجد الحثيث في بيان ماليس بحديث للعامرى، ص ۲۰۹، تحت رقم الحديث ۴۵۰)

حديث :مسح العينين بباطن أنملتى السبابتين بعد تقبيلهما عند قول المؤذن :أشهد أن محمدا رسول الله .أنكره السخاوى ، وقال :كل ما يروى فى هذا ، فلا يصح رفعه ألبتة (اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع،لمحمد بن خليل بن إبراهيم المشيشى الطرابلسى، ص۱۶۸، تحت رقم الحديث ۵۰۵)

[1] ان فعل باعتقاد الثواب الذى لم يثبت دليله كان بدعة والزيادة فى الدين ، واكثر من يفعله فى زماننا اعتقادهم كذلك فلا شك فى كونه بدعة ، وان فعل بنية الصحيحة البدنية فهو نوع من الطب فيجوز فى نفسه لكن لو اقصى الى ايهام القربة كما هو المظنون من العوام فى هذاالزمان يمنع منهم مطلقا(بوادر النوار ، ص۴۰۸، چونتیسواں نادرة درمسح عينين بالانامل عند قول المؤذن اشهد ان محمد رسول الله)

مذکورنہیں، البتہ اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ پڑھنے کا ذکر ہے، جیسا کہ تفصیل کے ساتھ پہلے گزرا۔

اس لئے احادیث میں بیان کئے ہوئے اسی طریقہ پر عمل کرنا چاہئے، اور اس میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہئے۔

اور جب اذان کا سنت کے مطابق جواب دیا جائے گا، اور پھر اذان کے بعد اسی وقت درود شریف پڑھ لیا جائے گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک پر درود پڑھنے کے حکم پر عمل بھی ہو جائے گا۔

اس تفصیل سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ آج کل بعض لوگ اذان کے دوران ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' سن کر یہی کلمات دہرانے اور سنت کے مطابق جواب دینے کی بجائے صرف ''صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ'' کہہ دیتے ہیں، اس سے سنت پر عمل نہیں ہوتا، بلکہ سنت کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔

(۱۳)......اذان سے پہلے مروَّجہ درودوسلام کا حکم

آج کل بعض مقامات پر اذان سے پہلے لاوڈ اسپیکر پر'' اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' وغیرہ پڑھا جاتا ہے، اور اس پر بہت زیادہ اصرار کیا جاتا ہے۔

یہ طریقہ قرآن وسنت سے ثابت نہیں۔

معتبر ومستند احادیث میں ابتداء سے لے کر انتہاء تک اذان کے بارے میں پوری تفصیلات موجود ہیں، مگر اس طرح بآوازِ بلند اذان سے پہلے درود شریف پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں، اور اگر ذکر بھی ہے تو اذان کے بعد خاموشی کے ساتھ پڑھنے کا ذکر ہے، جس کی تفصیل پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

اس لئے اذان سے پہلے بآوازِ بلند صلاۃ وسلام کا مروجہ طریقہ چھوڑنا چاہئے، اور اسے ضد

وعناد بازی اور انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے، اور اذان کے بعد خاموشی سے سنت کے مطابق درود اور اس کے بعد دعائے وسیلہ پڑھنی چاہئے۔

البتہ خاموشی کے ساتھ مسنون طریقہ پر اگر کوئی اذان سے پہلے بھی درود وسلام پڑھے تو کوئی حرج نہیں، مگر اسے اذان کی طرح بلند آواز سے پڑھنا اور اذان کا حصہ بنانا ہرگز مناسب نہیں۔

(۱۴)......نماز کے بعد مروَّجہ اجتماعی درود کا حکم

بعض مساجد میں باجماعت فرض نماز کا سلام پھیر کر اجتماعی طور پر بآوازِ بلند درود شریف پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اس کا بھی سنت سے ثبوت نہیں ملتا، بلکہ شریعت نے نماز کے آخری قعدہ میں سب کے لئے درود شریف پڑھنے کا خود سے عمدہ طریقہ تجویز کر دیا ہے، جس کے سنت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

اور کسی نماز کے بعد اجتماع والتزام کے ساتھ بلند آواز سے درود وسلام پڑھنا، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، نہ صحابہ وتابعین سے، اور نہ ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف سے۔

اگر یہ عمل اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مستحسن اور پسندیدہ ہوتا، تو صحابہ وتابعین اور ائمۂ دین اس کو اہتمام کے ساتھ انجام دیتے اور دوسروں کو بھی تاکید فرماتے، حالانکہ ان کی پوری تاریخ میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔

البتہ خاموشی کے ساتھ یہاں بھی اختیار ہے کہ خواہ کوئی درود شریف پڑھے، یا کلمہ طیبہ، یا استغفار، یا اور کوئی ذکر کرے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انفرادی حیثیت سے نماز کے بعد مختلف اذکار ثابت ہیں، مگر اجتماعی طور پر مروجہ ذکر یا درود شریف کا کوئی ثبوت نہیں۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، ہماری کتاب ''نماز کے بعد ذکر اور دعاء کے فضائل واحکام''

(۱۵)...... جمعہ کی نماز کے بعد مروَّجہ اجتماعی درودوسلام کا حکم

آج کل بعض مساجد میں جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکرلوگ اجتماعی انداز میں کھڑے ہوکر بآوازِ بلند درودوسلام پڑھتے ہیں، اوراس درودوسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے براہِ راست خطاب کے صیغے استعمال کرتے ہیں، اور کھڑے ہونے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں، لہٰذا اُن کے ادب واحترام میں کھڑے ہوتے ہیں۔

تو اس بارے میں سمجھ لینا چاہیے کہ درودوسلام کثرت سے پڑھنے کے بے شمار فضائل آئے ہیں، اور یہ صحابہ وتابعین اور بزرگانِ دین کا معمول رہا ہے۔

اور جمعہ مبارکہ کے دن خصوصیت کے ساتھ درودشریف کثرت کے ساتھ پڑھنے کے بھی احادیث میں فضائل آئے ہیں، جن کا ذکر پہلے اپنے مقام پر گزر چکا ہے۔

لیکن اس کے لیے شریعت کی طرف سے اجتماعی صورت کا ثبوت نہیں ہے؛ لہٰذا اس میں اپنی طرف سے کچھ قیود وحدود بڑھالینا شریعت پر زیادتی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

جمعہ بلکہ کسی بھی نماز کے بعد مروّجہ اجتماعی انداز میں بلند آواز کے ساتھ درودوسلام پڑھنا نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اور نہ صحابہ وتابعین سے اور نہ ہی ائمۂ مجتہدین اور علمائے سلف سے۔

اگر مذکورہ طریقے پر درودشریف پڑھنے کا یہ عمل اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک پسندیدہ ہوتا تو صحابہ وتابعین اور ائمۂ دین اس کو خود سے انجام دیتے اور اس کی امت کو ترغیب دیتے اور تلقین فرماتے۔

جبکہ اُنہوں نے دین کی چھوٹی بڑی ہر بات کی پوری تحقیق وتبلیغ فرمادی ہے۔

اس کے علاوہ بلند آواز سے درودشریف پڑھنے میں ریاکاری اور نمائش کا بھی اندیشہ ہے، اور

اس کی وجہ سے دوسرے عبادت یا آرام کرنے والوں کو بھی خلل وایذاء پہنچنے کا خدشہ ہے۔
لہٰذا مذکورہ طریقہ کے بجائے آہستہ آواز میں ہر شخص کو اپنے طور پر اخلاص کے ساتھ درود وسلام کی کثرت کرنی چاہیے۔
نیز کسی مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی شرعی دلائل سے ثابت نہیں، اور پھر خطاب کے الفاظ سے اس عقیدے کے ساتھ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری آواز کو براہِ راست سُنتے ہیں، ''یارسول'' اور ''یا نبی'' وغیرہ کی صدائیں لگانا بھی غلط ہے، بلکہ اس طرح کا عقیدہ اختیار کرنے سے شرک کا اندیشہ ہے، کیونکہ ہر جگہ سے براہِ راست آواز کو سُننا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ ''علیم، خبیر، بصیر، عالمُ الغیب والشهادة، اور علیم بذات الصدور'' وغیرہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، اور قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی جا بجا مذکور ہیں۔

(ماخوذ از: جواہرُ الفقہ جلد ا صفحہ ۵۱۵، جدید ایڈیشن)

(۱۲)......درود شریف کی مروّجہ محفلوں کا حکم

آج کل بعض مقامات پر تداعی (یعنی دعوت) اور اعلان کے ساتھ درود شریف کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں، اور ان میں سب لوگ شریک ہو کر ایک آواز کے ساتھ اور بعض اوقات مخصوص درود شریف کا التزام کرتے ہیں، اور بعض علاقوں میں ان محفلوں میں مزید کئی دوسری چیزیں شامل کی جاتی ہیں۔
اس قسم کی محفلیں قرآن وسنت اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں، اس لئے ان پابندیوں کو چھوڑ دینا چاہئے، اور شریعت کی دی ہوئی سہولت سے فائدہ اٹھانا چاہئے، اور ہر شخص کو اپنے مقام پر رہتے ہوئے اخلاص کے ساتھ درود شریف کا کثرت سے اہتمام کرنا چاہئے۔
اور درود شریف پڑھنے کے لئے کوئی ایسی صورت تجویز نہیں کرنی چاہئے، جو صحابۂ کرام اور خیر القرون سے ثابت نہ ہو۔

چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ مشکاۃ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

وَلَایَتَحَلَّقُوْنَ لِلْاَذْکَارِوَالصَّلَوَاتِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ فِی الْمَسَاجِدِ وَلَافِیْ بُیُوْتِهِمْ "(مرقاۃ المفاتیح) [1]

ترجمہ: صحابۂ کرام مسجدوں اور گھروں میں بلند آواز کے ساتھ ذکر اور درود شریف پڑھنے کے لئے کوئی حلقہ قائم نہیں کرتے تھے (مرقاۃ)

اور حضرت مفتی محمود حسن صاحب فرماتے ہیں کہ:

درود شریف کے فضائل احادیث سے خوب ثابت ہیں، جمعہ اور شبِ جمعہ میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی ترغیب بھی ثابت ہے؛ مگر اس کے لیے یہ محفلیں منعقد کرنا ثابت نہیں۔

جو شخص تنہاء مسجد میں یا مکان میں جس قدر توفیق ہو، درود شریف دل لگا کر اخلاص کے ساتھ یکسوئی کے ساتھ پڑھا کرے، یہ عین سعادت ہے (فتاویٰ محمودیہ، مبوب، ج۳ص۱۲۱، باب البدعات والرسوم؛ ناشر جامعہ فاروقیہ، کراچی؛ سنِ طباعت: ۱۴۲۶ھ)

نیز ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

درود شریف سرًّا وجہراً دونوں طرح درست وثواب، باعثِ ترقیِ درجات اور موجبِ قرب ہے، جمعہ کے روز خصوصیت سے اس کی تاکید ہے، لیکن اجتماعی حیثیت سے جہراً پڑھنا حدیث وفقہ سے ثابت نہیں، حالانکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پانچوں وقت مسجد میں جمع ہوتے تھے، اوقاتِ نماز کے علاوہ بھی بکثرت حضر وسفر میں جمع ہونے کا موقع ملتا تھا، مگر کہیں ثابت نہیں کہ اجتماعاً جہراً پڑھنے کا معمول رہا ہو۔

انفراداً بھی جہراً پڑھنے میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ کسی کو تشویش نہ ہو، مثلاً وہاں

---

[1] ج ا ص ۲۷۵، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثالث.

کوئی نماز میں مشغول نہ ہو، یا نائم (یعنی سویا ہوا) نہ ہو؛ نیز جہراً پڑھنے سے دوسری کوئی غرض مطلوب نہ ہو (فتاویٰ محمودیہ، مبوب، ج ۳ ص ۱۲۸، باب البدعات والرسوم؛ ناشر جامعہ فاروقیہ، کراچی؛ سنِ طباعت: ۱۴۲۶ھ)

ایک مقام پر سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

''درود شریف کی ترغیب وتاکید قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت ہے، یہ بڑی خیر وبرکت اور سعادت کی چیز ہے، ہر مسلمان کو کثرت سے اس کا وِرد رکھنا چاہئے، مگر اس کے لئے کوئی نئی صورت ایجاد نہیں کرنی چاہیے، بلکہ قرونِ مشہود لہا بالخیر میں اس کا جو طریقہ تھا وہی اختیار کرنا چاہئے، ہر شخص تنہا اپنی اپنی جگہ پوری توجہ اور یکسوئی سے قلب کو حاضر کر کے اس تصور کے ساتھ پڑھا کرے کہ میری طرف سے یہ ہدیہ بذریعہ ملائکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جاتا ہے، اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مسرور ہوتے ہیں اور جواب ارشاد فرماتے ہیں، حق تعالیٰ جل شانہٗ بھی خوش ہو کر ایک درود کے بدلہ میں دس دس رحمتیں مجھ پر نازل فرماتے ہیں، سوال میں جو صورت درج ہے اس کا ثبوت ادلۂ شرعیہ سے نہیں ہے'' (فتاویٰ محمودیہ مبوب، ج ۴ ص ۴۳۱؛ ۴۳۲، کتاب السلوک والاحسان، ما یتعلق بمجالس الصوفیۃ واذکارہم؛ ناشر جامعہ فاروقیہ، کراچی؛ سنِ طباعت: ۱۴۲۶ھ)

(دلائل اور مزید تفصیل کے لئے ہمارا رسالہ: ''اجتماعی ذکر کی مجلسوں کا شرعی حکم'' ملاحظہ فرمائیں) [1]

---

[1] بعض لوگ اس طرح کی احادیث سے اجتماعی درود کی مجلسوں پر استدلال کرتے ہیں، جن میں اللہ کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے اور اللہ کی کتاب کی تلاوت کرنے والوں کے لئے اللہ کی رحمت کے گھیرنے کا ذکر ہے۔

حدثنا ...بن مالک القشیری، ثنا زائدة بن أبی الرقاد، عن زیاد النمیری، عن أنس، فذکر أحادیث، ثم قال :وبإسناده عن النبی صلی الله علیه وسلم، قال " :إن لله سیارة من الملائکة، یطلبون حلق الذکر، فإذا أتوا علیهم حفوا بهم، ثم بعثوا رائدهم إلی السماء إلی رب العزة تبارک وتعالی، فیقولون :ربنا !أتینا علی عباد من عبادک، یعظمون آلاء ک، ویتلون کتابک، ویصلون علی نبیک، صلی الله علیه وسلم،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۷)...... درودِ تنجینا کی شرعی حیثیت

آج کل بہت سے لوگوں میں ایک درود ''درودِ تنجینا'' کے نام سے مشہور اور رائج ہے۔ اور اس کے بارے میں عوام الناس میں بڑے فضائل مشہور ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ويسألونک لآخرتهم ودنياهم، فيقول تبارک وتعالى :غشوهم رحمتي، فيقولون :يا رب :إن فيهم فلانا الخطاء ، إنما اعتنقهم اعتناقا، فيقول تبارک وتعالى :غشوهم رحمتي، فهم الجلساء ، لا يشقى بهم جليسهم "(كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ٣٠٦٢)

أخبرنا عمر بن أحمد السمسار، أنبأ أبو سعيد النقاش، أنبأ أبو القاسم :موسى بن محمد بن على الشيبانى بالدينور، ثنا عبد الله بن محمد بن سنان، ثنا مسلم بن إبراهيم، ثنا عبد السلام بن عجلان، ثنا أبو عثمان النهدى، عن أبى هريرة -رضى الله عنه -قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :(إن لله سيارة من الملائكة إذا مروا بحلق الذكر قال بعضهم لبعض :اقعدوا، وإذا دعا القوم أمنوا على دعائهم، فإذا صلوا على النبى صلوا معهم حتى يفرغوا، ثم يقول بعضهم لبعض :طوبى لهؤلاء يرجعون مغفورا لهم(الترغيب والترهيب،رقم الحديث ١٦٧٢)

لیکن اولاً تو اس طرح کی احادیث کو محدثین نے سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے۔

دوسرے اس طرح کی احادیث میں بلند اور اجتماعی آواز کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا ذکر نہیں، پس جس طرح سے کہ قرآن مجید کی کسی ایک آیت کو بلند اور اجتماعی آواز کے ساتھ پڑھنے کی قید کے ساتھ اس حدیث کو مقید نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح سب کے ایک ساتھ بآوازِ بلند درود پڑھنے کے ساتھ بھی مقید نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم۔

قال ابن حجر :وبه إلى أبى نعيم ثنا أبو عمرو بن حمدان، ثنا الحسن بن سفيان، ثنا محمد بن أبى بكر، ثنا زائدة بن أبى الرقاد، عن زياد النميرى، عن أنس، عن النبى صلى الله عليه وسلم، قال) :(إن لله سيارة من الملائكة يطلبون حلق الذكر، فإذا أتوا عليهم حفوا بهم وبعثوا (ثم يبعثون) رائدهم إلى السماء إلى رب العزة سبحانه، فيقولون :(يا ربنا) وهو أعلم، أتينا عبادا (من الصالحين) من عبادک يعظمون آلاء ک، ويتلون كتابک، ويصلون على نبيک، ويسألونک بآخرتهم(لآخرتهم) ودنياهم، فيقول (ربنا تعالى) غشوهم رحمتي، هم القوم، لا يشقى بهم جليسهم))

هذا حديث غريب، أخرجه البزار عن أحمد بن مالک القشيرى عن زائدة بن أبى الرقاد.

فوقع لنا بدلا عاليا.

وقال :تفرد به زائدة، ولم يكن به بأس، وإنما نكتب من حديث ما لم نجده عند غيره انتهى.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کہا جاتا ہے کہ آفات اور مصائب کے وقت اس درود کے وِرد سے نجات حاصل ہوتی ہے، اس لئے مختلف مواقع پر اس درود کے وِرد کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دی جاتی ہے، اس درود کے الفاظ یہ ہیں کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَاۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْآفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾وفی کلامه تدافع، وقد قال البخاری :إنه منكر الحديث، وضعفه جماعة.
وأبوه بضم الراء وتخفيف القاف وآخره دال مهملة.
وشيخه فيه ضعف أيضا.
لكن لهذا الحديث أصل أصيل، أخرجه البخاری ومسلم مطولا من حديث أبی هريرة، وسيأتی إن شاء الله تعالی(نتائج الافكار، ج ۱ ص ۲۴، فصل :كما يستحب الذكر يستحب الجلوس فی حلق أهله، المجلس: ۲)
قال الحافظ :فی حديث أنس عند البزار" :ويعظمون آلاء ک، ويتلون كتابک، ويصلون علی نبيک، ويسألون لآخرتهم ودنياهم "وقال :وفی حديث أنس" :فيقول :غشوهم رحمتی" ضعيف.أخرجه البزار (كشف ۳۰۶۲) وأبو نعيم فی "الحلية(۲۶۸/۶)"من طريق زائدة بن أبی الرُّقَاد البصری عن زياد النُّميری عن أنس مرفوعاً" :إن لله سيارة من الملائكة، يطلبون حلق الذكر، فإذا أتوا عليهم حفُّوا بهم، ثم بعثوا رائدَهم إلی السماء إلی ربّ العزة تبارک وتعالی، فيقولون :ربنا! أتينا علی عباد من عبادک، يعظمون آلاء ک، ويتلون كتابک، ويصلون علی نبيک، ويسألون لآخرتهم ودنياهم، فيقول تبارک وتعالی :غشوهم رحمتی، فيقولون :يارب إن فيهم فلاناً الخطاء ، إنما اعتنقهم اعتناقاً، فيقول تبارک وتعالی :غشوهم رحمتی، فهم الجلساء لا يشقی بهم جليسُهم"
قال الهيثمی :رواه البزار من طريق زائدة بن أبی الرقاد عن زياد النميری، وكلاهما وثق علی ضعفه، فعاد هذا إسناده حسن "المجمع ۷۷/۱۰.
قلت :بل إسناده ضعيف، زائدة قال البخاری والنسائی :منكر الحديث، وقال ابن معين :ليس بشیء ، وقال ابن حبان :يروی المناكير عن المشاهير، لا يحتج به، ولا يكتب إلا للاعتبار، وقال أبو حاتم :يحدث عن زياد النميری عن أنس أحاديث مرفوعة منكرة، ولا ندری منه أو من زياد.
وذكره العقيلی فی "الضعفاء "، وقال الذهبی فی "الميزان :"ضعيف، وقال فی "الديوان :"ليس بحجة.وقواه بعضهم.
وزياد ضعفه أبو داود، وقال أبو حاتم :يكتب حديثه ولا يحتج به، وقال الدارقطنی :ليس بالقوی.
واختلف فيه قول ابن معين وابن حبان (أنِيسُ السَّاری فی تخريج وَتحقيق الأحاديث التی ذكرها الحَافظ ابن حَجر العسقلانی فی فَتح البَاری لابی حذيفة، نبيل بن منصور بن يعقوب بن سلطان البصارة الكويتی، ج ۱۱، ص ۱۳۳۳، تحت رقم الحديث ۲۰۱۶/۱۲۲۲)

جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ.

اس بارے میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ یہ درود قرآن وسنت سے ثابت نہیں، اس لئے اس کو سنت نہیں سمجھنا چاہئے۔

اور نہ ہی احادیث میں بیان کئے ہوئے درود شریف کے صیغوں سے اس کی زیادہ فضیلت اور تاثیر کا عقیدہ رکھنا چاہئے۔

جس کی تفصیل ہم نے پہلے ذکر کردی ہے۔

البتہ اس درود کا مضمون غلط نہیں ہے، اور یہ بعض بزرگوں سے منقول بھی ہے۔ [1]

اس لئے اس کو سنت سمجھے بغیر، اور سنت سے ثابت شدہ درودوں پر فضیلت دیئے بغیر پڑھنا فی نفسہٖ تو جائز ہے، لیکن آج کل جس طرح سے اس کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور اس کی ترغیب دی جاتی ہے، اور اجتماعی انداز میں اس کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور اس کا مسنون درود سے زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے، اس طرح سے اس کا جواز ثابت ہونا بھی مشکل ہے، اس لئے اس کے بجائے مسنون درود کے صیغوں کو اختیار کرنا چاہئے۔ [2]

اور بعض لوگوں نے آج کل اس میں اپنی طرف سے مزید کلمات کا اضافہ کرلیا ہے، جن میں یہ

---

[1] قال بعض العارفين كنت في مركب فعصفت علينا الريح فأشرفنا على الغرق فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم في منامي فقال قل لهم يقولون اللهم صل على محمد صلاة تنجينا بها من جميع الأهوال والآفات وتقضي لنا بها جميع الحاجات وتطهرنا بها من جميع السيئات وترفعنا بها عندك أعلى الدرجات وتبلغنا بها أقصى الغايات من جميع الخيرات في الحياة وبعد الممات فاستيقظت فقلناها جميعا فسكن الريح بإذن الله تعالى (نزهة المجالس ومنتخب النفائس، للصفوري، ج۲ص ۸۵، ۸۶، باب فضل الصلاة والتسليم على سيد الأولين للصفوري)

[2] ہم نے جہاں تک لوگوں کے حالات پر غور کیا، تو وہ مسنون وماثور درود وسلام کے صیغوں کو چھوڑ کر اس قسم کے درود وسلام کو زیادہ اہمیت وفوقیت دیتے اور ان کی تاثیر کا زیادہ عقیدہ رکھتے ہیں۔

اور اس کی وجہ غور کرنے سے یہ سمجھ میں آئی کہ مسنون وماثور درود وسلام پر زیادہ تر اجر وثواب کے وعدے اور بشارتیں ہیں، اور عام لوگوں کے دلوں میں حبِ دنیا کا غلبہ ہے، اس لئے وہ دنیا کے فوائد ومنافع سن کر ان کی طرف متوجہ ومائل ہوتے ہیں، اور یہ نہیں سمجھتے کہ مسنون وماثور صیغوں سے حاصل ہونے والے اجر وانعام کا درجہ ان دنیاوی منافع سے زیادہ ہے، اور اجر وانعام میں اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمتیں بھی داخل ہیں، جن کے ذریعہ سے آخرت کے علاوہ دنیا کی فلاح وکامیابی بھی ساتھ ہی حاصل ہوتی ہے۔ محمد رضوان۔

اضافہ بھی شامل ہے کہ:

اَغِثْنِیْ، اَغِثْنِیْ، یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

ظاہر ہے کہ اس قسم کے اضافے پر مشتمل درود پڑھنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ مضمون خلافِ شرع ہے۔

(۱۸)......اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کا مروَّجہ طریقہ

آج کل بعض لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کرلیا ہے کہ وہ کسی بھی مقام پر ہوتے ہوئے ''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ '' یا اسی طرح دوسرے حاضر اور خطاب والے صیغوں کے ساتھ درود وسلام پڑھتے ہیں، اور ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ ہمارے خطاب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر مقام سے بغیر فرشتوں کے واسطہ کے براہِ راست سنتے ہیں، اور اس طرح کے مختلف الفاظ کے ساتھ بہت سے درود لوگوں میں مشہور کردیئے گئے ہیں، اور اس کے فضائل بھی اپنی طرف سے گھڑ کر پیش کردیئے گئے ہیں۔

حالانکہ اولاً تو اس طرح سے درود وسلام پڑھنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جگہ قریب ودور سے سننے کا قرآن وسنت میں کوئی ثبوت نہیں ہے، بلکہ صحیح احادیث میں فرشتوں کے واسطہ سے پیش کئے جانے کا ذکر ہے۔

دوسرے غیر اللہ کے بارے میں مذکورہ عقیدہ رکھنا بھی نادانی کی بات ہے، اور بعض صورتوں میں شرک کا خطرہ ہے۔

اس لئے اس طرزِ عمل اور عقیدہ سے بچنا چاہئے، اور اس کے بجائے سنت کے مطابق درود وسلام پیش کرنا چاہئے۔ [۱]

---

[۱] بعض لوگ نماز میں پڑھے جانے والے سلام میں خطاب کے صیغے سے دلیل پکڑتے ہیں، جوکہ درست نہیں، اور ہم بعض اہلِ علم کا یہ قول پہلے تفصیل کے ساتھ ذکر کرچکے ہیں کہ نماز میں پڑھے جانے والے سلام کے صیغہ میں خطاب کی وجہ یہ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۹)......درودِ حبیب

بعض لوگوں میں درودِ حبیب کے نام سے یہ الفاظ رائج ہیں کہ:

اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ.

اوراس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب ہوتی ہے، اوراس کی برکت سے پڑھنے والے کی قبر فوت ہونے کے بعد روشن ہوتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ اس درود کے الفاظ اوراس کی مذکورہ فضیلت کا قرآن وسنت سے کوئی ثبوت نہیں، اور یہ عقیدہ رکھ کر اس کو پڑھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ سے ہماری آواز کو سنتے ہیں، سخت گناہ اور خطرناک ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ہے کہ معراج میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کیا گیا تھا، اور ہم اسی کی نقل میں اپنی طرف سے بھی سلام پیش کرتے ہیں۔

لہٰذا اس سے بعض کم علم لوگوں کا یہ سمجھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ سے آواز کو سنتے ہیں، درست نہیں۔

قال ابن الملک :روی :أنـه صـلـى الـلـه عليه وسلم لما عرج به أثنى على الله تعالى بهذه الكلمات فـقال الله تعالى :السـلام عـليک أيهـا النبى ورحمة الله وبركاته، فقال عليه السلام :السلام علينا وعـلـى عباد الله الصالحين، فقال جبريل :أشهـد أن لا إلـه إلا الله، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله اهـ، وبـه يظهر وجه الخطاب، وأنه على حكاية معراجه عليه السلام فى آخر الصلاة التى هى معراج المؤمنين (مرقاة المفاتيح، ج ۲ ص ۷۳۲، كتاب الصلاة، باب التشهد)

وأما قوله :السـلام عـليک أيهـا الـنبى ورحمة الله وبركاته حكاية سلام الله تعالى على نبيه -عليه الصلاة والسلام -فهـى ثـلاثة بمقابلة الثلاث التى أثنى بها النبى -صـلـى الله عليه وسلم -على ربه ليلة الإسراء (البحرالرائق، ج ۱ ص ۳۴۳، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

ويـقـصـد بـألـفـاظ التشهـد معانيها مرادة له على وجه الإنشاء كأنه يحيى اللّٰه تعالى ويسلم على نبيه وعلى نفسه وأوليائه(اللباب فى فى شرح الكتاب، ج ۱ ص ۷۳، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

(۲۰)......دم بدم پڑھو درود

بعض علاقوں میں اس طرح درود پڑھنے کا رواج ہے کہ:

صل علیٰ نبینا، صل علیٰ محمد دم بدم پڑھو درود

حضرت بھی ہیں یہاں موجود پڑھو صل علیٰ محمد

یہ درود منگھڑت ہے، اوراس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، نیز اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے پاس موجود وحاضر ہونے کے عقیدہ کا اظہار ہے، جوکہ سخت گناہ ہے، اور اگر یہ عقیدہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ناظر اور ہر زمان مکان میں موجود ہیں، اور ہر آواز کو سنتے ہیں، اور ہر حرکت کو دیکھتے ہیں، اس عقیدہ سے شرک لازم آنے کا اندیشہ ہے۔لہٰذا اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۲۱)......درودِ نورُ اللہ

بعض لوگوں میں ایک درود ''نورُ اللہ'' کے نام سے ان الفاظ میں رائج ہے کہ:

صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللہِ.

اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ رنج وغم اور اچانک نازل شدہ مصیبت کے وقت اس کا وِرد کرنے سے تمام مشکلات حل ہوجاتی ہیں۔

حالانکہ یہ درود اوراس کا مضمون ، اوراس کی مذکورہ فضیلت یہ سب باتیں خود ساختہ ہیں، اوراس کو پڑھنا اوراس پر مذکورہ عقیدہ رکھنا درست نہیں۔

(۲۲)......درودِ نوری

بعض لوگوں میں ایک درود نوری کے نام سے ان الفاظ میں رائج ہے کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ ن النُّوْرِ الذَّاتِیِّ السَّارِیْ فِیْ جَمِیْعِ

الْاٰثَارِ وَالْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ .

اوراس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کوایک مرتبہ پڑھنے سے ایک لاکھ درود کے برابر ثواب ملتا ہے، اوراس کو کثرت سے پڑھنے والے کو عالَمِ بالا کا روحانی مشاہدہ ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

جبکہ شریعت میں اس کی بھی کوئی اصل اور حقیقت نہیں پائی جاتی، اور یہ لوگوں کا خود ساختہ درود ہے، اوراس کا مضمون بھی غیر شرعی ہے۔

(۲۳)......درودِ تاج

بعض ناواقف لوگوں میں درودِ تاج کے نام سے ایک درود رائج ہے، جس کے شروع میں یہ الفاظ ہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ، دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ.

اوراس درود کے بارے میں مشہور کیا گیا ہے کہ اس کے پڑھنے والا صاحبِ کشف بن جاتا ہے، اورروزانہ سات مرتبہ پڑھنے سے روزی میں اضافہ ہوجاتا ہے، اور روزانہ تین مرتبہ پڑھنے سے دشمنوں اور ظالموں وغیرہ سے بچ جاتا ہے، اور گیارہ مرتبہ پڑھنے سے جادو یا جن وغیرہ سے چھٹکارا مل جاتا ہے، اور اکیس مرتبہ پڑھ کر چھوارے پر دَم کر کے مخصوص طریقہ پر کھانے سے بے اولاد لوگوں کو اولاد حاصل ہوتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ اولاً تو اس درود کا قرآن وسنت میں کوئی ذکر نہیں، پھر اس کے یہ فضائل اور فوائد قرآن وسنت سے کیسے ثابت ہوسکتے ہیں۔

دوسرے اس درود کا مضمون بھی شرکیہ الفاظ پر مشتمل ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤں اور وباؤں اور قحط اور بیماریوں اور مصیبتوں سے نجات

دھندہ کہا گیا ہے۔
اس لئے اس منگھڑت اور شرکیہ مضامین پر مشتمل الفاظ والے درود اور اس پر عقیدہ رکھنے سے بچنا چاہئے۔

(۲۴)......درودِ کشف

بعض لوگوں میں درودِ کشف کے نام سے ایک درود مشہور ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّ الرَّحْمَةِ شَفِیْعِ الْاُمَّةِ کَاشِفِ الْغُمَّةِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ .

اور اس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس کو کثرت سے پڑھنے والے صاحبِ کشف ہو جاتے ہیں، اور ان پر پوشیدہ رازِ الٰہی کھل جاتے ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے جنت کے حق دار ہو جاتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔
یہ درود اور اس کے مذکورہ فضائل وفوائد بھی منگھڑت ہیں، اور اس کا مضمون بھی شریعت کے خلاف ہے۔

(۲۵)......درودِ شفائے قلوب

بعض لوگوں کی طرف سے ایک درود کا نام ''درود شفائے قلوب'' رکھا گیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِهَا وَعَافِیَةِ الْاَبْدَانِ وَشِفَائِهَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَضِیَائِهَا وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ .

اس کے بارے میں مشہور کیا گیا ہے کہ کوئی بھی بیماری جو لاعلاج ہوگئی ہو، اور خاص کر دل کے امراض میں اس کو پڑھنے سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔
حالانکہ یہ درود اور اس کی مذکورہ فضیلت کسی صحیح ومعتبر حدیث سے ثابت نہیں، اور اس کے

الفاظ بھی غیر شرعی ہیں۔

(۲۶)......درودِ ناریہ

بعض لوگوں نے ایک درود ''ناریہ'' کے نام سے مشہور کیا ہوا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ صَلَاۃً کَامِلَۃً وَسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ الَّذِیْ تُنْحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتُنْفَرِجُ بِهِ الْکُرَبُ وَتُقْضٰی بِهِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِ الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِمِ ، وَیُسْتَسْقٰی الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّنَفْسٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ.

اوراس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس سے ہر مصیبت اور رنج وغم ختم ہو جاتا ہے۔

حالانکہ اس درود کے الفاظ کا بھی قرآن وسنت میں کوئی ثبوت نہیں، اور بعض لوگوں کی طرف سے خود ساختہ ہے، اوراس کا مضمون بھی خلافِ شریعت ہے۔

(۲۷)......درودِ موسوی

بعض لوگوں نے ایک درود ''موسوی'' کے نام سے رائج کیا ہے، اوراس کی نسبت حضرت موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَمَعْدَنِ الْاَسْرَارِ وَمَنْبَعِ الْاَنْوَارِ وَجَمَالِ الْکَوْنَیْنِ وَشَرَفِ الدَّارَیْنِ وَسَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ الْمَخْصُوْصِ بِقَابَ قَوْسَیْنِ .

حالانکہ اس درود کی حضرت موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کسی صحیح ومعتبر حدیث سے ثابت نہیں ہو سکی، اس لئے اس طرح کا عقیدہ رکھنا گناہ کی بات ہے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(خاتمہ)

دُرود وسلام کے مسنون وماثور صیغے

اب الگ الگ درود وسلام کے مستند ومعتبر مسنون وماثور صیغوں کو نقل کیا جاتا ہے۔

اور احادیث میں چونکہ عموماً درود اور سلام کے صیغے الگ الگ آئے ہیں، اس لئے ہم معتبر احادیث میں مذکور درود اور سلام کے صیغوں کو فرداً فرداً ذکر کرتے ہیں، تاکہ ہر شخص اپنی حسبِ حیثیت سنت کے مطابق درود وسلام پڑھ کر درود وسلام کے فضائل وفوائد سے مستفید ہو۔

اور اگرچہ درود وسلام جمع کرنے والے بہت سے حضرات نے بے شمار درود وسلام کے صیغے جمع کئے ہیں، جو اس وقت ہمارے سامنے ہیں، مگر ان میں بہت سے صیغے غیر مسنون وغیر ماثور، بلکہ خواب سے ثابت شدہ بھی ہیں، جبکہ غیر نبی کا خواب اولاً تو حجت نہیں، دوسرے اس کا درجہ سنت عمل سے بہت کم ہے، اسی طرح بہت سے صیغے موضوع ومن گھڑت یا شدید ضعیف یا پھر ضعیف اسناد سے مروی ہیں، مگر ہم نے اپنے اس مجموعہ میں صرف رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مستند طریقہ پر منقول وماثور درود وسلام کے صیغوں کا اہتمام کیا ہے، اس لئے درود وسلام کے وہ بہت سے صیغے جو غیر مسنون وغیر ماثور ہیں، ان کو ہم نے شامل نہیں کیا۔

اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے درود وسلام کے جو صیغے اور جُملے منقول وماثور ہیں، ان کے ساتھ درود وسلام پڑھنا زیادہ فضیلت اور برکت کا باعث ہے، اور اتباعِ سنت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اُن صیغوں کے ساتھ ہی درود وسلام پڑھا جائے۔

اسی طرح بہت سے صیغے ضعیف، موضوع یا شدید ضعیف احادیث سے ثابت ہیں، ان کو بھی

ہم نے شامل نہیں کیا، بلکہ ہم نے معتبر اسناد سے ثابت صیغوں پر اکتفاء کیا ہے، اور بوقتِ ضرورت حواشی میں سند پر کلام بھی کیا ہے، اور بعض صیغے ایک ہی راوی کی مختلف سندوں کی روایات سے ثابت ہیں، جن میں تکرار محسوس ہوتا ہے، جبکہ ہم نے اس تکرار سے بچتے ہوئے کسی ایک جامع الفاظ پر مشتمل صیغے پر اکتفاء کیا ہے، اور ساتھ ہی راوی کا نام اور اس کی حیثیت وافادیت کو بھی ذکر کردیا ہے۔

اور اگر کسی اور سند سے تھوڑے بہت فرق کے ساتھ اس روایت کا ثبوت ملا، تو اس کی بھی حواشی میں نشاندہی کردی گئی ہے، اس لئے ہمارے جمع کردہ درود وسلام کے صیغوں کی تعداد نسبتاً کم بنتی ہے۔

اور عام قارئین کی سہولت کے لئے ہر صیغے کا اس کے ساتھ اردو میں ترجمہ بھی شامل کردیا گیا ہے۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ غیر مسنون وغیر ماثور صیغوں کے بجائے مسنون اور ماثور درود وسلام کے صیغوں سے استفادہ کرکے ان کی برکات حاصل کی جائیں، اور ان کی اہمیت وعقیدت دل میں بٹھائی جائے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَـہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

درُودشریف کے صیغے

(۱)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ نے ہمیں آپ پر سلام کا طریقہ تو سکھلا دیا، لیکن درود کا طریقہ کیا ہے، وہ آپ ہمیں بتلا دیجئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درود شریف سکھلایا کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ وبَرتَر ہیں، اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبَرتَر ہیں (بخاری) [1]

(۲)

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طرح درود پڑھنے کا طریقہ سکھلایا کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

---

[1] رقم الحدیث ۳۳۷۰، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی واتخذ اللہ إبراھیم خلیلا.

وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و بَرتر ہیں، اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ و بَرتر ہیں (مسند ابی یعلیٰ) [1]

(۳)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درود شریف کا طریقہ معلوم کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر توقف فرما کر اس طرح درود پڑھنے کی تعلیم فرمائی کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ فِی الْعَالَمِيْنَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر تمام جہانوں میں، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ و بَرتر ہیں (ترمذی) [2]

(۴)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح بھیجو کہ:

---

[1] رقم الحديث ۶۵۲، مسند طلحة بن عبيدالله.
قال حسين سليم أسد: إسناده صحيح (حاشية مسند ابی يعلیٰ)

[2] رقم الحديث ۳۲۲۰، ابواب تفسير القرآن، باب: ومن سورة الأحزاب.
قال الترمذي: وفي الباب عن علي، وأبي حميد، وكعب بن عجرة، وطلحة بن عبيد الله، وأبي سعيد، وزيد بن خارجة ويقال: ابن جارية، وبريدة: هذا حديث حسن صحيح (سنن الترمذي)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ .وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ. وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ. إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ .

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر، اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر تمام جہانوں میں، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ وبَرتَر ہیں (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۰۶۷) [1]

(۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درود شریف پڑھنے کا طریقہ معلوم کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طرح درود پڑھنے کی تعلیم فرمائی کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ. وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَآلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ .

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت اور برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبَرتَر ہیں (مشکل الآثار للطحاوی) [2]

(۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح بھیجو کہ:

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين، غير محمد بن عبد الله: وهو ابن زيد بن عبد ربه الأنصارى، فإنه من رجال مسلم، وأخرج له البخارى فى "خلق أفعال العباد"، وهو ثقة (حاشية مسند احمد)

[2] رقم الحديث ۲۲۴۰، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى كيفية الصلاة عليه.

قال ابن القيم: وهذا الإسناد صحيح على شرط الشيخين. وقال الهيثمى: رجاله رجال الصحيح (انيس السارى فى تخريج احاديث فتح البارى، ج۳، ص ۲۰۶۸، حرف الهمزة)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَآلِ إِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ. إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر، اور برکت نازل فرما محمد پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی آل پر عالمین میں، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں (کشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحدیث ۵۶۵) [1]

(۷)

حضرت عبدالرحمٰن بن بشر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ پر سلام کرنے کا طریقہ تو جان لیا، اور درود کا طریقہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس طرح درود پڑھو کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ. کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم کی آل پر، اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم کی آل پر (السنن الکبری للنسائی) [2]

(۸)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض صحابۂ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درود پڑھنے کا طریقہ معلوم کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ بیان فرمایا کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی أَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا

---

[1] قال الهیثمی: رواہ البزار ورجاله رجال الصحیح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۲۸۷۰) وقال ابن حجر: هذا حدیث صحیح، أخرجه البزار (نتائج الافکار، ج۲ ص۲۰۸، باب: الدعاء بعد التشهد الأخیر، المجلس: ۱۶۲)

[2] رقم الحدیث ۹۷۹۶، کتاب عمل الیوم واللیلة، باب کیف الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم.

صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور ان کی ازواج پر اور ان کی اولاد پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی ازواج پر اور ان کی اولاد پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں (مسلم)[1]

(۹)

حضرت عمرو بن حزم رحمہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح درود پڑھا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَهْلِ بَيْتِهٖ وَعَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَهْلِ بَيْتِهٖ وَ أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ. إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور آپ کے گھر والوں پر اور آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں، اور برکت نازل فرما محمد پر اور آپ کے گھر والوں پر اور آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں (مصنف عبدالرزاق)[2]

---

[1] رقم الحديث ٧٠٤ "٦٩" كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى ﷺ بعد التشهد.

[2] رقم الحديث ٣١٠٣، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ٢٣١٧٣.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۰)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح درود پڑھنا سکھلایا کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَآلِ إِبْرَاھِیْمَ .

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر جو کہ آپ کے بندے اور رسول ہیں، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر، اور ابراہیم کی آل پر (بخاری) [۱]

(۱۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان آدمی کے پاس صدقہ (کے لئے مال) نہ ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی دعاء میں یہ درود شریف پڑھا کرے، تو یہ درود اس کے لئے زکاۃ ہوجائے گا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ.

ترجمہ: اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آپ کے بندے اور رسول ہیں، خاص رحمت نازل فرما، اور مومن

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح (حاشیة مسند احمد)

اس سے پہلی حضرت ابوحمید ساعدی کی روایت میں "ازواجه وذریته" کے الفاظ پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور حضرت عمرو بن حزم کی مذکور روایت میں "ازواجه وذریته" سے پہلے "اهل بیته" کا اضافہ ہے۔

اس کی وجہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے درجِ ذیل کلام میں مذکور ہے:

قال الشیخ : وأمر فی حدیث أبی حمید الساعدی بالصلاة علیه وعلی أزواجه وذریته ویحتمل أنه أفردهن بالذکر من جملة أهل البیت علی وجه التأکید کما أفرد الذریة علی وجه التأکید ثم رجع إلی التعمیم فی حدیث أبی هریرة لیدخل فیها غیر الأزواج والذریة من آله الذین یقع علیهم اسم أهل البیت والله أعلم(الدعوات الکبیر للبیهقی ، تحت رقم الحدیث ۳۰۲)

[۱] رقم الحدیث ۵۸۸۱، کتاب الدعوات، باب الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم.

مَردوں اور مومن عورتوں اور مسلم مَردوں اور مسلم عورتوں پر بھی، رحمت نازل فرما (مستدرک حاکم) [۱]

(۱۲)

حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر درود شریف کا طریقہ معلوم کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ بتلایا کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر جو کہ نبیِ امی ہیں، اور محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، اور برکت نازل فرما محمد پر جو کہ نبیِ امی ہیں، اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبَرتر ہیں (صحیح ابن حبان) [۲]

---

[۱] رقم الحديث ۵۷۱۷، كتاب الاطعمة، صحيح ابنِ حبان رقم الحديث ۹۰۳.

اس حدیث کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ بعض حضرات نے حسن یا صحیح قرار دیا ہے، اور بظاہر حسن ہونا راجح معلوم ہوتا ہے۔

قال الحاكم :هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

و قال الذهبي في التلخيص: صحيح.

وقال الهيثمي: رواه أبو يعلى، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۲۱)

و قال ابن حجر: وسنده حسن (نتائج الافكار، ج۴، ص ۵۵،باب الصلاة على الأنبياء وآلهم تبعاً لهم صلى الله عليهم وسلم، المجلس:۳۰۷)

و قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، لضعف دراج في روايته عن أبي الهيثم(حاشية صحيح ابن حبان)

[۲] رقم الحديث ۱۹۵۹، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن، وقد صرح ابن إسحاق بالتحديث (حاشية صحيح ابن حبان)

(۱۳)

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہم جان چکے ہیں، لیکن ہمیں اس کی خبر دیجئے کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہو گئے، یہاں تک کہ ہم سوچنے لگے کہ اس سوال کرنے والے آدمی نے یہ سوال نہ کیا ہوتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو، تو اس طرح بھیجو کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَآلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ .

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما حضرت محمد پر جو کہ نبیِ اُمّی ہیں اور حضرت محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۶۹۸) [1]

(۱۴)

حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ اس طرح درود شریف پڑھا کرتے تھے، اور ایک روایت کے مطابق جب حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے اچھے طریقہ سے درود پڑھنے کا حکم فرمایا، تو اچھی طرح سے درود پڑھنے کا یہ طریقہ بتلایا کہ:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَتَکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ إِمَامِ الْخَیْرِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَۃِ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا. یَغْبِطُ بِہِ الْأَوَّلُوْنَ وَالآخِرُوْنَ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

---

[1] قال ابن حجر: هذا حديث حسن من هذا الوجه (نتائج الافكار، ج۲ ص ۲۰۲، باب: الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم بعد التشهد، المجلس: ۱۶۱)

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ. إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنی عنایتیں اور رحمت اور برکت نازل فرما رسولوں کے سردار، اور متقیوں کے امام، اور خاتم النبیین محمد پر جو کہ آپ کے بندے اور آپ کے رسول ہیں، اور خیر کے رہبر، اور خیر کے پیشوا اور رسولِ رحمت ہیں، اے اللہ! ان کو قیامت کے دن مقامِ محمود تک پہنچا دیجئے، جس پر اول اور آخر سب لوگ رشک کریں گے، اور اے اللہ! محمد پر رحمت نازل فرما، اور محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں، اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں (مصنف عبدالرزاق) [1]

---

[1] رقم الحديث ۳۱۰۹، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم.

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ابنِ ماجہ، معجم کبیر طبرانی، مسندِ ابی یعلیٰ، شعب الایمان اور فضل الصلاۃ علی النبی میں بھی ہے۔

(ملاحظه هو: ابن ماجه، رقم الحديث ۹۰۶، ابواب اقامة الصلاة والسنة فيه، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ۸۵۱۵ ورقم الحديث ۸۵۱۶، شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۱۴۵۳، مسند ابى يعلىٰ رقم الحديث ۵۱۴۴، فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۵۹)

علامہ بوصیری اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

رواه ابن ماجه فى سننه موقوفا بسند حسن، وابن أبى عمر وأبو يعلى الموصلى ورواه الحاكم مرفوعا (اتحاف الخيرة المهرة، تحت رقم الحديث ۶۲۸۳)

اور امام منذری فرماتے ہیں کہ:

رواه ابن ماجه موقوفا بإسناد حسن (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۲۵۸۸)

اور شعیب ارنؤوط فرماتے ہیں کہ:

حديث صحيح، الحسين بن بيان -وهو البغدادى -روى عنه أبو حاتم الرازى وقال: شيخ، وزياد بن عبد الله -وهو البكائى -فى حديثه عن غير ابن إسحاق لين، وهما متابعان، فقد تابع البكائى جماعة ممن رووا عن المسعودى -وهو عبد الرحمن ابن عبد الله بن عتبة قبل اختلاطه، وقد توبع المسعودى أيضا كما سيأتى (حاشية سنن ابن ماجه)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۵)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اس طرح درود شریف پڑھنے کی تعلیم فرمائی کہ:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا. يَغْبِطُهُ الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنی عنایتیں اور برکتیں اور رحمتِ خاص نازل فرما مسلمانوں کے سردار، اور متقیوں کے امام، اور خاتم النبیین محمد پر جو کہ آپ کے بندے اور آپ کے رسول ہیں، اور خیر کے رہبر، اور خیر کے پیشوا ہیں، اے اللہ! ان کو قیامت کے دن مقامِ محمود تک پہنچا دیجئے، جس پر اول اور آخر سب لوگ رشک کریں گے، اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لیکن علامہ کنانی رحمہ اللہ مصباح الزجاجہ میں فرماتے ہیں کہ:

هذا إسناد رجاله ثقات إلا أن المسعودى واسمه عبد الرحمن بن عبد الله بن عتبة بن مسعود اختلط بآخره ولم يتميز حديثه الأول بالآخر فاستحق الترك قاله ابن حبان انتهى(مصباح الزجاجة للكنانى، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيه،باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم)

مگر حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی اگلی روایت اس کی مؤید ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اس روایت میں اختلاط نہیں ہوا، اس لئے یہ روایت حسن ہے۔

نیز مصنف عبدالرزاق اور طبرانی کی ایک روایت میں مسعودی کے متابع ابوسلمہ موجود ہیں، اس لئے بھی یہ روایت حسن ہے۔

اور جہاں تک موقوف ہونے کا معاملہ ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اس درود میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند صفات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقامِ محمود کی دعاء کے ساتھ ساتھ حضرت ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر بھی درود کا اضافہ ہے، اور امید ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل سے یہ طریقہ اخذ کیا ہوگا، خصوصاً جبکہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح تھوڑے بہت لفظوں کے فرق کے ساتھ درود شریف مروی ہے، جیسا کہ اوپر اگلی روایت میں درج ہے۔

محمد پر رحمت نازل فرما، اور محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر رحمت نازل فرمائی (فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) [1]

(۱۶)

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح درود پڑھنے کا حکم فرمایا کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد نبی امی پر، اور محمد کی آل پر (سنن أبی داود) [2]

(۱۷)

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ پر درود پڑھو، اور اہتمام کے ساتھ دعاء کرو، اور اس طرح درود پڑھو کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر (نسائی) [3]

---

[1] لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ٦٠.

قال البوصیری: وله شاهد من حديث عبد الله بن مسعود رواه ابن ماجه فی سننه موقوفاً بسند حسن، وابن أبی عمر وأبو يعلى الموصلی ورواه الحاكم مرفوعاً (اتحاف الخيرة المهرة، باب فی الصلاة علی النبی صلی الله عليه وسلم)

و قال ابن حجر: هذا حديث حسن (نتائج الأفكار فی تخريج أحاديث الأذكار، ج٣ ص ٤٠، باب صفة الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، المجلس: ٣٠٣)

[2] رقم الحديث ٩٨١، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبی صلی الله عليه وسلم بعد التشهد.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن من أجل محمد بن إسحاق، وقد صرح بالتحديث فانتفت شبهة تدليسه (حاشية سنن ابی داود)

[3] رقم الحديث ١٢٩٢، كتاب الصلاة، باب كيف الصلاة على النبی صلی الله عليه وسلم.

یہ درود؛ دوسرے درودوں کے مقابلہ میں مختصر ہے، اور سنت سے ثابت ہے۔

قال أبو إسحاق الحوينی الأثری حجازی : هذا حديثٌ صحيحٌ (المنيحة بسلسلة الأحاديث الصحيحة، ج ١، ص ٣٥٨، أبواب :الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار)

(۱۸)

بعض احادیث سے درود شریف کا مختصر یہ صیغہ بھی ثابت ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر۔ [1]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

---

[1] عن أنس بن مالک، رضى الله عنه قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل المسجد قال :بسم الله، اللهم صل على محمد .وإذا خرج قال :بسم الله، اللهم صل على محمد(عمل اليوم والليلة لابن السنى رقم الحديث۸۸،باب مايقول اذا دخل المسجد، عن انس)

قال الالبانی: أخرجه ابن السنی فی (عمل اليوم والليلة) (ص ۳۱رقم ۸۶) قال :ثنی الحسن بن موسى الرسعنی :ثنا إبراهيم بن الهيثم البلدی :ثنا إبراهيم بن محمد بن البختری -شيخ صالح بغدادی :-ثنا عيسى بن يونس عن معمر عن الزهری عنه.وهذا سند حسن أو محتمل للتحسين(الثمر المستطاب فی فقه السنة والكتاب، ج۲،ص۶۰۴،كتاب الصلاة، احكام المساجد)

سلام کے صیغے

(۱)

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا، اس حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد ایسے اہتمام کے ساتھ سکھلایا، جیسا کہ قرآن کی کوئی سورت سکھلاتے تھے، اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح تشہد سکھلایا کہ:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: ساری بدنی اور قولی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں آپ پر نازل ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (بخاری) [1]

---

[1] رقم الحدیث ۶۲۶۵، کتاب الاستئذان، باب الأخذ بالیدین، سنن الترمذی، ۲۸۹، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی التشھد.

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت کئی دیگر کتبِ احادیث میں بھی موجود ہے۔

نیز حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ سلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ثابت ہے، چنانچہ مصنف ابنِ ابی شیبۃ میں روایت ہے کہ:

حدثنا الفضل بن دکین ، عن سفیان ، عن زید العمی ، عن أبی الصدیق الناجی ، عن ابن عمر ؛ أن أبا بکر کان یعلمھم التشھد علی المنبر ، کما یعلم الصبیان فی الکتاب : التحیات للہ والصلوات والطیبات ، السلام علیک أیھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین ، أشھد أن لا إلہ إلا اللہ ، وأشھد أن محمدا عبدہ ورسولہ(مصنف ابنِ ابی شیبۃ رقم الحدیث ۳۰۰۷ عن ابی بکر)

اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت شدہ سلام کا یہ طریقہ اکثر حضرات کے نزدیک دوسرے طریقوں سے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد اس طرح اہتمام کے ساتھ سکھلاتے تھے، جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھلایا کرتے تھے، اور تشہد اس طرح سکھلاتے تھے کہ:

اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ. اَلصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

ترجمہ: ساری بابرکت قولی اور بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو اے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت ہو اور برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں (مسلم) [1]

(۳)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا یہ طریقہ بیان فرمایا کہ:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ .اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ .اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

افضل ہے، چنانچہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وفی الباب عن ابن عمر، وجابر، وأبی موسی، وعائشة، حدیث ابن مسعود قد روی عنه من غیر وجه وهو أصح حدیث عن النبی صلی الله علیه وسلم فی التشهد والعمل علیه عند أکثر أهل العلم من أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، ومن بعدهم من التابعین، وهو قول سفیان الثوری، وابن المبارک، وأحمد، وإسحاق "

حدثنا أحمد بن محمد بن موسی قال :أخبرنا عبد الله بن المبارک، عن معمر، عن خصیف قال :رأیت النبی صلی الله علیه وسلم فی المنام، فقلت :یا رسول الله، إن الناس قد اختلفوا فی التشهد، فقال :علیک بتشهد ابن مسعود (حواله بالا)

[1] رقم الحدیث ۴۰۳ "۶۰" کتاب الصلاة، باب التشهد فی الصلاة، ابوداؤد، رقم الحدیث ۹۷۴، کتاب الصلاة، باب التشهد.

عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: ساری قولی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، اور مالی اور بدنی عبادتیں بھی اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو، اے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت ہو اور اللہ کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (نسائی) [1]

(۴)

حضرت ابوالمتوکل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تشہد کا طریقہ معلوم کیا، تو انہوں نے یہ طریقہ بتلایا کہ:

اَلتَّحِيَّاتُ. اَلصَّلَوَاتُ. اَلطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: ساری قولی عبادتیں، بدنی، مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو، اے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت ہو اور اللہ کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۱۷۳، کتاب التطبيق، نوع آخر من التشهد.

[2] رقم الحديث ۳۰۰۸، کتاب الصلاة، باب التشهد فی الصلاة کيف هو؟

قال نبيل بن منصور بن يعقوب بن سلطان البصارة: وإسناده صحيح، وخالد هو الحذاء، وأبو المتوکل اسمه علی بن داود.

وأخرجه الخطيب فی "تقييد العلم" (ص ۹۳) من طريق بشر بن المُفَضّل البصری وأبی شهاب عبد ربه بن نافع الحناط کلاهما عن خالد الحذاء به (أنيس الساری فی تخريج أحاديث فتح الباری، تحت رقم الحديث ۲۴۹ "۵۰۴۳" کتاب الصلاة، باب التشهد فی الآخرة)

(۵)

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منبر پر بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں لوگوں کوسلام کا یہ طریقہ دیتے ہوئے سنا کہ:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ. الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ. اَلطَّيِّبَاتُ. اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ .أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: ساری قولی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، پاکیزہ عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، مالی اور بدنی عبادتیں بھی اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو، اے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت اللہ کی برکتیں ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (مؤطا امام مالک) [1]

(۶)

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کو تشہد پڑھنے کی اس طرح تعلیم دیا کرتے تھے کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَآءِ. اَلتَّحِيَّاتُ الزَّاكِيَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ

---

[1] رقم الحديث ۳۰۰، كتاب الصلاة، باب التشهد فى الصلاة، مؤطا امام محمد رقم الحديث ۱۴۷، مصنف ابنِ ابى شيبة رقم الحديث ۳۰۰۹.

قال ابن حجر: روينا فى موطأ مالک وسنن البيهقى وغيرهما بالأسانيد الصحيحة (نتائج الأفكار، ج۲ ص۱۷۴، باب: التشهد فى الصلاة، المجلس: ۱۵۴)

إسناده صحيح. تعقيب :قال عبد القادر الأرناؤوط ۱/۵۲ هذا و إن كان موقوفا فهو فى حكم المرفوع لأن ذلک محال يقال بالرأى (روضة المحدثين، ج۱۰، ص ۱۸۳، تحت رقم الحديث ۴۶۰۸)

لَـهٗ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُـهٗ.

ترجمہ: اللہ کے ناموں میں سے بہترین نام کے ساتھ، ساری قولی عبادتیں، پاکیزہ عبادتیں، مالی بدنی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو، اے نبی آپ پراور اللہ کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (مستدرک حاکم) [1]

(۷)

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس طرح سلام پڑھا کرتی تھیں کہ:

اَلتَّـحِيَّـاتُ الـطَّيِّبَـاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَـلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ .اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الـصَّـالِـحِيْـنَ .أَشْهَـدُ أَنْ لَّآ إِلٰـــهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُـهٗ .

ترجمہ: ساری قولی، مالی، بدنی پاکیزہ عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو نبی پر اور اللہ کی رحمت ہو، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

(۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن کی سورت کی طرح اہتمام کے ساتھ اس طرح تشہد وسلام پڑھنے کی تعلیم دیا کرتے تھے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۹۸۰،كتاب الطهارة.
قال الحاكم: هـذا حـديث صحيح على شرط مسلم، وإنما ذكرته لأن له شواهد على ما شرطنا فى الشواهد التى تشهد على سندها.
و قال الذهبى فى التلخيص: على شرط مسلم وله شواهد.

[2] رقم الـحـديث ۳۰۱۰،كتاب الصلاة، باب التشهد فى الصلاة،السنن الكبرىٰ للبيهقى ، رقم الـحـديث ۲۸۴۲، كتـاب الـصـلاة،بـاب مـن قدم كلمتى الشهادة على كلمتى التسليم،مؤطاامام مالك، رقم الحديث ۳۰۲، ومؤطا امام محمد، رقم الحديث ۱۴۶.
قـال ابـن حـجـر:روينـا فـى الـموطأ وسنن البيهقى وغيرهما أيضا بإسناد صحيح (نتائج الأفكار، ج۲ص۱۷۸،باب :التشهد فى الصلاة، المجلس:۱۵۵)

بِسْمِ اللّٰہِ التَّحِیَّاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ السَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ .أَسْأَلُ اللّٰہَ الْجَنَّةَ وَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ: اللہ کے نام سے، ساری قولی اور مالی اور بدنی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو، اے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت ہو اور اُس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں، اور جہنم سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں (مسند أبی یعلی) [1]

(۹)

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تشہد وسلام اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ:

بِسْمِ اللّٰہِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰہِ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ .اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ. شَهِدْتُّ أَنْ لَّآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰہُ شَهِدْتُّ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ .

ترجمہ: اللہ کے نام سے ساری قولی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، بدنی بھی اللہ کے لئے ہیں، سب پاکیزہ عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو، نبی پر اور اللہ کی رحمت ہو اور اُس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد، اللہ کے رسول ہیں (مؤطا امام مالک) [2]

---

[1] رقم الحدیث ۲۲۳۲، عن جابر.

قال حسین سلیم أسد: رجاله رجال الصحیح (حاشیة مسند ابی یعلیٰ)

[2] رقم الحدیث ۳۰۱، باب التشهد فی الصلاة، واللفظ لهٗ، مؤطا امام محمد، رقم الحدیث ۱۴۸.

قال ابن حجر: هذا موقوف صحیح، أخرجه البیهقی من روایة البوشنجی عن أبی بکر أیضا .وقد جاء عن ابن عمر مرفوعا (نتائج الأفکار، ج۲ ص ۱۸۲، باب :التشهد فی الصلاة، المجلس: ۱۵۶)

مختصر درودوسلام

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت زید بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ صحابہ وتابعین اس طرح کہنے کو پسند فرمایا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر جو کہ نبیِ امی ہیں، ان پر سلام ہو (فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۶۰) [1]

اس کے علاوہ حدیث سے مختصر درودوسلام کے یہ الفاظ بھی ثابت ہیں کہ:

بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ .

ترجمہ: اللہ کے نام سے، اور سلام ہو اللہ کے رسول اللہ پر، اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور آلِ محمد پر (فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۸۲) [2]

فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان

مورخہ ۹/ رمضان المبارک/ ۱۴۳۶ھ 27/ جون/ 2015ء، بروز ہفتہ

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

---

[1] حدثنا سليمان بن حرب قال :ثنا حماد بن سلمة قال :ثنا سعيد الجريری، عن زيد بن عبد الله، أنهم كانوا يستحبون أن يقولوا :اللهم صل على محمد النبی الأمی، عليه السلام(فضل الصلاة على النبی لاسماعيل بن اسحاق، رقم الحديث ٦٠)
قال الالبانی: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبی، تحت رقم الحديث ٦٠)

[2] عن فاطمة بنت النبی، صلى الله عليه وسلم قالت :قال لی رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إذا دخلت المسجد فقولی :بسم الله والسلام على رسول الله، اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، واغفر لنا، وسهل لنا أبواب رحمتک، فإذا فرغت، فقولی مثل ذلک، غير أن تقولی :وسهل لنا أبواب فضلک "(فضل الصلاة على النبی لاسماعيل بن اسحاق، رقم الحديث ٨٢)
قال الالبانی: صحيح لغيره(تحقيق فضل الصلاة على النبی، تحت رقم الحديث ٨٢)

رائے گرامی

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

(نائب صدر وشیخ الحدیث: جامعہ دار العلوم، کراچی)

MUFTI MUHAMMAD TAQI USMANI

المفتي محمد تقي العثماني

Jamia Darul-Uloom Karachi
Korangi Industrial Area,

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم بندہ جناب مفتی محمد رضوان صاحب۔ زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا ارسال کردہ مسودہ ''درود وسلام کے فضائل واحکام'' متواتر اسفار واشغال کی بناء پر اس سے قبل نہ دیکھ سکا تھا، جستہ جستہ دیکھنے کا موقع بھی آج ملا۔

ماشاء اللہ نہایت مفید پایا، بالخصوص جو غیر ماثور درُود درائج ہوگئے ہیں، ان کے بارے میں صحیح موقف بفضلہٖ تعالیٰ خوب واضح ہوگیا۔ دل سے دعاء ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اسے اہلِ ایمان کے لئے نافع بنائیں۔ آمین۔

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ ۱۳/ رمضان المبارک/ ۱۴۳۱ھ

(ضمیمہ)

درود وسلام سے متعلق چند احادیث کی اسنادی حیثیت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے کوئی جھوٹی حدیث بیان کرنا سخت وبال کی بات ہے، احادیث میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں، اس وجہ سے احادیث کے بیان کرنے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

محدثینِ عظام نے اسی وجہ سے احادیث کی سندیں محفوظ کرنے کا بہت اہتمام کیا ہے، اور احادیث کی سند میں آنے والے راویوں کی خوب اچھی طرح تحقیق اور چھان بین سے کام لیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ حَدِيْثًا وَهُوَ يَرٰى أَنَّهُ كَذِبٌ، فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ (سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری طرف سے کوئی ایسی حدیث بیان کی، جس کو وہ سمجھتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے، تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے (ابن ماجہ، مسند احمد)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَوَى عَنِّيْ حَدِيْثًا، وَهُوَ يَرٰى أَنَّهُ كَذِبٌ، فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ (مسند احمد) [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۸، كتاب السنة، باب من حدث عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حديثا وهو يرى أنه كذب، مسند احمد، رقم الحديث ۹۰۳.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

[2] رقم الحديث ۲۰۱۶۳، ابن ماجه، رقم الحديث ۳۹.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری طرف سے کوئی حدیث روایت کی، جس کے بارے میں وہ سمجھتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے، تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے (مسند احمد، ابن ماجہ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: مَنْ رَوٰى عَنِّيْ حَدِيْثًا وَهُوَ يَرٰى أَنَّهُ كَذِبٌ، فَهُوَ أَحَدُ الْكَذَّابِيْنَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۱۸۴) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری طرف سے کوئی حدیث روایت کی، جس کے بارے میں وہ سمجھتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے، تو وہ کذّابوں میں سے ایک کذّاب ہے (مسند احمد، ابن ماجہ)

کذّاب بہت بڑے جھوٹے کو کہا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنا بہت بڑا جھوٹ ہے، اور جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا اور کذّابوں میں سے ایک کذّاب اس لئے کہا گیا ہے کہ بعض اوقات ایک حدیث کو بیان کرنے والے کئی افراد ہوتے ہیں، لہٰذا ہر ایک کے حق میں یہ وعید ثابت ہوتی ہے، بشرطیکہ اُسے اس حدیث یا اس کے راوی کا جھوٹا ہونا معلوم ہو۔

اسی وجہ سے محدثین نے ایک ایک حدیث میں پائے جانے والے اوپر سے نیچے تک تمام راویوں کی چھان بین اور تحقیق کا اہتمام کیا ہے۔ [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

[2] (من حدث) وفى رواية ابن ماجه من روى (عنى بحديث) لفظ روايات ابن ماجه حديثا وفى رواية له من روى عنى حديثا (وهو) أى والحال أنه (يرى) بضم ففتح يظن وبفتحتين ذكره بعضهم وقال النووى: يرى ضبطنا بضمن الياء والكاذبين بكسر الباء وفتح النون على الجمع قال: وهذا هو المشهور فى اللفظين وقال عياض: الرواية عندنا الكاذبين على الجمع قال الطيبى: وقوله أحد الكاذبين من باب القلم أحد اللسانين والخال أحد الأبوين يعلم أنه كذب بكسر الكاف مصدر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرٰى أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ، أَوْ يُرِيَ عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ يَقُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑی افتراء پردازی (اور سب سے بڑا جھوٹ) یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ (کسی اور) کی طرف دعویٰ (ونسبت) کرے (یعنی اپنے نسب میں غلط بیانی سے کام لے) یا اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے (یعنی جھوٹا خواب بیان کرے) جو اس نے نہیں دیکھی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کی نسبت کرے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی (بخاری)

اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : إِنَّ أَعْظَمَ الْفِرٰى ثَلَاثَةٌ: أَنْ يَّفْتَرِيَ الرَّجُلُ عَلٰى عَيْنَيْهِ، يَقُوْلُ: رَأَيْتُ وَلَمْ يَرَ، وَأَنْ يَّفْتَرِيَ عَلٰى وَالِدَيْهِ، فَيَدَّعِيْ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ، أَوْ يَقُوْلَ: سَمِعَنِيْ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنِّيْ (مسند احمد، رقم الحديث ١٦٠٠٨) [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وبفتح فكسر أى ذو كذب على حذف مضاف أو المصدر بمعنى الفاعل (فهو أحد الكاذبين) بصيغة الجمع باعتبار كثرة النقلة وبالتثنية باعتبار المفترى والناقل عنه والأول كما فى الديباج أشهر فليس لراوى حديث أن يقول قال الرسول إلا إن علم صحته ويقول فى الضعيف روى أو بلغنا فإن روى ما علم أو ظن وضعه ولم يبين حاله أيدرج فى جملة الكذابين لإعانته المفترى على نشر فريته فيشاركه فى الإثم كمن أعان ظالما ولهذا كان بعض التابعين يهاب الرفع ويوقف قائلا الكذب على الصحابى أهون (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٨٦٣١)

[1] رقم الحديث ٣٥٠٩، كتاب المناقب، باب نسبة اليمن إلى إسماعيل.

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير معاوية بن صالح :وهو الحضرمى، فمن رجال مسلم، وأخرج له البخارى فى "القراءة خلف الإمام"، وأصحاب السنن(حاشية مسند احمد)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑی افتراء پردازی (اور الزام تراشی) تین ہیں، ایک یہ کہ آدمی اپنی آنکھوں پر جھوٹ باندھے یعنی یہ کہے کہ میں نے (خواب میں یہ) دیکھا ہے، حالانکہ اس نے نہیں دیکھا، دوسرے یہ کہ اپنے والدین پر جھوٹ باندھے، پس اپنے والد کے علاوہ (کسی اور) کی طرف دعویٰ (ونسبت) کرے، تیسرے یہ کہے کہ اس نے مجھ (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرماتے ہوئے سنا ہے، حالانکہ اس نے مجھ سے نہیں سنا (مسند احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ پر جھوٹ نہ باندھو، پس بے شک جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا تو اسے چاہیے کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے (بخاری)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (بخاری) [2]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا کسی اور پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (بخاری)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۱۰۶، کتاب العلم، باب إثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

[2] رقم الحدیث ۱۲۹۱، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من النیاحۃ علی المیت.

مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا أَكُوْنَ أَوْعٰى أَصْحَابِهٖ عَنْهُ، وَلٰكِنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۴۶۹) [1]

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرنے سے یہ بات مانع نہیں ہوئی کہ میں آپ کے صحابہ میں سب سے زیادہ حدیث کو یادرکھنے والا نہیں ہوں، لیکن میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے میری طرف وہ بات منسوب کی، جسے میں نے نہیں کہا، تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (مسند احمد)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيْثِ عَنِّيْ، فَمَنْ قَالَ عَنِّيْ فَلَا يَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا، وَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر تشریف فرما ہونے کی حالت میں سنا کہ تم میری طرف سے زیادہ باتیں بیان کرنے سے بچو، پس جو شخص میری طرف سے کوئی بات کہے، تو حق اور سچ ہی کہے، اور جس نے میرے بارے میں وہ بات کہی، جو میں نے نہیں کہی تھی، تو اُسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (حاکم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: إسناده حسن(حاشية مسند احمد)

[2] رقم الحديث ۳۷۹، كتاب العلم.

قال الحاكم: وفي حديث محمد بن عبيد، حدثني ابن كعب وغيره، عن أبي قتادة .هذا حديث على شرط مسلم، وفيه ألفاظ صعبة شديدة، ولم يخرجاه .وله شاهد بإسناد آخر عن أبي قتادة .

وقال الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم.

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے جھوٹ کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سُنی ہوئی بات کو بیان کردے (مسلم، ابوداؤد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (صحیح ابنِ حبان) [2]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے گناہ کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سُنی ہوئی بات کو بیان کردے (ابن حبان)

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اس قسم کی حدیث مروی ہے۔ [3]

اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا ارشاد بھی اسی طرح سے مروی ہے۔ [4]

---

[1] مقدمة، باب النهى عن الحديث بكل ما سمع؛ ابوداوٗد، رقم الحديث ۴۹۹۲، باب فى التشديد فى الكذب.

[2] رقم الحديث ۳۰، المقدمة، باب الاعتصام بالسنة وما يتعلق بها نقلا وأمرا وزجرا بيان لزوم الاتباع بالسنة وما يتعلق بها.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الصحيح، وأخرجه مسلم فى مقدمة صحيحه (حاشية ابنِ حبان)

[3] عن أبى أمامة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كفى بالمرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع، وكفى بالمرء من الشح أن يقول آخذ حقى لا أترك منه شيئا هذا إسناد صحيح فإن آباء هلال بن العلاء أئمة ثقات وهلال إمام أهل الجزيرة فى عصره" (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۲۱۹۶)

قال الذهبى: صحيح وآباء هلال ثقات.

[4] عن أبى عثمان النهدى، قال: قال عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه: بحسب المرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع (مسلم، رقم الحديث ۵"۵")

حدثنا محمد بن المثنى، قال: حدثنا عبد الرحمن، قال: حدثنا سفيان، عن أبى إسحاق، عن أبى الأحوص، عن عبد الله، قال: بحسب المرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع (مسلم، رقم الحديث ۵"۵"، باب النهى عن الحديث بكل ما سمع)

ہر سُنی ہوئی بات کا سچا ہونا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ بہت سی باتیں جھوٹی بھی ہوتی ہیں، بالخصوص جھوٹ عام ہونے کے زمانہ میں۔

اس لئے کسی بات کو سُننے والے پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ تحقیق واطمینان کے بغیر اس کو آگے بیان نہ کرے، ورنہ یہ بھی جھوٹ میں داخل ہوجائے گا۔

اسی وجہ سے احادیث کے بیان کرنے میں محدثین نے انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے، اور راویوں کی پوری چھان بین اور تحقیق کی ہے۔

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سُنی ہوئی بات کو بیان کرنے میں اور بھی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۴۲) [2]

---

[1] (كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع) أى إذا لم يتثبت لأنه يسمع عادة الصدق والكذب فإذا حدث بكل ما سمع لا محالة يكذب والكذب الإخبار عن الشيء على غير ما هو عليه وإن لم يتعمد لكن التعمد شرط الإثم .قال القرطبى :والباء فى بالمرء زائدة هنا على المفعول وفاعل كفى أن يحدث وقد تزاد الباء على فاعل كفى كقوله تعالى (وكفى بالله شهيدا)

(م) فى مقدمة صحيحه (عن أبى هريرة) ورواه أبو داود فى الأدب مرسلا (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۶۲۴۲)

(كفى بالمرء من الكذب) كذا هو فى خط المؤلف وفى رواية العسكرى :كفى بالمرء من الكذب كذبا (أن يحدث بكل ما سمع) أى لو لم يكن للرجل كذب إلا تحدثه بكل ما سمع من غير مبالاة أنه صادق أو كاذب لكفاه من جهة الكذب لأن جميع ما سمعه لا يكون صدقا وفيه زجر عن الحديث بشيء لا يعلم صدقه (وكفى بالمرء من الشح أن يقول) لمن له عليه دين (آخذ حقى) منه كله بحيث (لا أترک منه شيئا) ولو قليلا فإن ذلک شح عظيم ومن ثم عد الفقهاء مما ترد به الشهادة المضايقة فى التافه وهذا عد من الحكم والأمثال.

(ک) فى البيع عن الأصم عن هلال ابن العلاء بن هلال بن عمر الرقى عن ابن عمر بن هلال قال: حدثنى أبو غالب (عن أبى أمامة) قال الحاكم :صحيح فرده الذهبى أن هلال بن عمرو وأبوه لا يعرفان فالصحة من أين؟ (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۶۲۴۴، حرف الكاف، ج۵، ص۲)

[2] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين(حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمى: رواه أحمد والبزار والطبرانى فى الكبير والأوسط، ورجاله رجال الصحيح، وصححه ابن حبان (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۶۸۷، باب فى الخبر والمعاينة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبر، معائنہ کی طرح نہیں ہوتی (مسند احمد)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۶۹۴۳) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبر، معائنہ کی طرح نہیں ہوتی (طبرانی)

اس طرح کی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [۲]

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

إِنَّ الشَّاهِدَ يَرٰى مَا لَا يَرَى الْغَائِبَ (الطبقات الكبرىٰ لابنِ سعد)

ترجمہ: شاہد وحاضر وہ چیز دیکھتا ہے، جو غائب نہیں دیکھ پاتا (ابن سعد) [۳]

اس کا مطلب بھی وہی ہے کہ خبر کا درجہ معائنہ ومشاہدہ کی طرح نہیں ہوتا۔ [۴]

---

[۱] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۶۸۸، باب في الخبر والمعاينة)

[۲] عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ليس الخبر كالمعاينة (تاريخ بغداد، ج۸، ص۲۷، و۲۸، تحت ترجمة الحسين بن جعفر بن محمد بن حمدان بن المهلب، أبو عبد الله العنبري الفقيه الوراق الجرجاني)

قال الألباني: صحيح (صحيح الجامع الصغير وزيادته، تحت رقم الحديث ۹۵۰۴)

[۳] أخبرنا محمد بن عمر، حدثني عبد الله بن محمد بن عمر عن أبيه عن علي مثل ذلك غير أنه قال: خرج على فلقيه على رأسه قدرة مستعذبا لها من الماء، فلما رآه على شهر السيف وعمد له فلما رآه القبطي طرح القربة ورقي في نخلة وتعرى فإذا هو مجبوب، فأغمد علي سيفه ثم رجع إلى النبي، صلى الله عليه وسلم، فأخبره الخبر فقال: رسول الله، صلى الله عليه وسلم: أصبت إن الشاهد يرى ما لا يرى الغائب (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ج۸، ص۲۱۵)

قال الالباني: صحيح (صحيح الجامع الصغير وزيادته، تحت رقم الحديث ۲۵۲۱)

[۴] (إن الشاهد) أي الحاضر (يرى) من الرأى في الأمور المهمة لا من الرؤيا (ما لا يرى الغائب) أي الحاضر يعلم ما لا يعلمه الغائب إذ ليس الخبر كالمعاينة وهذا قاله لعلي كرم الله وجهه لما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور خبر کے معائنہ ومشاہدہ کی طرح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ معائنہ ومشاہدہ کرنے سے یقینی علم کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، لہٰذا اس کا درجہ زیادہ ہے، اور سُنی ہوئی خبر اور بات کا درجہ یہ نہیں ہوتا، بلکہ اس میں جھوٹ اور غلط بیانی کا بھی احتمال ہوتا ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سُنی ہوئی بات کے آگے بیان کرنے کو جھوٹ اور گناہ سے تعبیر فرمایا ہے، جیسا کہ گزرا۔

اس لئے جن صحابۂ کرام نے براہِ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سُنی، اُن کو معائنہ ومشاہدہ کی وجہ سے یقینی علم کا فائدہ حاصل ہوا، اور بعد میں آنے والے حضرات کے لئے احادیث خبر کا درجہ رکھتی ہیں، جن سے بہر صورت یقین کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اس لئے ان احادیث کی اسناد کی تحقیق کی ضرورت ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أرسله لقتل العلج الذى كان يتردد إلى مارية ليقتله فقال له على :يا رسول الله أمض كيف كان فقال له إن الشاهد إلخ فكشف له عن سوء ته فرآه خصيا مجبوبا فتركه.

(ابن سعد) فى الطبقات (عن على) أمير المؤمنين(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۲۰۱۴)

[1] (ليس الخبر كالمعاينة) أى المشاهدة اذهى تحصيل العلم القطعى فهى أقوى وآكد ومنه أخذ أن البصر أفضل من السمع لان السمع يفيد الاخبار والخبر قد يكون كذبا بخلاف الابصار (طس عن أنس) بن مالك (خط عن أبى هريرة) ورجاله ثقات

(ليس الخبر كالمعاينة) لما ذكر ثم استظهر على ذلك بقوله (ان الله أخبر موسى بما صنع قومه فى العجل فلم يلق الالواح فلما عاين ما صنعوا) من عبادته (ألقى الالواح فانكسرت) أفاد أنه ليس حال الانسان عند معاينة الشيئ كحاله عند الخبر عنه فى السكون والحركة لان الانسان يسكن الى ما يرى أكثر من الخبر عنه (حم طس ك عن ابن عباس) واسناده صحيح(التيسير بشرح الجامع الصغير، ج۲،ص ۳۲۰،حرف اللّام)

(ليس الخبر كالمعاينة) أى المشاهدة إذ هى تحصيل العلم القطعى وقد جعل الله لعباده أذانا واعية وأبصارا ناظرة ولم يجعل الخبر فى القوة كالنظر بالعيان وكما جعل فى الرأس سمعا وبصرا جعل فى القلب ذلك فما رآه الإنسان ببصره قوى علمه به وما أدركه ببصر قلبه كان أقوى عنده وقال الكلاباذى :الخبر خبران صادق لا يجوز عليه الخطأ وهو خبر الله ورسوله صلى الله عليه وسلم ومحتمل وهو ما عداه فإن حمل الخبر على الأول فمعناه ليس المعاينة كالخبر فى القوة أى الخبر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ احادیث وروایات کی روشنی میں اس بات پر تو فقہائے کرام کا اتفاق ہے کہ موضوع ومن گھڑت یعنی جھوٹی احادیث اور اسی طرح شدید ضعیف احادیث سے شریعت کا کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا، اور نہ ہی ان کو فضائل کے باب میں معتبر سمجھا جاتا ہے۔

اور ضعیف احادیث کے بارے میں اہلِ علم حضرات کی آراء مختلف ہیں، لیکن اس سلسلہ میں ہمارے نزدیک زیادہ راجح اور معتدل رائے یہ ہے کہ ضعیف احادیث بعض شرائط کے ساتھ فضائلِ اعمال کے سلسلہ میں معتبر ہوتی ہیں۔ [۱]

جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب ضعیف حدیث سے کسی عمل کی ترغیب وفضیلت ثابت ہو، اور اس کے خلاف اس سے قوی دلیل موجود نہ ہو، تو اس سے اس عمل کا صرف مستحب ہونا، نہ کہ سنت ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

لیکن اِس مستحب کا درجہ اُس مستحب سے کمزور ہوتا ہے، جس کا مستحب ہونا اس سے قوی (صحیح

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أقوى وأكد وأبعد عن الشكوك إذا كان خبرا لصادق والمعاينة قد تخطء فقد يرى الإنسان الشيء على خلاف ما هو عليه كما في قصة موسى والسحرة وإن حمل على الثاني فمعناه ليس المعاينة كالخبر بل هي أقوى وأكد لأن المخبر لا يطمئن قلبه وتزول عنه الشكوك في خبر من يجوز السهو عليه والغلط والحاصل أن الخبر إن كان خبرا لصادق فهو أقوى من المعاينة أو غيره فعكسه إلا أن ما ذكر في الخبر الآتي عقبه على الأثر يشير إلى أن المراد هنا الثاني.

(طس عن أنس) بن مالك (خط عن أبي هريرة) رمز المصنف لحسنه وهو كما قال أو أعلى فقد قال الهيثمي :رجاله ثقات ورواه أيضا ابن منيع والعسكري وعد من جوامع الكلم والحكم .وقال الزركشي :ظن أكثر الشراح أنه ليس بحديث وهو حديث حسن خرجه أحمد وابن حبان والحاكم من طرق ورواه الطبراني وهو عنده بلفظ الكتاب وبلفظ ليس المعاينة كالخبر وقال في موضع آخر: رواه أحمد والحاكم وابن حبان وإسناده صحيح فإن قيل :هو معلول بقول الكامل إن هشيما لم يسمعه من أبي بشر قلت :قال ابن حبان في صحيحه :لم يتفرد به هشيم وله طرق ذكرتها في المعتبر في تخريج أحاديث المنهاج والمختصر(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۷۵۷۴)

[۱] فمنهم من منع العمل بالضعيف مطلقا، وهو مذهب ضعيف، ومنهم من جوزه مطلقا ، وهو توسع سخيف، ومنهم من فصل وقيد ،وهو المسلك المسدد(الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الكاملة ،ص ۱۱ ،السؤال الاول، بحث قبول الحديث الضعيف في فضائل الاعمال ،مشمولة، مجموعه رسائل اللكنوى ج۴ص ۴۰۳)

وحسن) حدیث سے ثابت ہو۔

اور ضعیف حدیث سے کسی عمل کے مذکورہ درجہ میں مستحب ہونے کے ثبوت کے لئے مجموعی طور پر چار شرائط ہیں۔

(۱)...... پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے خلاف اس سے کوئی قوی دلیل موجود نہ ہو (جیسا کہ پہلے گزرا) [۱]

(۲)...... دوسری شرط یہ ہے کہ یہ حدیث شدید ضعیف نہ ہو، بایں طور کہ اس میں کوئی، فاسق، کذّاب، فاحش الغلط، مغفل، یا متروک راوی نہ ہو۔

کیونکہ اس صورت میں یہ معدوم (یعنی موضوع ومخترع حدیث) کے درجہ میں ہوتی ہے، جس پر کسی حال میں عمل جائز نہیں۔ [۲]

---

[۱] والذی یظهر بعد التامل الصادق، هو قبول الضعیف فی ثبوت الاستحسان وجوازه، فاذا دل حدیث ضعیف علی استحباب شیئ او جوازه، ولم یدل دلیل آخر صحیح علیه، ولیس هناک مایعارضه ورجح علیه، قبل ذلک الحدیث وجاز العمل بما افاده واقول باستحباب مادل علیه او جوازه.
غایة مافی الباب ان یکون مثل هذا الاستحباب والجواز ادون رتبة من الاستحباب والجواز الثابت بالاحادیث الصحیحة والحسنة ویشترط قبوله بشروط:
احدها: ما اشرنا الیه من فقدان دلیل آخر اقوی منه معارضا له، فان دل حدیث صحیح او حسن، علی کراهة عمل او حرمته، والضعیف علی استحبابه وجوازه ، فالعمل یکون بالاقوی ، والقول بمفاده احری(ظفر الأمانی فی مختصر الجرجانی فی مصطلح الحدیث، ص۱۹۸، لمولانا عبدالحیی اللکنوی)

[۲] وثانیها: ان لایکون الحدیث شدید الضعف ، بان تفرد بروایته شدید الضعف ، کالکذاب، وفاحش الغلط، والمغفل، وغیر ذلک، او کثرت طرقه، لکن لم یخل طریق من طرقه عن شدة الضعف، وذلک لان کون السند شدید الضعف، مع عدم مایجبر به نقصانه ، یجعله فی حکم العدم ، ویقربه الی الموضوع والمخترع، الذی لایجوز العمل به بحال (ظفر الأمانی فی مختصر الجرجانی فی مصطلح الحدیث، ص۱۹۸، لمولانا عبدالحیی اللکنوی)
والموضوع لا یجوز العمل به علی أن الضعیف الذی صرحوا بجواز العمل به وقبوله هو الذی لا یکون شدید الضعف بأن لا یخلو سند من أسانیده من کذاب أو متهم أو متروک أو نحو ذلک علی ما بسطته فی رسالتی الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الکاملة والحدیث الذی نحن فیه إن لم یکن موضوعا فلا شبهة فی کونه شدید الضعف غیر قابل للاحتجاج به فلا یجوز العمل به فی فضائل أیضا لأحد لا فی خاصة نفسه ولا بأمر غیره(الآثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة للعلامة اللکنوی، ص۷۳)

(۳)...... تیسری شرط یہ ہے کہ اس ضعیف حدیث سے ثابت شدہ حکم شریعت کے اصولوں میں سے کسی اصول وقاعدے کے تحت داخل ہو، اور دینی قواعد اور صحیح وقوی حدیث کے خلاف نہ ہو۔ [1]

(۴)...... چوتھی شرط یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اس کے ثبوت اور اس عمل کے سنت ہونے کا اعتقاد نہ رکھے، بلکہ احتیاط کی وجہ سے اس پر عمل کرے۔ [2]

---

[1] وثالثها: ان يكون ماثبت به داخلا تحت اصل كلى من الاصول الشرعية غير مخالف للقواعد الدينية، لئلا يلزم اثبات مالم يثبت شرعا به، فانه اذا كان مادل عليه داخلا فى الاصول الشرعية، غير مناقض لها، فنفس جوازه ثابت بها.

والحديث الضعيف الدال عليه يكون مؤكدا عليه، كذا الاستحباب، فان الجائزات تصير بحسن النية عبادة، فكيف اذا وجدمافيه شبهة ثبوت الاستحباب(ظفر الأمانى فى مختصر الجرجانى فى مصطلح الحديث، ص ۱۹۹، لمولانا عبدالحيى اللكنوى)

[2] ورابعها: ان لايعتقد العامل به ثبوته بل الخروج عن العهدة بيقين، فانه ان كان صحيحا فى نفس الامر فذاك ، والا لم يترتب على العمل به فساد شرعى.

وقس عليه اذا دليل الحديث الضعيف على كراهة عمل، لم يدل على استحبابه دليل آخر، فيؤخذ به ويعمل بمفاده احتياطا ، فان ترك المكروه مستحب ، وترك المباح لابأس فيه شرعا.

وبهذا كله يظهر لك دفع الاشكال الذى تصدى للجواب عنه الدوانى والخفاجى، وسلك كل منهما مسلكا مغايرا لمسلك الآخر.

وخلاصة الكلام، الرافع للاوهام هو ان ثبوت الاستحباب ، او الكرهة التى هى فى قوة الاستحباب، او الجواز بالحديث الضعيف مع الشروط المتقدمة : لاينافى قولهم: انه لايثبت الاحكام الشرعية، فان الحكم باستحباب شيئ دل عليه الضعيف او كراهته: احتياطى ، والحكم بجواز شيئ دل عليه تاكيد لما ثبت بدلائل اخر، فلا يلزم منه ثبوت شيئ من الاحكام فى نفس الامر، ومن حيث الاعتقاد.

نعم لو لم تلاحظ الشروط المتقدمة ، لزم الاشكال البتة (ظفر الأمانى فى مختصر الجرجانى فى مصطلح الحديث، ص ۲۰۰، لمولانا عبدالحيى اللكنوى)

واعلم ان شرط العمل بالحديث الضعيف عدم شدة ضعفه وان يدخل تحت اصل عام وان لاتعتقد سنية ذالك الحديث(حاشية الشرنبلالى علىٰ دررالحكام شرح غررالاحكام ،ج ۱ ص ۱۲ ،كتاب الطهارة، احكام الوضوء)

شرط العمل بالحديث الضعيف عدم شدة ضعفه،وان يدخل تحت اصل عام ، وان لايعتقد سنية ذالك الحديث. واما الموضوع فلايجوز العمل به بحال، ولاروايته الا اذا قرن ببيانه(الدرالمختار مع ردالمحتار،ج ۱ ،ص۱۲۸ ،كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

(قوله :عدم شدة ضعفه) شديد الضعف هو الذى لا يخلو طريق من طرقه عن كذاب أو متهم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اگرچہ ضعیف حدیث کا ضعف بیان کرنا فی نفسہٖ ضروری نہ ہو، جیسا کہ بعض حضرات کا قول ہے۔ [1]

لیکن جب ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس کو احتیاط کے درجہ میں رکھ کر عمل کیا جائے، اور اس کے ثبوت وسنیت کا اعتقاد نہ رکھا جائے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس شرط کے مطابق اسی وقت عمل ہوسکتا ہے، جبکہ اس کا ضعف بیان کردیا جائے، ورنہ ضعف بیان نہ کرنے کی صورت میں سامع وقاری اس کو قوی وصحیح سمجھ کر مذکورہ اعتقاد رکھ سکتا ہے، جس سے ضعیف حدیث پر عمل کی ایک شرط فوت ہوجاتی ہے، بلکہ ضعیف حدیث پر عمل کی دیگر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالكذب قاله ابن حجر ط .مطلب في بيان ارتقاء الحديث الضعيف إلى مرتبة الحسن.
قلت :مقتضى عملهم بهذا الحديث أنه ليس شديد الضعف فطرقه ترقيه إلى الحسن (قوله :وأن لا يعتقد سنية ذلك الحديث) أى سنية العمل به .وعبارة السيوطى فى شرح التقريب :الثالث أن لا يعتقد عند العمل به ثبوته بل يعتقد الاحتياط، وقيل :لا يجوز العمل به مطلقا، وقيل :يجوز مطلقا . اهـ .(قوله :أما الموضوع) أى المكذوب على رسول الله -صلى الله عليه وسلم -وهو محرم إجماعا، بل قال بعضهم :إنه كفر .قال - :عليه الصلاة والسلام -من قال على ما لم أقل فليتبوأ مقعده من النار ط (قوله :بحال) أى ولو فى فضائل الأعمال .قال ط أى حيث كان مخالفا لقواعد الشريعة، وأما لو كان داخلا فى أصل عام فلا مانع منه لا لجعله حديثا بل لدخوله تحت الأصل العام اهـ تأمل.(قوله :إلا إذا قرن) أى ذلك الحديث المروى ببيانه أى بيان وضعه (ردالمحتار،ج ۱،ص۱۲۸ كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

قال العلماء:يجوز العمل بالحديث الضعيف بشروط منها:
أ:ان لايكون شديد الضعف، فاذا كان شديد الضعف ككون الراوى كذابا ، او فاحش الغلط، فلايجوز العمل به.
ب:ان لايتعلق فى صفات اللّٰه تعالىٰ، ولابامر من امور العقيدة، الا بحكم من احكام الشريعة من الحلال والحرام ونحوها.
ج:ان يندرج تحت اصل عام من اصول الشريعة.
د:ان لايعتقد عندالعمل به ثبوته، بل يعتقد الاحتياط (الموسوعة الفقهية الكويتية ،ج۳۲ص۱۶۰، مادة " فضائل")

[1] أما الضعيف فتجوز روايته بلا بيان ضعفه، لكن إذا أردت روايته بغير إسناد فلا تقل قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -كذا وما أشبهه من صيغ الجزم، بل قل روى كذا وبلغنا كذا أو ورد أو جاء أو نقل عنه وما أشبهه من صيغ التمريض، وكذا ما شك فى صحته وضعفه كما فى التقريب (ردالمحتار،ج ۱،ص۱۲۸ كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

شرائط بھی اسی وقت ملحوظ رہ سکتی ہیں، جبکہ اس کا ضعیف ہونا پیشِ نظر ہو، لہٰذا اس کا لازمی تقاضا یہ ہوا کہ جب قاری وسامع کو خود سے اس حدیث کا ضعیف ہونا معلوم نہ ہو سکے، تو اس کے سامنے اس کا ضعیف ہونا بھی بیان کر دیا جائے۔ [1]

---

[1] اس موقع پر بعض حضرات یہ شبہ کیا کرتے ہیں کہ اگر ضعیف حدیث کو بیان کر کے اس کا ضعف بیان کر دیا جائے، تو اس کی وجہ سے سامع یا قاری کے ذہن میں اس کے حدیث ہونے کی اہمیت کم ہو جاتی ہے، اس لئے ہم اس کا ضعیف ہونا بیان نہیں کرتے۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ ضعیف حدیث کے متعلق یہی مقصد شریعت کے بھی پیشِ نظر ہے کہ اس کے حتمی حدیث اور سنت ہونے کا اعتقاد نہ رکھا جائے، لہٰذا ضعف بیان کرنے سے شریعت کے پیشِ نظر مقصد حاصل ہوتا ہے، اور اگر ضعف بیان نہیں کیا جائے گا، تو پھر قوی اور ضعیف میں فرق اور ان سے ثابت شدہ احکام اور شرائط کا لحاظ کیونکر ہو سکے گا۔

والذی أراه أن بیان الضعف فی الحدیث الضعیف واجب علی کل حال ,لأن ترک البیان یوهم المطلع علیه أنه حدیث صحیح ,خصوصًا إذا کان الناقل من علماء الحدیث الذین یرجع إلی قولهم فی ذلک ,وأنه لا فرق بین الأحکام وبین فضائل الأعمال ونحوها فی عدم الأخذ بالروایة الضعیفة ,بل لا حجة لأحد إلا بما صح عن رسول الله -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -من حدیث صحیح أو حسن ,وأما ما قاله أحمد بن حنبل وابن مهدی وابن المبارک " ... :إِذَا رَوَيْنَا فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ تَسَاهَلْنَا "فإنما یریدون به-فیما أرجح والله أعلم- الأخذ بالحدیث الحسن الذی لم یصل إلی درجة الصحة ,فإن الاصطلاح فی التفرقة بین الصحیح والحسن لم یکن فی عصرهم مستقرًا واضحًا ,بل کان أکثر المتقدمین لا یصف الحدیث إلا بالصحة والضعف فقط اهـ .بتصرف قلیل .(کیف نتعامل مع السنة النبویة -معالم وضوابط لیوسف عبدالله القرضاوی، ج ۱ ،ص ۷۵،الباب الثانی :السنة مصدرا للفقیه والداعیة)

یقول :هل ینکر علی الواعظ الذی یستدل بالأحادیث الضعیفة إما لجهله، أو لرد الناس إلی الدین؟ نعم ینکر علیه، ولا یجوز للواعظ أن یذکر أحادیث ضعیفة ویلقیها علی العوام إلا مقرونة ببیان ضعفها(شرح المنظومة البیقونیة ، لعمر (أوطه) بن محمد بن فتوح البیقونی الدمشقی الشافعی ،ج ۴ص ۹)

قال ابن الصلاح" :یجوز عند أهل الحدیث وغیرهم التساهل فی الأسانید وروایة ما سوی الموضوع من أنواع الأحادیث الضعیفة من غیر اهتمام ببیان ضعفها فیما سوی صفات الله عز وجل وأحکام الشریعة من الحلال والحرام وغیرهما وذلک کالمواعظ وقصص وفضائل الأعمال وسائر فنون الترغیب والترهیب وسائر ما لا تعلق له بالأحکام والعقائد.

ونحو ذلک قال النووی ،والعراقی.

وإذا لم تکن فی الأحکام والعقائد وکانت غیر مسندة، فإنها لا تروی بصیغ الجزم، بل تروی بصیغ التمریض، لا سیما عند عدم بیان حالها.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس لئے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ جو احادیث سند کے لحاظ سے کمزور وضعیف ہیں، اور موجودہ دور میں شہرت اختیار کرچکی ہیں، اوران کا ضعیف ہونا بھی معلوم نہیں ہے، اُن کے ضعف کو بیان کیا جائے، اور جو شدید ضعیف یا موضوع ہیں، ان کی حقیقت کو بھی واضح

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قال ابن الصلاح " :إذا أردت رواية الحديث الضعيف بغير إسناد فلا تقل فيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا وكذا، وما أشبه هذا من الألفاظ الجازمة بأنه صلى الله عليه وسلم قال ذلک، وإنما تقول فيه روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا وكذا، أو بلغنا عنه كذا وكذا، أو ورد عنه، أو جاء عنه، أو روى بعضهم، وما أشبه ذلک.

وهكذا الحكم فيما تشک فی صحته وضعفه وإنما تقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما ظهر لک صحته.

لكن هذا الأمر لا يقال أعنى نسبة الحديث الضعيف إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بصيغة التمريض إلا عند العلماء ، أما عند طلاب العلم المبتدئين، أوفى المجالس العامة أو على رؤوس المنابر، فلا ينبغي الإكتفاء بذلک، لأنهم إذا سمعوا التلفظ برسول الله صلى الله عليه وسلم ظنوا أنه حديث صحيح لجهلهم بقواعد علم الحديث وحصول هذا كثير مشاهد.

ويؤيده قول على -رضى الله عنه" -حدثوا الناس بما يعرفون أتحبون أن يكذب الله ورسوله.

والأولى الإحتياط فی ذلک كله، ما دام الحديث ضعيفاً فلا يروى أو ينقل إلا مقروناً ببيان حاله من غير تمييز بين ما كان فی الأحكام والعقائد، وما كان فی فضائل الأعمال.

ولهذا كان بعض الأئمة كابن خزيمةإذا روى حديثاً ضعيفاً بسنده قال :حدثنا فلان مع البراء ة من عهدته، وربما قال هو والبيهقی "إن صح الخبر.

قال الشيخ أحمد شاكر رحمه الله " :والذی أراه أن بيان الضعف فی الحديث الضعيف واجب على كل حال لأن ترک البيان يوهم المطلع عليه، أنه حديث صحيح، خصوصاً إذا كان الناقل من علماء الحديث الذی يرجع إلى قولهم فی ذلک.

وقال الترمذی" :وقد روى غير واحد من الأئمة عن الضعفاء وبينوا أحوالهم.

قال الشاطبی " :ولو كان من شأن أهل الإسلام الأخذ بكل ما جاء عن كل ما جاء لم يكن لانتصابهم للتعديل والتجريح معنى، مع أنهم قد أجمعوا على ذلک، ولا كان لطلب الإسناد معنى يتحصل " (تحقيق القول بالعمل بالحديث الضعيف، للدكتور عبد العزيز عبد الرحمن بن محمد العثيم، ص ۲۴، ۲۵، الباب الرابع رواية الأحاديث الضعيفة)

والحق أنه لا يجوز رواية الضعيف إلا مقترنًا ببيان ضعفه وبخاصة فی هذه العصور التی قلت معرفة الناس فيها بالأحاديث ,وعدم القدرة على معرفة درجة الأحاديث(الوسيط فی علوم ومصطلح الحديث، لابی شهبة محمد بن محمد بن سويلم ، ص۲۷۸، ۲۷۹، اقسام الحديث من حيث القبول والرد، حكم الحديث الضعيف رواية وعملا)

کیا جائے۔

اورآج کل درود وسلام کے جو فضائل یا صیغے مستند طریقہ پر ثابت نہیں، اوران کو مسنون درود وسلام کا درجہ دے کر نہ صرف یہ کہ ان کی تبلیغ وتشہیر کی جارہی ہے، بلکہ ان کی مستقل رسائل ومضامین کی شکل میں اشاعت کی جارہی ہے، ان کی حیثیت ودرجہ کو بھی واضح کر دیا جائے۔

اسی ضرورت کوملحوظ رکھتے ہوئے آگے درود وسلام سے متعلق بعض احادیث وروایات کی اسناد اورحیثیت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ حق گوئی وحق فہمی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

---

[1] آج کل متعدد کتابوں میں علامہ سخاوی کی کتاب ''القول البدیع'' کے حوالہ سے کئی احادیث وروایات درود شریف سے متعلق ملتی ہیں، لیکن اس طرح کی متعدد احادیث وروایات کی خود علامہ سخاوی نے تردید وتضعیف وغیرہ کی ہے، اور بعض کی اسناد نہ ملنے کا حکم لگایا ہے، لہٰذا انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ علامہ سخاوی کی اس مکمل بات اور حکم کو تحریر کیا جاتا، کیونکہ علامہ سخاوی کا اصل مقصد ان کے ثبوت وتبلیغ کے بجائے ان کی اسنادی حیثیت پر روشنی ڈالنا ہے، جبکہ عموماً ایسا نہیں ہوتا، ہم نے علامہ سخاوی کی ''القول البدیع'' میں پائی جانے والی اس قسم کی روایات کی تخریج وتحقیق کرکے حکم تحریر کیا ہے، جو آنے والے صفحات میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ محمد رضوان۔

(۱)

بروز ہفتہ واتوار دُرود پڑھنے کی فضیلت کی حدیث

علامہ سخاوی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:

''تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہفتہ کے دن کثرت سے درود پڑھو، جس نے ہفتہ کے دن سو مرتبہ درود پڑھا، تو اس نے اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کرلیا، اور اس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حلال ہوگئی۔

اور جس نے اتوار کے دن صبح کی نماز پڑھی، اور اس کے بعد بیٹھ کر سورج طلوع ہونے تک تسبیح پڑھی، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سات مرتبہ درود پڑھا، اور اپنے لئے اور اپنے والدین اور مومنوں کے لئے استغفار کیا، تو اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت کردی جائے گی، اور اس کی دعاء قبول کی جائے گی''

اس حدیث کو نقل کر کے علامہ سخاوی نے اس کو موضوع ومنگھڑت قرار دیا ہے۔ [۱]

---

[۱] وأما الصلاة عليه في يومى السبت والأحد فعن حذيفة رفعه قال أكثروا من الصلاة على فى يوم السبت فإن اليهود تكثر من سبى فيه فمن صلى على فيه مائة مرة فقد أعتق نفسه من النار وحلت له الشفاعة فيشفع يوم القيامة فيمن أحب وعليكم بمخالفة الروم فى يوم الأحد قالوا يا رسول الله فى أى شىء تخالف الروم قال فى يوم يدخلون كنائسهم ويعبدون الصلبان ويسبونى فمن صلى الصبح من يوم الأحد وقعد يسبح الله حتى تطلع الشمس ثم صلى ركعتين بما فتح الله عليه ثم صلى على سبع مرات وأستغفر لأبويه ولنفسه وللمؤمنين غفر له ولأبويه وإن دعا اسجاب الله له، وإن سأل خيراً أعطاه الله إياه وفى لفظ آخر من صلى ليلة الأحد عشرين ركعة يقرأ فى كل ركعة الحمد لله مرة وقل هو الله أحد خمسين مرة ويتبرأ من حوله وقوته ويلجأ إلى حول الله وقوته ثم يقول أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن آدم صفوة الله وفطرته وإبراهيم خليله وموسى كليمه وعيسى روح الله ومحمداً حبيب الله، كان له من الثواب بعدد من أدعى لله ولداً ومن لم يدع ذلك ويبعثه الله يوم القيامة مع الآمنين وكان حقاً على الله أن يدخله الجنة مع النبيين هكذا ساقه خبر القرطبى فى كتابه فى الصلاة النبوية وعزاه إلى السراج الواضح للحسن البصرى .قلت :وأثار الوضع عليه لائحة ولا قوة إلا بالله (القول البديع للسخاوى، ص ۲۰۱، الصلاة عليه فى يومى السبت والأحد)

(۲)

پیر اور منگل کی رات میں درُود پڑھنے کی فضیلت کی حدیث

بعض روایات میں پیر اور منگل کی رات میں مخصوص طریقہ پر اور مخصوص تعداد میں درود شریف پڑھنے کی بہت بڑی فضیلت کا ذکر آیا ہے، مگر وہ روایات محدثین کے نزدیک سند کی رُو سے قابلِ اعتبار نہیں ہیں، لہٰذا ان پر عقیدہ نہیں رکھنا چاہئے۔ [۱]

---

[۱] وأما الصلاة عليه ليلة الأثنين والثلاثاء فقد ذكر أبو موسى المدينى فى كتاب وظائف الليالى والأيام والغزالى فى الاحياء له كلاهما بلا إسناد عن الأعمش عن أنس قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من صلى ليلة الأثنين أربع ركعات يقرأ فى كل ركعة منها الحمد لله مرة وقل هو الله أحد فى الأولى إحدى عشرة مرة وفى الثانية إحدى وعشرين وفى الثالثة وفى الرابعة أربعينة ثم سلم وقرأ (قل هو الله أحد) خمسا وسبعين واستغفر لنفسه ولوالديه خمسا وسبعين وصلى على محمد -صلى الله عليه وسلم- خمسا وسبعين ثم يسأل الله حاجته كان حقا على الله أن يعطيه ما سأل، وهى تسمى صلاة الحاجة.

وروى المدينى أيضا فى كتابه المذكور بسند فيه من اتهم بالكذب من طريق جعفر بن محمد عن أبيه عن جابر قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من صلى ليلة الثلاثاء أربع ركعات بعد العتمة قبل أن يوقر يقرأ فى كل ركعة الحمد لله مرة و (قل هو الله أحد) ثلاث مرات و (قل أعوذ برب الفلق) و (قل أعوذ برب الناس) مرة، فإذا فرغ أستغفر خمسين مرة وصلى على النبى -صلى الله عليه وسلم- خمسين مرة يبعثه الله -عز وجل- يوم القيامة ووجهه يتلألأ نورا وذكر ثوابا كثيرا (القول البديع للسخاوى، ۲۰۱، ۲۰۲، الصلاة عليه ليلة الإثنين والثلاثاء)

قلت: ولكن الذى استقر عليه الحال بثبوت روايته عن أنس فقد جاء فى سنن أبى داود والترمذى ذلك من أحاديث (أنه قال قال رسول الله -صلّى الله عليه وسلم- من صُلى ليلة الإثنين أربع ركعات قرأ فى الركعة الأولى الحمد لله مرة وقل هو الله أحد عشر مرات وفى الركعة الثانية الحمد لله مرة وقل هو الله أحد عشرين مرة وفى الثالثة الحمد لله مرة وقل هو الله أحد ثلاثين مرة وفى الرابعة الحمد لله مرة وقل هو الله أحد أربعين مرة ثم سلم وقرأ قل هو الله أحد خمسا وسبعين مرة واستغفر الله عز وجل لنفسه ولوالديه خمسا وسبعين مرة وصلى على محمد -صلّى الله عليه وسلم- خمسا وسبعين مرة ثم سأل الله تعالى حاجته كان حقاً على الله تعالى أن يعطيه سؤال ما سأل وهى تسمى صلاة الحاجة) هكذا أورده صاحب القوت.

وقال العراقى: هكذا رواه أبو موسى المدينى عن الأعمش بغير إسناد وأسند من رواية يزيد الرقاشى عن أنس حديثا فى صلاة ست ركعات فيها وهو منكر اهـ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۳)

بروز جمعرات درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت کی حدیث

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

''جس نے جمعرات کے دن ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعتیں پڑھیں، جن میں سے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی سو مرتبہ پڑھی، اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ سو مرتبہ پڑھی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سو مرتبہ درود بھیجا، تو اسے رجب اور شعبان اور رمضان میں روزے رکھنے کا ثواب ملے گا''

مگر علامہ عراقی کے بقول اس حدیث کی سند شدید ضعیف ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت :هـذه الست ركعات أخرج حديثها ابن الجوزى فى الموضوعات فقال بسنده المتقدم إلى أحمد بن عبد الله الجويبارى عن بشر بن السرى عن الهيثم عن يزيد عن أنس مرفوعاً من صلّى ليلة الإثنين ست ركعات يقرأ فى كل ركعة فاتحة الكتاب مرة وعشرين مرة قل هو الله أحد ويستغفر بعد ذلک سبع مرات أعطاه الله يوم القيامة ثواب ألف صديق وألف عابد وألف زاهد ويتوّج يوم القيامة بتاج من نور يتلألأ ولا يخاف إذا خاف الناس ويمر على الصراط كالبرق الخاطف ثم قال هذا موضوع وفى إسناده يزيد والهيثم وبشر كلهم مجروح والجويبارى كذاب وأورده السيوطى وأقره عليه وسيأتى الكلام على بشر فى صلاة ليلة السبت .وذكر صاحب القوت أيضاً عن القاسم بن عبد الرحمن عن أبى أمامة قال قال رسول الله -صلّى الله عليه وسلم -من صلّى ليلة الإثنين ركعتين يقرأ فى كل ركعة فاتحة الكتاب وقل هو الله خمس عشرة مرة وقل أعوذ برب الفلق خمس عشرة مرة وقل أعوذ برب الناس خمس عشرة مرة ويقرأ بعد التسليم خمس عشرة مرة آية الكرسى ويستغفر الله سبحانه خمس عشرة مرة جعل الله عز وجل اسمه فى أصحاب الجنة وإن كان من أصحاب النار وغفر له ذنوب السروذنوب العلانية وكتب له بكل آية قرأها حجة وعمرة وإن مات ما بين الإثنين والإثنين مات شهيداً .(تخريج أحاديث إحياء علوم الدين، تحت رقم الحديث ۵٦۳)

[۱] حديث عكرمة عن ابن عباس من صلى يوم الخميس بين الظهر والعصر ركعتين يقرأ فى الأولى فاتحة الكتاب وآية الكرسى مائة مرة وفى الثانية فاتحة الكتاب وقل هو الله أحد مائة مرة ويصلى على محمد مائة مرة أعطاه له ثواب من صام رجب وشعبان ورمضان وكان له من الثواب مثل حاج البيت وكتب له بعدد كل من آمن بالله سبحانه وتوكل عليه حسنة.

أخرجه أبو موسى المدينى بسند ضعيف جدا (تخريج احاديث الاحياء للعراقى، رقم الحديث ۵)

(۴)

بروز جمعہ اسّی مرتبہ درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت کی حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر روشنی کا ذریعہ ہے، جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسّی (۸۰) مرتبہ درود پڑھے گا، تو اس کے اسّی (۸۰) سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ [۱]

مگر تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اس حدیث کو متعدد محدثین نے ضعیف وغریب قرار دیا ہے، جس کی بناء پر اس کے ثبوت کا عقیدہ رکھنا مناسب نہیں۔ [۲]

---

[۱] حدثنا عمر، نا الحسين بن إسماعيل الضبي، وأحمد بن عبد الله بن نصر بن بجير، قالا: نا سعيد بن محمد بن ثواب، أنا عون بن عمارة، أنا سكن البرجمي، عن حجاج بن سنان، عن علي بن زيد، عن سعيد بن المسيب، أظنه عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصلاة على نور على الصراط فمن صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما (الترغيب في فضائل الاعمال لابنِ شاهين رقم الحديث ۲۲)

[۲] قال ابن حجر: قال: أخبرنا داود بن أحمد، قال: أخبرنا محمد بن عمر، قال: أخبرنا عبد الصمد بن علي، قال: أخبرنا الحافظ أبو الحسن الدارقطني، قال: حدثنا أبو عبيد القاسم بن إسماعيل، ومحمد بن موسى بن سهل، قالا: حدثنا سعيد بن محمد بن ثواب، قال: حدثنا عون بن عمارة، قال: حدثنا السكن بن أبي السكن، قال: حدثنا الحجاج بن سنان، عن علي بن زيد، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (الصلاة علي نورٌ على الصراط، فمن صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرةً غفرت له ذنوب ثمانين عاماً)

هذا حديث غريب.

أخرجه أبو نعيم من وجه آخر عن سعيد بن محمد.

فوقع لنا عالياً لاتصال السماع.

قال الدارقطني: تفرد به حجاج بن سنان عن علي بن زيد، ولم يروه عن الحجاج إلا السكن، تفرد به عون.

قلت: والأربعة ضعفاء (نتائج الأفكار في تخريج أحاديث الأذكار، للعسقلاني، ج۵ ص ۵٦، كتاب الأذكار في صلوات مخصوصة، المجلس ٤٢٦)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورامام سخاوی نے ’’القولُ البدیع‘‘ میں ابنِ بشکوال کے حوالہ سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

و قال محمد بن محمد درويش: حديث " :الصلاة على نور على الصراط، ومن صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما ."تفرد به حجاج بن سنان ضعيف، وفيه أربعة رواة ضعفاء، قاله ابن حجر(أسنى المطالب فى أحاديث مختلفة المراتب، لمحمد بن محمد درويش، أبو عبد الرحمن الحوت الشافعي، تحت رقم الحديث ۸۳۹)

و قال الالباني: (الصلاة على نور على الصراط، ومن صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة؛ غفرت له ذنوب ثمانين عاما) . ضعيف أخرجه الديلمي(۲۵۵/۲)من طريق الدارقطني؛ عن عون بن عمارة : حدثنا سكن البرجمي، عن الحجاج بن سنان :عن علي بن زيد، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة مرفوعا . وقال الدارقطني في "الأفراد"، -ونحوه في "زهر الفردوس "للحافظ :- "تفرد به حجاج بن سنان عن علي بن زيد، ولم يروه عن حجاج إلا السكن ابن أبي السكن "كذا في "فيض القدير - "للمناوي -، ثم قال: "قال ابن حجر في "تخريج الأذكار :"والأربعة ضعفاء .وأخرجه أبو نعيم من وجه آخر، وضعفه ابن حجر." قلت :في هذا التضعيف نظر من حيث شموله السكن هذا؛ فإني لم أره في "الميزان "ولا في "اللسان"، بل إن ابن أبي حاتم لما ترجمه (۲۸۸/۱/۲)روى عن ابن معين أنه قال ":صالح ."وعن أبيه":صدوق." فمثله لا يضعف عادة . ثم رأيت الحافظ ابن حجر قال في ترجمة حجاج بن سنان من "اللسان:" "وجدت له حديثا منكرا، أخرجه الدارقطني في "الأفراد "من رواية عون بن عمارة، عن زكريا البرجمي، عنه، عن علي بن زيد (قلت :فساقه كما تقدم، ثم قال :) وسيأتي في ترجمة زكريا البرجمي." ثم أعاد الحديث تبعا لأصله" :الميزان "في ترجمة زكريا بن عبد الرحمن البرجمي، وقال" :لينه الأزدي ." قلت :فاختلف نقل الحافظ عن الدارقطني عما وقع في رواية الديلمي، وفي نقل المناوي عنه .فلعل الحافظ ابن حجر في "تخريج الأذكار "نقل الحديث عن الدارقطني كما نقله في "اللسان "عن زكريا البرجمي؛ فضعفه على هذا، ولم يتنبه المناوي لهذا الاختلاف بين نقله ونقل الحافظ، فنتج منه تضعيف الصدوق . وجملة القول؛ أن الحديث ضعيف، لكن الأمر يتطلب تحقيقا خاصا في تحديد اسم البرجمي هذا؛ هل هو زكريا أم السكن .ولعلنا نوفق لمثله فيما بعد إن شاء الله تعالى . والحديث رواه منصور بن صقير: حدثنا سكن بن أبي السكن، عن علي بن زيد، عن سعيد بن المسيب قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم ... :-فذكره مرسلا، وزاد : "ومن أدركه الموت وهو في طلب العلم؛ لم تكن بينه وبين الأنبياء في الجنة إلا درجة واحدة ." أخرجه يوسف بن عمر القواس في "حديثه "(ق ۱ - ۲/۶۹)

ومنصور بن صقير؛ ضعيف أيضا؛ كما في "التقريب"، وقد خالف عون بن عمارة في إسناده، وعون ضعيف أيضا كما تقدم، فلا يسوغ الترجيح بينهما، إلا أنه على ضعفهما؛ فقد اتفقا على أن راوي الحديث هو السكن وليس زكريا .والله أعلم(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ۳۸۰۴)

عنہ کی ایک حدیث یہ نقل کی ہے کہ:

جس نے جمعہ کے دن عصر کی نماز پڑھ کر اس جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسّی (۸۰) مرتبہ ان الفاظ میں درود پڑھا کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْماً“

تو اس کے اسّی (۸۰) سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اور اسّی (۸۰) سال کی عبادت کا ثواب حاصل ہوگا۔

مگر اس حدیث کی پوری سند علامہ سخاوی نے نقل نہیں کی، اور ابنِ بشکوال یا کسی اور کے حوالہ سے بھی یہ حدیث با سند طریقہ پر دستیاب نہیں ہوسکی، اس لیے اس حدیث کی تصدیق کرنے پر اطمینان حاصل نہیں ہوسکا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا سند کوئی بات منسوب کرنا مناسب نہیں۔ [1]

آج کل جو بہت سے حضرات اس حدیث کی تبلیغ کرتے ہیں، اور قیمتی کاغذوں پر نمایاں کر کے اس کی اشاعت کرتے اور مساجد وغیرہ میں آویزاں کرتے ہیں، اس سے اجتناب کرنے میں احتیاط ہے، کیونکہ مستند طریقہ پر ثبوت کے بغیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی بات کی نسبت کرنا بہت خطرناک اور باعثِ وعید طرزِ عمل ہے، جیسا کہ تفصیلاً پہلے گزرا۔

البتہ جمعہ کے دن کثرت سے فی نفسہٖ درود پڑھنے کی ترغیب وفضیلت صحیح احادیث سے ثابت ہے، اور درود شریف مستند طریقوں پر منقول صیغوں کے ساتھ پڑھنا ہی زیادہ باعثِ برکت ہے، جن میں بہت سے اہلِ علم حضرات کے نزدیک درودِ ابراہیمی زیادہ افضل ہے۔

---

[1] وفی لفظ عند ابن بشکوال من حدیث أبی هريرة أيضاً من صلى صلاة العصر من يوم الجمعة فقال قبل أن يقوم من مكانه اللهم صل على محمد النبی الأمی وعلى آله وسلم تسليماً ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاماً وكتبت له عبادة ثمانين سنة (القول البديع للسخاوی، ج ا، ص ۱۹۹، الباب الخامس :فی الصلاة عليه فی أوقات مخصوصة)

(۵)

بروز جمعہ سو مرتبہ درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ (اور بعض روایات کے مطابق اسّی یا دو سو مرتبہ) درود شریف پڑھے گا، تو اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، عرض کیا گیا کہ آپ پر کس طرح درود پڑھا جائے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح درود پڑھا جائے کہ:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ"

یہ پڑھ کر ایک انگلی بند کرے، یعنی انگلی بند کر کے سو مرتبہ شمار کرے۔

مگر محدثین نے اس حدیث کو انتہائی کمزور اور غیر صحیح قرار دیا ہے۔ [۱]

---

[۱] قال ابن الجوزی: أنا محمد بن علی بن عبید الله قال أنا أبو منصور قال أنا أبو حفص الکتانی قال نا أبو بکر محمد بن جعفر المطیری قال نا وھب بن داؤد قال نا إسماعیل بن إبراھیم قال نا عبد العزیز بن صھیب عن أنس بن مالک عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه قال ":من صلی علی یوم الجمعة مائتی غفر الله له ذنوب ثمانین عاما فقیل له کیف الصلاة علیک قال یقول اللھم صلی علی محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الأمی ویعقد واحدة."

قال المؤلف :ھذا حدیث لا یصح قال أبو بکر الخطیب وھب بن داؤد لیس بثقة(العلل المتناھیة فی الأحادیث الواھیة،للجوزی، تحت رقم الحدیث ۷۹۶)

و قال السخاوی: وفی لفظ لابن عدی فی الکامل بسند ضعیف أکثروا من الصلاة علی یوم الجمعة فإن صلاتکم تعرض علی، وعنه أیضاً عن النبی -صلی الله علیه وسلم -أنه قال من صلی علی یوم الجمعة ثمانین مرة غفر الله له ذنوب ثمانین عاماً فقیل له یارسول الله کیف الصلاة علیک قال : قولوا اللھم صل علی محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الأمی، وتعقد واحدة، أخرجه الخطیب وذکره ابن الجوزی فی الأحادیث الواھیی ......والدیلمی فی مسنده من طریقه وسنده ضعیف، وفی لفظ له لم أقف علی أصله مرفوعاً من صلی علی یوم الجمعة مائة صلاة غفر الله خطیئة ثمانین عاماً (القول البدیع للسخاوی، ج ۱، ص۱۹۷،الباب الخامس :فی الصلاة علیه فی أوقات مخصوصة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک حدیث یہ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

و قال ابن حجر: وهب بن داود المخرمی . عن ابن علية. قال أبو بكر الخطيب :لم يكن بثقة. قرأت على عمر بن عبد المنعم عن الكندى أخبرنا أبو منصور القزاز أخبرنا محمد بن على العباسى أخبرنا عمر الكتانى إملاء حَدَّثَنا محمد بن جعفر المطيرى حَدَّثَنا وهب بن داود الضرير حَدَّثَنا إسماعيل حَدَّثَنا عبد العزيز بن صهيب، عَن أَنس رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :من صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين عاما ...الحديث (لسان الميزان، تحت رقم الترجمة ۸۳۹۰)

و قال الذهبى: وهب بن داود المخرمى عن ابن علية عن ابن صهيب عن أنس من صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفر له ذنوب ثمانين عاما قال الخطيب لم يكن بثقة ثم أورد له حديثا من وضعه (المغنى فى الضعفاء، تحت رقم الترجمة ۶۹۰۴، لشمس الدين الذهبى)

و قال العراقى: حديث "من صلى على فى يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين سنة قيل يا رسول الله كيف الصلاة عليك ؟ قال تقول :اللهم صل على محمد عبدک ونبيک ورسولک النبى الأمى ، وتعقد واحدة ، وإن قلت اللهم صل على محمد وعلى آل محمد صلاة تكون لک رضاء ولحقه أداء وأعطه الوسيلة وابعثه المقام المحمود الذى وعدته واجزه عنا ما هو أهله واجزه أفضل ما جزيت نبيا عن أمته وصل عليه وعلى جميع إخوانه من النبيين والصالحين يا أرحم الراحمين " أخرجه الدارقطنى من رواية ابن المسيب قال أظنه عن أبى هريرة وقال حديث غريب ، وقال ابن النعمان حديث حسن (تخريج أحاديث الإحياء ،للعراقى، تحت رقم الحديث ۵۴۹)

و قال الالبانى: من صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين عاما، فقيل له :وكيف الصلاة عليك يا رسول الله؟ قال :تقول :اللهم صل على محمد عبدک ونبيک ورسولک النبى الأمى، وتعقد واحدا ." موضوع. أخرجه الخطيب(۱۳/ ۴۸۹)من طريق وهب بن داود بن سليمان الضرير حدثنا إسماعيل ابن إبراهيم، حدثنا عبد العزيز بن صهيب عن أنس مرفوعا . ذكره فى ترجمة الضرير هذا وقال :لم يكن بثقة، قال السخاوى فى "القول البديع "(ص ۱۴۵) : وذكره ابن الجوزى فى "الأحاديث الواهية "(رقم ۷۹۶). قلت :وهو بكتابه الآخر "الأحاديث الموضوعات "أولى وأحرى، فإن لوائح الوضع عليه ظاهرة، وفى الأحاديث الصحيحة فى فضل الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم غنية عن مثل هذا، من ذلک قوله صلى الله عليه وسلم " :من صلى على مرة واحدة صلى الله عليه بها عشرا " رواه مسلم وغيره، وهو مخرج فى "صحيح أبى داود (۱۳۶۹)"ثم إن الحديث ذكره السخاوى فى مكان آخر (ص ۱۴۷) من رواية الدارقطنى يعنى عن أبى هريرة مرفوعا، ثم قال :وحسنه العراقى، ومن قبله أبو عبد الله بن النعمان، ويحتاج إلى نظر، وقد تقدم نحوه من حديث أنس قريبا يعنى هذا. قلت :والحديث عند الدارقطنى عن ابن المسيب قال :أظنه عن أبى هريرة كما فى الكشف (۱/ ۱۶۷)(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ۲۱۵)

کے دن یا جمعہ کی رات میں سو مرتبہ درود پڑھنے پر اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات آخرت کی پوری فرماتا ہے، اور تیس حاجات دنیا کی پوری فرماتا ہے۔

مگر ہمیں اس حدیث کی کوئی سند دریافت نہیں ہو سکی، اور علامہ عراقی نے بھی ''احیاء العلوم'' کی تخریج میں یہی فرمایا ہے کہ مجھے اس کی سند نہیں ملی۔ [1]

(۶)

جمعہ کے دن درود کی وجہ سے حاجت پوری ہونے کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں درود پڑھتا ہے، تو اللہ اس کی حاجت کو پوری فرماتا ہے۔

مگر علامہ ابنِ حجر نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے غریب وضعیف قرار دیا ہے، لہٰذا اس مضمون کے مطابق عقیدہ رکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے، تاہم فی نفسہٖ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں بکثرت درود پڑھنا بہت فضیلت کی بات ہے، جیسا کہ گزرا۔ [2]

---

[1] قال العراقي: وروى الديلمي عن حكامة عن أبيها عن عثمان بن دينار عن أخيه مالك بن دينار عن أنس من صلّى عليّ يوم الجمعة وليلة الجمعة مائة من الصلاة قضى الله له مائة حاجة سبعين من حوائج الآخرة وثلاثين من حوائج الدنيا وكل الله بذلك ملكاً يدخله على قبري كما تدخل عليكم الهدايا إن علمي بعد موتي كعلمي بعد الحياة.

قال ابن السبكي(۶/۲۹۶)لم أجد له إسناداً (تخريج أحاديث إحياء علوم الدين للعراقي، ج ا،ص ۴۴۶، رقم الحديث ۵۱۱)

[2] وبالسند الماضي آنفاً إلى أحمد بن الحسين الحافظ، قال :أخبرنا علي بن محمد بن علي الأسفرائيني، قال :أخبرنا أبي، قال :أخبرنا أسامة بن علي، قال :حدثنا محمد بن إسماعيل الصائغ، قال :أخبرتني حكامة بنت عثمان بن دينار، قالت :حدثني أبي، عن عمي مالك بن دينار، عن أنس بن مالك رضي الله عنه، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (إن أقربكم مني مجلساً يوم القيامة أكثركم علي صلاةً، ومن صلى علي يوم الجمعة وليلة الجمعة قضى الله له منه حاجةٍ)

هذا حديث غريب.

أخرجه البيهقي هكذا في فضائل الأوقات ولم يضعفه(نتائج الأفكارفي تخريج أحاديث الأذكار،للعسقلاني، ج۵ص ۵۶ ،كتاب الأذكار في صلوات مخصوصة، المجلس ۴۲۶)

(۷)

رجب میں درود پڑھنے پر مخصوص فضیلت کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

’’رجب کی رات میں عمل کرنے والے کو سو سال کی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، اور جو شخص ستائیس رجب کی رات میں بارہ رکعتیں پڑھے، اور پھر اس کے بعد سو مرتبہ ’’سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر‘‘ پڑھے، اور سو مرتبہ استغفار کرے، اور سو مرتبہ درود پڑھے، اور پھر اپنے لئے دنیا و آخرت کی جو چاہے دعاء کرے، اور اگلے دن کا روزہ رکھے، تو اللہ اس کی ہر دعاء قبول کرتا ہے، سوائے گناہ کی دعاء کے‘‘ [۱]

مگر اس حدیث کو محدثین نے شدید ضعیف بلکہ موضوع و منگھڑت قرار دیا ہے۔ [۲]

---

[۱] أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ، أخبرنا أبو صالح خلف بن محمد ببخارى، أخبرنا مكى بن خلف، وإسحاق بن أحمد، قالا: حدثنا نصر بن الحسين، أخبرنا عيسى وهو الغنجار، عن محمد بن الفضل، عن أبان، عن أنس، عن النبى صلى الله عليه وسلم، أنه قال " :فى رجب ليلة يكتب للعامل فيها حسنات مائة سنة، وذلك لثلاث بقين من رجب، فمن صلى فيها اثنتى عشرة ركعة يقرأ فى كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة من القرآن يتشهد فى كل ركعتين، ويسلم فى آخرهن، ثم يقول :سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر مائة مرة، ويستغفر الله مائة مرة، ويصلى على النبى صلى الله عليه وسلم مائة مرة، ويدعو لنفسه ما شاء من أمر دنياه وآخرته، ويصبح صائما فإن الله يستجيب دعاء ه كله إلا أن يدعو فى معصية (شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۳۵۳۱)

[۲] قال اللكنوى: أخرجه البيهقى من طريق عيسى غنجار عن محمد بن الفضل بن عطية وهو من المتهمين بالكذب عن أبان وهو أيضا متهم عن أنس مرفوعا، وأدخله ابن حجر فى تبين العجب فى الموضوعات (الآثار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة، ج ۱، ص ۶۲، حديث صلاة الرغائب)

وقال ابن العراق الكنانى: رواه البيهقى وفيه متهمان محمد بن الفضل بن عطية وأبان بن أبى عياش انتهى والله تعالى أعلم(تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، ج۲، ص ۹۰، الفصل الاول)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۸)

شعبان یاشبِ برائت میں مخصوص درود پرفضیلت کی حدیث

بعض روایات میں شعبان کے مہینہ میں یا شبِ برائت میں مخصوص تعداد میں درود شریف پڑھنے کی فضیلت کا ذکرآیا ہے،مگر وہ روایات مستندومعتبرنہیں ہیں۔ [1]

(۹)

بعدوضودرود کے باعث رحمت کے دروازے کھلنے کی حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ جوشخص پاکی حاصل

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾و قال السخاوى: وأما الصلاة عليه فى رجب فلا يصح فيها شىء وفى موضوعات ابن الجوزى عن أنس فى حديث وما من أحد يصوم أول خميس من رجب ثم يصلى فيها بين العشاء والعتمة يعنى ليلة الجمعة أثنى عشرة ركعة وذكر ما يقرأ فيها وإذا فرغ صلى على سبعين مرة يقول :اللهم صل على محمد النبى الأمى وعلى آله ثم يسأل الله حاجته فإنها تقضى وذكروا ثواباً جماً، وفيها عن أنس أيضاً رفعه من صلى ليلة النصف من رجب أربع عشرة ركعة فإذا فرغ صلى على عشر مرات وذكر حديثاً فيه ثواب كثير وعند البيهقى عن أنس أيضاً رفعه من صلى فى ليلة الثلاث من رجب أثنى عشر ركعة ثم يقول وذكر تسبيحاً وتهليلاً غير ذلك قال ويصلى على النبى ﷺ مائة مرة ويدعو بما شاء من الدنيا والآخرة إلا أستجب .قلت :ولم أورد هذه وشبهه إلا للتنبيه على وهائه والله المستعان (القول البديع للسخاوى، ص ۲۰۸، الصلاة عليه فى رجب)

[1] وأما الصلاة عليه فى شعبان فعقد له ابن أبى الصيف اليمنى الفقيه فى جزء له فى فضل شعبان بابا قال فيه روى عن جعفر الصادق -رضى الله عنه -أنه قال من صلى على النبى -صلى الله عليه وسلم -فى شعبان كل يوم سبعمائة مرة يوكل الله تعالى ملائكة ليوصلوها إليه وتفرح روح محمد -صلى الله عليه وسلم -بذلك ثم يأمر الله أن يستغفروا له إلى يوم القيامة .ثم قال وروى عن طاوس اليمانى أنه قال سألت الحسن بن على -رضى الله عنهما -عن ليلة الصك يعنى ليلة النصف من شعبان وعن العمل فيها فقال انا أجعلها اثلاثا فثلث أصلى فيه على جدى النبى -صلى الله عليه وسلم -ائتمارا لأمر الله -عز وجل -حيث يقول يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما وثلث أستغفر الله تعالى فيه مثنى، مثنى لقوله تعالى (وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون) وثلث أركع فيه وأسجد ائتمارا لقوله تعالى :(واسجد واقترب) فقلت وما ثواب من فعل ذلك قال سمعت أبى يقول قال النبى -صلى الله عليه وسلم -من أحيى ليلة الصك كتب من المقربين يعنى الذين فى قوله تعالى فأما إن كان من المقربين قلت :ولم أقف لذلك على أصل أعتمده والله أعلم (القول البديع للسخاوى، ص۲۰۸، ۲۰۹،الباب الخامس، الصلاة عليه فى شعبان)

(یعنی وضو وغیرہ) کرنے کے بعد کلمۂ شہادت اور اس کے بعد درود پڑھتا ہے، تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ [1]

مگر محدثین کے قواعد کے مطابق یہ حدیث سند کے اعتبار سے شدید ضعیف ہے۔ [2]

(۱۰)

گھر میں داخلہ کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام سے فقر دور ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:

---

[1] وبما أخبرنا محمد بن موسى بن الفضل بن شاذان، ثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار، ثنا أحمد بن مهران الأصبهانى، ثنا أبو زكريا هو يحيى بن هاشم السمسار، ثنا الأعمش، عن شقيق بن سلمة، عن عبد الله بن مسعود، قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " :إذا تطهر أحدكم فليذكر اسم الله عليه، فإنه يطهر جسده كله، فإن لم يذكر أحدكم اسم الله على طهوره لم يطهر إلا ما مر عليه الماء ، فإذا فرغ أحدكم من طهوره فليشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمدا عبده ورسوله، ثم ليصل على، فإذا قال ذلک فتحت له أبواب الرحمة "وهذا ضعيف لا أعلمه رواه عن الأعمش، غير يحيى بن هاشم، ويحيى بن هاشم متروک الحديث .وقد روى عن ابن عمر من وجه آخر(السنن الكبرى،للبيهقى، رقم الحديث ۱۹۸)

[2] قال ابن الملقن:روى أنه -صلى الله عليه وسلم -قال :من توضأ وذكر اسم الله عليه كان طهورا لجميع بدنه، ومن توضأ ولم يذكر اسم الله عليه كان طهورا لأعضاء وضوئه .
هذا الحديث مروى من طرق كلها ضعيفة.
أحدها :عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال :سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم - يقول :إذا تطهر أحدكم فليذكر اسم الله فإنه يطهر جسده كله، وإن لم يذكر أحدكم اسم الله على طهوره لم يطهر منه إلا ما مر عليه الماء ؛ فإذا فرغ من طهوره فليشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله، فإذا قال (ذلک) فتحت له أبواب السماء .
رواه الدارقطنى وهذا لفظه، والبيهقى بمثله وزاد بعد ورسوله :ثم ليصل على، فإذا قال (ذلک) فتحت له أبواب الرحمة .
قال البيهقى :هذا حديث ضعيف لا أعلم رواه (عن) الأعمش إلا يحيى بن هاشم ويحيى متروک الحديث.قلت :يحيى بن هاشم (هذا) هو ابن كثير بن قيس أبو زكريا السمسار الغسانى البغدادى وهو ضعيف بمرة، قال يحيى :هو دجال هذه الأمة .ونسبه ابن عدى وابن حبان إلى وضع الحديث(البدر المنير فى تخريج الأحاديث والأثار الواقعة فى الشرح الكبير،لابن الملقن، ج۲ص۹۳، ۹۴، كتاب الطهارة، باب الوضوء، الحديث الثامن عشر)

’’ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر فقر وفاقہ کی شکایت کی، تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو، تو میرے اوپر سلام بھیجو، اور ایک مرتبہ قل ھو اللہ پڑھو، اس آدمی نے یہ عمل کیا، تو اس کا فقر وفاقہ دور ہو گیا‘‘

اس حدیث کو نقل کر کے علامہ سخاوی نے ضعیف قرار دیا ہے، لہٰذا اس کے مطابق عقیدہ رکھنا خلافِ احتیاط ہے۔ [1]

(۱۱)

بیتُ المقدس میں درود پڑھنے پر فرائض کا سوال نہ ہونے کی حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے علامہ سخاوی نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:

’’جس نے فرض حج ادا کیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی، اور کوئی غزوہ کیا، اور نبی صلی اللہ علیہ سلم پر بیتُ المقدس میں درود پڑھا، تو اللہ اس پر فرض شدہ چیزوں کے متعلق سوال نہیں کرے گا‘‘

اس حدیث کو نقل کر کے علامہ سخاوی نے اس کے ثبوت کو مشکوک قرار دیا ہے، اور اس روایت کا مضمون بھی قرآن وسنت کی اصولی تعلیمات سے متصادم ہے کہ درود شریف پڑھنے پر فرائض معاف ہو جائیں۔ [2]

---

[1] وعن سهل بن سعد رضى الله عنه قال جاء رجل إلى النبى صلى الله عليه وسلم فشكا إليه الفقر وضيق العيش والمعاش فقال له رسول الله -صلى الله عليه وسلم -إذا دخلت منزلك فيسلم إن كان فيه أحد أو لم يكن فيه أحد ثم سلم على واقرأ قل هو الله أحد مرة واحدة ففعل الرجل فأدر الله عليه الرزق حتى أفاض على جيرانه وقراباته رواه أبو موسى المدينى بسند ضعيف (القول البديع للسخاوى، ص ۱۳۵، الباب الثانى)

[2] وعن ابن مسعود -رضى الله عنه -قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -من حج حجة الإسلام وزار قبرى وغزا غزوة وصلى على فى بيت المقدس لم يسأله الله فيما افترض عليه، هكذا ذكره المجد اللغوى وعزاه إلى أبى الفتح الأزدى فى الثامن من فوائده، وفى ثبوته نظر والله الموفق(القول البديع للسخاوى، ص ۱۴۰، الباب الثانى)

(۱۲)

دوستوں سے ملاقات کے وقت درود شریف پڑھنے کی حدیث

بعض روایات میں دوستوں سے ملاقات اور مصافحہ کے وقت درود شریف پڑھنے پر گناہوں کی مغفرت کا ذکر آیا ہے۔

مگر وہ روایات شدید ضعیف اور منکر قرار دی گئی ہیں۔ [۱]

---

[۱] وأما الصلاة عليه عند لقاء الإخوان فعن أنس -رضى الله عنه -عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال ما من عبدين متحابين فى الله -عز وجل -وفى رواية ما من مسلمين يستقبل أحدهما صاحبه وفى رواية يلقيان فيتصافحان ويصليان على النبى -صلى الله عليه وسلم -إلا لم يتفرقا حتى يغفر لهما ذنوبهما ما تقدم وما تأخر أخرجه الحسن بن سفيان وأبو يعلى فى مسنديهما وابن حبان فى الضعفاء له والرشيد العطار وابن بشكوال من طريق بقى بن مخلد ولفظه ما من مسلمين يلتقيان فيصافح أحدهما صاحبه ويصليان على النبى -صلى الله عليه وسلم -إلا لم يبرحا حتى يغفر ذنوبهما ما تقدم وما تأخر .ومن طريق أبى نعيم من وجهين عنه بلفظ ما من متحابين يستقبل أحدهما صاحبه فيصافحه ويصليان على النبى -صلى الله عليه وسلم -إلا لم يبرحا حتى يغفر لهما ذنوبهما ما تقدم وما تأخر وقال غريب قلت بل ضعيف جداً لكن قد حكى الفاكهانى عن بعض الفقراء المباركين أنه أخبره :رأيت النبى -صلى الله عليه وسلم -فيما يرى النائم فقلت يا رسول الله أنت قلت ما من عبدين متحابين فى الله يلتقيان فيصافح أحدهما صاحبه فقال النبى -صلى الله عليه وسلم -إلا لم يفرقا حتى يغفر ذنوبهما ما تقدم وما تأخر والدعاء بين صلاتين على لا يرد -صلى الله عليه وسلم -والله أعلم.(القول البديع للسخاوى، ص ۱۷۵، الباب الخامس،الصلاة عليه عند لقاء الإخوان)

و قال الالبانى: ما من عبدين متحابين فى الله يستقبل أحدهما صاحبه فيصافحه ويصليان على النبى صلى الله عليه وسلم إلا لم يتفرقا حتى يغفر الله لهما ذنوبهما ما تقدم منها وما تأخر ." منكر جدا بهذا اللفظ. رواه ابن السنى (برقم ۱۹۰) وابن حبان فى "الضعفاء(۱/۲۹۸۹) "والباطرقانى فى " جزء من حديثه(۱/۱۶۵) "عن درست بن حمزة :حدثنا مطر الوراق عن قتادة عن أنس مرفوعا. قلت :وهذا سند ضعيف درست بن حمزة، ويقال :ابن زياد العنبرى قال ابن حبان " :كان منكر الحديث جدا، يروى عن مطر وغيره أشياء تتخايل إلى من يسمعها أنها موضوعة ." وضعفه الدارقطنى .وقتادة فيه تدليس وقد عنعنه .وقد جاء ت أحاديث كثيرة عن جمع من الصحابة بمعنى هذا الحديث لكن ليس فى شىء منها ذكر الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم، ولا مغفرة ما تأخر أيضا من الذنوب، فدل ذلك على أن هذه الزيادة منكرة .والله أعلم. والأحاديث المشار إليها أوردها المنذرى(۳/۲۷۰ ـــ ۲۷۱)ثم رأيت النووى قد أورد الحديث فى "الأذكار "ساكتا عليه!(سلسلة الأحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۲۵۲)

(۱۳)

کان بجنے کے وقت درود شریف پڑھنے کی حدیث

ایک حدیث میں کان بجنے کے وقت درود شریف پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔
مگر اس حدیث کو محدثین نے بے اصل اور منگھڑت قرار دیا ہے، اس لئے کان بجتے وقت درود شریف پڑھنے کو سنت سمجھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ل

ل حدثنا محمد ,حدثنا عباس ,قال سمعت يحيى قال :ابن أبى رافع الذى يحدث عنه حبان ليس حديثه بشىء .حدثنى آدم ,قال :سمعت البخارى قال :محمد بن عبيد الله بن أبى رافع منكر الحديث قال ابن معين ليس بشىء هو وابنه معمر عن محمد بن عبيد الله بن أبى رافع ,عن أخيه ,عن أبيه ,عن جده أبى رافع ,قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إذا طنت أذن أحدكم فليصل على ,وليقل ذكر الله بخير من ذكرنى ، ليس له أصل (الضعفاء الكبير للعقيلى، تحت الترجمة: محمد بن عبيد الله بن أبى رافع، ج۴، ص ۱۰۴)

قال الذهبى: يحيى بن يوسف الرملى ثنا حبان بن على عن محمد بن عبيد الله بن أبى رافع عن أخيه عن أبيه عن جده مرفوعاً :إذا طنت أذن أحدكم فليصل على وليقل ذكر الله من ذكرنى بخير .قال العقيلى :هذا ليس له أصل(تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام للذهبى، ج۹،ص۲۰۵)

قال الالبانى: (إذا طنت أذن أحدكم فليذكرنى وليصل على وليقل :ذكر الله من ذكرنى بخير) . موضوع رواه الرويانى فى "مسنده(۲/۱۴۱/۲۵) " والبزار(۳۱۲۵) :أخبرنا أبو الخطاب : أخبرنا معمر بن محمد :أخبرنى أبى عن جدى عن أبى رافع مرفوعا . ورواه الطبرانى فى "الصغير " (ص- ۲۲۹هندية) و "الأوسط(۹۲۲۲) "والشجرى فى "الأمالى(۱/۱۲۹) "من طريق أخرى عن معمر به. قلت :وهذا سند ضعيف جدا؛ وفيه علتان: الأولى :محمد هذا -وهو ابن عبيد الله بن أبى رفاع -وهو ضعيف جدا . الثانية :ابنه معمر؛ وهو أيضا ضعيف جدا، قال البخارى: "منكر الحديث ."قلت :ولكنه قد توبع، فأخرجه ابن أبى عاصم فى "الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم (۶۲/۸۱)"وابن حبان فى "الضعفاء (۲/۲۵۰) "والطبرانى فى "الكبير(۲/۴۸/۱) "عن حبان بن على عن محمد بن عبيد الله به. وحبان هو العنزى؛ وهو ضعيف .ومن طريقه أخرجه أبو موسى المدينى فى "اللطائف(۲/۹۳/۶) "وكذا العقيلى فى "الضعفاء(۳۹۰) "وقال: "ليس له أصل، محمد بن عبيد الله بن أبى رافع قال البخارى :منكر الحديث، قال يحيى :ليس بشىء ." وقال الدارقطنى: "متروك له معضلات ." ومن طريقه رواه ابن عدى(۱/۲۸۵)وابن حبان فى المجروحين(۲/۲۵۰)والحديث أورده ابن قيم الجوزية فى "المنار "(ص۲۵) فى فصل من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۴)

چھینکنے کے وقت درود شریف پڑھنے کی حدیث

بعض روایات میں چھینکنے کے وقت درود شریف پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔
مگر ان روایات کی اسناد کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فصول أمور كلية يعرف بها كون الحديث موضوعا فقال: "ومنها أن يكون الحديث بوصف الأطباء والطرقية أشبه وأليق"، فذكر أحاديث هذا أحدها وقال: "وكل حديث فى طنين الأذن فهو كذب." وتعقبه أبو غدة الكوثرى الحلبى فى تعليقه عليه (ص ٦٥ - ٦٦) فقال: "قلت: هذه الكلية معترضة بثبوت هذا الحديث المذكور، وهو حديث أبى رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم. قال: الحافظ الهيثمى فى "مجمع الزوائد (١٠/١٣٨)" ":"رواه الطبرانى فى - المعاجم - الثلاثة، والبزار باختصار كثير، وإسناد الطبرانى فى الكبير حسن." وقال المناوى فى "فيض القدير (١/٣٩٩)" بعد نقله قول الهيثمى هذا ": وبه بطل قول من زعم ضعفه فضلا عن وضعه. بل أقول: المتن صحيح، فقد رواه ابن خزيمة فى "صحيحه" باللفظ المذكور عن أبى رافع. وهو ممن التزم تخريج الصحيح، وبه شنعوا على ابن الجوزى." قلت: ويعنى لأن ابن الجوزى أورده فى "الموضوعات" وهو الصواب عندى. وكلام المناوى الذى اغتر به ذاك الكوثرى مما لا طائل تحته، بل هو (بقبقة فى زقزقة)، لأنه قائم على مجرد التقليد، الذى ليس فيه أى تحقيق؛ وبيانه من وجهين: الأول: أن الهيثمى وهم فى تحسين إسناد "الكبير"، لأن مداره أيضا على محمد بن عبيد الله بن أبى رافع - كما رأيت -، وقد قال فى "الصغير" و "الأوسط": "لا يروى عن رافع إلا بهذا الإسناد!" والآخر: أن ابن خزيمة إن كان رواه بهذا الإسناد كما هو الغالب فلا قيمة له، وقد يكون هو نفسه قد أعله، كما هى عادته فى "صحيحه" أحيانا، وإن كان رواه من طريق أخرى - وهذا بعيد جدا - فما هو؟ وقد بسطت الكلام على هذا فى كتابى "الروض النضير (٩٦٠)" (سلسلة الأحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ٢٦٣١)

[1] قال ابن عراق الكنانى: (حديث) من عطس فقال الحمد لله على كل حال ما كان من حال وصلى الله على محمد وعلى أهل بيته أخرج الله من منخره الأيسر طائرا يقول اللهم اغفر لقائلها (مى) من حديث أبى سعيد وفيه عطية العوفى (قلت) أورده السخاوى فى القول البديع وقال سنده ضعيف وعند ابن بشكوال من حديث ابن عباس مثله إلى قوله الأيسر وقال بعده طيرا أكبر من الذباب وأصغر من الجراد يرفرف تحت العرش يقول: اللهم اغفر لقائلها وسنده كما قال المجد الفيروزيابادى اللغوى: لا بأس به إلا أن فيه يزيد بن أبى زياد ضعفه كثيرون وأخرج له مسلم متابعة انتهى والله تعالى أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، لابن عراق الكنانى، تحت رقم الحديث ٥٩)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۵)

میت کو قبر میں داخل کرتے وقت درود شریف پڑھنے کی حیثیت

میت کو قبر میں داخل کرتے وقت درود شریف پڑھنا سنت سے ثابت نہیں، اس لئے اس موقع

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

و قال السخاوی: وأما الصلاة علیه عند العطاس فعن أبی سعید الخدری رضی الله عنه عن النبی - صلی الله علیه وسلم -قال من عطس فقال الحمد لله علی کل حال ما کان من حال وصلی الله علی محمد وعلی أهل بیته أخرج الله من منخره الأیسر طائراً یقول اللهم اغفر لقائلها أخرجه الدیلمی فی مسند الفردوس له بسند ضعیف وعند ابن بشکوال من حدیث ابن عباس مرفوعاً مثله إلی قوله الأیسر وقال بعده طیراً أکبر من الذباب وأصغر من الجراد یرفرف تحت العرش یقول اللهم اغفر لقائلها، وسنده کما قال المجد اللغوی لا بأس به سوی أن فیه یزید بن أبی زیاد وقد ضعفه کثیرون لکن أخرج له مسلم متابعة والله أعلم.

وعن نافع قال عطس رجل عند ابن عمر رضی الله عنهما فقال له ابن عمر لقد بخلت هلا حیث حمدت الله تعالی صلیت علی النبی -صلی الله علیه وسلم -أخرجه البیهقی وأبو موسی المدینی وعند بقی بن مخلد فی مسنده وابن بشکوال من طریقه بسند ضعیف عن الضحاک بن قیس قال عطس عاطس عند ابن عمر فقال الحمد لله رب العالمین ثم سکت فقال له ابن عمر إلا اتممتها بالتسلیم علی رسول الله -صلی الله علیه وسلم -لکن قد جاء عن ابن عمر أیضاً ما یخالف هذا من روایة نافع أیضاً عنه ولفظه عطس رجل إلی جنب ابن عمر فقال الحمد لله والسلام علی رسول الله -صلی الله علیه وسلم -فقال ابن عمر وأنا أقول السلام علی رسول الله -صلی الله علیه وسلم - ولکن لیس هکذا أمرنا رسول الله -صلی الله علیه وسلم -أن نقول إذا عطسنا أمرنا أن نقول الحمد لله علی کل حال رواه الطبرانی وسنده ضعیف وهو عند الترمذی وقال غریب.

وعن نافع إن رجلا عطس إلی جنب ابن عمر وقال الحمد لله والسلام علی رسول الله -صلی الله علیه وسلم -فقال ابن عمر وأنا أقول الحمد لله والسلام علی رسول الله هکذا علمنا رسول الله - صلی الله علیه وسلم -.قالت :وذهب إلی استحباب الصلاة علی النبی -صلی الله علیه وسلم - عند العطاس أبو موسی المدینی وجماعة ونازعهم فی ذلک آخرون وقالوا لا یستحب الصلاة علیه عند العطاس وإنما هو موضع حمد الله وحده ولکل موطن ذکر یخصه لا یقوم غیره مقامه ولهذا لا تشرع الصلاة علیه -صلی الله علیه وسلم -فی الرکوع ولا فی السجود ونحو ذلک واستدلوا لذلک بحدیث عن أنس بن مالک رضی الله عنه عن رسول الله -صلی الله علیه وسلم -قال لا تذکرونی فی ثلاث مواطن عند العطاس وعند الذبیحة وعند التعجب أخرجه الدیلمی فی مسند الفردوس له من طریق الحاکم وهو عند البیهقی فی السنن الکبری عن الحاکم من غیر ذکر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پر درودشریف پڑھنے کوسنت نہیں سمجھنا چاہئے، ویسے ہی کوئی پڑھے اورکوئی خرابی بھی شامل نہ ہو، تو حرج نہیں۔ [۱]

(۱۶)

گدھے کے بولنے کے وقت درودشریف پڑھنے کی حدیث

ایک حدیث میں گدھے کے بولنے کے وقت درودشریف پڑھنے کا حکم آیا ہے۔

مگر یہ حدیث سند کے اعتبار سے شدید ضعیف اور منکر ہے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصحابی وفی سنده من اتهم بالوضع، ولا يصح وفی رابع فوائد المخلص من طريق نهشل عن الضحاک عن ابن عباس رضی الله عنهما قال موطنان لا يذكر فيهما رسول الله -صلى الله عليه وسلم -عند العطاس والذبيحة ولا يصح أيضاً وقد عد جماعة من العلماء المواطن التی يفرد ذكر الله تعالى فيها فذكروا منها الأكل والشرب والوقاع والعطاس ونحو ذلک مما لم ترد السنة بالصلاة على النبی -صلى الله عليه وسلم -قلت :كذا رأيته وفی بعض ذلک نظر وقد كره سحنون الصلاة عليه عند التعجب وقال لا يصلى عليه إلا على طريق الاحتساب وطلب الثواب انتهى وقال الحليمی وأما المتعجب من الشیء إذا صلى على النبی -صلى الله عليه وسلم -كما يقول سبحان الله لا إله إلا الله أی لا يأتی بالنادر وغيره إلا الله فلا كراهة فيه وإن صلى عليه عند الأمر الذی يستقذر أو يضحک منه فأخشى على صاحبه فإن عرف أنه جعلها عجباً ولم يجتنبه كفر :قلت وفی هذا الأخير نظر لا يخفى قاله القونوی (القول البديع فی الصلاة على الحبيب الشفيع، ج ۱، ص ۲۲۵ الی ۲۲۷، الباب الخامس، الصلاة عليه عند العطاس)

[۱] أما الصلاة عليه عند إدخال الميت القبر فقد ذكره بعضهم واستدل له بما رواه أبو داود والترمذی وحسنة من حديث عبد الله بن عمر -رضی الله عنهما -أن النبی -صلى الله عليه وسلم -كان إذا وضع الميت فی قبره قال بسم الله وعلى سنة رسول الله -صلى الله عليه وسلم -انتهى. وليس فی هذا دلالة على ذلک كما ترى وبالله التوفيق(القول البديع للسخاوی، ص ۲۰۸، الباب الخامس، الصلاة عليه عند إدخال الميت القبر)

[۲] قال ابو حذيفة: لا ينهق الحمار حتى يرى شيطانا أو يتمثل له شيطان، فإذا كان ذلک فاذكروا الله وصلوا علی " قال الحافظ :وروى الطبرانی من حديث أبی رافع رفعه :فذكره " ضعيف جدًا أخرجه ابن السنی فی "اليوم والليلة(۳۱۴"عن محمد بن أحمد بن المهاجر ثنا محمد بن الحسن بن بيان ثنا معمر بن محمد بن عبيد الله بن أبی رافع ثنا محمد عن أبيه عبيد الله عن أبی رافع رفعه "لن ينهق الحمار حتى يرى شيطانا، فإذا كان ذلک فاذكروا الله -عز وجلّ -وصلوا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۷)

جھوٹی تہمت لگنے کے وقت درود شریف پڑھنے کی حدیث

بعض روایات میں بے گناہ فرد پر تہمت لگنے اور نا کردہ جرم میں اس کے ماخوذ ہونے کے وقت مخصوص طریقہ پر درود شریف کی وجہ سے برائت کا ذکر آیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عليّ " وإسناده واه، معمر بن محمد بن عبيد الله قال ابن معين :ما كان بثقة ولا مأمون، وقال البخارى :منكر الحديث، وقال ابن حبان :لا يجوز الاحتجاج به. ومحمد بن عبيد الله قال ابن معين :ليس بثقة، وقال أبو حاتم :ضعيف الحديث منكر الحديث جدًا ذاهب، وقال الدارقطنى : متروك.(أنِيسُ السَّارى فى تخريج وَتحقيق الأحاديث التى ذكرها الحَافظ ابن حَجر العسقلانى فى فَتح البَارى لابى حذيفة، تحت رقم الحديث ۴۵۸۰)

و قال الالبانى: (لا ينهق الحمار حتى يرى شيطانا، أو يتمثل له شيطان،فإذا كان ذلک، فاذكروا الله، وصلوا على) منكر بهذا اللفظ. قال الحافظ فى "الفتح(۶/۳۵۳)":" "روى الطبرانى من حديث أبى رافع رفعه "لا ينهق الحمار ." ...قلت :وسكت عنه، والقاعدة عنده أن ما سكت عنه، فهو حسن على الأقل،وهذا ما أستبعده، فقد صح الحديث عن أبى هريرة وجابر بلفظ آخر فى الأمر بالاستعاذة بالله من الشيطان عند نهيق الحمار، وهما فى "الصحيحين "وغيرهما،دون قوله : "وصلوا على"، وهما مخرجان فى "الصحيحة(۳۱۸۳و۳۱۸۴)" ثم إن إطلاق الحافظ العزو للطبرانى إنما يعنى إصطلاحا عاما أنه "المعجم الكبير "للطبرانى، وليس هو فى "مسند أبى رافع" منه .بل ولا هو فى "المعجمين"الآخرين له" :الأوسط "و "الصغير"، ولا رأيته فى "كتاب الدعاء "له، ولا فى "مجمع الزوائد"، ولا فى "مجمع البحرين "وقد طبع حديثا .فلا أدرى إذا كان وقف عليه فى بعض كتب الطبرانى التى لم تصلنا، مثل "مسند الشاميين"، فإنه لم يطبع منه سوى مجلدين، وليس فيهما، أو أنه دخل عليه حديث فى حديث، فقد روى الطبرانى فى "الأوسط" و"الصغير "عن أبى رافع أيضا مرفوعا":إذا طنت أذن أحدكم فليذكرنى، وليصل على ."ورواه الطبرانى فى "الكبير "أيضا(۱/۳۰۱/۹۵۸)بزيادة فى آخره، وإسناد الثلاثة واحد، وهو ضعيف - كما هو مبين عندى فى "الروض النضير(۹۶۰) " (تنبيه) : من غرائب الحافظ السخاوى فى "القول البديع "أنه نقل تخريج الحافظ للحديث بالحرف الواحد، (ص۱۷۰) دون أن يعزوه إليه، ولا تكلم عليه بشىء !! هذا، وقد سرد ابن القيم فى الباب الأول من كتابه "جلاء الأفهام "أحاديث الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم المسندة مع تخريجها، فبلغت(۱۰۹)حديثا، ومنها حديث طنين الأذن هذا عن أبى رافع(۱۷/۴۲)وأما حديث الترجمة، فلم يذكره .ثم عقد بابا ثانيا فى المراسيل والموقوفات فبلغ العدد (۱۴۰)وليس فيها(سلسلة الأحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۶۳۸۷)

مگر وہ روایات مستند نہیں ہیں، اور ان کی کوئی معتبر سند نہیں ملتی۔ [1]

(۱۸)

صلاۃ الحاجت کے بعد درود شریف اور مخصوص دعاء کی حدیث

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس کو کوئی ضرورت پیش آئے، تو وہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت پڑھے، پھر اللہ کی حمد وثناء کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور پھر یہ دعاء پڑھے کہ:

”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ“ [2]

---

[1] وأما الصلاة عليه لمن أتهم وهو بريء فعن ابن عمر -رضى الله عنهما- أنهم جاؤوا برجل إلى النبى -صلى الله عليه وسلم- فشهدوا عليه أنه سرق ناقة لهم فأمر به النبى -صلى الله عليه وسلم- لأن يقطع فقال اللهم صل على محمد حتى لا يبقى من صلاتك شيء وسلم على محمد حتى لا يبقى من سلامك شيء وبارك على محمد حتى لا يبقى من بركاتك شيء فتكلم الجمل فقال يا محمد أنه بريء من سرقتى فقال النبى -صلى الله عليه وسلم- من يأتينى بالرجل فابتدره سبعون من أهل المسجد فجاؤوا به فقال يا هذا ما قلت آنفاً وأنت مدبر فأخبر بما قاله النبى -صلى الله عليه وسلم- لذلك نظرت إلى الملائكة محدقون سكك المدينة حتى كادوا يحولوا بينى وبينك ثم قال لتردن على الصراط ووجهك أضوأ من القمر ليلة البدر .أخرجه الديلمى ولا يصح وعزاه لصاحب الدر المنظم فى المولد المعظم بلفظ، وروى أن جماعة شهدوا عند النبى -صلى الله عليه وسلم- على رجل بالسرقة فأمر بقطعه وكان المسروق جملاً فصاح الجمل لا تقطعوه فقيل له بم نجوت فقال بصلواتى على محمد فى كل يوم مائة مرة فقال له النبى -صلى الله عليه وسلم- نجوت من عذاب الدنيا والآخرة وكذا رواه ابن بشكوال بلا سند (القول البديع للسخاوى، ص ۲۳۹، الباب الخامس، الصلاة عليه لمن أتهم وهو بريء)

[2] حدثنا على بن عيسى بن يزيد البغدادى قال :حدثنا عبد الله بن بكر السهمى، ح وحدثنا عبد الله بن منير، عن عبد الله بن بكر، عن فائد بن عبد الرحمن، عن عبد الله بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر اس حدیث کی سند کو محدثین نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں دو رکعت میں سے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں ''آمن الرسول'' آخر تک پڑھ کر پھر دو رکعت سے فارغ ہو کر اس دعاء کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے کہ:

''یا مؤنس کل وحید ویا صاحب کل فرید ویا قریب غیر بعید ویا شاھد غیر غائب ویا غالب غیر مغلوب یا حی یا قیوم یا ذا الجلال

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أبی أوفی، قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :من كانت له إلی الله حاجة، أو إلی أحد من بنی آدم فليتوضأ وليحسن الوضوء ، ثم ليصل ركعتين، ثم ليثن علی الله، وليصل علی النبی صلی الله عليه وسلم، ثم ليقل :لا إله إلا الله الحليم الكريم، سبحان الله رب العرش العظيم، الحمد لله رب العالمين، أسألک موجبات رحمتک، وعزائم مغفرتک، والغنيمة من كل بر، والسلامة من كل إثم، لا تدع لی ذنبا إلا غفرته، ولا هما إلا فرجته، ولا حاجة هی لک رضا إلا قضيتها يا أرحم الراحمين (سنن الترمذی، رقم الحديث ۴۷۹)

[1] قال الترمذی:هذا حديث غريب وفی إسناده مقال،فائد بن عبد الرحمن يضعف فی الحديث، وفائد هو أبو الورقاء (سنن الترمذی)

وقال الذهبی: حديث من كانت له حاجة فليتوضأ ويصلی ركعتين ويثنی علی الله ويصلی علی نبيه وليقل لا إله إلا الله الحليم الكريم الحديث.

أخرجه الترمذی من حديث فائد عن ابن أبی أوفی وما هو بموضوع بل يحتمل(تلخيص كتاب الموضوعات ،للذَهَبی،ج ۱،۱۹۰، رقم الحديث ۴۵۰)

وقال المزی: فائد بن عبد الرحمن الكوفی، أبو الورقاء العطار ....قال عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن أبيه :متروک الحديث .وقال عباس الدوری ، عن يحيی بن معين :ضعيف، ليس بثقة، وليس بشیء .وقال عبد الرحمن بن أبی حاتم :سمعت أبی، وأبا زرعة يقولان :لا يشتغل به .

وقال أيضاُسمعت أبی سفيان يقول :فائد ذاهب الحديث، لا يكتب حديثه وكان عند مسلم بن إبراهيم عنه، وكان لا يحدث عنه .وكنا لا نسأله عنه، وأحاديثه عن ابن أبی أوفی بواطيل لا تكاد تری لها أصلا كأنه لا يشبه حديث ابن أبی أوفی، ولو أن رجلا حلف أن عامة حديثه كذب لم يحنث.

وقال البخاری :منكر الحديث .وقال أبو داود :ليس بشیء .وقال الترمذی :يضعف فی الحديث.

وقال النسائی :ليس بثقة.وقال فی موضع آخر :متروک الحديث .وقال ابن حبان :لا يجوز الاحتجاج به (تهذيب الكمال ، ج۲۳ص۱۳۷ الیٰ ۱۴۰، رقم الترجمة ۴۷۰۴)

والإكرام يا بديع السماوات والأرض اللهم إنى أسألك باسمك باسم الله الرحمن الرحيم الحى القيوم الذى لا تأخذه سنة ولا نوم وأسألك باسمك بسم الله الرحمن الرحيم الحى القيوم الذى عنت له الوجوه وخضعت له الرقاب وخشعت له الأصوات ووجلت له القلوب من خشيته أن تصلى على محمد وعلى آل محمد وأن تجعل لى من أمرى فرجا ومن كل هم وغم مخرجا وتفعل بى كذا وكذا “ [1]

مگراس کی سند کو بھی محدثین نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا جامع بن هبة الله بن محمد بن على بن شهادة أبو الفضائل الرحبى من لفظه برحبة مالك بن طوق قال ثنا أبو على الحسن بن على بن يوسف بن أحمد القرشى ثنا الإمام الوالد قدس الله روحه قال ثنا الشريف المعمر أبو عبد الله الحسين بن على الحسينى قال حدثنى شيخى شقيق البلخى قال حدثنى أبو هاشم الأبلى قال حدثنى أنس بن مالك خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من كانت له إلى الله حاجة فليسبغ الوضوء وليصل ركعتين وليقرأ فى الركعة الأولى بفاتحة الكتاب وآية الكرسى وفى الثانية بأم الكتاب و (آمن الرسول) فإذا فرغ من صلاته يدعو بهذا الدعاء وهو يا مؤنس كل وحيد ويا صاحب كل فريد ويا قريب غير بعيد ويا شاهد غير غائب ويا غالب غير مغلوب يا حى يا قيوم يا ذا الجلال والإكرام يا بديع السماوات والأرض اللهم إنى أسألك باسمك باسم الله الرحمن الرحيم الحى القيوم الذى لا تأخذه سنة ولا نوم وأسألك باسمك بسم الله الرحمن بالرحيم الحى القيوم الذى عنت له الوجوه وخضعت له الرقاب وخشعت له الأصوات ووجلت له القلوب من خشيته أن تصلى على محمد وعلى آل محمد وأن تجعل لى من أمرى فرجا ومن كل هم وغم مخرجا وتفعل بى كذا وكذا .قال لنا أبو الفضائل ذكر الشيخ أن والده أخبره أنه لقى الشريف المعمر فذكر أنه عاش مائتى سنة وستين سنة.
هذا حديث لم أكتبه إلا من هذا الوجه وإسناده إسناد واه والحمل فيه على الشريف والله أعلم(معجم ابن عساكر، رقم الحديث ۲۴۵)

[2] قال الذهبى:حديث من كانت له إلى الله حاجة فليقدم صدقة وليصم الأربعاء والخميس والجمعة ثم يدخل يوم الجمعة الجامع فيصلى اثنتى عشرة ركعة يقرأ فى عشرة الحمد مرة وآية الكرسى عشر مرات وفى الركعتين مائة قل هو الله ثم يجلس ويسأل حاجته.
فى سنده من يجهل إلى أبان بن أبى عياش وهو متروك(تلخيص كتاب الموضوعات ، للذهبى، ج ۱،۱۹۰، رقم الحديث ۴۵۱)

اور بعض روایات میں بدھ اور جمعرات اور جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے اور پھر جمعہ کی نماز پڑھنے سے پہلے صدقہ کرنے اور اور پھر اس کے بعد جمعہ کی نماز کے بعد اسی طرح کی دعاء پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ [1]

---

[1] أخبرنا محمد بن الحسن بن سليم، أنبأ الحسن بن أحمد بن إبراهيم، ثنا أحمد بن إسحاق بن منجاب :ثنا محمد بن أحمد بن أبى العوام، ثنا أبى، ثنا إبراهيم بن سليمان أبو إسماعيل المؤدب، عن سعيد بن معروف، عن عمرو بن أبى قيس، عن أبى الجوزاء ، عن عبد الله بن عمرو -رضى الله عنه -قال:من كانت له إلى الله حاجة، فليصم الأربعاء والخميس والجمعة فإذا كانت يوم الجمعة تطهر وراح إلى الجمعة فتصدق بصدقة قلت أو كثرت فإذا صلى الجمعة قال :اللهم إنى أسألك باسمك بسم الله الرحمن الرحيم الذى لا إله إلا هو عالم الغيب والشهادة وأسألك باسمك بسم الله الرحمن الرحيم الذى لا إله إلا هو الحى القيوم الذى لا تأخذه سنة ولا نوم الذى ملأت عظمته السموات والأرض، الذى عنت له الوجوه، وخشعت له الأصوات ووجلت القلوب من خشيته أن تصلى على محمد وأن تعطينى حاجتى وهى كذا وكذا فإذا يستجاب له إن شاء الله.

قال :وكان يقال :لا تعلموا هذا الدعاء سفهاء كى لا يدعون به على مأثم أو قطيعة رحم(الترغيب والترهيب لقوام السنة للاصبهانى، رقم الحديث ١٢٦٧)

أخبرنا أبو المكارم المبارك بن محمد بن المعمر الباذرائى أنبأ أبو الحسن على بن محمد بن العلاف أنبأ الحمامى أنبأ ابن السماك ثنا أبو بكر محمد بن أحمد بن يزيد الرياحى ثنا إبراهيم بن سليمان أبو إسماعيل المؤدب عن سعيد بن معروف عن عمرو بن قيس عن أبى الجوزاء عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضى الله عنهما قال (من كانت له إلى الله عز وجل حاجة فليصم الأربعاء والخميس والجمعة فإذا كان يوم الجمعة تطهر وراح إلى الجمعة فتصدق قلت أو كثرت فإذا صلى الجمعة قال اللهم إنى أسألك باسمك بسم الله الرحمن الرحيم الذى لا إله إلا هو عالم الغيب والشهادة الرحمن الرحيم وأسألك باسمك بسم الله الرحمن الرحيم الذى لا إله إلا هو الحى القيوم الذى لا تأخذه سنة ولا نوم الذى ملأت عظمته السماوات والأرض وأسألك باسمك بسم الله الرحمن الرحيم الذى لا إله إلا هو الذى عنت له الوجوه وخشعت له الأبصار وذلت له القلوب من خشيته أن تصلى على محمد وعلى آل محمد وأن تعطينى حاجتى وهى كذا وكذا فإنه يستجاب له إن شاء الله)وكان يقال لا تعلموا هذا الدعاء سفهاء كم لا يدعون به على مأثم أو قطيعة رحم(سنده ضعيف جدا)(الترغيب فى الدعاء لعبدالغنى المقدسى الحنبلى"المتوفىٰ ٦٠٠" رقم الحديث ٥٩، باب فى دعاء الحاجة،المحقق:فواز أحمد زمرلى)

مگر محدثین نے ان روایات کی سند کو بھی ضعیف یا شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ؎۱

(۱۹)

ایک مرتبہ درود پر ستر مرتبہ اللہ اور فرشتوں کے درود کی حدیث

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھنے سے اس پر اللہ اور اس کے فرشتے ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں'' ؎۲

؎۱ وقال ابن عراق الكناني:(حديث) من كانت له إلى الله حاجة عاجلة أو آجلة فليقدم بين يدى نجواه صدقة، وليصم الأربعاء والخميس والجمعة، ثم يدخل يوم الجمعة إلى الجامع فيصلى فيه اثنتى عشرة ركعة، يقرأ فى عشر ركعات فى كل ركعة (الحمد) مرة وآية الكرسى عشر مرات ويقرأ فى الركعتين فى كل ركعة (الحمد) مرة و (قل هو الله أحد) خمسين مرة، ثم يجلس ويسأل الله حاجته فليس يرده من حاجته عاجلة أو آجلة إلا قضاها له (ابن الجوزى) من حديث أنس وفيه أبان بن عياش (قلت) زاد الذهبى فى تلخيصه فقال :وفى سنده من يجهل إلى أبان والله أعلم(تنزيه الشريعة المرفوعة لابنِ عراق الكنانى، تحت رقم الحديث ۲۶، كتاب الصلاة، الفصل الاول)

وقال العراقى: وأورد ابن الجوزى أيضاً من وجه آخر عن أبان بن أبى عياش عن أنس مرفوعاً من كانت له إلى الله حاجة فليقدم بين يدى نجواه صدقة ثم يدخل يوم الجمعة إلى الجامع فيصلى اثنتى عشرة ركعة يقرأ فى عشر ركعات فى كل ركعة الحمد مرة وآية الكرسى عشر مرات ويقرأ فى الركعتين فى كل ركعة الحمد مرة وقل هو الله أحد خمسين مرة ثم يجلس ويسأل الله حاجته فليس يرده من عاجلة أو آجلة إلا قضاها له ،أبان متروك.

قلت :قال أحمد تركوا حديثه وبالغ فيه شعبة حتى قال لأن يزنى الرجل خير له من أن يروى حديثه والرجل قد أخرج له أبو داود فى السنن فلا يدخل حديثه فى هذا الموضوع والله أعلم(تخريج أحاديث إحياء علوم الدين، ج ۱،ص ۴۹۱،رقم الحديث ۵۶۰)

؎۲ حدثنا يحيى بن إسحاق، حدثنا ابن لهيعة، عن عبد الله بن هبيرة، عن عبد الرحمن بن مريح الخولانى، قال :سمعت أبا قيس، مولى عمرو بن العاصى، يقول: سمعت عبد الله بن عمرو، يقول " :من صلى على رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة صلى الله عليه، وملائكته سبعين صلاة فليقل عبد من ذلك أو ليكثر(مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۶۶۰۵)

مگراس حدیث کی سند ضعیف ہے، جس کے مطابق عقیدہ رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ [1]

اوراس کے مقابلہ میں کئی صحیح ومضبوط سندوں سے مروی احادیث میں ایک مرتبہ درود پڑھنے پراللہ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہونا، اورفرشتوں کی طرف سے دس مرتبہ مغفرت کی دعاء کرنا مروی ہے۔

اورضعیف حدیث کے مقابلہ میں اس سے قوی دلیل موجود ہے، لہٰذا ان مستند احادیث کے مطابق ہی عقیدہ رکھنا چاہئے۔ [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ، وعبد الرحمن بن مريح :قال أبو حاتم فی "الجرح والتعديل۵/۲۸۷"والذهبی فی "الميزان۲/۵۸۹"والحسينی فی "الإكمال۔ ص۲۶۸ "مجهول، وتبعهم الحافظ ابن حجر فی اللسان۳/۴۳۵۔ ۴۳۶ "لكنه قال فی "التعجيل۔ ص۲۵۷ "هو رجل مشهور، له إدراک، لأن ابن يونس ذكر أنه شهد فتح مصر، ومن كان يجاهد فی سنة عشرين يدرک من الحياة النبوية قطعة كبيرة، قال ابن يونس :سمع جابرا، وزاد فی الرواة عنه الحارث بن يزيد، وبكر بن سوادة، وحميد بن أفلح .وباقی رجاله رجال الصحيح .يحيى بن إسحاق :هو السيلحينی .وأورده المنذری فی "الترغيب والترهيب۲/۴۹۷"، والهيثمی فی "المجمع۱۰/۱۶۰ "وحسنا إسناده !والصحيح فی هذا الباب ما سلف برقم (۶۵۶۸)وذكرنا هناک شهده (حاشية مسند احمد)

> حدثنا حسن بن موسى، حدثنا ابن لهيعة، حدثنا عبد الله بن هبيرة، عن ابن مريح ، مولى عبد الله بن عمرو، أنه سمع عبد الله بن عمرو، يقول " :من صلى على النبی صلى الله عليه وسلم واحدة صلى الله عليه وملائكته سبعين صلاة "(مسند احمد، رقم الحديث ۶۷۵۴)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف وهو مكرر(۶۶۰۵)وبسطنا هناک القول فی رجاله .ابنُ مريح :هو عبد الرحمن الخولانی، وشيخه فی هذا الحديث إنما هو أبو قيس، وهو مولى عبد الله بن عمرو، لكن سقط اسمه من الإسناد فی هذه الرواية، وهو سقط قديم فی نسخ المسند، وأشار إليه الحافظ فی "أطراف المسند۴/۱۱۰ "وقد سلف الإسناد على الصواب بذكره برقم(۶۶۰۵)

وقوله" :سبعين صلاة :"المشهور أن الله تعالى يصلی عليه عشراً، فيحتمل أن المراد هاهنا أن الله تعالى يصلی عليه عشراً، والملائكة ما بقی، ويحتمل أن يكون الله تعالى شرفه أولاً بأن جعل جزاء المصلی عليه عشراً، ثم زاد فی تشريفه فجعل جزاء ه هذا العدد، وزاد فی جزائه صلاة الملائكة هذا العدد أيضاً .قاله السندی (حاشية مسند احمد)

[2] قال الالبانی: (من صلى على رسول الله صلى الله عليه وسلم (واحدة) ، صلى الله عليه وملائكته سبعين صلاة، فليقل عبد من ذلک أو ليكثر). منكر بلفظ " :سبعين."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پرملاحظہ فرمائیں﴾

(۲۰)

ہر دن ہر رات میں تین مرتبہ درود پڑھنے پر مغفرت کی حدیث

حضرت ابو کاہل سے مروی ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ سلم پر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخرجه أحمد (۱۷۲/۲) حدثنا يحيى بن إسحاق: حدثنا ابن لهيعة عن عبد الله بن هبيرة عن عبد الرحمن بن مربح الخولاني قال: سمعت أبا قيس مولى عمرو بن العاص يقول: سمعت عبد الله بن عمرو يقول ...فذكره.

ثم قال أحمد(۱۸۷/۲) حدثنا حسن بن موسى: حدثنا ابن لهيعة به، إلا أنه قال ":عن ابن مريح مولى عبد الله بن عمرو أنه سمع عبد الله بن عمرو يقول " ...فذكره موقوفا، كالذي قبله، وفيه الزيادة، ودون قوله " :فليقل ." ...

قلت: كذا قال في هذه الرواية، أسقط (أبا قيس مولى عمرو بن العاص) كما أسقط اسم (ابن مريح) ، وجعله مولى عبد الله بن عمرو، وهو في الرواية الأولى مولى أبيه (عمرو بن العاص) ، وهذا كله من تخاليط ابن لهيعة، وسوء حفظه الذي طرأ عليه بعد احتراق كتبه.

ويحيى بن إسحاق وحسن بن موسى: لم يذكرهما أحد -فيما علمت- فيمن روى عنه قبل احتراق كتبه، كالعبادلة الذين صرح بعض الحفاظ بصحة حديثهم عنه -كما ذكرنا ذلك مرارا في غير ما موضع-.

وإن من تخاليط ابن لهيعة: قوله في هذا الحديث: "صلى الله عليه وملائكته سبعين صلاة!" فإن المحفوظ في سائر الأحاديث ... "صلى الله عليه بها عشرا". وهو بهذا العدد يكاد يكون متواترا، فقد جاء من حديث: ۱- أبي هريرة ۲- وأنس بن مالك ۳- وعمر بن الخطاب ۴- وعبد الرحمن بن عوف ۵- وعمار بن ياسر ۶- وعمير البدري ۷- وعبد الله بن عمرو أيضا ۸- ويعقوب بن زيد التيمي مرسلا. وغيرهم.

وهي مخرجة في كتب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، فانظرها -مثلا- في "جلاء الأفهام" لابن القيم (ص ۱۷، ۲۵، ۲۸ ـــ ۳۱، ۳۳، ۴۰، ۵۵، ۶۱، ۶۲، ۶۴، ۶۵)وأصحها حديث أبي هريرة، وهو مخرج في "صحيح أبي داود(۱۳۶۹) "وحديث ابن عمرو، وهو مخرج في "الإرواء (۲۴۲/۱/ ۲۵۹)" و "صحيح أبي داود (۵۳۶) "وفي رواة حديثه ابن لهيعة ..متابع عند أبي داود.

من أجل ذلك كله؛ لم تطمئن النفس لقول المنذري في "الترغيب (۲۷۹/۲) ":"رواه أحمد بإسناد حسن ."

وإن تبعه الهيثمي(۱۶۰/۱۰)والسخاوي في "القول البديع (ص۷۷)"وأحمد شاكر في تعليقه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ہر دن میں تین مرتبہ اور ہر رات میں تین مرتبہ محبت اور شوق کے ساتھ درود پڑھا، تو اللہ پر یہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

على "المسند (۱۴۱/۵۱)"ومن ليس فى العير ولا فى النفير !أمثال المعلقين الثلاثة على "الترغيب (۴۹۳/۲)"

ولم يقنع الشيخ أحمد رحمه الله بالتحسين فقط؛ بل رأيته قد صرح فى تعليقه على الموضع الثانى من "المسند "فقال (۳۹/۱۱) "إسناده صحيح !"

وما هذا وذاك منه إلا على قاعدته التى أقامها على الاعتداد بابن لهيعة، وتقويته لحديثه، غير آبه بما عليه الحفاظ المحققون من التفريق بين ما رواه العبادلة، وما رواه غيرهم عنه؛ فضلا عن أقوال الحفاظ الآخرين الذين أطلقوا القول فى تضعيفه، ووصفوه بالتخليط فى حديثه !وقال الحافظ الذهبى النقاد فى ترجمته من "تاريخ الإسلام(۲۲۴/۱۱)"

"قلت :ومناكيره جمة، ومن أردئها ." ... ثم ساق له الحديث الآتى عقب هذا : "ادعوا لى أخى ... ."فى فضل على رضى الله عنه.

وقال الحافظ فى آخر ترجمته من "التهذيب ":"ومن أشنع ما رواه ابن لهيعة :ما أخرجه الحاكم فى "المستدرك "من طريقه عن أبى الأسود عن عروة عن عائشة قالت :مات رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذات الجنب.انتهى .

وهذا مما يقطع ببطلانه؛ لما ثبت فى "الصحيح "أنه قال؛ لما لدوه ":لم فعلتم هذا؟ ."قالوا: خشينا أن يكون بك ذات الجنب، فقال ":ما كان الله ليسلطها على ."وإسناد الحاكم إلى ابن لهيعة صحيح، والآفة فيه من ابن لهيعة، فكأنه دخل عليه حديث فى حديث ."

قلت :والحاكم نفسه حينما أخرجه (۴۰۵/۴)إنما رواه ليبين وهاءه -على خلاف عادته -؛ فإنه قال: "إسناده واه ."وأيده الذهبى بقوله : "لم يصح ."ذكر ذلك عقب الحديث الصحيح الذى ذكره الحافظ، وهو مخرج فى "الصحيحة "برقم(۳۳۳۹)

وحديث ابن لهيعة :رواه أيضا أبو يعلى (۲۵۸/۸)والطبرانى فى "المعجم الأوسط(۴۴۱/۹- ۴۴۲) "وقال: "لم يروه عن أبى الأسود إلا ابن لهيعة ."

قلت :وبه أعله الهيثمى (۳۴/۹)فقال: "وفيه ابن لهيعة، وفيه ضعف ."

(تنبيه) : قول الحافظ المتقدم " :ثبت فى الصحيح "يوهم -فى الاصطلاح العام -أنه فى "الصحيحين "أو أحدهما، وليس كذلك!؛انما أخرجا أصله، وليس فيه قوله صلى الله عليه وسلم: "ما كان الله ليسلطها على ."

ولذلك خرجه الحافظ فى "الفتح(۱۴۸/۸) "من رواية ابن سعد وغيره نحوه، وقد وقع فى هذا الوهم صراحة المعلق على "مسند أبى يعلى(۳۵۴/۸) "فعزاه لـ "الصحيحين "وغيرهما - !كما ستراه فى "الصحيحة "إن شاء الله تعالى .-

ثم إن حديث الترجمة قد جاء من رواية عبد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: "من صلى على صلاة؛ صلى الله وملائكته عليه عشرا، فليكثرعبد أو ليقل ."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حق ہوجائے گا کہ اس کے اس رات اور دن کے گناہ معاف فرمادے۔ [1]

مگر اس حدیث کو محدثین نے سند کے اعتبار سے منکر اور بعض نے اس حدیث کے متن کو باطل قرار دیا ہے۔ [2]

(۲۱)

صبح وشام دس مرتبہ درود پڑھنے پر حصولِ شفاعت کی حدیث

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخرجه ابن أبی عاصم فی "الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم (۳۴/۳۳)"وعبد الله ابن عمر -وهو :العمری المکبر -وإن کان ضعیفا؛ فالحدیث حسن علی الأقل بشاهدین له مخرجین فی "الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم، لإسماعیل القاضی (رقم ۳،۶)فهو مما یؤکد شذوذ ابن لهیعة فی قوله " :سبعین ."(سلسلة الاحادیث الضعیفة، تحت رقم الحدیث ۶۲۲۷)

[1] حدثنا محمد بن أشکیب أبو جعفر، حدثنا یونس بن محمد، قال :حدثنا الفضل بن عطاء ، عن الفضل بن شعیب، عن أبی منصور، عن أبی معاذ، عن أبی کاهل، قال :قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم) :(واعلمن یا أبا کاهل من صلی علی کل یوم ثلاث مرات وکل لیلة ثلاث مرات حبا وشوقا إلی کان حقا علی الله أن یغفر له ذنوبه تلک اللیلة وذلک الیوم(کتاب الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم لابی بکر بن أبی عاصم، رقم الحدیث ۶۲)

[2] قال الهیثمی: رواه الطبرانی، وفیه الفضل بن عطاء ذکره الذهبی، وقال :إسناده مظلم(مجمع الزوائدج۴،ص ۲۱۹ ،باب وصیة رسول الله صلی الله علیه وسلم)

و قال المنذری: رواه ابن أبی عاصم والطبرانی فی حدیث طویل إلا أنه قال حقا علی الله أن یغفر له بکل مرة ذنوب حول . وهو بهذا اللفظ منکر وأبو کاهل أحمسی وقیل بجلی یقال اسمه عبد الله بن مالک وقیل قیس بن عائذ وقیل غیر ذلک والله أعلم(الترغیب والترهیب، تحت رقم الحدیث ۲۵۸۰، کتاب الذکر والدعاء الترغیب فی الإکثار من ذکر الله)

و قال فی موضع آخر: رواه الطبرانی وهو بجملته منکر (الترغیب والترهیب،کتاب التوبة والزهد الترغیب فی التوبة والمبادرة بها وإتباع السیئة الحسنة)

و قال السخاوی: اخرجه ابن أبی عاصم فی فضل الصلاة له والطبرانی والعقیلی فی أثناء حدیث طویل وفیه کان حقاً علی الله أن یغفر له بکل مرة ذنوب حول وقال العقیلی فیه نظر وقال ابن عبد البر أنه منکر وکذا قاله المنذری أنه منکر بهذا اللفظ، وقال صاحب المیزان سنده مظلم والمتن باطل (القول البدیع للسخاوی،ج ا ،ص ۱۲۳ ، الباب الثانی)

''صبح اور شام دس دس مرتبہ درود شریف پڑھنے والے کو قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل ہوگی''

اگرچہ اس حدیث کی سند کو بعض حضرات نے جید قرار دیا ہے، لیکن دیگر حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] وعن أبى الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على حين يصبح عشرا وحين يمسى عشرا أدركه شفاعتى يوم القيامة.

قال الهيثمى: رواه الطبرانى باسنادين واسناد أحدهما جيد ورجاله وثقوا.(مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۲۰)

و قال المنذرى:رواه الطبرانى بإسنادين أحدهما جيد (الترغيب والترهيب،تحت حديث رقم ۹۸۷)

و قال العراقى: رواه الطبرانى من حديث أبى الدرداء بلفظ "من صلى على حين يصبح عشرا وحين يمسى عشرا أدركته شفاعتى يوم القيامة "وفيه انقطاع .(تخريج احاديث الاحياء للعراقى تحت حديث رقم ۱۱۷۳)

و قال الالبانى: (من صلى على حين يصبح عشرا، وحين يمسى عشرا؛ أدركته شفاعتى يوم القيامة) . ضعيف .أخرجه الطبرانى فى (المعجم الكبير) من طريق إبراهيم بن محمد ابن زياد الألهانى قال : سمعت خالد بن معدان يحدث عن أبى الدرداء قال . . .:فذكره مرفوعا؛ كما فى)(جلاء الأفهام() لابن قيم الجوزية (ص ـ ۲۵۰ طبع مكتبة أنصار السنة) ، وسكت عنه؛ لأنه ساقه بإسناده لينظر فيه، ففعلت، فتبين أنه ضعيف؛ خلافا لقول المنذرى فى (الترغيب ۱/۲۳۲)(رواه الطبرانى بإسنادين، أحدهما جيد)! وتبعه على ذلك الهيثمى فى (المجمع۱۰/۱۲۰)وزاد : (ورجاله وثقوا) ! وقلدهما المعلقون الثلاثة على (الترغيب ۱/۵۱۵)! قلت :وفيه علتان: الأولى :أشار إليها الهيثمى بقوله المذكور :(وثقوا) ! وهى :إبراهيم بن محمد الألهانى؛ فقد أورده البخارى فى (التاريخ ۱/۱/۳۲۳)وابن أبى حاتم(۱/۱/۱۲۷)برواية اثنين من الثقات، ولم يذكرا فيه جرحا ولا تعديلا . وذكره ابن حبان فى (الثقات۶/۱۷)برواية أحدهما .وهناك عنه راو ثالث وهو بقية بن الوليد، روى عنه هذا الحديث مصرحا بالتحديث، والسند إليه صحيح . العلة الثانية :الانقطاع بين خالد بن معدان وأبى الدرداء ، وبها أعله الحافظ العراقى؛ فقال فى (تخريج الإحياء ۱/۳۳۴)(رواه الطبرانى، وفيه انقطاع).

وأقره الحافظ الناجى فى كتابه (عجالة الإملاء ص ـ ۹۶ مخطوط) ، ثم الزبيدى فى (شرح الإحياء ۵/۱۳۲)ومن قبلهما الحافظ السخاوى فى(القول البديع) ؛ فقال (ص ۹۱) (رواه الطبرانى بإسنادين، أحدهما جيد؛ لكن فيه انقطاع؛ لأن خالدا لم يسمع من أبى الدرداء ، وأخرجه ابن أبى عاصم أيضا، وفيه ضعف). وأشار إلى الانقطاع فى ترجمة (خالد) من (التهذيب) ، والعلائى فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲۲)

دس مرتبہ درود پڑھنے پر اللہ کی ناراضگی سے امن کی حدیث

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود پڑھنے سے اللہ کی ناراضگی سے امن واجب ہوجاتا ہے''

مگر اس حدیث کو بعض اہلِ علم حضرات نے سند کے اعتبار سے منکر قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾(جامع التحصيل ۲۰۶)ثم نقل عن الإمام أحمد أنه قال فيه : (لم يسمع من أبى الدرداء). (تنبيه) : لم يطبع بعد أحاديث أبى الدرداء من (المعجم الكبير) للطبرانى .فنقلته بإسناده من كتاب (الجلاء) ،وذلك من فوائده، وقدر لى أننى نقلته عند تخريجه من طبعة دار الكتب العلمية (ص۲۳۴) ، وقد وقع فيها اسم تابعيه (محمد بن معدان) ، فجرى التخريج عليه، ثم لفت نظرى أحد الإخوان لى أنه فى طبعة أنصار السنة (خالد بن معدان) ، فوجدته مطابقا لما كنت نقلته فى آخر التخريج عن (القول البديع) فاعتمدته، وعدلت التخريج عليه .والله الهادى(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۵۷۸۸)

[1] قال الالبانى: (قال جبريل :يا محمد !إن الله يقول :من صلى عليك عشر مرات؛ استوجب الأمان من سخطه).

منكر. أخرجه الذهبى فى "سير أعلام النبلاء (۲۹۶/۱۳)"بإسناده عن بقى ابن مخلد :حدثنا هانء بن المتوكل عن معاوية بن صالح عن رجل عن مجاهد عن على رضى الله عنه قال :لو أنى أنسى ذكر الله ما تقربت إلى الله إلا بالصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ... :فذكره قلت :وهذا إسناد ضعيف، سكت عنه الذهبى لظهور ضعفه، وله علتان : الأولى :جهالة الرجل الذى لم يسم، وبه أعله المعلق على "السير"؛ فقصر . والأخرى: ضعف هانء بن المتوكل، قال الذهبى فى "الميزان :" "عمر دهرا طويلا -لعله أزيد من مائة سنة - ومات سنة اثنتين وأربعين ومائتين، قال ابن حبان :كان تدخل عليه المناكير، وكثرت؛ فلا يجوز الاحتجاج به بحال .فمن مناكيره ." ... ثم ساق له ثلاثة مناكير، تقدم اثنان منها برقم(۱۰۷۷ ص ۱۵۲۲)والثالث هو الآتى بعده .وليس شىء منها عند ابن حبان، خلافا لما يشعر به كلام الذهبى.

ولعل أصل الحديث ما أخرجه البخارى فى "التاريخ(۳۶۰/۲/۱) "من حديث أنس :قال النبى صلى الله عليه وسلم":قال جبريل :من صلى عليك؛ له عشرحسنات ." وهو -وإن كان إسناده ضعيفا -؛ فله شواهد يتقوى بها من حديث عبد الرحمن ابن عوف، والبراء بن عازب، وأبى بردة بن نيار، وأبى طلحة الأنصارى، وهى مخرجة فى "الترغيب والترهيب(۲۷۸/۲ - ۲۷۹) "وبعضها فى "فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم "لإسماعيل القاضى (ص ۶ -۷) (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۲۲۶۰)

(۲۳)

دن رات میں درود کی کثرت سے متعلق ایک حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک لمبی حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

’’آپ دن رات میں کثرت سے درود پڑھیے، اگر آپ درود پڑھتے ہوئے فوت ہو گئے، تو فرشتے آپ پر درود پڑھیں گے‘‘

مگر علامہ بوصیری نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [۱]

---

[۱] وعن أنس بن مالک -رضی الله عنه -قال(خدمت رسول الله -صلی الله علیه وسلم -وأنا ابن ثمان سنین (فکان) أول ما علمنی أن قال لی :یا بنی حکم وضوء ک لصلاتک تحبک حفظتک ویزاد فی عمرک یا بنی یا أنس الغسل من الجنابة فبالغ فیها فإن تحت کل شعرة جنابة .

قال :قلت :یا رسول الله (وکیف أبالغ فیها؟ قال :روی أصول الشعر وأنق بشرتک تخرج من مغتسلک وقد غفر لک کل ذنب یا بنی لا تفوتک رکعتی الضحی فإنها صلاة الأوابین .

یا بنی وأکثر الصلاة فی اللیل والنهار فإنک ما دمت فی صلاة فإن الملائکة تصلی علیک.

یا بنی وإذا قمت فی الصلاة فانصب نفسک لله فإذا رکعت فاجعل راحتیک علی رکبتیک وفرج بین أصابعک وارفع عضدک عن جنبیک وإذا رفعت رأسک من الرکوع فقم حتی یرجع کل عضو إلی مکانه وإذا سجدت فألزق وجهک بالأرض ولا تنقر نقر الغراب ولا تبسط ذراعیک بسط الثعلب فإذا رفعت رأسک فلا تقعی کما یقعی الکلب ضع ألیتیک بین قدمیک والزق ظاهر قدمیک بالأرض فإن الله لا ینظر إلی صلاة عبد لا یتم رکوعها وسجودها وإن استطعت أن تکون علی وضوء من یومک ولیلتک فان یأتک الموت وأنت علی ذلک لم تفتک الشهادة یا بنی وإذا دخلت بیتک فسلم تکثر برکتک وبرکة بیتک یا بنی وإذا خرجت لحاجة فلا یقعن بصرک علی من أهل دینک إلا سلمت علیه تدخل حلاوة الإیمان قلبک وإن أصبت ذنبا فی مخرجک رجعت وقد غفر لک یا بنی ولا تبیتن ولا تصبحن یوما وفی قلبک غش لأحد من أهل الإسلام فإن هذا أمرسنتی ومن أخذ بسنتی فقد أحبنی ومن أحبنی فهو معی فی الجنة یا بنی فإذا عملت بهذا وحفظت وصیتی فلا یکونن شیء أحب إلیک من الموت فإن فیه راحتک ."

رواه أحمد بن منیع بسند ضعیف لضعف العلاء أبی محمد الثقفی ومحمد بن یحی بن أبی عمر بسند فیه راو لم یسم (إتحاف الخیرة المهرة بزوائد المسانید العشرة للبوصیری، رقم الحدیث ۷۱۹۴، ج۴، ص ۴۰۴)

(۲۴)

سو مرتبہ درود پڑھنے پر نفاق اور جہنم سے برائت لکھے جانے کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے طبرانی میں یہ حدیث مروی ہے کہ:

''جو شخص سو مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے، تو اللہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نفاق اور جہنم سے برائت کو لکھ دیتا ہے، اور اللہ اس کو قیامت کے دن شہداء کے کے مرتبے میں اتارے گا'' [۱]

مگر محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف اور منکر ہے۔ [۲]

---

[۱] حدثنا محمد بن مسلم، نا إبراهيم بن سلم بن رشيد بن الفاخر الهجيمي، ثنا عبد العزيز بن قيس بن عبد الرحمن، نا حميد الطويل، عن أنس بن مالک قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشرا، ومن صلى على عشرا صلى الله عليه مائة، ومن صلى على مائة كتب الله بين عينيه :براء ة من النفاق، وبراء ة من النار، وأسكنه الله يوم القيامة مع الشهداء .
لم يرو هذا الحديث عن حميد إلا عبد العزيز بن قيس، تفرد به :إبراهيم بن سلم "(المعجم الأوسط،للطبراني ، رقم الحديث ۷۲۳۵)

[۲] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الصغير والأوسط، وفيه إبراهيم بن سالم بن شبل الهجيمي ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث۱۷۲۹۸ ، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره)

و قال الالباني: (من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشرا، ومن صلى على عشرا صلى الله عليه مئة.
ومن صلى على مئة كتب الله بين عينيه :براء ة من النفاق، وبراء ة من النار، وأسكنه الله يوم القيامة مع الشهداء). منكر دون الجملة الأولى.
أخرجه الطبراني في "المعجم الأوسط(۷۲۳۱/۱/۱۱۵/۸) "و "المعجم الصغير ـ ۱۸۶ هند) "من طريق ابراهيم بن سلم بن رشيد الهجيمي البصرى :ثناعبد العزيز بن قيس بن عبد الرحمن عن حميد الطويل عن أنس بن مالک مرفوعا .وقال: "لم يروه عن حميد إلا عبد العزيز بن قيس، تفرد به إبراهيم بن سلم ." قلت :وهو غير معروف، وبه أعله المنذرى؛ فقال في "الترغيب(۲۷۸/۲) "بعدما عزاه لـ "المعجمين :" "وفي اسناده إبراهيم بن سالم !(بن شبل !) الهجيمي، لا أعرفه بجرح ولا عدالة ." وكذا قال الهيثمي (۱۶۳/۱۰)الا أنه لم يقل :(بجرح ولا عدالة).

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲۵)

سومرتبہ درود پڑھنے پر ہزار حاجات پوری ہونے کی حدیث

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأقرهما السخاوى فى "القول البديع "(ص ۷۷ـ ۷۸) . ثم قال الهيثمى: "وبقية رجاله ثقات !" كذا قال !و (عبد العزيز بن قيس بن عبد الرحمن) : لم يوثقه أحد، وأظن أنه التبس عليه بـ (عبد العزيز بن قيس العبدى) ؛ فإنه وثقه ابن حبان (۱۲۴/۵)وقال أبو حاتم فيه: "مجهول"، أو أنه ظنهما واحدا؛ فإن كلا منهما بصرى، فقد سبق إلى هذا، فقد ساقه المزى عقب هذا الأول، وقال":ذكرته تمييزا بينهما، وقد خلط بعضهم إحدى هاتين الترجمتين بالأخرى، والصواب التفريق بينهما -كما ذكرنا ." -وتبعه الحافظ العسقلانى فى "تهذيبه "وقال: "وهو متأخر الطبقة عن الذى قبله جدا ."ولذلک قال فى الأول من "التقريب :" "مقبول، من الرابعة ."وفى الآخر ":مقبول، من الثامنة ." إذا عرفت هذا؛ فاعلم أننى حكمت على الحديث بالنكارة؛ لتفرد هذا الإسناد المجهول بهذا السياق من جهة، ولمخالفته لكل الأحاديث الأخرى فى فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، ما صح إسناده منها وما لم يصح من جهة أخرى، وقد استقصاها الحافظ السخاوى فى " القول البديع "، إلا أنه ساق (ص ۸۱ ـ ۸۲) عن ابن عباس رضى الله عنهما عن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم -الأكابر -قالوا :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

"من صلى على صلاة واحدة؛ صلى الله عليه عشرا، ومن صلى على عشرا؛ صلى الله عليه مئة، ومن صلى على مئة؛ صلى الله عليه ألفا ومن صلى على ألفا؛ زاحمت كتفه كتفى على باب الجنة ." وقال السخاوى عقبه":ذكره صاحب "الدر المنظم "؛ لكنى لم أقف على أصله إلى الآن، وأحسبه موضوعا ."قلت :وهو ظاهر الوضع والبطلان. واستثنيت الجملة الأولى؛ لثبوتها من طريق أخرى عن أنس رضى الله عنه عند ابن حبان والحاكم وغيرها بسند صحيح .وهو فى "صحيح مسلم " وغيره من حديث أبى هريرة -وهو مخرج فى "صحيح أبى داود(۱۳۶۹) " ومن حديث ابن عمرو أيضا -وهو مخرج فى "الإرواء "فى الحديث (۲۴۲) (تنبيه) : وقع (سلم) .. هكذا فى " الأوسط "، وكذا فى "تهذيب "المزى والعسقلانى .ووقع فى "الصغير :"(سالم) ، وكذا عند المنذرى، والهيثمى، والسخاوى. ووقع عند هؤلاء الثلاثة مكان (رشيد) : (شبل) - كما تقدم -، وهو خطأ مخالف لـ "المعجمين "و "التهذيبين ."ويبدو أنه من المنذرى قلده الآخران!

ووقع فى "المجمع " :"سالم بن سلم " ت وعلى الهامش" :فى نسخة :شبل !"

ومر المعلقون الثلاثة على النص الأول، فنقلوه فى التعليق على "الترغيب(۲/ ۴۹۱) "كما وجدوه !ولم يعرجوا على ما فى الهامش للتحقيق الذى يزعمونه(سلسلة الأحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۶۸۵۲)

ہر دن رات میں سو مرتبہ درود بھیجا، تو اس پر اللہ تعالیٰ دو ہزار مرتبہ درود بھیجے گا، اور اس کی ہزار حاجتیں پوری فرمائے گا، جن میں سے سب سے آسان یہ ہے کہ اس کو جہنم سے آزاد فرمادے گا۔ [1]

مگر اس حدیث کو محدثین نے باطل اور من گھڑت و بے بنیاد قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] عن أبی وائل عن عبد الله .عن النبی صلی الله علیه وسلم عن جبریل عن میكائیل عن إسرافیل عن الرفیع عن اللوح المحفوظ عن الله تعالى :أنه أظهر فی اللوح أن یخبر الرفیع وأن یخبر الرفیع إسرافیل وأن یخبر إسرافیل میكائیل وأن یخبر میكائیل جبریل وأن یخبر جبریل محمدا صلی الله علیه وسلم، أنه من صلی علیک فی الیوم واللیلة مائة مرة صلیت علیه ألفی صلاة، ویقضی له ألف حاجة أیسرها أن یعتقه من النار(تاریخ بغداد، ج۲ص۲۴۷، تحت الترجمة محمد بن الحسین بن إبراهیم بن محمد، أبو بكر الوراق، یعرف بابن الخفاف، رقم الترجمة ۷۱۹)

[2] قال الشیخ أبو بكر :هذا الحدیث باطل الإسناد، والرجال المذكورون فی إسناده كلهم معروفون سوی الصائغ، ونری أن ابن الخفاف اختلق اسمه وركب الحدیث علیه، ونسخة بشر بن موسى عن المقرء، والله اعلم(تاریخ بغداد، حواله بالا)

وقال السخاوی:وعن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی -صلی الله علیه وسلم -عن جبریل عن میكائیل عن اسرافیل عن اللوح المحفوظ عن الله عز وجل أنه أظهر فی اللوح المحفوظ أن یخبر الرفیع وأن یخبر الرفیع إسرافیل وأن یخبر إسرافیل میكائیل وأن یخبر میكائیل جبریل وأن یخبر جبریل محمداً -صلی الله علیه وسلم -أنه من صلی علیک فی الیوم واللیلة مائة مرة صلیت علیه ألفی صلاة وتقضی له ألف حاجة أیسرها أن یعتق من النار، أخرجه ابن الجوزی من طریق الخطیب ونقل عنه أنه قال هذا حدیث باطل بهذا الإسناد (القول البدیع للسخاوی، ص ۱۳۰، الباب الثانی)

وقال ابن الجوزی:عن أبی وائل عن عبدالله عن النبی صلی الله علیه وسلم عن جبریل عن میكائیل عن إسرافیل عن الرفیع عن اللوح المحفوظ عن الله تعالى " :أنه أظهر فی اللوح المحفوظ أن یخبر الرفیع ، وأن یخبر الرفیع إسرافیل وأن یخبر إسرافیل میكائیل وأن یخبر میكائیل جبریل وأن یخبر جبریل محمدا بأنه من صلی علیک فی الیوم واللیلة مائة مرة صلیت علیه ألفی صلاة وتقضی له ألف حاجة ، أیسرها أن یعتق من النار . "قال الخطیب :هذا الحدیث باطل بهذا الاسناد والرجال المذكورون فی إسناده كلهم معروفون سوی ابن الصائغ .وتری أن ابن الخفاف اختلف إسناده وركب الحدیث علیه ، ونسخة بشر بن موسى عن المقری معروفة ولیس هذا فیها ، وقد روی عن المقری من طریق مظلم :حدثنیه أبو صالح أحمد بن عبدالملک النیسابوری قال أخبرنی أبو سعید الحسن بن علی بن شهاب القرموبی قال حدثنا عبدالله بن محمد بن محمد بن فورک قال حدثنا أبی قال حدثنا أبو میسرة عزاز بن عبدالله بن عزاز البصری قال حدثنا علی بن محمد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲۶)

سومرتبہ درود کے سو مقبول صدقوں کے برابر ہونے کی حدیث

امام سخاوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

’’جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دن میں سو مرتبہ درود پڑھا، تو اس کے لئے اللہ دس ہزار نیکیاں لکھے گا، اور اس کے دس ہزار گناہ معاف کردے گا، اور اس کو سو مقبول صدقوں کا ثواب عطا فرمائے گا، اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے گا، اور پھر اس کا درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اسی طریقہ سے درود بھیجیں گے، جس طریقہ سے اس نے درود بھیجا تھا، اور جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم درود بھیجیں، اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل ہوگی‘‘

مگر اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ سخاوی نے خود ہی اس کے بارے میں صحیح نہ ہونے کا حکم لگایا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الجنديسابورى قال حدثنا القاسم بن دهشم قال حدثنا أبو عبد الرحمن المقرى قال حدثنا المسعودى عن عاصم عن زر عن ابن مسعود عن النبى صلى الله عليه وسلم عن جبريل عن ميكائيل عن إسرافيل عن الرفيع عن اللوح المحفوظ عن الله عزوجل وساق الحديث .قال الخطيب :من هنا أخذه الخفاف وألزقه على الصائغ(الموضوعات لابن الجوزى، ص ۳۰۲، باب فى الصلاة عليه) وقال الشوكانى:حديث " :من صلى عليك فى اليوم والليلة مائة مرة، صليت عليه ألفى صلاة، ويقضى له ألف حاجة، أيسرها أن يعتقه من النار ." رواه الخطيب عن ابن مسعود مرفوعا :وقال: باطل . وقال فى الميزان :موضوع المتن والإسناد(الفوائد المجموعة للشوكانى، رقم الحديث ۱۵ ، كتاب الفضائل، باب فضائل النبى صلى الله عليه وآله وسلم)

[1] وعن أنس، رفعه من صلى على فى يوم مائة مرة كتب الله له بها ألف ألف حسنة ومحا عنه ألف ألف سيئة وكتب الله له مائة صدقة مقبولة ومن صلى على ثم بلغتنى صلاته صليت عليه كما صلى على ومن صليت عليه نالته شفاعتى رواه أبو سعد فى شرف المصطفى واحسبه لا يصح (القول البديع ، ص ۱۳۳ ، الباب الثانى :فى ثواب الصلاة على رسول الله -صلى الله عليه وسلم)

(۲۷)

عرفات میں سومرتبہ مخصوص طریقہ پر درود کی حدیث

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

’’جو مسلمان بھی عرفہ کی شام کو میدانِ عرفات میں قبلہ رُو کھڑے ہو کر سو مرتبہ یہ پڑھتا ہے کہ:

لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

پھر سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے، پھر سو مرتبہ یہ درود پڑھتا ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَعَلَيْنَا مَعَهُم.

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کا بدلہ کیا ہے؟ جس نے میری تسبیح بیان کی، اور میری تہلیل (اور وحدانیت) کی، اور میری تکبیر بیان کی، اور میری تعظیم بیان کی، اور میری معرفت بیان کی، اور میری تعریف کی، اور میرے نبی پر درود بھیجا؟ فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں نے اس کی مغفرت کردی، اور میں نے اس کو شفاعت کا حق دے دیا، اور اگر میرا یہ بندہ پورے میدانِ عرفات والوں کی شفاعت کرے، تو میں اس کو قبول کرلوں گا‘‘۔ [۱]

---

[۱] أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ، حدثنا أبو جعفر أحمد بن عبيد بن إبراهيم الأسدى الحافظ بهمدان، حدثنا على بن الحسن بن عبد الصمد الطيالسى .علان الحافظ، حدثنا أبو إبراهيم الترجماني، حدثنا عبد الرحمن بن محمد الطلحى، حدثنا عبد الرحمن بن محمد المحاربى، عن محمد بن سوقة، عن محمد بن المنكدر، عن جابر بن عبد الله، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :ما من مسلم يقف عشية عرفة بالموقف فيستقبل القبلة بوجهه، ثم يقول :لا إله إلا الله وحده لا شريک له، له

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر امام بیہقی نے اس حدیث کو نقل کر کے فرمایا کہ اس حدیث کا متن غریب ہے، اور اس کی سند کو دیگر اہلِ علم نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الملک وله الحمد وهو على كل شيء قدير مائة مرة، ثم يقرأ قل هو الله أحد مائة مرة، ثم يقول :اللهم صل على محمد كما صليت على إبراهيم وآل إبراهيم إنک حميد مجيد، وعلينا معهم مائة مرة إلا قال الله تعالى :يا ملائكتى ما جزاء عبدى هذا؟، سبحنى، وهللنى، وكبرنى، وعظمنى، وعرفنى، وأثنى على، وصلى على نبيى، اشهدوا ملائكتى أنى قد غفرت له، وشفعته فى نفسه، ولو سألنى عبدى هذا لشفعته فى أهل الموقف كلهم "(شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۳۷۸۰)

[1] قال البيهقى:قال الشيخ احمد: هذا متن غريب وليس فى اسناده من ينسب الى الوضع، والله اعلم(شعب الايمان للبيهقى، حواله بالا)

و قال ابن عراق الكنانى: أخرجه البيهقى فى الشعب وقال متن غريب وليس فى إسناده من ينسب إلى الوضع وأورده الحافظ ابن حجر فى أماليه وقال رواته كلهم موثوقون إلا عبد الرحمن بن محمد الطلحى فإنه مجهول انتهى (تنزيه الشريعة ، ج۲، ص ۱۷۱،كتاب الحج، الفصل الثانى)

وقال الالبانى: ضعيف.أخرجه ابن عساكر فى "جزء فضل عرفة ط (۱/۲ ـ ۴/۵)من طريق البيهقى، بسنده عن عبد الرحمن بن محمد الطلحى :حدثنا عبد الرحمن بن محمد المحاربى عن محمد بن سوقة عن محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله مرفوعا .وقال البيهقى: "هذا متن غريب، وليس فى إسناده من ينسب إلى الوضع ."وقال الحافظ ابن حجر فى "أماليه"؛ كما فى "اللآلى(۲/۷۰)" "رواته كلهم موثقون؛ إلا الطلحى؛ فإنه مجهول !" قلت :لم أر من وصفه بالجهالة، وأنا أظنه الذى فى "الجرح والتعديل(۲/۲/۲۸۱)":" "عبد الرحمن بن محمد بن طلحة بن مصرف .روى عن أبيه. روى عنه يحيى بن آدم .سألت أبى عنه؟ فقال :ليس بالقوى ." ونقله عنه -باختصار -الذهبى فى "الميزان"، والحافظ فى "اللسان." وقد تابعه أحمد بن ناصح :حدثنا المحاربى به نحوه. أخرجه الديلمى، وابن النجار من طريقين عنه به . وأحمد بن ناصح -وهو المصيصى -صدوق، فبرئت ذمة الطلحى منه .وقد أشار إلى ذلک أحد رواته عند ابن النجار -وهو أبو بكر محمد بن أحمد بن مهران البغدادى الحافظ -، فقال عقبه: "تفرد به المحاربى عن محمد بن سوقة." قلت :والمحاربى -وإن كان أخرج له الشيخان -؛ فقد قال أحمد: "كان يدلس ."وقد عنعنه فى رواية البيهقى عن الطلحى، وكذا فى رواية ابن النجار عن بن ناصح، بخلاف رواية الديلمى عنه؛ فقد صرح فيها بالتحديث، وكذلک فى نقل السيوطى للحديث عن البيهقى . فإن كان محفوظا؛ فالحديث ثابت . والله أعلم.

ثم رأيت الحديث فى "الشعب(۳/۴۶۳/۴۰۷۴)"من طريق الطلحى عن المحاربى معنعنا؛ فهى العلة (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۵۱۰۴)

(۲۸)

ہزار مرتبہ درود پڑھنے پر جنت کا ٹھکانہ دیکھنے کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس نے کسی دن یا خاص جمعہ کے دن ہزار مرتبہ درود پڑھا، تو وہ اس وقت تک فوت نہ ہوگا، جب تک اپنے جنت کے ٹھکانہ کو نہ دیکھ لے۔ [1]

مگر اس حدیث کی سند منکر اور شدید ضعیف قرار دی گئی ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا عثمان بن أحمد بن يزيد، حدثنا محمد بن أحمد العبدى، حدثنا محمد بن عبد العزيز الدينورى، حدثنا قرة بن حبيب القشيرى، حدثنا الحكم بن عطية، عن ثابت، عن أنس بن مالك، رضى الله عنه، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من صلى على فى يوم ألف مرة، لم يمت حتى يرى مقعده من الجنة(امالى ابن سمعون الواعظ، رقم الحديث ۵۶)

حدثنا عمر، نا عثمان بن أحمد، أنا محمد بن أحمد بن البراء ، أنا محمد بن عبد العزيز الدينورى، أنا قرة بن حبيب القنوى، أنا الحكم بن عطية، عن ثابت، عن أنس بن مالك، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من صلى على فى يوم ألف مرة، لم يمت حتى يرى مقعده من الجنة(الترغيب فى فضائل الاعمال لابنِ شاهين، رقم الحديث ۱۹)

أخبرنا محمد بن عبد الله الكاذى، ثنا الحسين بن محمد الهاشمى، ثنا عبد الله بن يعقوب القساملى، ثنا محمد بن أستاذ، ثنا جعفر بن محمد بن الحسن، ثنا محمد بن عبد الله بن سنان القزاز البصرى، ثنا قرة بن حبيب، ثنا الحكم بن عطية، ثنا ثابت، عن أنس بن مالك -رضى الله عنه -قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:(من صلى على فى يوم الجمعة ألف مرة لم يمت حتى يرى مقعده من الجنة)(الترغيب والترهيب لقوام السنة للاصبهانى، رقم الحديث ۱۰ ۹)

[2] قال السخاوى:وعن أنس بن مالك رضى الله عنه قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -من صلى على فى يوم ألف مرة لم يمت حتى يرى مقعده فى الجنة رواه ابن شاهين فى تغربيه وغيره وابن بشكوال من طريقه وابن سمعون فى أماليه وهو عند الديلمى من طريق أبى الشيخ الحافظ وأخرجه الضياء فى المختارة وقال لا أعرفه إلا من حديث الحكم بن عطية، قال الدارقطنى حدث عن ثابت أحاديث لا يتابع عليها وقال أحمد لا بأس به إلا أن أبا داود الطيالسى روى عنه أحاديث منكرة قال وروى عن يحيى بن معين أنه قال هو ثقة .قلت وقد رواه غير الحكم وأخرجه أبو الشيخ من طريق حاتم بن ميمون عن ثابت ولفظه لم يمت حتى يبشر بالجنة وبالجملة فهو حديث

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک موقوف روایت میں جمعہ کے دن ہزار مرتبہ اس درود کے پڑھنے کا حکم آیا ہے کہ:

اللهم صل على محمد النبى الأمى صلى الله عليه. [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾منكر كما قاله شيخنا (القول البديع للسخاوى، ص ۱۳۲، الباب الثانى)

وقال الالبانى:(من صلى على فى يوم (الجمعة) ألف مرة؛ لم يمت حتى يرى مقعده من الجنة) .ضعيف جدا

رواه ابن سمعون فى "الأمالى(۱/۱۷۲)"عن محمد ابن عبد العزيز الدينورى :أخبرنا قرة بن حبيب القشيرى :أخبرنا الحكم بن عطية عن ثابت عن أنس بن مالک مرفوعا.

ومن هذا الوجه :أخرجه ابن شاهين فى "الترغيب والترهيب "(ق ۲/۲۶۱)وإليه عزاه المنذرى (۲/۲۸۱)مشيرا إلى تضعيفه.

قلت :وعلته :الحكم بن عطية؛ فإنه ضعيف؛ كما فى "التقريب."

والدينورى شر منه؛ قال الذهبى":ليس بثقة؛ أتى ببلايا."

لكن رواه الأصبهانى فى "ترغيبه "(ص۔ ۲۳۴مصورة الجامعة الإسلامية) من طريق محمد بن عبد الله بن محمد بن سنان القزاز البصرى :أخبرنا قرة بن حبيب به.

ومحمد بن عبد الله بن محمد؛ لم أعرفه، ولعل الأصل ... " :عن محمد بن سنان"؛ فإن محمد بن سنان القزاز البصرى معروف، وهو ضعيف .والله أعلم.

وقال السخاوى فى "القول البديع "(ص۹۵)": رواه ابن شاهين فى "ترغيبه "وغيره، وابن بشكوال من طريقه، وابن سمعون فى "أماليه"؛ وهو عند الديلمى من طريق أبى الشيخ الحافظ، وأخرجه الضياء فى "المختارة "وقال":لا أعرفه من حديث الحكم بن عطية، قال الدارقطنى : حدث عن ثابت أحاديث لا يتابع عليها .وقال أحمد :لا بأس به؛ إلا أن أبا داود الطيالسى روى عنه أحاديث منكرة .قال :وروى عن يحيى بن معين أنه قال :هو ثقة."

قلت (السخاوى) : وقد رواه غير الحكم، وأخرجه أبو الشيخ من طريق حاتم ابن ميمون عن ثابت؛ ولفظه":لم يمت حتى يبشر بالجنة."

وبالجملة؛ فهو حديث منكر :كما قاله شيخنا."يعنى الحافظ ابن حجر العسقلانى رحمه الله.

وقال فى مكان آخر(۱۴۵)": أخرجه ابن شاهين بسند ضعيف."

قلت :وسقط الحديث من مطبوعة "المختارة"، وليس فيه ترجمة لـ (الحكم ابن عطية) عن ثابت عن أنس .فالظاهر أنها كانت قصاصة من القصاصات التى كان يلحقها بمكانها، وقد شاهدت منها الشىء الكثير فى نسخة الظاهرية، وهى بخط المؤلف رحمه الله، وهذه ربما ضاعت أو لم تصور(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۵۱۱۰)

[1] حدثت عن إسحاق بن إبراهيم بن زيد ، ثنا أبو طالب عبد الله بن أحمد بن سوادة ، ثنا ابن أبى المضاء ، ثنا زهير بن عباد الرؤاسى ، حدثنى محمد بن يوسف العابد الزاهد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر اس حدیث کو بھی محدثین نے منکر قرار دیا ہے۔ [1]

(۲۹)

فرشتوں کے ساتھ میں درود پڑھنے کی حدیث

علامہ سخاوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک یہ روایت ذکر کی ہے کہ:

جب کوئی قوم درود پڑھتی ہے، تو اس کے ساتھ فرشتے بھی درود پڑھتے ہیں، اور جب کوئی قوم جدا ہوتی ہے، تو فرشتے ان کی مغفرت کی خوشخبری کا ذکر کرتے ہیں"۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الأصبهانی ، عن الأعمش ، عن زيد بن وهب ، قال :قال لی ابن مسعود :يا زيد بن وهب ، لا تدع إذا كان يوم الجمعة أن تصلی علی النبی صلی الله عليه وسلم ألف مرة تقول :اللهم صل علی محمد النبی الأمی صلی الله عليه حدثناه علی بن محمد بن أحمد الفقيه ، عنه .

وقال أبو محمد بن حيان :لم أر روی حديثا مسندا عند أحد إلا حديثا رواه علی سعيد العسكری(اخبارِ اصبهان لابی نعیم الاصبهانی ، ج۲ص۲۴۲ ، باب المیم، تحت ترجمة محمد بن یوسف بن معدان بن سلیمان، رقم الترجمة ۱۳۲۰ ،الترغیب والترهیب لقوام السنة للاصبهانی، رقم الحدیث ۱۶۸۱)

[1] قال الذهبی تحت الترجمة محمد بن یوسف بن معدان الاصبهانی: له حدیث واحد، وهو منکر(سیر اعلام النبلاء، ج۹ص۱۲۶ ،رقم الترجمة ۴۰)

وقال ایضاً:روی عن :الأعمش، ويونس بن عبيد، وسفيان الثوری، والحمادين آثارا ومقاطيع . حدث عنه عبد الرحمن بن مهدی، ويحيی القطان، وابن المبارك، وسليمان الشاذكونی، وزهير بن عباد، وعصام جبر، وصالح بن مهران، وطائفة.

قال أبو الشيخ :لم أره روی حديثا مسندا إلا حديثا واحدا .قلت :وهو حديث منكر(تاریخ الاسلام ، ج۴ص۹۶۸ ،رقم الترجمة ۹۶۸ ، تحت ترجمة محمد بن يوسف بن معدان، أبو عبد الله الأصبهانی الزاهد، ويلقب بعروس الزهاد)

وقال ابن الجوزی:أدرك محمد بن يوسف التابعين فروی عن يونس بن عبيد الأعمش وقد روی عن الثوری والحمادين وصالح المری وغيرهم إلا أنه لم يكد يسند حديثا إنما كان يرسل الحديث شغلا بالتعبد عن الرواية(صفة الصفوة، ج۴ص۸۳، تحت رقم الحدیث ۶۶۴)

مگر ہمیں کتبِ حدیث میں اس حدیث کی سند نہیں مل سکی، اور علامہ سخاوی نے بھی اس حدیث کی مکمل سند کا ذکر نہیں کیا۔ [1]

(۳۰)

درود کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حدیث

علامہ سخاوی نے ابراہیم تیمی کی سند سے ایک لمبی روایت ذکر کی ہے، جس میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کرنے کا عمل یہ ہے کہ مغرب کی نماز پڑھ کر کسی سے کلام نہ کریں، اور اس طرح نماز پڑھیں کہ ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیریں، اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور قل ھو اللہ تین مرتبہ پڑھیں، پھر عشاء پڑھ کر اپنے گھر لوٹ جائیں، اور کسی سے کلام نہ کریں، اور گھر والوں کو اپنی نماز کی خبر نہ دیں، اور سونے کا ارادہ کرتے وقت دو رکعتیں پڑھیں، جن میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور سات مرتبہ قل ھو اللہ پڑھیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں (اور پھر مزید اذکار پڑھنے کا ذکر ہے)''

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ سخاوی نے فرمایا کہ یہ روایت منکر ہے، بلکہ اس روایت کا موضوع ومنگھڑت ہونا واضح ہے، اور میں اس روایت کی حالت کو بیان کرنے کے ساتھ ہی اس روایت کے ذکر کو جائز سمجھتا ہوں۔ [2]

---

[1] وعن أبي هريرة -رضي الله عنه -قال، قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -أن لله سيارة من الملائكة إذا مروا بحلق الذكر قال بعضهم لبعض اقعدوا فإذا دعا القوم فأمنوا على دعائهم فإذا صلوا على النبي -صلى الله عليه وسلم -صلوا معهم حتى تفرقوا ثم يقول بعضهم لبعض طوبى لهؤلاء يرجعون مغفور لهم (القول البديع للسخاوی، ج ۱، ص ۱۲۳، الباب الثانی)

[2] وروينا في الصلاة لعبد الرزاق الطبسي بسند لا أشك في بطلانه أن إبراهيم التيمي كان جالساً بفناء الكعبة يذكر الله ويحمده ويسبحه ويصلي على النبي -صلى الله عليه وسلم -والأنبياء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۳۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح، جسم اور قبر پر درود کی مخصوص فضیلت کی حدیث

علامہ سخاوی نے ابوالقاسم بستی کی کتاب ''الدر المنظم فی المولد المعظم'' کے حوالہ سے ایک حدیث یہ ذکر کی ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صلوات الله عليهم إذ جاء ه الخضر فقال له عندى هدية لک أنظره كل يوم قبل أن تبزغ الشمس فاقرأ بسم الله الرحمن الرحيم واقرأ سبع مرات فاتحة الكتاب والمعوذتين وقل هو الله أحد وقل يا أيها الكافرون وآية الكرسى وسبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر ولا حول ولا قوة إلا بالله العلى العظيم واستغفر لنفسک واستغفر للمؤمنين والمؤمنات الأحياء منهم والأموات فافعل ذلک قبل أن تغرب الشمس أيضاً وقل يا رب علمنيه الخضر فإن قلته مرة فى عمرک كفاک وفضل عنک قال فقلت له من علمک هذا قال محمد صلى الله عليه وسلم فقلت له علمنى شيئا إذا فعلته رأيت النبى -صلى الله عليه وسلم- فى منامى قال إذا صليت المغرب فقم وصل العشاء الأخرة من غير أن تتكلم وسلم بين كل ركعتين واقرأ فى كل ركعة الفاتحة مرة وقل هو الله أحد ثلاثاً فإذا صليت العشاء وانصرفت إلى منزلک فلا تكلم أحداً من أهل بيتک ولا تخبرهم وصل ركعتين حين تريد أن تنام تقرأ فيهما بالفاتحة مرة وقل هو الله أحد سبعاً وتصلى على النبى -صلى الله عليه وسلم- من سجودک سبعاً وتقول سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر ولا حول ولا قوة إلا بالله العلى العظيم سبعاً فإذا رفعت رأسک من السجود واستويت جالساً فارفع يديک وقل يا حى يا قيوم يا ذا الجلال والإكرام يا أرحم الراحمين يا رحمن الدنيا والآخرة ورحيمهما يا إله الأولين والآخرين يا رب، يا رب، يا رب، يا الله، يا الله، يا الله ثم قم وأنت رافع يديک فتقول هذا أيضاً مرة ثم نم مستقبل القبلة عن يمنک قال فيألته عن من أخذ هذا فقال عن النبى -صلى الله عليه وسلم- حين أوحى إليه به، قال إبراهيم فلم أزل أصلى على النبى -صلى الله عليه وسلم- وأنا فى الفراش حتى ذهب بى النوم تلک الليلة كلها وأصبحت فصليت الفجر فلما ارتفع النهار نمت فجاء نى الملائكة فحملونى وأدخلونى الجنة فرأيت فيها قصراً من ياقوت أحمر وقصراً من زمرد أخضر وقصراً من لؤلؤ أبيض ورأيت أنهاراً من الماء واللبن والعسل والخمر ورأيت فى قصر منها جارية أشرفت على فإذا وجهها أشد بياضاً من نور الشمس الضاحية وعليها ذوابتان قد سقطتا على الأرض من أعلا القصر فيألت الملائكة الذين حولى لمن الجارية والقصر فقيل لمن فعل ما فعلت فلم أخرج من الجنة حتى سقيت وأطعمت وردونى إلى الموضع الذى كنت نائما فيه فإذا بالنبى -صلى الله عليه وسلم- ومعه سبعون نبياً من الأنبياء وسبعون صفاً من الملائكة كل صف منهم ما بين المشرق والمغرب فيلموا على وجلسوا عند رأسى فأخذ النبى -صلى الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر اور جسم پر اور قبر پر درود پڑھا، تو اس کو خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی، اور جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت کے دن بھی زیارت کرے گا، اور جو قیامت کی دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس کی شفاعت فرمائیں گے، اس کو حوضِ کوثر سے پینا نصیب ہوگا، اور اللہ اس کے جسم کو آگ پر حرام کردے گا۔

مگر اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اب تک اس کی اصل دریافت نہ ہوسکی۔ [۱]

اور ہمیں بھی تلاش کرنے سے اس حدیث کی اصل معلوم نہ ہوسکی، اور بظاہر یہ روایت موضوع ومن گھڑت معلوم ہوتی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عليه وسلم -بيدى ومن معه من الملائكة والأنبياء فقلت له يا رسول الله أخبرنى الخضر أنه سمع منك كذا فقال صدق أبو العباس هو العالم فى الأرض وهو رأس الإبدال وهو جند الله أرضه قلت يا رسول الله فهل لهذا العمل ثواب سوى هذا فقال وأى ثواب أفضل من رؤيتى ورؤية الأنبياء والملائكة ودخول الجنة والأكل من ثمارها والشرب من ماء ها فقلت يا رسول الله فمن فعل هذا ير ذلك فقال والذى بعثنى بالحق أنه ليغفر له جميع الكبائر التى عملها ويأمن من مقته وغضبه وينادى مناد إن الله قد غفر لك فى هذه الساعة مغفرة تعلو جميع مغفرته من المؤمنين والمؤمنات فى شرق وغرب ويؤمر صاحب الشمال أن يكتب عليه سيئة إلى السنه القابلة.

قلت وهذا منكر بل لوائح الوضع عله ولا أستبيح ذكره إلا مع بيان حاله وبالله التوفيق(القول البديع للسخاوى، ص ١٣٨،الى،١٤٠، الباب الثانى)

[۱] ويروى عنه -صلى الله عليه وسلم -أنه قال من صلى على روح محمد فى الأرواح وعلى جسده فى الأجساد وعلى قبره فى القبور رآنى فى منامه ومن رآنى فى منامه رآنى يوم القيامة، ومن رآنى يوم القيامة شفعت له ومن شفعت له شرب من حوضى وحرم الله جسده على النار ذكره أبو القاسم البستى فى كتابه الدر المنظم فى المولد المعظم له لكن لم أقف على أصله إلى الآن(القول البديع للسخاوى، ص ٥٢، الباب الاول)

(۳۲)

درودِ بتیراء کی ممانعت سے متعلق حدیث کی حیثیت

علامہ سخاوی نے ایک حدیث یہ نقل کی ہے کہ:

’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درودِ بتیراء سے منع فرمایا، اور لوگوں کے سوال کرنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درودِ بتیراء یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

پھر فرمایا کہ تم اس طرح درود پڑھو کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

اس روایت کے متعلق علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اس کی سند معلوم نہیں ہوسکی، اور ہمیں بھی تلاش کرنے پر یہ حدیث باسند طریقہ پر نہیں ملی۔ [1]

(۳۳)

بچے کے آٹھ مہینے تک رونے کے درود ہونے کی حدیث

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

’’بچہ کا دو مہینہ تک رونا ’’لا إلٰـــہ إلا ا للہ‘‘ ہوتا ہے، اور چار مہینہ تک رونا اللہ پر یقین ہوتا ہے، اور آٹھ مہینہ تک رونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہوتا ہے، اور دو سال تک رونا اپنے والدین کے لئے استغفار ہوتا ہے‘‘

---

[1] ویروی عنہ -صلی اللہ علیہ وسلم -مما لم أقف علی إسنادہ لا تصلوا علی الصلاۃ البتیرا قالوا وما الصلاۃ البتیرا یا رسول اللہ قال تقولوا اللھم صل علی محمد وتمسکون بل قولوا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد أخرجہ أبو سعد فی شرف المصطفی(القول البدیع للسخاوی،۵۵، الباب الاول)

مگر اس حدیث کو محدثین نے ضعیف اور شدید غریب قرار دیا ہے۔ ۱؎

(۳۴)

درود کی وصیت سے متعلق حضرت ابوذر کی ایک حدیث

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت فرمائی کہ میں سفر اور حضر میں چاشت کی نماز پڑھوں، اور یہ کہ میں وتر کی نماز اور درود شریف پڑھ کر ہی سوؤں''

مگر محدثین کے نزدیک اس حدیث کی سند شدید ضعیف ہے۔ ۲؎

۱؎ وعن ابن عمر -رضى الله عنهما -رفعه بكاء الصبى إلى شهرين أن لا إله إلا الله وإلى أربعة أشهر الثقة بالله وإلى ثمانية أشهر الصلاة على النبى -صلى الله عليه وسلم -ولسنتين استغفار لوالديه وإذا استسقى أنبع الله له من ضرع أمه عينا من الجنة فيشرب فيجزيه من الطعام والشراب أخرجه الديلمى بسند ضعيف (القول البديع للسخاوى، ٦٠ و ٦١، الباب الاول)

إسحاق إبراهيم بن أحمد المستملى البلخى فى طبقات البلخيين قال حدثنا محمد بن طيفور البزار حدثنا أبو بكر محمد بن يعقوب بن المأمون بغدادى ببلخ حدثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن الحسن القصاب الإستراباذى حدثنا أحمد بن أبى على الإستراباذى عن أبى مقاتل السمرقندى عن إسماعيل بن خالد عن سالم عن ابن عمر قال قال رسول الله بكاء الصبى إلى شهرين شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله وإلى أربعة أشهر اليقين بالله وإلى ثمانية أشهر الصلاة على وإلى سنتين الاستغفار للوالدين وكلما استسقى شربة من الوالدة أنبع الله فى صدرها عينا من الجنة فيخرج إلى ثديها من بين فرث ودم فيشرب قال المستملى محمد بن طيفور ثقة رضى.

وقال ابن طيفور محمد بن المأمون بغدادى قدم بلخ شيخ صالح وأخرجه الديلمى من وجه آخر عن أبى مقاتل حفص بن سالم قاضى سمرقند وهو واه وقال ابن عساكر أنبأنا أبو محمد بن الأكفانى أنبأنا عبد العزيز الكتانى أنبأنا تمام بن محمد حدثنى أبو الفرج العباس بن محمد بن حيان الدمشقى أنبأنا محمد بن خريم أن هشام بن عمار حدثهم حدثنا معروف الخياط عن واثلة بن الأسقع قال قال رسول الله بكاء الصبى إلى سنتين يقول لا إله إلا الله محمد رسول الله وما كان ذلك فاستغفار لأبويه وما عمل من حسنة فلأبويه وما عمل من سيئة لم تكتب عليه ولا على أبويه حتى يجرى عليه القلم . قال ابن عساكر غريب جدا والله أعلم (اللآلى المصنوعة فى الأحاديث الموضوعة للسيوطى، ج ١، ص ٩١، كتاب المبتدأ)

۲؎ وعن أبى ذر -رضى الله عنه -قال أوصانى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۳۵)

قبر میں سب سے پہلے درود سے متعلق سوال ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے ایک حدیث یہ ذکر کی ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبر میں سب سے پہلے درود شریف کے متعلق سوال کیا جائے گا“

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کی سند معلوم نہ ہونے کا حکم لگایا ہے، اور بظاہر اس حدیث کا مضمون موضوع و منگھڑت ہے۔ [۱]

(۳۶)

درود کے کلمہ یا ہر حرف سے ایک فرشتہ پیدا ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أن أصليها في السفر والحضر يعني صلاة الضحى وأن لا أنام إلا على وتر وبالصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم -أخرجه بقي بن مخلد وابن بشكوال من طريقه وفي سنده يعلى بن الأشدق وهو ضعيف(القول البديع للسخاوي، ج ا ،ص ۴۳، الباب الاول)

قال ابن الجوزي:يعلى بن الأشدق أبو الهيثم العقيلي الجزري قال أبو حاتم الرازي ضعيف الحديث وقال أبو زرعة ليس بشيء وقال ابن عدي روى عن عمه عبد الله بن جراد عن النبي صلى الله عليه وسلم أحاديث كثيرة منكرة وهو وعمه غير معروفين قال البخاري لا يكتب حديثه وقال ابن حبان لقي يعلى عبد الله بن جراد فلما كبر اجتمع عليه من لا دين له فوضعوا له شبيها بمائتي حديث نسخة عن عبد الله بن جراد فجعل يحدث بها وهو لا يدري لا تحل الرواية عنه بحال(الضعفاء والمتروكون، تحت رقم الترجمة ۳۸۳۱)

وقال ابن حجر في حديث آخر:سنده واه جدا، تفرد به يعلى بن الأشدق وهو متروك ونسب إلى الوضع(نتائج الافكار، ج۵ص ۱۰۲، كتاب الاذكار في صلوات مخصوصة، باب الأذكار في الاستسقاء ، المجلس :۴۵۳)

[۱] ويروى عنه -صلى الله عليه وسلم -مما لم أقف على سنده أنه قال أكثروا من الصلاة على لأن أول ما تسألون في القبر عني ﷺ (القول البديع للسخاوي، ج ا ،ص ۴۴، الباب الاول)

’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب درود پڑھا جاتا ہے، تو اس کو اعلیٰ علیین میں لے جایا جاتا ہے، پھر درود کے ہر حرف سے ایک فرشتہ کو پیدا کیا جاتا ہے، جس کے تریسٹھ سر ہوتے ہیں‘‘

مگر اس حدیث کو خود علامہ سخاوی نے یقینی موضوع ومن گھڑت قرار دیا ہے۔ [1]

اور علامہ سخاوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک حدیث یہ ذکر کی ہے کہ:

’’جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی ادائیگی کے لئے تعظیم کے طور پر درود پڑھتا ہے، تو اللہ عزوجل اس کلمہ سے ایک فرشتہ کو پیدا فرماتا ہے، جس کا ایک بازو مشرق میں ہوتا ہے، اور ایک بازو مغرب میں ہوتا ہے، اور اس کی گردن عرش کے نیچے ہوتی ہے، اور یہ فرشتہ تاقیامت اس درود پڑھنے والے بندہ کے لئے دعاء کرتا رہتا ہے‘‘

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] وعن أبی هريرة -رضی الله عنه -رفعه من صلی علی صلاة جاء نی بها ملک فاقول ابلغه عنی عشراً وقل له لو كانت من هذه العشرة واحدة لدخلت معی الجنة كالسبابة والوسطی، وحلت لک شفاعتی، ثم يصعد الملک حتی ينتهی إلی الرب فيقول أن فلان بن فلان صل علی نبيک مرة واحدة فيقول تبارک وتعالی أبلغه عنی عشراً ةقل له لو كانت من هذه العشر واحدة لما مستک النار ثم يقول، عظمو صلاة عبدی واجعلوها فی عليين ثم يخلق من صلاته بكل حرف ملكاً له ثلاثه وستون رأساً الحديث أخرجه أبو موسی المدينی وهو موضوع بلا ريب (القول البديع للسخاوی، ج ا ،ص ۱۲۱ ، الباب الثانی)

[2] وعن أنس -رضی الله عنه -عن النبی -صلی الله عليه وسلم -قال من صلی علی صلاة تعظيماً لحقی جعل الله -عز وجل -من تلک الكلمة ملكاً جناح له فی المشرق وجناح له فی المغرب ورجليه فی تخوم الأرض وعنقه ملتوی تحت العرش فيقول الله -عز وجل -له صل علی عبدی كما صلی علی نبيی فهو يصلی عليه إلی يوم القيامة، رواه ابن شاهين فی الترغيب له وغيره والديلمی فی مسند الفردوس وابن بشكوال ولفظه ما من عبد يصلی علی صلاة لحقی إلا خلق الله من ذلک القول ملكاً له جناح بالمشرق وجناح بالمغرب ويقول له صلی علی عبدی كما صلی علی نبيی فهو يصلی عليه إلی يوم القيامة وهو حديث منكر (القول البديع للسخاوی، ج ا ،ص ۱۲۲ ، الباب الثانی)

(۳۷)

درود پڑھنے پر فرشتے کے پانی میں غوطہ لگانے کی حدیث

علامہ سخاوی نے ایک حدیث یہ ذکر کی ہے کہ:

''اللہ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے، جس کے دو بازو ہیں، ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں، جب بندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے، تو وہ فرشتہ پانی میں غوطہ لگاتا ہے، پھر اپنے بازو جھاڑتا ہے، پھر اللہ اس کے ہر قطرہ سے ایک فرشتہ کو پیدا فرماتا ہے، پھر یہ فرشتے اس درود پڑھنے والے کے لئے قیامت تک استغفار کرتے ہیں''

مگر اس حدیث کے متعلق علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اس کی سند کا علم نہیں ہوسکا، اور اس حدیث کے صحیح ہونے میں شبہ ہے۔ [1]

(۳۸)

درود کے لئے ''منطروس'' فرشتہ کے قبر پر مقرر ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے ابنِ بشکوال وغیرہ کے حوالہ سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر

---

[1] ویروی عنه -صلى الله عليه وسلم -مما لم اقف على سنده أن لله ملكاً له جناحان أحدهما بالمشرق والآخر بالمغرب فإذا صلى العبد على حبا انغمس فى الماء ثم ينتفض فيخلق الله منه قطرة تقطر منه ملكاً يستغفر لذلک المصلى على إلى يوم القيامة، وذكر صاحب شرق المصطفى عن مقاتل بن سليمان قال إن الله تعالى ملكاً تحت العرش على رأسه ذؤابة قد أحاطت بالعرش ما من شعره على رأسه إلا مكتوب عليها لا إله إلا الله محمد رسول الله فإذا صلى العبد على النبى -صلى الله عليه وسلم -لم تبق شعره منه إلا استغفرت لصاحبها، يعنى قائلها، قلت وفى صحتها نظر (القول البديع للسخاوى، ج ۱،ص ۱۲۲، الباب الثانى)

ایک فرشتہ کومقرر فرمایا ہے، جس کا نام ''منطروس'' ہے، اوراس کا سر عرش کے نیچے ہے، اوراس کے پیرزمین کے نچلے حصہ میں ہیں، اوراس فرشتہ کے اسی ہزار بازو ہیں، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے کے لئے اس کے فوت ہونے تک استغفار کرتا ہے''

مگراس حدیث کوعلامہ سخاوی نے غریب اور منکَر قرار دیا ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ اس حدیث کے موضوع اور من گھڑت ہونے کی علامات واضح ہیں۔ [1]

(۳۹)

درود پڑھنے پر دوفرشتوں کے مخصوص دعاء دینے کی حدیث

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک حدیث میں یہ مضمون مروی ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ احزاب کی آیت'' إن اللہ وملائکته يصلون على النبی'' کے متعلق صحابۂ کرام کے سوال کرنے پر فرمایا کہ یہ راز کی بات ہے، اگرتم مجھ سے اس کے متعلق سوال نہ کرتے، تو میں اس کے بارے میں تم کو خبر نہ دیتا، اصل بات یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے میرے ساتھ دوفرشتوں کو مقرر کردیا ہے، پس جب بھی کسی مسلم بندہ کے سامنے میرا ذکر کیا جاتا ہے، پھر وہ مجھ پر درود پڑھتا ہے، یا کوئی خود سے مجھ پر درود پڑھتا ہے، تو وہ دونوں فرشتے اس کی مغفرت کی

---

[1] وعن معاذ بن جبل -رضی الله عنه -قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -إن الله أعطانی ما لم يعط غيری من الأنبياء وفضلنی عليهم وجعل لأمتی فی الصلاة علی أفضل الدرجات، ووكل بقبری ملكاً يقال له منطروس، رأسه تحت العرش ورجلاه فی تخوم الأرضين السفلى وله ثمانون ألف جناح ثمانون ألف ريشة فی كل ريشة ثمانون ألف زغبة تحت كل زغبة لسان يسبح الله -عز وجل -ويحمده ويستغفر لمن يصلی علی من أمتی ومن لدن رأسه إلى بطون قدميه افواه وألسن وريش وزغب ليس فيه موضع شبر إلا فيه لسان يسبح الله وبحمده ةيستغفر لمن يصلی علی من أمتی حتى يموت أخرجه ابن بشكوال وهو غريب منكر بل لوايح الوضع لائحة عليه (القول البديع للسخاوی، ج ا ،ص ۱۲۲ ،الباب الثانی)

دعاء کرتے ہیں، جس کے جواب میں اللہ اور فرشتے آمین کہتے ہیں“ [1]

مگر محدثین کے نزدیک اس حدیث کی سند شدید ضعیف ہے۔ [2]

(۴۰)

درود کو چاندی کے کاغذ پر اور سونے کے قلم سے لکھنے کی حدیث

علامہ سخاوی نے ابنِ بشکوال کے حوالہ سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درود پڑھنے والوں کے درود کو فرشتے چاندی کے کاغذوں پر اور سونے کے قلموں سے لکھتے ہیں“

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، اور ہمیں تلاش کے باوجود دیگر کتبِ

---

[1] حدثنا العباس بن حمدان الأصبهانی، ثنا شعیب بن عبد الحمید الطحان، ثنا یزید بن هارون، أنا شیبان، عن الحکم بن عبد الله بن خطاف، عن أم أنیس بنت الحسن بن علی رضی الله عنهما، عن أبیها، قال :قالوا :یا رسول الله أرأیت قول الله عز وجل :(إن الله وملائکته یصلون علی النبی)؟ قال " :إن هذا لمن مکتوم، ولولا أنکم سألتمونی عنه ما أخبرتکم، إن الله عز وجل وکل بی ملکین، لا أذکر عند عبد مسلم فیصلی علی إلا قال ذانک الملکان :غفر الله لک، وقال الله وملائکته جوابا لذینک الملکین :آمین، ولا یصلی علی أحد إلا قال ذانک الملکان :غفر الله لک، وقال الله وملائکته جوابا لذینک الملکین :آمین "(المعجم الکبیر،للطبرانی،رقم الحدیث ۲۷۵۳)

[2] قال الهیثمی: رواه الطبرانی، وفیه الحکم بن عبد الله بن خطاف وهو کذاب .قلت :وبقیة أحادیث الصلاة علی النبی -صلی الله علیه وسلم -فی کتاب الأدعیة وتقدم بعضها فی الصلاة(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۱۲۸۳)

وقال السخاوی: رویناه فی امالی الدقیقی أخرجه الطبرانی وابن مردویة والثعلبی وفی سند الجمیع الحکم بن عبد الله بن خطاف مهو متروک(القول البدیع للسخاوی، ج۱،ص۱۲۲،الباب الثانی)

وقال ابن عراق الکنانی: وفیه الحکم بن عبد الله بن خطاف(تنزیهه الشریعة المرفوعة لابن عراق الکنانی،رقم الحدیث ۵۰، کتاب الذکر والدعاء، الفصل الثالث)

وقال ابن کثیر:غریب جدا، وإسناده به ضعف شدید(تفسیرابن کثیر، ج۶،ص۴۲۰،سورة الأحزاب)

حدیث میں اس حدیث کی سند اور اصل دستیاب نہیں ہوسکی۔ [1]

(۴۱)

درود کے غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ فضیلت کی حدیث

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا غلام آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ [2]

مگر محدثین نے اس حدیث کے مرفوع ہونے کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [3]

البتہ بعض نے اس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قول قرار دیا ہے۔ [4]

---

[1] وعن عقبة بن عامر -رضی الله عنه -قال :قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم إن للمساجد اوتاداً جلساؤهم الملائكة إن غابوا فقدوهم، وإن مرضوا عادوهم وإن رأوهم رحبوا بهم وإن طلبوا حاجة أعانوهم فإذا جلسوا حفت بهم الملائكة من لدن أقدامهم إلى عنان السماء بايديهم قراطيس الفضة وأقلام الذهب يكتبون الصلاة على النبی -صلی الله علیه وسلم -ويقولون اذكروا رحمكم الله زيد وزادكم الله فإذا استفتحوا الذكر فتحت لهم أبواب السماء واستجيب لهم الدعاء وتطلع عليهم الحور العين وأقبل الله -عز وجل -عليهم يوجه ما لم يخوضوا فی حديث غيره ويتفرقوا فإذا تفرقوا أقام الزوار يلتمسون حلق الذكر رواه أبو القاسم بن بشكوال بسند ضعيف (القول البديع للسخاوی، ج ا ،ص ۱۲۳، الباب الثانی)

[2] أخبرنا عبد الواحد بن إسماعيل الرويانی، أنبأ الحافظ أبو محمد :عبد الله بن جعفر الخبازی، ثنا أبو الحسن :علی بن أحمد بن الحسين التميمی، ثنا أبو العباس : أحمد بن جعفر بن نصر بالری، ثنا رشدين معاوية بن صالح، عن أبی إسحاق، عن عاصم بن ضمرة، عن علی بن أبی طالب -رضی الله عنه -عن أبی بكر الصديق -رضی الله عنه- قال: (الصلاة على النبی صلی الله علیه وسلم أفضل من عتق الرقاب، وحب رسول الله صلی الله علیه وسلم أفضل من مهج الأنفس، أو قال :من ضرب السيف فی سبيل الله) (الترغيب والترهيب لقوام السنة، رقم الحديث ۱۶۸۳)

[3] قال السخاوی: وكذا رويناه من طريق هبة الله بن أحمد الميورقی، وهو عند التيمی فی ترغيبه بلفظ الصلاة على النبی -صلی الله علیه وسلم -أفضل من عتق الرقاب، وحب رسول الله -صلی الله علیه وسلم -أفضل من مهج الأنفس وقال ضرب السيف فی سبيل الله وسنده ضعيف (القول البديع للسخاوی، ج ا ،ص ۱۲۶ ،الباب الثانی)

[4] حديث " :الصلاة على النبی صلی الله علیه وسلم أفضل من عتق الرقاب ."هو من كلام الصديق -رضی الله عنه -كما رواه ابن عساكر، وقول ابن حجر :إنه كذب، أی :رفعه(اسنی المطالب فی احاديث مختلفة المراتب، تحت رقم الحديث ۸۴۰، باب حرف الصاد)

(۴۲)

کثرتِ درود کی وجہ سے قیامت کی ہولناکیوں سے نجات کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

دنیا میں کثرت سے درود پڑھنا قیامت کی ہولناکیوں سے نجات وحفاظت کا باعث ہے۔ [1]

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کی بعض اسناد کو شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] أخبرنا أبو عمرو :عبد الوهاب، أنبأ والدى، أنبأ محمد بن عمر بن جميل أبو الأحرز الطوسى بها، ثنا إبراهيم بن محمد بن إسحاق البصرى قال :حدثتنا حكامة بنت عثمان بن دينار قالت :حدثنى أبى :عثمان، عن أخيه مالك بن دينار، عن أنس بن مالك -رضى الله عنه -قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (يا أيها الناس إن أنجاكم يوم القيامة من أهوالها ومواطنها أكثركم على فى دار الدنيا صلاة، إنه قد كان فى الله وملائكته كفاية، إن الله قال :(إن الله وملائكته يصلون على النبى يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما) خص بذلك المؤمنين ليثبتهم عليه(الترغيب والترهيب لابى القاسم الاصبهانى، رقم الحديث ١٦٦٧)

أخبرنا سليمان بن إبراهيم، ثنا الحسن :على بن أحمد الرفاء الواعظ البصرى، ثنا أبو الحسن :على بن موسى الحافظ إملاء ، ثنا عبد الله بن محمد بن أبى سعيد، ثنا إبراهيم بن محمد بن أبى الحجيم قال :حدثتنا حكامة بنت عثمان بن دينار، عن أبيها عثمان عن أخيه مالك بن دينار، عن أنس بن مالك -رضى الله عنه -قال :قال النبى صلى الله عليه وسلم: (إن أنجاكم يوم القيامة من أهوالها ومواطنها أكثركم على صلاة فى دار الدنيا(الترغيب والترهيب لابى القاسم الاصبهانى، رقم الحديث ١٦٨٧)

[2] وعن أنس -رضى الله عنه -عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال يا أيها الناس أن أنجاكم يوم القيامة من أوهوالها ومواطنها أكثركم على صلاة فى دار الدنيا أنه قد كان فى الله وملائكته كفاية إذ يقول (إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ) فأمر بذلك المؤمنين ليثيبهم عليه أخرجه أبو القاسم التيمى فى الترغيب له والخطيب ومن طريق ابن بشكوال وأخرجه الديلمى فى مسند الفردوس من طريق ابن لال وسنده ضعيف جداً (القول البديع للسخاوى، ج ١، ص١٢٧، الباب الثانى)

(۴۳)

درود پڑھنے پر قیامت کے دن شفاعت کی ایک حدیث

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کو نقل کر کے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

(۴۴)

کثرتِ درود کے باعث اللہ سے راضی ہو کر ملاقات کی حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

جو اس بات کو پسند کرے کہ وہ اللہ سے راضی ہونے کی حالت میں ملاقات کرے، تو اسے کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہئے۔

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

(۴۵)

بروزِ قیامت درود کے باعث بخشش ہونے کی حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک لمبی حدیث میں یہ مضمون مروی ہے کہ:

---

[1] وعن أبی بکر الصدیق -رضی اللہ عنہ -قال سمعت رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم -یقول من صلی علی کنت شفیعہ یوم القیامۃ رواہ أبو حفص بن شاھین فی الترغیب لہ وفی غیرہ وابن بشکوال من طریقہ وفی إسنادہ إسماعیل بن یحی بن عبید اللہ التیمی ضعیف جداً واتفقوا علی ترکہ (القول البدیع للسخاوی، ج ۱، ص۱۲۷، الباب الثانی)

[2] وعن عائشۃ -رضی اللہ عنھا -قالت قال رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم -من سرہ أن یلقی اللہ راضیاً فلیکثر الصلاۃ علی اخرجہ الدیلمی فی مسند الفردوس لہ وابن عدی فی الکامل وأبو سعد فی جرف المصطفی لہ وسندہ ضعیف (القول البدیع للسخاوی، ص۱۲۸، الباب الثانی)

ایک شخص کو درود شریف پڑھنے کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جہنم سے آزاد کرادیں گے۔

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کی سند کو ناقابلِ اعتبار قرار دیا ہے۔ [1]

(۴۶)

کثرتِ درود کی وجہ سے حوضِ کوثر پر ورود کی ایک حدیث

علامہ سخاوی نے فرمایا کہ بعض روایات میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

حوضِ کوثر پر آنے والے بعض لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف درود شریف کی کثرت کی وجہ سے پہچانیں گے۔

مگر علامہ سخاوی نے اس کی سند معلوم نہ ہونے کا حکم لگایا ہے، اور ہمیں بھی اس طرح کی کوئی

---

[1] وعن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما قال :إن لآدم من الله موقفاًفى فييح العرش عليه ثوبان أخضران كأنه نخلة سحوق ينظر إلى من ينطلق به من ولده إلى الجنة وينظر إلى من لم ينطلق به من ولده إلى النار قال فبينما آدم على ذلك إذ نظر إلى رجل من أمة محمد -صلى الله عليه وسلم - منطلق به إلى النار فينادى آدم يا أحمد، يا أحمد فيقول لبيك يا أبا البشر فيقول هذا رجل من امتك منطلق به إلى النار فاشد الميزر وأسرع فى أثر الملائكة وأقول يا رسل ربى قفوا فيقولون نحن الغلاظ الشداد الذين لا نعصى الله ما أمرنا ونفعل ما نؤمر فإذا آيس النبى -صلى الله عليه وسلم -قبض على لحيته بيده اليسرى واستقبل العرش بيده فيقول يا رب اليس قد وعدتنى أن لا تخزينى فى امتى فيأتى النداء من عند العرش أطيعوا محمداً وردوا هذا العبد إلى المقام فأخرج من حجرى بطاقة بيضاء كالانملة فألقيها فى كفة الميزان اليمنى وأنا أقول بسم الله فترجح الحسنات على السيئات فينادى سعد وسعد جده وثقلت موازينه انطلقوا به إلى الجنة فيقول العبد يا رسل ربى قفوا حتى أكلم هذا العبد الكريم على ربه فيقول بأبى وأمى ما أحسن وجهك وأحسن خلقك فقد اقلتنى عثرتى ورحمت عبرتى فيقول أنا نبيك محمد وهذه صلاتك التى كنت تصليها على وقد وفتك أحوج ما كنت إليها أخرجه ابن أبى الدنيا فى كتاب حسن الظن بالله من طريق كثير بن مرة الحضرمى عن عبد الله ومن طريق النميرى وذكره ابن البنا وسنده هالك (القول البديع للسخاوى، ص ۱۲۹، الباب الثانى)

روایت باسند طریقہ پر دستیاب نہیں ہو سکی۔ [1]

(۴۷)

درود کی وجہ سے پُل صراط کی وحشت دور ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے ایک طویل حدیث میں یہ مضمون ذکر کیا ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ایک آدمی کو پُل صراط پر خوف کی حالت میں دیکھا، پھر اس شخص کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا اس خوف سے نجات کا باعث بنا۔

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کی سند کو غریب قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] وفی بعض الآثار مما لم أقف على سنده ليردن الحوض على أقوام ما أعرفهم إلا بكثرة الصلاة على -صلى الله عليه وسلم (القول البديع للسخاوي، ص ۱۲۹، الباب الثاني)

[2] وأخرجه التيمي وغيره مطولاً ولفظه خرج علينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يوماً ونحن في مسجد المدينة فقال رأيت البارحة عجباً رأيت رجلاً من امتي جاء ه ملك الموت ليقبض روحه فجاء ه بره بوالديه فرده عنه ورأيت رجلاً من أمتي قد سلط عليه عذاب القبر فجاء ه وضوء ه فاستنقذه منه ورأيت رجلاً من أمتي احتوته الشياطين فجاء ه ذكر الله فخلصه من بينهم ورأيت رجلاً من امتي احتوشته ملائكة العذاب فجاء ته صلاته فاستنقذته من بين أيديهم ورأيت رجلاً من امتي يلهث عطشاً كلما ورد حوضاً منع فجاء ه صيامه فيقاه وأرواه، ورأيت رجلاً من امتي والنبيون قعود حلقاً، حلقاً كلما دنا إلى حلقه طرد فجاء ه اغتساله من الجنابة فأخذ بيده وأقعده إلى جنبي ورأيت رجلاً من أمتي من بين يديه ظلمة ومن خلفه ظلمة وعن يمينه ظلمة وعن شماله ظلمة ومن فوقه ظلمة ومن تحته ظلمة فجاء ه حجه وعمرته فاستخرجاه من الظلمة وأدخلاه في النور، ورأيت رجلاً من امتي يكلم المؤمنين ولا يكلمونه فجاء ه صلته للرحم فقالت يا معشر المؤمنين كلموه فإنه كان واصلاً لرحمه فكلموه وصافحوه ورأيت رجلاً من امتي يتقي النار وحرها وشررها بيده عن وجهه فجاء ته صدقته فصارت ستراً على وجهه وظلاً على رأسه .ورأيت رجلاً من أمتي اخذته الزبانية من كل مكان فجاء ه أمره بالمعروف ونهيه عن المنكر فاستنقذاه من أيديهم وسلماه إلى ملائكة الرحمة ورأيت رجلاً من امتي هوت صحيفته قبل شماله فجاء ه خوفه من الله فأخذ صحفته فجعلها في يمينه، ورأيت رجلاً من امتي قد خف ميزانه فجاء ته أفراطه فثقلوا ميزانه .ورأيت رجلاً من امتي قائماً على شفير جهنم فجاء ه وجله من الله تعالى فأنقذه منها ورأيت رجلاً من امتي هوى إلى النار فجاء ته دموعه التي بكاها من خشية الله فاستخرجته من النار .ورأيت رجلاً من أمتي يرعد على

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۴۸)

کثرتِ درود کے باعث جنت میں کثرتِ ازواج کی حدیث

علامہ سخاوی نے ایک روایت یہ ذکر کی ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والے کو جنت میں سب سے زیادہ ازواج (یعنی بیویاں) حاصل ہوں گی۔

لیکن علامہ سخاوی نے ساتھ ہی فرمایا کہ مجھے اس کی سند معلوم نہیں ہوسکی۔

اور ہمیں بھی اس حدیث کی سند دریافت ودستیاب نہیں ہوئی۔ [1]

(۴۹)

درود کے بیس غزوات سے اعظم ہونے کی حدیث

حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا بیس غزوات سے اعظم ہے۔

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کو نقل کر کے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصراط كما ترعد السعفة فجاء ته صلاته على فيكنت رعدته ورأيت رجلاً من أمتي غلقت أبواب رحبة دونه فجاء ته شهادة أن لا إله إلا الله ففتحت له أبواب الجنة وأخرجه مطولاً الباغيان في فوائده عن أبي عمرو بن منده بسنده إلى مجاهد عن عبد الرحمن بن سمرة وقال غريب (القول البديع للسخاوي، ص ۱۳۰ و ۱۳۱، الباب الثاني)

[1] ويروى عن النبي -صلى الله عليه وسلم -أنه قال :أكثركم على صلاة أكثركم أزواجاً في الجنة ذكره صاحب الدر المنظم لكني لم أقف عليه إلى الآن (القول البديع للسخاوي، ص ۱۳۲، الباب الثاني)

[2] وعن عبد الله بن جراد رضي الله عنه قال شهدت النبي -صلى الله عليه وسلم -فقال حجوا الفرائض فإنها أعظم أجراً من عشرين غزوة في سبيل الله وإن الصلاة على تعدل ذا كله .أخرجه الديلمي في مسند الفردوس عن طريق أبي نعيم بسند ضعيف (القول البديع للسخاوي، ص ۱۳۲، الباب الثاني)

(۵۰)

درود کے چار سو غزوات کے مثل ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ایسے چار سو غزوات سے افضل ہے کہ جن میں سے ہر غزوہ چار سو حج کے برابر ہے۔

اس حدیث کو علامہ سخاوی نے واضح طور پر موضوع ومنگھڑت قرار دیا ہے۔ [1]

(۵۱)

درود کے دعاء کی حفاظت، رب کی رضا اور اعمال کی زکاۃ ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے دیلمی سے بغیر سند کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا دعاء کی حفاظت، رب کی رضا اور اعمال کی زکاۃ کا باعث ہے۔

مگر یہ روایت چونکہ بغیر سند کے مروی ہے، اس لئے اس کی تصدیق کرنا مشکل ہے۔ [2]

---

[1] وعن علی رضی اللہ عنہ قال :قال رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم -من حج حجۃ الإسلام وغزا بعدھا غزوۃ کتبت غزاتہ بأربع مائۃ حجۃ قال فانکسرت قلوب قوم لا یقدرون علی الجہاد ولا الحج قال فأوحی اللہ عز وجل إلی ما صلی علیک أحد إلا کتبت صلاتہ بأربع مائۃ غزاۃ کل غزاۃ بأربع مائۃ حجۃ أخرجہ أبو حفص المیانشی فی المجالس المکیۃ لہ وھو تألف لوائح الوضع علیہ ظاھرۃ (القول البدیع للسخاوی، ص ۱۳۲، الباب الثانی)

[2] وعن علی بن أبی طالب رفعہ صلاتکم علی محرزۃ لدعائکم ومرضاۃ لربکم وزکاۃ لأعمالکم، وذکرہ الدیلمی تبعاً لأبیہ بلا إسناد (القول البدیع للسخاوی، ص ۱۳۳، الباب الثانی)

(۵۲)

درود کے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے دیلمی کے حوالہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلِ امین سے یہ سوال کیا کہ اللہ کو اعمال میں سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے؟ تو جبریلِ امین نے جواب میں فرمایا کہ اے محمد! آپ پر درود بھیجنا اور علی بن ابی طالب سے محبت کرنا''

مگر اس حدیث کی سند پر علامہ سخاوی نے ضعیف ہونے کا حکم لگایا ہے۔ [۱]

(۵۳)

درود کے بروزِ قیامت نور ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے دیلمی کے حوالہ سے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی مجالس کو درود سے مزین کرو، کیونکہ تمہارا درود پڑھنا قیامت کے دن تمہارے لئے نور کا باعث ہوگا''

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [۲]

---

[۱] وعن علی بن أبی طالب رضی الله عنه قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال قلت لجبريل أى الأعمال أحب إلى الله عز وجل قال الصلاة عليك يا محمد وحب علی بن أبی طالب رواه الديلمی فی مسند الفردوس له وسنده ضعيف (القول البديع للسخاوی، ص ۱۳۴، الباب الثانی)

[۲] وعن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -زينوا مجالسكم بالصلاة علی فإن صلاتكم علی نور لكم يوم القيامة أخرجه الديلمی أيضاً بسند ضعيف (القول البديع للسخاوی، ص ۱۳۴، الباب الثانی)

(۵۴)

کثرتِ درود سے فقر وفاقہ دور ہونے کی حدیث

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا فقر وفاقہ کو دور کرتا ہے‘‘ [1]

مگر اس حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔ [2]

(۵۵)

درود پڑھنے پر خیر کو طلب کرنے کی حدیث

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

---

[1] حدثنا عبد الله بن محمد بن جعفر المقرء، ثنا محمد بن الحسن بن سماعة، ثنا أبو نعيم، ثنا فطر بن خليفة، عن جابر بن سمرة السوائی، عن أبيه، قال :كنا عند النبی صلى الله عليه وسلم إذ جاء ه رجل فقال :يا رسول الله، ما أقرب الأعمال إلى الله ؟ قال ": صدق الحديث، وأداء الأمانة "، قلت :يا رسول الله، زدنا قال " :صلاة الليل، وصوم الهواجر "قلت :يا رسول الله، زدنا قال " :كثرة الذكر لی والصلاة علی تنفی الفقر " قلت :يا رسول الله، زدنا قال " :من أم قوما فليخفف، فإن فيهم الكبير، والعليل، والضعيف، وذا الحاجة (معرفة الصحابة لابی نعيم، رقم الحديث ۳۵۷۲)

[2] محمد بن الحسن بن سماعة الحضرمی الكوفی فی جمادى الأولى ومحمد بن جعفر القتات الكوفی أبو عمر فی جمادى الأولى أيضا رويا كلاهما على ضعف فيهما عن أبی نعيم (العبر فی خبر من غبر للذهبی، ج ۱، ص ۴۳۹، سنة ثلاثمائة)

محمد بن الحسن بن سماعة الحضرمی. عن أبی نعيم، وَغيره . حدث عنه الجعابی وجماعة . قال الدارقطنی :ضعيف ليس بالقوی .انتهى (لسان الميزان لابن حجر، رقم الترجمة: ۶۶۷۴)

وعن سمرة السوائی والد جابر رضی الله عنهما قال :كنا عند النبی -صلى الله عليه وسلم -إذ جاء ه رجل فقال يا رسول الله ما أقر الأعمال إلى الله قال صدق الحديث وأداء الأمانة، قلت يا رسول الله زدنا قال صلاة الليل وصوم الهواجر قلت يا رسول الله زدنا قال كثرة الذكر والصلاة على تنفی الفقر قلت يا رسول الله زدنا قال من أم قوماً فليخفف فإن فيهم الكبير والعليل والصغير وذا الحاجة أخرجه أبو نعيم بسند وأخرجه القرطبی بلا إسناد من حديث أبی بكر الصديق وجابر بن عبد الله ويحتاج ذلک إلى تحرير (القول البديع للسخاوی، ص ۱۳۵، الباب الثانی)

’’جس نے قرآن پڑھا، اور رب تعالیٰ کی حمد کی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، اور اپنے رب سے استغفار کیا، تو اس نے خیر کو طلب کیا‘‘

مگر محدثین نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

(۵۶)

درود کی وجہ سے اولاد اور اولاد کی اولاد کو پانے کی حدیث

علامہ سخاوی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ:

’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے آدمی، اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد اور اس کے بعد کی اولاد کو پالیتا ہے (شاید یہ مطلب ہے کہ اس کی عمر بہت طویل ہوجاتی ہے۔ واللہ اعلم، محمد رضوان)‘‘

مگر اس حدیث کی سند کو علامہ سخاوی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

(۵۷)

درود پڑھنے پر بھولی ہوئی بات یاد آنے کی حدیث

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

---

[1] أخبرنا علي بن أحمد بن عبدان، أخبرنا أحمد بن عبيد الصفار، حدثنا محمد بن الفضل بن جابر، حدثنا بشر بن معاذ، حدثنا محمد بن دينار، حدثنا أبان، عن الحسن، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من قرأ القرآن وحمد الرب، وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم، واستغفر ربه فقد طلب الخير مكانه" أبان هذا هو ابن أبي عياش وهو ضعيف (شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ١٩١٧)

وعن حسن، أظنه البصري رضي الله عنه قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من قرأ القرآن وحمد ربه وصلى على النبي -صلى الله عليه وسلم- فقد التمس الخير من مظانه وأخرجه النميري هكذا وهو في شعب الإيمان للبيهقي من حديث أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعاً من قرأ القرآن وحمد الرب وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم واستغفر ربه فقد طلب الخير من مظانه وسنده ضعيف (القول البديع للسخاوي، ص ١٣٤، الباب الثاني)

[2] وعن حذيفة رضي الله عنه قال: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم تدرك الرجل وولده وولد ولده رواه ابن بشكوال بسند ضعيف (القول البديع للسخاوي، ص ١٣٦، الباب الثاني)

''جو شخص کوئی بات کرنا چاہے، اور پھر وہ اس بات کو بھول جائے، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ سلم پر درود بھیجے، تو یہ درود اس بھولی ہوئی بات کا خلیفہ بن جائے گا، اور اس بھولی ہوئی بات کو یاد کرانے کا باعث ہوگا'' [1]

مگر اس حدیث کی سند میں شدید ضعف پایا جاتا ہے۔ [2]

(۵۸)

درود کا پورا ثواب پانے سے متعلق حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

''نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو ہم اہلِ بیت پر درود بھیجنے کا پورا پورا ثواب پانے کا خواہش مند ہو تو اس کو چاہیے کہ یوں کہا کرے کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ ، وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهِ

---

[1] حدثنا محمد بن حمدان بن سفيان، ثنا الحسين بن الحكم الحيرى، ثنا إسماعيل بن أبان، عن الربيع بن بدر السعدى شيخ من أهل البصرة، عن عثمان بن أبى حرب الباهلى رضى الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه :من أراد أن يحدث بحديث فنسيه، فليصل على؛ فإن صلاته على خلفا من حديثه، وعسى أن يذكره(عمل اليوم ، لابن السنى،رقم الحديث ٢٨٧)

[2] حدثنا محمَّد بن حمدان بن سفيان قال :حدثنا الحسين (بن) الحكم الحيرى قال :حدثنا إسماعيل بن أبان عن الربيع بن بدر السعدى شيخ من أهل البصرة عن عثمان بن أبى حرب الباهلى قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-من أراد أن يحدث بحديث؛ فنسيه؛ فليصل علىّ؛ فإن صلاته علىّ خلفًا من حديثه، وعسى أن يذكره."

إسناده ضعيف جدًا؛ فيه ثلاث علل:

الأولى :الربيع بن بدرة متروك، كما فى "التقريب."

الثانية :عثمان بن أبى حرب الباهلى؛ مجهول؛ كما فى "المغنى فى الضعفاء(١٤٠١) " و"ميزان الاعتدال(٣/ ٣١)"

الثالثة :الإعضال؛ فبين عثمان بن أبى حرب الباهلى ورسول الله -صلى الله عليه وسلم -واسطتان (عُجالةُ الرّاغِب المُتَمَنّى فى تخريج كِتابِ عَمَلِ اليَوم وَالليلة لابن السنى لابى أسامة، رقم الحديث ٢٨٨، باب ما يقول إذا أراد أن يحدث بحديث فنسيه)

وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. ؎1

مگراس حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔ ؎2

؎1 حدثنا موسى بن إسماعيل، حدثنا حبان بن يسار الكلابى حدثنى أبو مطرف عبيد الله بن طلحة بن عبيد الله بن كريز، حدثنى محمد بن على الهاشمى، عن المجمر عن أبى هريرة، عن النبى -صلى الله عليه وسلم -قال" :من سره أن يكتال بالمكيال الأوفى إذا صلى علينا أهل البيت فليقل :اللهم صل على محمد النبى وأزواجه أمهات المؤمنين وذريته وأهل بيته، كما صليت على آل إبراهيم، إنك حميد مجيد "(سنن ابى داؤد، رقم الحديث ۹۸۲)

؎2 قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، حبان بن يسار الكلابى كان قد اختلط، ومحمد بن على الهاشمى قال الحافظ فى "التقريب :"كأنه أبو جعفر الباقر أو آخر مجهول، وقد اختلف على حبان بن يسار فى إسناده : فأخرجه البخارى فى "التاريخ الكبير۳/۸۷ "والعقيلى فى ترجمة حبان من "الضعفاء ۱/۳۱۸"والبيهقى۲/۱۵۱من طريق موسى بن إسماعيل التبوذكى، بهذا الإسناد.
وأخرجه النسائى فى "مسند على - "كما فى "النكت الظراف"لابن حجر(۱۴۶۴۵) - والدولابى فى "الكنى ۱/۱۷۳ "والعقيلى فى "الضعفاء ۱/۳۱۸"، وابن عدى فى "الكامل ۲/۸۳۰"من طريق عمرو بن عاصم الكلابى، عن حبان بن يسار، عن عبدالرحمن بن طلحة الخزاعى، عن محمد الباقر، عن محمد ابن الحنفية، عن على مرفوعا .وعبد الرحمن بن طلحة مجهول.
قال الحافظ فى "الفتح: ۱۱/۱۵۷ "ورواية موسى أرجح، ويحتمل أن يكون لحبان فيه سندان .
وقال السخاوى فى "القول البديع :"رواية موسى أرجح، لأنه أحفظ .قلنا:
لكن أعله البخارى فى "التاريخ "برواية مالك له عن نعيم بن عبد الله المجمر، عن محمد بن عبد الله بن زيد، عن أبى مسعود .قال :وهذا أصح .قلنا :سلفت رواية مالك هذه برقم(۹۸۰)
وحديث أبى حميد السالف برقم(۹۷۹)بنحوه (حاشية ابى داؤد)
و قال ابن عدى: حبان بن يسار، أبو روح الكلابى، بصرى. ويقال :أبو رويحة. سمعت ابن حماد يقول :قال البخارى :حبان بن يسار، أبو روح، الكلابى، قاله موسى بن إسماعيل، هو أبو سلمة التبوذكى، وقال الصلت بن محمد. قال الشيخ :هو أبو همام الخاركى بصرى :حبان بن زهير. قال البخارى سمع بريد بن أبى مريم، ومحمد بن واسع وهشام بن عروة وقال الصلت رأيت حبان آخر عمره وذكر منه اختلاط، وهو بصرى . حدثنا هارون بن عيسى البلدى، حدثنا إسحاق بن سيار النصيبى، حدثنا عمرو بن عاصم الكلابى، حدثنا حبان بن يسار، أبو رويحة الكلابى، حدثنى عبد الرحمن بن طلحة الخزاعى، عن أبى جعفر محمد بن على عن محمد بن الحنفية عن على عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :من سره أن يكتال بمكيال الأوفى فإذا صلى علينا أهل البيت فليقل اللهم اجعل صلواتك ورحمتك على محمد وأزواجه وذريته وأمهات المؤمنين كما صليت على آل إبراهيم إنك حميد مجيد.
قال ابن عدى ولحبان أحاديث وليس بالكثير وأحاديثه فيه ما فيه لأجل الاختلاط الذى ذكر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۵۹)

حضرت بریدہ خزاعی سے منقول ایک درود کی سندی حیثیت

حضرت بریدہ خزاعی کی سند سے مروی ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو جان لیا، لیکن آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ تو رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس طرح سے درود پڑھو کہ:

''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عنه(الکامل فی ضعفاء الرجال،تحت رقم الترجمة ۵۴۰، ج۳،ص ۳۴۴)

و قال الالبانی: (من سره أن یکتال بالمکیال الأوفی من الأجر یوم القیامة، فلیقل آخر مجلسه حین یرید أن یقوم :(سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین). ضعیف. أخرجه ابن أبی حاتم فی "التفسیر "من طریق یونس عن أبی إسحاق عن الشعبی قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ...ذکره ابن کثیر(۲۵/۴)

قلت :وإسناده ضعیف، لإرساله، وعنعنة أبی إسحاق -وهو السبیعی -، واختلاطه. ویونس -هو: ابنه -، مختلف فیه، وهو صدوق یهم قلیلا -کما قال الحافظ -، لکن لم یذکروه فیمن سمع من أبیه قبل الاختلاط، ولعله لذلک کان أحمد یضعف حدیثه عن أبیه. قلت :وعلی هذا فقول الحافظ فی "نتائج الأفکار(۱/۱۵۷/۲) :" "أخرجه ابن أبی حاتم فی "التفسیر "من مرسل الشعبی بسند صحیح إلیه"، فیه تساهل ظاهر. ولا یقویه أن البغوی وصله فی "تفسیره(۲۶/۷)"من طریق الثعلبی بسنده عن ثابت بن أبی صفیة عن أصبغ بن نباتة عن علی قال: "من أحب أن یکتال "....الحدیث. أقول :لا یقویه، لأن (أصبغ بن نباتة) متروک -کما فی "التقریب "وغیره -. وثابت بن أبی صفیة، ضعیف.والمحفوظ عن النبی صلی الله علیه وسلم فی کفارة المجلس إنما هو : "سبحانک اللهم وبحمدک، أشهد أن لا إله إلا أنت، أستغفرک وأتوب إلیک." وفی ذلک عدة أحادیث خرجها الحافظ المنذری فی "الترغیب(۲/۲۳۶ ـ ۲۳۷)"وتکلمت علی أسانیدها فی "التعلیق الرغیب"، و "الکلم الطیب(۱۱۴)"و"المشکاة(۲۴۳۳)"و "الروض النضیر(۳۰۵، ۳۰۸) "، و "الصحیحة(۳۱۶۴)"وروی حدیث الترجمة من طریق واهیة جدا بزیادة فی متنه، ونقص من طریق بشر بن الحسین :ثنا الزبیر بن عدی عن أنس بن مالک مرفوعا بلفظ : "من سره أن یکال بالقفیز، فلیقل :(سبحان الله حین تمسون) إلی قوله :(وکذلک تخرجون) ، (سبحان ربک رب العزة عما یصفون) " ... إلی آخره. أخرجه الثعلبی فی "التفسیر "(ق ۶۸ ـ ۶۹) ، والواحدی فی "الوسیط (۱/۱۸۵/۳)"وآفته بشر هذا، فإنه کذاب روی عن الزبیر بن عدی موضوعات، رماه بذلک أبو حاتم وغیره .وتقدمت له أحادیث(سلسلة الأحادیث الضعیفة، تحت رقم الحدیث ۶۵۳۰)

وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ" ۱

مگراس حدیث کی سند کو اہلِ علم حضرات نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲

(۶۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ایک درود کی سندی حیثیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک درود ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ،

---

۱ حدثنا يزيد بن هارون، أخبرنا إسماعيل، عن أبي داود الأعمى ، عن بريدة الخزاعي قال :قلنا يا رسول الله، قد علمنا كيف نسلم عليك فكيف نصلي عليك؟ قال :قولوا " :اللهم اجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك على محمد، وعلى آل محمد كما جعلتها على آل إبراهيم إنك حميد مجيد "(مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۹۸۸)

۲ قال شعيب الارنؤوط:إسناده ضعيف جدا، أبو داود الأعمى -وهو نفيع بن الحارث -متروك الحديث، وكذبه ابن معين .إسماعيل :هو ابن أبي خالد الأحمسي.

وأخرجه أحمد بن منيع في "مسنده "كما في "إتحاف الخيرة(۸۴۴۶) "والطبري في "تهذيب الآثار -مسند طلحة بن عبيد الله(۳۵۱)"والخطيب البغدادي في "تاريخ بغداد(۱۴۲/۸ـ ۱۴۳)"من طريق يزيد بن هارون، بهذا الإسناد.

وأخرجه الطبري كذلك (۳۵۰)من طريق محمد بن بشر، عن إسماعيل بن أبي خالد، به.

ومثل حديث بريدة هذا روي عن الحسن البصري مرسلا، عند ابن أبي شيبة ۵۰۸/۲، وإسماعيل القاضي في "فضل الصلاة على النبي(۶۵)"ورجاله ثقات.

وفي كيفية الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم انظر حديث أبي سعيد الخدري السالف برقم (۱۱۴۳۳)وقد ذكرنا تتمة أحاديث الباب هناك(حاشية مسند احمد)

اَللّٰهُمَّ وَتَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد“ [1]

مگراس حدیث کی سند کو محدثین نے شدید ضعیف اور غیر صحیح قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، وعدهن في يدي قال :عدهن في يدي أبو بكر بن أبي دارم الحافظ بالكوفة قال :عدهن في يدي علي بن أحمد العجلي، وقال :لي عدهن في يدي حرب بن الحسن الطحان، وقال لي :عدهن في يدي يحيى بن المساور الحناط وقال لي :عدهن في يدي عمرو بن خالد وعد الإمام أحمد في أيدي من سمع منه ح قال :وحدثنا أبو عبد الرحمن السلمي، وعدهن في يدي، أخبرنا أبو المفضل محمد بن عبد الله الشيباني بالكوفة، وعدهن في يدي، أخبرنا أبو القاسم علي بن محمد بن الحسن بن كاس بالرملة وعدهن في يدي، حدثنا جدي لأبي سليمان بن إبراهيم بن عبيد المحاربي، وعدهن في يدي، حدثنا نصر بن مزاحم المنقري وعدهن في يدي، حدثنا إبراهيم بن الزبرقان وعدهن في يدي، حدثنا أبو خالد عمرو بن خالد وعدهن في يدي قال لي :وعدهن في يدي زيد بن علي، وقال لي :عدهن في يدي أبي علي بن الحسين وقال لي :عدهن في يدي أبي الحسين بن علي، وقال لي :عدهن في يدي علي بن أبي طالب قال لي :عدهن في يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :عدهن في يدي جبريل عليه السلام وقال جبريل هكذا أنزلت من عند رب العزة :اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد، اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد، اللهم وترحم على محمد، وعلى آل محمد كما ترحمت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد، اللهم وتحنن على محمد وعلى آل محمد كما تحننت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد، اللهم وسلم على محمد وعلى آل محمد كما سلمت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد "(شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ۱۴۸۵)

[2] قال ابن حجر:وفي إسناده راو لم يسم كما تقدم وحديث علي رواه الحاكم في علوم الحديث في نوع المسلسل، وفي إسناده عمرو بن خالد، وهو كذاب(التلخيص الحبير، ج ۱ ص ۴۹۲، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

وقال ابن الملقن:وفي إسناده عمرو بن خالد الواسطي الوضاع، وهو من مسلسل الأحاديث وأكثرها لا يصح(البدرالمنير ، ج۴ص ۹۵،كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الحديث الثلاثون بعد المائة)

(۶۱)

”جزی اللہ عنا محمدا بما هو أهله“ پر مخصوص فضیلت کی حدیث

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

”جس نے یہ پڑھا کہ ”جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا بِمَا ھُوَ أَھْلُهٗ “ تو اس نے ہزار صبح تک ستر لکھنے والوں کو تھکا دیا“ [1]

مگر یہ حدیث ضعیف، غریب اور منکر قرار دی گئی ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا أحمد بن رشدين قال :نا هانء بن المتوكل قال :نا معاوية بن صالح، عن جعفر بن محمد، عن عكرمة، عن ابن عباس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من قال :جزى الله عنا محمدا بما هو أهله، أتعب سبعين كاتبا ألف صباح(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۲۳۵، حلية الاولياء لابی نعيم الاصفهانی، ج۳ص۲۰۶)

[2] قال الطبرانی: لم يرو هذا الحديث عن عكرمة إلا جعفر بن محمد، ولا عن جعفر إلا معاوية بن صالح، تفرد به :هانء بن المتوكل (المعجم الاوسط للطبرانی، حواله بالا)

وقال الاصبهانی: هذا حديث غريب من حديث عكرمة وجعفر ومعاوية، تفرد به هانی بن المتوكل الإسكندرانی (حلية الاولياء، حواله بالا)

وقال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير والأوسط، وفيه هانء بن المتوكل، وهو ضعيف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۰۵)

وقال الالبانی:(من قال :جزى الله عنا محمدا بما هو أهله؛ أتعب سبعين كاتبا ألف صباح) منكر .أخرجه الطبرانی فی "الأوسط(۴۴۹/۴)"مصورة الجامعة الإسلامية) قال :حدثنا ابن رشدين :حدثنا هانیء بن المتوكل :حدثنا معاوية بن صالح عن جعفر بن محمد عن عكرمة عن ابن عباس مرفوعا .وقال":لم يروه عن عكرمة إلا جعفر، ولا عنه إلا معاوية، تفرد به هانیء ."

قلت :قال ابن حبان":كان تدخل عليه المناكير، وكثرت، فلا يجوز الاحتجاج به بحال، فمن مناكيره ." ...قلت :فساق له أحاديث، هذا أحدها.

ومن طريقه :أخرجه الطبرانی فی "الكبير "أيضا(۳/۱۲۴/۲) وأبو نعيم فی "أخبار أصبهان (۲۳۰/۲)"وأشار المنذری فی "الترغيب(۲۸۲/۲)"إلى تضعيف الحديث .وقال الهيثمی(۱۶۳/۱۰) "هانیء ضعيف."(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۵۱۰۹)

وقال الالبانی ايضاً:من قال :جزى الله عنا محمدا صلى الله عليه وسلم بما هو أهله، أتعب سبعين كاتبا ألف صباح ."ضعيف جدا.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۶۲)

”اللهم داحی المدحوات“ کے درود کی حیثیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک لمبا درود ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

”اللهم يا داحی المدحوات ويا بانی المبنيات ويا مرسی المرسيات ، ويا جبار القلوب على فطرتها شقيها وسعيدها ، وباسط الرحمة للمتقين ، اجعل شرائف صلواتك ونوامی بركاتك ورأفات تحننك ، وعواطف زواكی رحمتك على محمد عبدك ورسولك ، الفاتح لما أغلق ، والخاتم لما سبق وفالج الحق بالحق ، ودامغ جاشيات الأباطيل كما حملته ، فاضطلع بأمرك مستنصرا فی رضوانك غير ناكل عن قدم ، ولا مثنی عن عزم ، حافظ لعهدك ، ماض لنفاذ أمرك ، حتى أوری قبسا لقلبس آلاء الله تصل بآله أسبابه به هديت القلوب ، بعد

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخرجه الطبرانی فی "الكبير(۲/۲۴/۱/۳) "وعنه أبو نعيم فی "الحلية(۳/۲۰۶) "وابن شاهين فی "الترغيب والترهيب "(ق ۱/۲۶۰) وأبو نعيم أيضا فی "أخبار أصبهان(۲/۲۳۰) "من طرق عكرمة عن ابن عباس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :فذكره.

وقال أبو نعيم:حديث غريب من حديث عكرمة، وجعفر، ومعاوية، تفرد به هانیء .

قلت :وهو ضعيف جدا، قال ابن حبان :كان تدخل عليه المناكير، وكثرت، فلا يجوز الاحتجاج به بحال، فمن مناكيره ." ...

قلت :ثم ساق له أحاديث هذا أحدها، وأورده ابن أبی حاتم (۲/۲/۱۰۲)ولم يذكر فيه جرحا، ولكنه قال :سألت أبی عنه فقال :أدركته ولم أسمع منه، وفی نسخة " :ولم أكتب عنه "وهی الموافقة لما نقله الحافظ فی "اللسان "عن أبی حاتم.

قلت :وكأن أبا حاتم رحمه الله يشير إلى أنه أعرض عنه وتركه، والله أعلم(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۱۰۷۷)

خوضات الفتن والأثم وأنهج موضحات الأعلام إلى ودائرات الأحكام ، فهو أمينك المأمون ، وشاهدك يوم الدين ، وبعيثك رحمة للعالمين ، اللهم افسح له مفسحا عندك ، وأعطه بعد رضاه الرضى من فوز ثوابك المحلول ، وعظيم جزائك المعلول ، اللهم أتمم له موعدك بابتعاثك إياه مقبول الشفاعة عدل الشهادة مرضى المقالة ذا منطق عدل وخطيب فصل ، وحجة وبرهان عظيم ، اللهم اجعلنا سامعين مطيعين وأولياء مخلصين ورفقاء مصاحبين ، اللهم أبلغه منا السلام ، واردد علينا منه السلام“ [1]

مگراس حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے، نیز اہلِ علم حضرات کے بقول اس کو مرفوع حدیث کے بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کا درجہ حاصل ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا محمد بن فضيل ، عن عبد الله الأسدى ، عن رجل ، عن على ، قال : كان يقول : اللهم يا داحى المدحوات ويا بانى المبنيات ويا مرسى المرسيات ، ويا جبار القلوب على فطرتها شقيها وسعيدها ، وباسط الرحمة للمتقين ، اجعل شرائف صلواتك ونوامى بركاتك ورأفات تحننك ، وعواطف زواكى رحمتك على محمد عبدك ورسولك ، الفاتح لما أغلق ، والخاتم لما سبق وفالج الحق بالحق ، ودامغ جاشيات الأباطيل كما حملته ، فاضطلع بأمرك مستنصرا فى رضوانك غير ناكل عن قدم ، ولا مثنى عن عزم ، حافظ لعهدك ، ماض لنفاذ أمرك ، حتى أورى قبسا لقابس آلاء الله تصل بآله أسبابه به هديت القلوب ، بعد خوضات الفتن والأثم وأنهج موضحات الأعلام إلى ودائرات الأحكام ، فهو أمينك المأمون ، وشاهدك يوم الدين ، وبعيثك رحمة للعالمين ، اللهم افسح له مفسحا عندك ، وأعطه بعد رضاه الرضى من فوز ثوابك المحلول ، وعظيم جزائك المعلول ، اللهم أتمم له موعدك بابتعاثك إياه مقبول الشفاعة عدل الشهادة مرضى المقالة ذا منطق عدل وخطيب فصل ، وحجة وبرهان عظيم ، اللهم اجعلنا سامعين مطيعين وأولياء مخلصين ورفقاء مصاحبين ، اللهم أبلغه منا السلام ، واردد علينا منه السلام(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۳۰۱۳۴)

[2] سلامة الكندى عن على رضى الله عنه كيفية الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم اللهم داحى المدحوات قال النخشبى لا يعرف سماع سلامة عن على والحديث مرسل(جامع التحصيل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۶۳)

”صلوات اللہ البر الرحیم“ کے درود کی حیثیت

علامہ سخاوی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول یہ درود نقل کیا ہے کہ:

” لبیک اللھم ربی وسعدیک، صلوات اللہ البر الرحیم والملائکۃ المقلابین والنبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وما سبح لک من شیء یارب العالمین علی محمد بن عبد اللہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی أحكام المراسيل، لصلاح الدين أبو سعيد خليل بن كيكلدی بن عبد الله الدمشقی العلائی ، رقم الترجمة ۲۷۴)

و قال الالبانی: (اللهم داحی المدحوات، وباریء المسموكات، وجبار القلوب على فطراتها شقيها وسعيدها، اجعل شرائف صلواتک، ونوامی بركاتک، ورافع تحيتک على محمد عبدک ورسولک، الخاتم لما سبق،والفاتح لما أغلق ...) . الحديث بطوله . منكر.أخرجه الطبرانی فی " المعجم الأوسط . (۲/۲۷۹/۹۲۴۳)بترقيمی) : حدثنا مسعدة بن سعد :نا سعيد بن منصور :نا نوح بن قيس :نا سلامة الكندی قال: كان علی رضی الله عنه يعلم الناس الصلاة على نبی الله يقول: ...فذكره .وقال: "لا يروى عن علی إلا بهذا الإسناد، تفرد به نوح بن قيس الطاحی ." قلت :هو ثقة ومن رجال مسلم، وإنما العلة من شيخه سلامة الكندی، فإنه لا يعرف إلا برواية نوح، كما فی "تاريخ البخاری "و "الجرح والتعديل "، وأشار إلى هذا الحديث، وذكر أنه "مرسل ."يعنی :أنه منقطع بينه وبين علی رضی الله عنه .وقال الهيثمی فی "المجمع(۱۰/ ۱۶۳):" "رواه الطبرانی فی "الأوسط "وسلامة الكندی، روايته عن علی مرسلة، وبقية رجاله رجال الصحيح." قلت :ما عدا -طبعا -شيخ الطبرانی مسعدة بن سعد -وهو :العطار المكی -ولم اجد له ترجمة، ويظهر أنه من شيوخه المعروفين، فقد روى له فی "الأوسط "نحو خمسة وستين حديثا.

ولم يذكر الهيثمی فی (سلامة الكندی) توثيقا، وهذا منه غريب، فإن الرجل ممن وثقه ابن حبان (۴/۳۴۳)على قاعدته فی توثيق المجهولين، وقلما يفوت الهيثمی العزو إليه. والحديث قال السخاوی فی "القول البديع "(ص ۳۴): "أخرجه الطبرانی وابن عاصم، وسعيد بن منصور، والطبری فی "مسند طلحة "من "تهذيب الآثار "له، وأحمد بن سنان القطان فی "مسنده"، وعنه يعقوب بن شيبة فی "أخبار علی "وابن فارس، وابن بشكوال هكذا موقوفا بسندضعيف ...وقال ابن كثير :هذا مشهور من كلام علی ...، إلا أن فی إسناده نظرا ."(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۶۵۴۴)

خاتم النبيين وسيد المرسلين وإمام المتقين ورسول رب العالمين الشاهد البشير الداعي إليك بإذنك السراج المنير وعليه السلام"

مگر اس درود کے بارے میں علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اس کی سند معلوم نہیں ہو سکی۔ [1]

(۶۴)

اولین وآخرین اور ملأِ اعلیٰ میں ایک درود کی فضیلت کی حیثیت

علامہ سخاوی نے درود شریف سے متعلق ایک روایت کے یہ الفاظ ذکر کئے ہیں کہ:

" اللهم صل على محمد وعلى آل محمد فى الآولين والآخرين وفى الملأ الأعلى إلى يوم الدين"

مگر اس روایت کو علامہ سخاوی نے منکر اور موضوع ومنگھڑت قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] وعن على أيضاً -رضى الله عنه -فى الصلاة على النبى -صلى الله عليه وسلم -(إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا) لبيك اللهم ربى وسعديك، صلوات الله البر الرحيم والملائكة المقلابين والنبيين والصديقين والشهداء والصالحين وما سبح لك من شىء يارب العالمين على محمد بن عبد الله خاتم النبيين وسيد المرسلين وإمام المتقين ورسول رب العالمين الشاهد البشير الداعى إليك بإذنك السراج المنير وعليه السلام رويناه من حديثه فى الشفاء لكن لم اقف على أصله(القول البديع للسخاوى، ۵۴، ۵۵، الباب الاول)

[2] ويروى عن أبى الحسن البكرى وأبى عمارة بن زيد المدنى ومحمد بن إسحق المطلبى قالوا بينما رسول الله -صلى الله عليه وسلم -فى المسجد إذا رجل ملثم بلثام فأسفر عن لثامه وأفصح عن كلامه وقال السلام عليكم يا أهل العز الشامخ والكرم الباذخ فأجلسه النبى -صلى الله عليه وسلم -بينه وبين أبى بكر فنظر أبو بكر إلى الأعرابى وقال يا رسول الله أتجلسه بينى وبينك ولا أعلم على الأرض أحب إليك منى فقال له إن الأعرابى أخبرنى عنه جبريل عليه السلام أنه يصلى على صلاة لم يصلها أحد قبله فقال يا رسول الله كيف يصلى عليك حتى أصلى عليك مثله فقال النبى -صلى الله عليه وسلم -يا أبا بكر أنه يقول اللهم صل على محمد وعلى آل محمد فى الآولين والآخرين وفى الملأ الأعلى إلى يوم الدين فقال يا رسول الله -صلى الله عليه وسلم -فما ثواب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسی طرح ایک روایت میں درود شریف کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

’’اللهم صل على محمد فى الأولين وصل على محمد فى الآخرين وصل على محمد إلى يوم الدين اللهم صل على محمد شاباً فتياً وصل على محمد كهلاً مرضياً، وصل على محمد رسولاً نبياً، اللهم صل على محمد حتى ترضى، وصل على محمد بعد الرضى، وصل على محمد أبداً ابداً، اللهم صل على محمد كما أمرت بالصلاة عليه، وصل على محمد كما تحب أن يصلى عليه، وصل على محمد كما أردت أن يصلى عليه، اللهم صل على محمد عدد خلقک، وصل على محمد رضى نفيک، وصل على محمد زنة عرشک وصل على محمد مداد كلماتک التى لا تنفذ اللهم وأعط محمداً الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة اللهم عظم برهانه وابلج حجته وأبلغه مأموله من أهل بيته وأمته اللهم أجعل صلواتک وبركاتک ورأفتک ورحمتک على محمد حبيبک وصفيک وعلى أهل بيته الطيبين الطاهرين اللهم صل على محمد بأفضل ما صليت على أحد من خلقک، وبارک على محمد مثل ذلک، وأرحم محمداً مثل ذلک اللهم صل على محمد فى الليل إذا يغشى وصل على محمد فى النهار إذا تجلى وصل على محمد فى الآخرة والأولى، اللهم صل على

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هذه الصلاة قال يا أبا بكر لقد سألتنى عما لا أقدر أن أحصيه فلو كانت البحار مداداً والأشجار اقلاماً والملائكة كتاباً يكتبون لفنى المداد وتكسرت الأقلام ولم تبلغ الملائكة ثواب هذه الصلاة رواه أبو الفرج فى كتاب المطرب وهو منكر بل موضوع(القول البديع للسخاوى، ٥٦،٥٧، الباب الاول)

محمد الصلاة التامة وبارک علی محمد البرکة التامة وسلم علی محمد السلام التام اللهم صل علی محمد إمام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة، اللهم صل علی محمد أبد الآبدين ودهر الداهرين، اللهم صل علی محمد النبی الآمی العربی القرشی الهاشمی الأبطحی التهامی المکی صاحب التاج والهراروة والجهاد والمغنم، صاحب الخير والمنبر، صاحب السرايا والعطايا والآيات المعجزات، والعلامات الباهرات، والمقام المشهود والحوض المورود والشفاعة والسجود للرب المحمود، اللهم صل علی محمد بعدد من صلی عليه وعدد من لم يصل عليه“

مگر علامہ سخاوی نے اس روایت کو نقل کر کے فرمایا کہ مجھے اس کی سند معلوم نہیں ہوسکی۔

اور ہم نے بھی جب اس کی سند تلاش کی، تو ہمیں بھی اس کی سند نہ ملی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا سند و تحقیق کوئی بات منسوب کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ [1]

---

[1] ويروی عن زين العابدين علی بن الحسين مما لم أقف علی سنده أنه کان إذا صلی علی جده - صلی الله عليه وسلم -يقول والناس يسمعونه اللهم صل علی محمد فی الأولين وصل علی محمد فی الآخرين وصل علی محمد إلی يوم الدين اللهم صل علی محمد شاباً فتياً وصل علی محمد کهلاً مرضياً، وصل علی محمد رسولاً نبياً، اللهم صل علی محمد حتی ترضی، وصل علی محمد بعد الرضی، وصل علی محمد أبداً ابداً، اللهم صل علی محمد کما أمرت بالصلاة عليه، وصل علی محمد کما تحب أن يصلی عليه، وصل علی محمد کما أردت أن يصلی عليه، اللهم صل علی محمد عدد خلقک، وصل علی محمد رضی نفيک، وصل علی محمد زنة عرشک وصل علی محمد مداد کلماتک التی لا تنفذ اللهم وأعط محمداً الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة اللهم عظم برهانه وابلج حجته وأبلغه مأموله من أهل بيته وأمته اللهم أجعل صلواتک وبرکاتک ورأفتک ورحمتک علی محمد حبيبک وصفيک وعلی أهل بيته الطيبين الطاهرين اللهم صل علی محمد بأفضل ما صليت علی أحد من خلقک، وبارک علی محمد مثل ذلک، وأرحم محمداً مثل ذلک اللهم صل علی محمد فی الليل إذا يغشی وصل علی محمد فی النهار إذا تجلی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۶۵)

’’اللھم صل علی محمد کما تحب وترضیٰ له‘‘ درود کی حیثیت

علامہ سخاوی نے ایک روایت میں درود شریف کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ:

’’اللھم صل علی محمد کما تحب وترضی له أو نحو هذا‘‘

مگر علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اس کی سند کا علم نہیں ہوسکا۔ [1]

(۶۶)

’’صلاۃ لک رضا‘‘ درود کی حیثیت

علامہ سخاوی نے ایک روایت یہ ذکر کی ہے کہ:

’’جس نے جمعہ کے دن سات مرتبہ یہ درود پڑھ لیا، تو اس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہوجائے گی:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وصل على محمد فى الآخرة والأولى، اللهم صل على محمد الصلاة التامة وبارک على محمد البركة التامة وسلم على محمد السلام التام اللهم صل على محمد إمام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة، اللهم صل على محمد أبد الآبدين ودهر الداهرين، اللهم صل على محمد النبى الآمى العربى القرشى الهاشمى الأبطحى التهامى المكى صاحب التاج والهراروة والجهاد والمغنم، صاحب الخير والمنبر، صاحب السرايا والعطايا والآيات المعجزات، والعلامات الباهرات، والمقام المشهود والحوض المورود والشفاعة والسجود للرب المحمود، اللهم صل على محمد بعدد من صلى عليه وعدد من لم يصل عليه (القول البديع للسخاوى، ۵۸ و ۵۹، الباب الاول)

[1] وفى الشفا لبن سبع مما لم أقف على سنده أن النبى -صلى الله عليه وسلم -كان لا يجلس بينه وبين أبى بكر أحد فجاء رجل يوماً فأجليه عليه الصلاة والسلام بينهما فتعجب الصحابة من ذلک فلما خرج قال النبى -صلى الله عليه وسلم -هذا يقول فى صلاته على اللهم صل على محمد كما تحب وترضى له أو نحو هذا قلت وعلى تقدير ثبوت هذا فلعله -صلى الله عليه وسلم - أراد تأليف قلب ذلک الرجل واستمراره على الإسلام واستقامة أمره وترغيب الحاضرين فى الصلاة عليه بتلک الكيفية أو غير ذلک مما لا يستلزم أن غير أبى بكر -رضى الله عنه -أقرب منه ولا أحب ولله الفضل (القول البديع للسخاوى، ۵۷، الباب الاول)

”اللهم صل على محمد وعلى آل محمد صلاة لک رضا و الحقه أداء وأعطه الوسيلة والمقام المحمود الذى وعدته وأجزه عنا ما هو أهله وأجزه عنا من أفضل ما جزيت نبياً عن أمته وصل على جميع أخوانه من النبيين والصالحين يا أرحم الراحمين“

مگر علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اس کی سند معلوم نہیں ہوسکی۔ [1]

(۶۷)

”أسألک أن تصلی علی محمد“ کی حیثیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں درجِ ذیل درود شریف کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ:

”اللهم إنک لست برب استحدثناک ولا معک إله أعانک على خلقنا ولا معک رب فنشک فی ربوبيتک أنت ربنا كما نقول وفوق ما يقول القائلون أسألک أن تصلی على محمد وأن تبرئنی ببراء تی“ [2]

---

[1] وروى ابن أبى عاصم فى بعض تصانيفه بسند لم أقف عليه عن .....مرفوعاً من قال اللهم صل على محمد وعلى آل محمد صلاة لک رضا والحقه أداء وأعطه السيلة والمقام المحمود الذى وعدته وأجزه عنا ما هو أهله وأجزه عنا من أفضل ما جزيت نبياً عن أمته وصل على حميع أخوانه من النبيين والصالحين يا أرحم الراحمين من قالها فى سبع جمع فى كل جمعة سبع مرات وجبت له شفاعتى (القول البديع للسخاوى، ۵۷، الباب الاول)

[2] حدثنى أبو محمد الحسن بن إبراهيم الأسلمى الفارسى من أصل كتابه، ثنا جعفر بن درستويه، ثنا اليمان بن سعيد المصيصى، ثنا يحيى بن عبد الله المصرى، ثنا عبد الرزاق، عن معمر، عن الزهرى، عن سالم، عن عبد الله بن عمر، قال: كنا جلوسا حول رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ دخل أعرابى جهورى بدوى يمانى، على ناقة حمراء فأناخ بباب المسجد، فدخل فسلم ثم قعد فلما قضى نحبه، قالوا: يا رسول الله، إن الناقة التى تحت الأعرابى سرقة، قال: أثم بينة؟ قالوا: نعم يا رسول الله، قال: يا على

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن محدثین نے اس روایت کو سند کے اعتبار سے جھوٹی اور باطل قرار دیا ہے۔ [1]

(٦٨)

حضرت عبداللہ بن زبیر سے منقول ایک تشہد کی سندی حیثیت

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے نماز کا ایک تشہد ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

''بسم الله، وبالله خير الأسماء ، التحيات الطيبات الصلوات لله، أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، أرسله بالحق بشيرا ونذيرا، وأن الساعة آتية لا ريب فيها، السلام

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

خذ حق الله من الأعرابى إن قامت عليه البينة وإن لم تقم فرده إلى قال :فأطرق الأعرابى ساعة فقال له النبى صلى الله عليه وسلم :قم يا أعرابى لأمر الله وإلا فادل بحجتك فقالت الناقة من خلف الباب :والذى بعثك بالكرامة يا رسول الله، إن هذا ما سرقنى ولا ملكنى أحد سواه، فقال له النبى صلى الله عليه وسلم :يا أعرابى بالذى أنطقها بعذرك ما الذى قلت؟ قال :قلت :اللهم إنك لست برب استحدثناك ولا معك إله أعانك على خلقنا ولا معك رب فنشك فى ربوبيتك أنت ربنا كما نقول وفوق ما يقول القائلون أسألك أن تصلى على محمد وأن تبرئنى ببراء تى، فقال له النبى صلى الله عليه وسلم :والذى بعثنى بالكرامة يا أعرابى لقد رأيت الملائكة يبتدرون أفواه الأزقة يكتبون مقالتك فأكثر الصلاة على (مستدرك حاكم، رقم الحديث ۴۲۳۶)

[1] قال الحاكم: رواة هذا الحديث عن آخرهم ثقات ويحيى بن عبد الله المصرى هذا لست أعرفه بعدالة، ولا جرح "

و قال الذهبى فى التلخيص: هو كذب.

و قال الالبانى: وقال الحاكم ":رواة هذا الحديث عن آخرهم ثقات، ويحيى بن عبد الله المصرى هذا لست أعرفه بعدالة ولا جرح ." وتعقبه الذهبى بقوله ":قلت :هو الذى اختلقه ." وقال فى ترجمته من "الميزان ... ":"عن عبد الرزاق فذكر حديثا باطلا بيقين، فلعله افتراه ." وأقره الحافظ فى "اللسان "وزاد :أن الحديث أورده الحاكم وقال ":وهذا موضوع على الإسناد المذكور، وقد أخرجه الطبرانى فى "الدعاء "من طريق سعيد بن موسى الأزدى الحمصى عن الثورى عن عمرو بن دينار عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما فذكر نحوه بطوله، واليمان ضعيف كما سيأتى فى ترجمته، وهو بسعيد أشبه، فلعله انقلب على اليمان، وسعيد تقدم أنه متهم بالوضع "(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۱۱۵۳)

علیک أیها النبی ورحمة الله، السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین، اللهم اغفر لی واهدنی“ [1]

مگر تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ محدثین نے اس روایت کو سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

(۶۹)

حضرت ابنِ مسعود سے منقول ایک تشہد کی سندی حیثیت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک سلام یہ مروی ہے کہ:

”التحیات لله والصلوات والطیبات ,السلام علیک أیها النبی ورحمة الله وبرکاته ,السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین , أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله ,اللهم صل علی محمد وعلی آل بیته کما صلیت علی إبراهیم إنک حمید مجید ,اللهم بارک علینا معهم ,صلوات الله وصلوات

---

[1] حدثنا محمد بن مسکین، قال :نا سعید بن الحکم، قال :أنا ابن لهیعة، قال : حدثنی الحارث بن یزید، أن أبا الورد، حدثه أنه، سمع عبد الله بن الزبیر، یقول " :إن تشهد رسول الله صلی الله علیه وسلم الذی کان یتشهد به :بسم الله، وبالله خیر الأسماء ، التحیات الطیبات الصلوات لله، أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، أرسله بالحق بشیرا ونذیرا، وأن الساعة آتیة لا ریب فیها، السلام علیک أیها النبی ورحمة الله، السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین، اللهم اغفر لی واهدنی "(مسند البزار، رقم الحدیث ۲۲۲۹)

[2] قال البزار: وهذا الحدیث لا نعلمه یروی بهذا اللفظ فی تشهد النبی صلی الله علیه وسلم، إلا عن ابن الزبیر بهذا الإسناد، وأبو الورد فلا نعلم روی عنه إلا الحارث بن یزید، والحارث بن یزید فقد روی عنه ابن لهیعة وغیره (مسند البزار)

و قال الهیثمی. ومداره علی ابن لهیعة ، وفیه کلام(مجمع الزوائد ، ج۲، ص ۱۴۱)

وقال العسقلانی: قال الطبرانی تفرد به ابن لهیعة قلت وهو ضعیف ولا سیما وقد خالف وحدیث معاویة رواه الطبرانی فی الکبیر(التلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر)

المؤمنين على محمد النبى الأمى“ [1]

مگر تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کی سند کو بھی محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان

۷/ رمضان المبارک/ ۱۴۳٦ھ 25/ جون/ 2015ء بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

---

[1] حدثنا أحمد بن محمد بن يزيد الزعفرانى ,ثنا عثمان بن صالح الخياط ,ثنا محمد بن بكر ,ثنا عبد الوهاب بن مجاهد ,حدثنى مجاهد ,حدثنى ابن أبى ليلى ,أو أبو معمر قال :علمنى ابن مسعود التشهد وقال :علمنيه رسول الله صلى الله عليه وسلم كما يعلمنا السورة من القرآن :التحيات لله والصلوات والطيبات ,السلام عليك أيها النبى ورحمة الله وبركاته ,السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين ,أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله ,اللهم صل على محمد وعلى آل بيته كما صليت على إبراهيم إنك حميد مجيد ,اللهم بارك علينا معهم ,صلوات الله وصلوات المؤمنين على محمد النبى الأمى ,السلام عليكم ورحمة الله وبركاته .قال: وكان مجاهد يقول :إذا سلم فبلغ وعلى عباد الله الصالحين فقد سلم على أهل السماء وأهل الأرض(سنن الدارقطنى، رقم الحديث ۱۳۳۸ ، المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۹۹۳۷)

[2] قال الدارقطنى:ابن مجاهد ضعيف الحديث(سنن الدارقطنى)

وقال الهيثمى:رواه الطبرانى فى الكبير وفيه عبد الوهاب بن مجاهد وهو ضعيف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۸۷۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسنون اذکار اور دعاؤں

کے

فضائل واحکام

معتبر احادیث کی روشنی میں باسند و باحوالہ طریقہ پر دن ورات، صبح وشام اور متفرق
اوقات وحالات کی مسنون ومستحب دعائیں اور اذکار
دلنشین فوائد وتشریحات کے ساتھ

مصنِّف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی